

جوابِ عشق

WWW.PAKSOCIETY.COM

آخری عشق نمبر

جولائی 2014

S:90

ماں کی یاد میں

----- علی شان لاہور

ماں ماں کیا مٹھاس ہے ان الفاظوں میں قسم خدا کی دل کو بہت سکون ملتا ہے ماں دونوں ہونٹ بچو جاتے ہیں پیاری ماں کا نام لینے سے اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی بھی رشتہ عزیز نہیں ہے ماں بھی ماں اگر باپ چھوڑ جائے تو ماں ہی باپ بن کر اولاد کو ہر وہ خوشی دیتی ہے جو ماں باپ دونوں سے ملتی تھی اور ماں ہی باپ ماں ہی دوست ماں ہی گھر کی رونق ماں ہی وہ خانہ کعبہ جس ایک بار پیار سے دیکھ لیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہاری حج ادا ہوگئی اور ماں ہی دنیا کی وہ ہیراز جو اپنی اولاد کے ہر عیب چھپاتی ہے ماں ہی امداد جو اپنے بچے کو کبھی بھی درد میں دیکھ کر سکون نہیں دیتی جب تک اس کا لال ٹھیک نہ ہو جائے ماں ہی ہر رشتہ ہے ماں کسی بھی رشتے کا احساس نہیں ہونے دیتی ماں آج میں لوگوں کو وہ باتیں بتانے جا رہا ہوں جو آج تک میرے دل میں ہی رہیں تھیں راز کی باتیں ہیں ماں جب بھی میں گھر سے باہر نکلتا ہوں تو مجھے گرمی ستاتی ہے سردی لگ جاتی ہے لیکن یہ بات میں نے آزمائی ہے کہ جب آپ کا دیدار پیار سے کر کے جاتا ہوں تو مجھے کچھ بھی نہیں ہوتا ماں میں آپ کو خوش کر کے جاتا ہوں تو کیا آپ میرے جانے کے بعد میرے لئے دعائیں کرتیں ہیں اسی لیے تو مجھے گرمی سردی کا احساس نہیں ہوتا کیوں کہ آپ کی دعائیں میرے سر پر ہمیشہ سایہ بن کر رہتی ہیں اور دوسری بات ماں آپ کو تو پتہ ہے میں آپ کے پاؤں کی طرف بیٹھ کر کھانا کھاتا ہوں جانتی ہیں کیوں میں نے آپ سے دور بیٹھ کر جب بھی کھایا ہے مجھے ذرا مزہ نہیں آتا ماں آپ سے باتیں کرتے کرتے کھانا رہتا ہوں روح کو جسم کو اک سکون سامنا جاتا ہے بان گل میں اپنے دوست کے گھر گیا وہ کالی عرصے بعد آیا تھا جب وہ اپنے گھر کا دروازہ گزرا تو اس کی ٹہنیوں پر ٹھل گئیں کیوں کہ پہلے اس کی ماں اس کے آنے کی خبر سن کر گھر کو صاف کر کے اس کے لیے طرح طرح کے کھانے بنا کر دروازے میں کھڑی ہو کر اس کا انتظار کرتی تھیں مگر آج جب وہ گھر گیا تو دیواروں سے اپنا سر ٹکرا کر بہت رو دیا ماں کو ہر کمرے میں جا کر آوازیں دیں ہر کونے میں ڈھونڈا مگر اس کی ماں کی آواز نے اسے ایک بار بھی نہیں پیار سے کہا بسم اللہ میرا لال آگیا نہ کسی نے اس کا ہاتھ چومنا نہ کسی نے اسے دونوں ہاتھوں سے اس کے سر پر پیار ہی دیا ماں جب میں نے یہ منظر دیکھا تو مجھ سے رہا نہیں گیا میں نے اسے چپ نہیں کروایا میں تو بھاگا کہ ہائے میری امی ماں مجھے ایسا لگا کہ دنیا اندھیری ہوگئی ہے دنیا بے رونق ہوگئی ہے زندگی بھری ہے سانسیں انک رہی ہیں میں مجھے نہیں پتہ میں گرتا سنبھلا کیسے گھر تک آیا تھا آپ سو رہی تھیں مگر نجانے میں کوئی گستاخی کر لیتا آپ کو جگانے کی مگر آپ گہری نیند میں تھیں میری آوازوں سے نہ اٹھیں تو میں نے چپکے چپکے آپ کے پاؤں چومے میں نے اپنے لب بہت ہی آہستہ آپ کے پاؤں کو لگائے کہ میری امی جان کی نیند خراب نہ ہو جائے پھر جب تک آپ جاگتیں نہیں میں وہی پر بیٹھا آپ کے چامنے کا انتظار کرتا رہا جب آپ جاگ گئیں تو میں نے آپ کی گود میں سر رکھ کر آپ کے ہاتھ چومے ماں مجھے پتا نہیں کیوں کچھ ہی دیر میں آپ کی کئی ماہر دیتی ہے ماں بھی بھی مجھے اپنی آنکھوں سے دور نہ کرنا آپ کی جدائی میری موت ہے ماں آنی لو جو کتنی پیاری ہیں آپ۔ علی شان۔

جواب میں 2014
Digest.pk

2014 جولائی 6 Digest.pk

اسلامی صفحہ

درد پاک کی برکات

مخ میں ایک امیر کبیر سوداگر رہتا تھا اس کے دو لڑکے تھے اس خوش نصیب کے پاس دنیاوی دولت کے علاوہ ایک نعمت عظمت یہ تھی کہ اس کے پاس سرکارِ دو عالم ﷺ کے تین بال مبارک تھے جب وہ خوش بخت فوت ہوا تو اس کے دونوں بیٹوں نے باپ کی جائیداد آپس میں تقسیم کر لی اور جب موئے مبارک کی باری آئی تو بڑے لڑکے نے ایک بال مبارک خود لے لیا اور ایک چھوٹے کو دے دیا تیسرے بال مبارک کے بارے میں بڑے نے کہا کہ اسے آدھا آدھا کر لیں چھوٹے نے کہا اللہ کی قسم میں ایسا نہیں ہونے دوں گا کون ہے جو رسول ﷺ کے بال مبارک کو توڑے بڑے نے جب اپنے چھوٹے بھائی کی عقیدت اور ایمانی تقاضا دیکھا تو بولا اگر تجھے اس بال کے ساتھ اتنی ہی محبت ہے تو یوں کر یہ تینوں بال تو رکھ لے اور باپ کی جائیداد کا اپنا حصہ بھی مجھے دے دے چھوٹے نے یہ سن کر کہا واہ رے قسمت مجھے اور کیا چاہئے ایمان والا ہی اس نعمت عظمیٰ کی قدر جانتا ہے دنیا دار کھینچ کیا جانے چنانچہ بڑے نے دنیا کی دولت لے لی اور چھوٹے نے تینوں موئے مبارک لے لیے اور انہیں بڑے ادب و احترام سے رکھ لیا جب شوق غالب ہوتا تو زیارت کر لیتا اور درد پاک پڑھتا اور اس ذاتِ جل جلال کی بے نیازی دیکھو کہ اس کے بڑے بھائی کا مال چند دنوں میں ہی ختم ہو گیا اور وہ کنگال ہو گیا بقول شاعر

دنیا پیچھے دین و نبیا تے دلی نہ چلی ساتھ۔۔۔ حیر کو ہاڑ لہا ریا مور کھا سنے ہاتھ

اللہ تعالیٰ نے چھوٹے کے مال میں برکت ڈال دی اور وہ خوش حالی ہو گیا پھر جب حبیب خدا ﷺ کا جائیداد وفات پا گیا تو کسی نے خواب میں دیکھا رحمتِ دو عالم حضرت محمد ﷺ کی زیارت کی اور اسے بھی ساتھ دیکھا سیدنا دو عالم ﷺ نے فرمایا۔ اے میرے امتی تو لوگوں میں اعلان کر دے جس کسی کو کوئی حاجت کوئی مشکل پیش ہو تو وہ اس قبر پر حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے سوال کرے اس نے بیدار ہو کر اعلان کر دیا تو اس عاشقِ رسول ﷺ کی قبر مبارک کو ایسی مقبولیت نصیب ہوئی کہ لوگ دھڑا دھڑا اس قبر پر حاضر ہونے لگے اور پھر یہاں تک نوبت آئی کہ کوئی سوار ہو کر وہاں سے گزرے تو برائے ادب سواری سے نیچے اتر جاتا اور پیدل چلتا اور نزہۃ المجالس میں ہے کہ بڑے بھائی کا مال ختم ہو گیا اور وہ بالکل فقیر ہو گیا اس نے خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا اور اپنی حالت کی شکایت کی نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے بد نصیب تو بال مبارک پر دنیا کو ترجیح دی اور تیرے بھائی نے وہ موئے مبارک لے لیا اور جب وہ بال مبارک کو دیکھتا تو مجھ سے درد پڑھتا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو دونوں جہانوں میں نیک اور سعید کر دیا تب وہ بیدار ہوا تو چھوٹے بھائی کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے خادموں میں شامل ہو گیا۔ (نزہۃ المجالس۔)

جولائی 2014

Digest.pk

اسلامی صفحہ

PAKSOCIETY

ولی محمد اعوان لاہور اور عافیہ گوندل کی شاعری

غزل
میری ہر نظر تیری منتظر تیری ہر نظر
کسی اور کسی
میری زندگی تیری زندگی تیری
زندگی کسی اور کسی
کبھی وقت جو ملے تیری ہر گھڑی
کسی اور کسی
مجھے صرف تیری طلب تھی پر جانے
مجھے تو کیوں نہ ملا
تو اسے ملا میرے سامنے جیسے تھی
طلب کسی اور کسی
وقت بھی ملے تو ذرا آ کے دیکھ
میرے حالات کو
کوئی الودعی موسم کا ذکر چھڑے تو
میرے اشعار وہ ہیں جتنے اس کے
کر دینا نام تو
تیری تلاش میں ہم بٹو دکھو دیا ولی
مجھ کو تیرے ملنے کی آس رہتی ہے
آج بھی
سکھا دیا ہے سب کو ہنسا ہنسا ہم نے
رکھا نہیں ہے پاس کوئی بھی لوٹا دیا
ہم نے
اب میری ہر نظر ٹھہری ہے منتظر
تیری
تو زندگی بن گیا ایس جب سے
میری
غزل
خاک مجھ میں کمال رکھا ہے

آقا تیری دھتوں نے پال رکھا
دسک
کیا ہے ملتا جواب دیکھیں گے
عدل کرے تے تھر تھر کہیں
ہو چھاں شانا والے
جے گرم کریں تے بخشے جادوں نور
جئے منہ کالے
عجیب قصہ سنا دیا ہے
کہ جس کو سن کے تمام پتے سک
رہے تھے جگ رہے تھے
جانے کس سانچے کے غم میں شجر
جڑوں سے اکٹڑ چکے ہیں
بہت تلاش ہم نے تم کو ہر رستہ ہر
اک وادی
ہر اک پریت ہر اک وادی
تھر کہیں سے یہ خبر نہ آئی تو یہ کہہ
کے ہم نے دل کو ٹالا
ہوا تھے گی تو دیکھ لیں گے
ہم اس کے دستوں کو ڈھونڈ لیں
گے
مگر ہماری یہ خوش خیالی جو ہم کو
بر باد کر گئی تھی
ہوا تھی تھی ضرور لیکن بڑی ہی
مدت گزر چکی تھی
ہمارے بالوں کے جنگلوں میں
سفید چاندی اتر چکی تھی
فکل پہ تارے نہیں رہے تھے
گلاب پیارے نہیں رہے تھے
عافیہ گوندل

یہ بازی حق کی بازی ہے یہ بازی
تم ہی ہارو گے
ہر گھر سے مجاہد نکلیں گے تم کتنے
مجاہد ہارو گے
دل کی دھڑکن کہتی ہے کہ آمد ہے
میرے پیار کی
کس نے آکر چھڑی ہے یہ تار جو
ہے میرے پیار کی
ایم ولی اعوان گوندل وادی

بقیہ عافیہ گوندل
انکو جب بے نقاب دیکھیں گے
اک مہکتا ہوا گلاب دیکھیں گے
ان کا چہرہ کتاب جیسا ہے
پڑھ کے ہم یہ کتاب دیکھیں گے
دو برو میرے چاند سے اب کے
آج ہم بے حساب دیکھیں گے
سایہ اس وقت زحل چکا ہوگا
مڑ کے جب بھی جناب دیکھیں
گے چل کے عافی آج تم بھی

Digest.pk

عزیز

جس پہ جنتی ہیں مثالی آنکھیں
بھری بھر یہ ہیں شرم و حیا سے
حیا جو آئی تو جھٹک لیں آنکھیں
دیکھیں تمہیں جو سراغھا کے
ہولے ہولے مسکرا دی آنکھیں
نگاہیں تم سے جو مل گئی ہیں
شرم سے پھر تپکا دی آنکھیں
آنکھیں یہ تیری آنکھیں
دیکھا جو تم کو بتا دی آنکھیں
ماری ڈالو کے نظروں سے مجھ کو
کہا تو میں نے ہٹا لی آنکھیں
دیکھتے ہو جو روز چہرہ بڑی مدت
ست ہیں سنبھالی آنکھیں
ماشا، اللہ شمشے بدور
اللہ اللہ یہ نرالی آنکھیں
کس نے اب یہ تعریف کر دی
اس نے کاجل سے سجالی آنکھیں
رومی آنکھوں میں کتنے ہیں دیپ
روشن
کبھی خوشیوں سے ہوں نہ خالی
آنکھیں
عبدالجبار رومی انصاری لاہور

لا رہے دے دے کے کسی کر دے
ہو رشکار ہائے
وراصل یا سین تے لت رکھ سکے
تسی چٹا چاہندے پار ہائے
.....
اے رب سائیں عرش دی تختی
توں اک نگوں لفظ منا چا
بچ وقت عبادتاں کراں میں
میرے رونڈے نین ہسا چا
تو آپ رحیم کریم جو ہیں میرے
اجڑے بخت بنا چا
باقی قسمت محسن دی اپنی ہے اک
وار تے یار ملا چا
.....
محسن بدنام زمانے میں بدنام تو
ہونا پڑتا ہے
کس دل کو پیار کیا جائے اسے پھر
ہونا پڑتا ہے
یہ دولت والوں کی یہاں دلوں کا
کوئی بھاؤ نہیں
دوہلی کی خوشیاں ملتی ہیں پھر زندگی
بھر دونا پڑتا ہے
محمد اعجاز احمد محسن، خاندوال

غزلیات
عمر بھر کا بنایا تو نے ہمسفر تمہیں
مبارک
میری نئی زندگی یہ تھی منزلیں یہ نیا
سفر تمہیں مبارک
تو بن کے دلہن جسے ملی ہے شباب
تیرا اسے مبارک
یہ لال جوڑا یہ مسکراہٹ صدا ہو
دلبر تمہیں مبارک
خدا کرے تیری زندگی میں بھی
خزاں نہ آئے
بہاروں کا یہ حسین موسم حسین منظر
تمہیں مبارک
اب میری ضرورت کہاں رہی
تمہیں تو سانس مل گیا ہے
یہ غم تجا کی مجھے ملی ہے خوشیوں کا
گھر تمہیں مبارک
تیرے میرے اے جان جانا
راستے اب جدا ہو گئے ہیں
میں چھوڑ کر جا رہا ہوں زنی یہ تیرا
شہر تمہیں مبارک
محمد زکریا زنی - خندا نعل
قطعہ

غزل
اک روز محبت سے بلاؤ تو سہمی تم
آنکھیں میری آنکھوں سے ملاؤ تو
سہمی تم
اک مدت سے بڑا ہی ہیں نگاہیں

آنکھیں
بڑی بڑی غزالی آنکھیں
مجھ کو ملتی ہیں نرالی آنکھیں
شوخی و چٹپٹ ہے چہرہ تیرا

تسی ہو دے دے لگے ہائے
تیسری ہر کے دیا پیار ہائے
اسی چھوٹی جتنی مخلوق خدا دی
تسی ڈھول بھر پہ کار ہائے
سانوں عارضی شگفتہ دے

Digest.pk

میں نے ٹولے ہوئے لوگوں کو
اٹھانا چاہا
اور لوگوں نے سر راہ مجھ کو گرایا اکثر
میں نے چاہت کے زمانے میں
تماشہ کیا
اپنے ڈھلتے ہوئے انگلیوں کو چھایا
اکثر

میں جو دنیا کی بھیڑ میں گم ہوں
کنول
میں اس کو تانے کی کوشش کروں
کی
مس فوز یہ کنول

غزل

یوں تیرے ترک تعلق سے
شکایت کسی
پھوڑ دیتا ہے میرا ساتھ بھی سایا
اکثر
آمنہ شہزادی جہانیاں

اپنے ہاتھوں کے لیے گجرا بنالے
مجھ کو
اپنی نازک سی کلائی میں سجالے مجھ
کو
بڑی چاہت سے کبھی اور بڑی
حسرت سے اک ادا سے کبھی سننے
سے لگالے مجھ کو

غزل

اک بار کر کے اعتبار لکھ دو
کتنا ہے مجھ سے پیار لکھ دو
کتنی نہیں ہے بیخودی اب
تیرے سن
ترس رہا ہوں مدت سے
اس بار اپنی محبت کا اعتبار لکھ دو
دیوانہ ہو جاؤں جسے پڑھ کر میں
کبھی اسکی غزل تم میری جان لکھ
دو
زیادہ نہیں لکھ سکتے تو مت لکھو
محبت بھرے دو چار الفاظ لکھ دو
اک بار لکھو مجھے محبت ہے تم سے
پرہی جملہ بار بار لکھ دو
بشارت علی نو بہ یک سنگھ

جس کے لہرانے سے خوشبو نہیں
ہواؤں کو طپیں
اپنے آہل میں کسی روز چھپالے
مجھ کو
چوم کے اور مجھوم کے دھیرے
دھیرے
تو کبھی جھیل سی آنکھوں میں سالے
مجھ کو
اپنے ہاتھوں کے لیے گجرا بنالے
مجھ اپنی نازک سی کلائی میں سجالے
مجھ کو
محمد شعیب رسول ہارون آباد

غزل

میں نے الفت کے تقاضوں کو
نبھایا اکثر
اور لوگوں نے میرا درد بڑھایا اکثر

غزل

چاہت لیکن ملائی نہیں

میری
آج کل ذرا چہرے سے ہٹاؤ تو کسی
تم
ساغر سے تو پیٹے ہوئے عمر کی ہے
ہونٹوں کے بگنی جام پیلاؤ تو کسی
تم
اے جان جہان جان وفا جان تمنا
اے جان جگر مجھ میں ساؤ تو کسی
دن
پونجھ تو کسی اشک کسی دیہ ترکے
مگرتے ہوئے لوگوں کو اٹھاؤ تو
کسی تم
مس فوز یہ کنول

غزل

تجھے بھول جانے جانی کی کوشش
کروں گی
ستم خود پا حانے کی کوشش کروں
کی
چھپانے سے بھی مشت چھپتا نہیں
ہے
مگر میں چھپانے کی کوشش کروں
کی
مجھے نہ ہر لگتے ہیں چہروں پہ
چہرے
میں پردے اٹھانے کی کوشش
کروں گی
سنا ہے دیوار میں بھی سنتی ہیں باتیں
میں گم دل سنانے کی کوشش کروں
گی میں کوشش کروں گی کہ وعدہ
نبھاؤں
صداسکرانے کی کوشش کروں گی

Digest.pk

بہت کوشش کی مگر قاصد مٹا ہی نہیں
اس زمانے نے مجھ کو ہی اس قدر
کردیا تھا
کہ میری کسی صدا پر وہ رکائی نہیں
ہر اک سے سبب پوچھا تیرے نہ
ملنے کا
ہر اک نے کہا وہ تیرے لیے بنائی
نہیں
میں تمام تر کوشش کے باوجود تمہیں
ہار گیا
اور تو اسے مل گیا جس نے تجھے
مانگا ہی نہیں
اتنی شدت سے خادم نے چاہا تھا
وہ کسی اور کا ہوا
شاید اس دنیا میں محبت کا کوئی صلہ
ہی نہیں

تنہائی

پھر تاروں بھری راتیں ہیں
پھر خوشبو کی بار راتیں ہیں
پھر شام کا ٹھنڈا آئینہ ہے
اور ایک بھٹکتا بادل ہے
پھر ساون فوٹ کے برسا ہے
اور یہ دل اتنا ترسا ہے
پھر دنیا کے ریلوں میں پھر زندگی
کے سیلوں میں
تیری یاد کی شہنائی ہے
میں ہوں اور میری تنہائی ہے
محمد خادم کنگ ڈیر امراد جہانی

غزل

مجھ سے ملتا تھا تو ملتا تھا جبراً کر

آنکھیں
پھر وہ کس کے لیے رکھتا تھا سجا کر
آنکھیں
میں اسے دیکھتا رہتا تھا جہاں تک
دیکھوں
اک وہ جو دیکھے نہ اٹھا کر آنکھیں
اس جگہ آج بھی بیٹھا ہوں اکیلا
یارو
جس جگہ وہ چھوڑ گیا تھا ملا کر
آنکھیں
مجھ سے لگائیں وہ اکثر چرجا لیتی ہے
یاسین
میں نے کاغذ پر بھی دیکھیں ہیں
بیانیں آنکھیں

غزل

بات دن کی نہیں مجھے رات سے
ڈر لگتا ہے
گھر کچا ہے میرا مجھے برسات سے
ڈر لگتا ہے
اس نے تحفے میں دیئے مجھ کو خون
کے آنسو
زندگی اب تیری ہر ساعت سے
ڈر لگتا ہے
چھوڑ دیا کی باتیں اب کوئی اور
بات کرو
اب تو پیار کی ہر بات سے ڈر لگتا
ہے
میری خاطر کہیں وہ بدنام نہ ہو
جائے

اس لیے اس کی ہر ملاقات سے ڈر
لگتا ہے

اپنوں میں رہ کر ہم نے ایسے ذہم
کھائے یاسین
کہ ہمیں تو اب اپنی ذات سے ڈر
لگتا ہے
محمد یاسین، پلہوا آنہ موڑ

غزل

موسم بدل بدل گئے ہم دونوں ہی
اب تو روتے رہتے ہیں ہم دونوں ہی
کس سے کریں شکوہ اب ہم یہ
ہسو پتے رہتے ہیں ہم دونوں ہی
اب کی بار جب دور ہوئے ہم
ملنے کو ترستے رہتے ہیں ہم دونوں
ہی
تم بھول جاؤ ہم تو اچھا ہے
اب تو یہی کہتے رہتے ہیں ہم
دونوں ہی
کل شب ہماری ملاقات ہوئی تو
گلے لگا کر روئے پھر ہم دونوں ہی
سولو گوندل

یاد رکھنا

وہ جارہا تھا پردیس میں میرا دل کیا
میں روک لوں مگر میں روک نہ پائی
وہ جاتے ہوئے میرا ہاتھ پکڑ کر
بولا اپنا خیال رکھنا دعاؤں میں یاد
رکھنا

بے وفا

وہ خود بے وفا تھا ہم کو بے وفا کہتا
رہا ہم بھی چپ چاپ سنتے رہے
یاد خود کو بے وفا کہتے رہے

Digest.pk

سونوں کو نڈل جہلم

غزل

ذرا جھٹھے نہیں تیر ہوا کے ستم
ذہانے لگے وہ پلا کے
میری بد نصیبی دیکھو وہ دستک دینا
ربا میں سمجھا جھوٹے ہیں ہوا کے
معلوم ہے اسے میرے گھر کا رستہ
کوئی بھٹکاندے اسے
چراغ کون جگر سے کیسے روشن ہو
ساتھ میں گھر کو بھی رکھا جلا کے
سارا عالم ہے خوش نہال میں کیوں
ہوں غموں سے غم حال
حسد نہیں مجھے زمانے سے نقد پر بتا
تجھے کیا ملا مجھے دلا کے
تمہی ریزہ ریزہ میری ذات اس
نے بانہوں میں سمیٹ لیا انسو
اپنوں نے کیا جگر میرا چھلی تیر
باتوں کے چلا کے
جی نہ پاؤں گا بن تیجے مجھے عزیز
موت تجھے حیات خلیل
نہیں درد کام مجھے تیری دعا زندگی
بعد جام جدائی پلا کے
خلیل احمد ملک شیدائی شریف

اک رشتہ تھا تیرے ساتھ میرا تو
نے وہ بھی ہل بھر میں توڑ دیا
میں نے سوچا تھا ملے گا ساتھ تیرا تو
نے تنہا مجھے چھوڑ دیا
جو وعدے مجھ سے کئے تھے محبت
کے ہر وعدہ محبت کا تو نے توڑ دیا
دکھلا کر راستہ بھولوں کا تھوڑے کے

راستے پہ چھوڑ دیا
جو پایا تھا خود دستی کا تو نے وہ بھی
مجھ کو سوڑ دیا
اپنے فیصلے پر ذرا غور کرنا کہ تو نے
دکھ کے سوا کچھ اور دیا
تو پچھتائے گی بہت جب میں نے
اس دنیا کو چھوڑ دیا
بات تیری تو آتی ہے آ کے ہم کو
رلاتی ہے زمانے کو ہم پر ہنسائی
ہے جب یاد تیرا ہی آتی ہے
ارشاد سانی۔ ذابہر انوال

غزل

تجھ کو بھول جانا کتنا مشکل ہے
اس دل سے تیرا نقش مٹانا کتنا
مشکل ہے
اس دل کے خریدار تو بہت ہیں
مگر کسی اس دل میں بٹھانا کتنا
مشکل ہے
ہم ایک دوسرے کو جدا کرنا کتنا
مشکل تھا زندہ تو ہوں مگر مردوں
میں شامل ہوں
تیرے طاسانس لینا کتنا مشکل تھا
دل کی ہزروں کر چیا ہو نہیں رضا
چلنا نکس ان ہاتھوں سے چٹنا کتنا
مشکل تھا

مگر محبت کا دکھ سہنا کتنا مشکل تھا
ملک غلی رضا فیصل آباد

مجھے یاد ہے

وہ تیری قسمیں تیرے وعدے بھی
یاد ہیں مجھے

وہ تیرا سکرا کر دیکھنا بھی یاد ہے
مجھے
میرا ہاتھ پانے ہاتھوں میں لے کر
کہنا میں تیرا ہوں اور تیرا ہی رہوں
گایا دے مجھے
تیرے بغیر جینا کوئی جینا ہی نہیں
تیرا یوں کہنا یاد ہے مجھے
تجھے نہ دیکھوں تو میری نصیب نہیں
ہوئی جان تیری ساری باتیں یاد
ہیں مجھے
مگر تم تو سب کچھ بھول گئے جانا
وہ قسم وہ وعدے اسنے یاد ہیں مجھے

تیرے نام جو زندگی کی تھی آج بھی
تیری ہے
میں تیری ہوں صدا تیری ہی
رہوں گی یاد ہے مجھے
فاطمہ لاہور

محبت ہار جاتی ہے
زمانے سے سنا تھا محبت ہار جاتی
ہے
جو چاہت ہے طرفہ ہو وہ چاہت ہار
جاتی ہے

محبت کب کسی کو دشمنی کا درس دیتی
کسی پر دعا کا ایک لفظ بھی اثر کر
جاتا ہے
کہیں پر برسوں کی عبادت بھی ہار
جاتی ہے

محبت کب کسی کو دشمنی کا درس دیتی
کسی کی شجاعت آباد ہے

Digest.pk

جلتے خوابوں کی راکھ

تحریر: ملک عاشق حسین ساجد۔ ہیڈ لکائی۔ 0308.6783157۔

محترم جناب شہزادہ انش صاحب۔

جلتے خوابوں کی راکھ کی تیسری قسط حاضر خدمت ہے ماشاء اللہ جواب عرض کی مقبولیت اور اس کے پرستاروں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے جو آپ اور آپ کی محنتی ٹیم کی انھک نگوں کا نتیجہ ہے جواب عرض ایک مکمل ادبی و معیاری میگزین ہے جو انجسٹ کی دنیا کا منفرد اور ممتاز جریدہ ہے اس کے رائٹرز اور قارئین اسے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ اللہ کرے یہ گلستان ادب کا درخشندہ ستارہ یونہی سدا چمکتا دھنکاتا رہے۔ اور کوئی بھی آنکھ اس پر نہ آئے آمین۔ اسلام آباد سے بھائی محترم سید صہرا احمد ناز آپ کے جذبات کی میں دل سے قدر کرتا ہوں جواب عرض کے ساتھ آپ کی ولی رابطگی اور میرے لیے آپ کے سندر خیالات آپ کی سبھی ہوئی شخصیت اور بڑے پن کا مظہر ہے ایک شعر آپ کے نام کرتا ہوں۔

اوروں کے لیے جو رکھتے ہیں پیار کا جذبہ۔۔۔۔۔ وہ لوگ بھی نوٹ کر نکھر نہیں کرتے۔

دوئی سے محمد شہزاد کنول۔ اب کسی طبیعت ہے آپ کی خداوند کریم آپ کو جلد صحت کاملہ دے آمین اپنی اپنی خیریت سے آگاہ کریں دوئی سے ہی سڑل رضا اور عبدالجید کہانی کی پسندیدگی پر دل سے شکر گزار ہوں مگر کہانی اچھا ہوتا کہ آپ اس پر تفصیل اور بے لاگ تبصرہ بھی کرتے یہی محبت بھری گزارش کراچی سے راشدہ اور ایلا کے نام پھر بھی آپ کا دل سے شکریہ کہ ہمیشہ یاد رکھتی ہیں قبولہ شریف پاک چین سے محترم ریاض حسین شاہ صاحب کافی عرصہ بیت گیا ہے آپ کی کوئی کاوش جواب عرض میں نہیں دیکھی۔ تو آئیے ناں پلیز سوسٹ ویکم۔ شدت سے منتظر ہیں۔ راولپنڈی سے محترم محمد سلیم اختر اور رعت محمود آپ تو سنہیر لکھاری ہیں اور مجھ جیسے بے شمار لوگوں کے پسندیدہ رائٹرز تو اس قدر فاصلہ اور دوریاں اللہ تعالیٰ آپ کو تادیر ملامت رکھے آمین۔ چنیوٹ سے ار بیہ اسد۔ دل میں انہوں کے لیے بہت سی جگہ ہے میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ آپ سے ناراض ہوں انشاء اللہ جلد اس موضوع پر لکھوں گا فیصل آباد سے عالیہ اور حکیم ایم جاوید نسیم چوہدری دعاؤں میں یاد رکھنے کا بے حد شکریہ۔ جھنگ سے حورین حسن۔ ظفر اقبال دوکوٹہ سے آفتاب شادی لاہور سے محمد اختر۔ کراچی سے اللہ بخش اور محمد انور لاہور سے محمد اسد ملک محمد رمضان ممتاز نادر۔ فاروقی آباد سے نزاکت علی کوٹہ سے محمد آصف مرتضیٰ اظہر سیف دکنی رحیم یار خان۔ سے محمد ایوب راشد سلیم ساجد شاہد منیر کشمیر سے فائزہ بی بی پٹھی سے مایین باریہ بھکر سے شاہین کوثر۔ سانہ چچہ وطنی سے رخسانہ تونسہ شریف سے سید منظور ملتان سے واقف ملتان ندیم کنول اور محترمہ کنیر فاطمہ بلوچستان سے دین محمد کٹی۔ اور بھی بے شمار ساتھیوں نے مجھے اچھا لکھنے پر مبارک باد دی سب کا بے حد شکریہ۔ اور سب کو ہی سلام۔

جولائی 2014

Digest.pk



Digest.pk

کرتی ہو میں نے تجھے یہ سب آزمانے کے لیے کیا ہو سکے تو مجھے معاف کر دو۔ میں نادوم ہوں مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ حیرت و خوشی کے طے طے تاثرات کے ساتھ اس نے میرے ہاتھ پھڑپھڑائے جو معافی کے طور پر میں نے اس کے آگے جوڑے تھے۔

اے اللہ راول تم نے تو میری جان ہی نکال لی آئندہ مجھے مت آزمانا بس اتنا سمجھ لو کہ زندگی کے ہر کشن مرحلے پر تمہارا ساتھ دوں گی اتنا کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے۔

تو پھر سنو گی۔ ہمارے لیے صرف دو راستے ہیں۔ مستقل ملاپ یا مستقل جدائی مثلاً ایک راستہ تو یہ ہے کہ تم اپنی والدہ کا احترام اور بھائی زمان کی مرضی کے مطابق جاذب سے شادی کر کے نئے سرے سے زندگی کا آغاز شروع کر دو اس کے نتیجے میں مجھے کھونا پڑے گا۔ دوسرا راستہ طویل اور کٹھن ہے اس کے نتیجے میں تم صرف مجھے باؤ گی جبکہ پورا زمانہ کھودو گی۔ میں نے ایک ٹکھری سانس لے کر کہا۔

راول۔ میں طویل مشکل اور کٹھن راستے کا انتخاب کروں گی یہ میرے دل کا پہلا اور آخری فیصلہ ہے اس کے جواب میں احساس تشکر سے میری آنکھوں میں جھنمی سی تیرنے لگی۔ اس کے بعد میں نے شرین کو اپنے منصوبے کے بارے میں بتایا کہ میں چند روز میں نوکری چھوڑ دوں گا اور ڈسپنری کا خاتمہ کر کے کراچی چلا جاؤں گا۔ عید کے بعد چوتھے روز کی درمیانی شب وہ تیار رہے میں کراچی سے سیدھا گاؤں آؤں گا اور اسے اپنے ساتھ لے کر کراچی چلا جاؤں گا پھر یہ دو دریاں یہ فاصلے اور جدائیاں ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائیں گے۔ میں نے مکمل طور پر اسے اعتماد میں لیا۔ عید کسا کہ ایسا ضرور ہوگا آگے جو ہوگا

ٹھکی۔ میں ایک شادی شدہ شخص ہوں۔ میری بات سن کر جیسے اس کے دل کو ایک جھٹکا سا لگا

گگ۔ گگ۔ کیا پہلے حیرت سے منہ نکلی رہی پھر اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکی اپنے دونوں ہاتھوں میں منہ چھپا کر روئی۔ چینی چائی۔ میرے بازوؤں میں بھونچال سا آگیا۔ اگر میں نے مضبوطی سے اسے اپنے بازوؤں کے حصار میں نہ لے رکھا ہوتا تو ٹھکی اچھل کر نجانے کہاں جا پڑتی۔ اس کی حالت دیکھ کر میں کانپ کر رہ گیا بڑی مشکل سے میں نے اس کا سنبھالا۔

حوصلے سے میری بات سنو پلیز میری مجبوری سمجھو جب میں تمہاری ذات سے محبت کرنے لگا تو کئی بار خیال آیا کہ تمہیں سچ سچ بتا دوں لیکن صرف ایک خیال ایک خوف اس سچ کو بتانے میں حائل رہا کہ تم مجھے ٹھکرا نہ دو۔ مجھ سے نفرت نہ کرنے لگو میں سب کچھ برداشت کر سکتا تھا مگر تمہاری ناراضگی اور نفرت برداشت کرنے کی طاقت اپنے اندر نہ رکھتا تھا۔ یقین مانو میرا شادی شدہ ہونا میری محبت قسم نہیں کر سکتا مجھے تم سے شدید محبت ہے ایسی محبت جسے کبھی زوال نہیں آسکتا۔ میں نے اپنی تمام تر توانائی اس کی ذات کو پہنچنے والے زخم کو مندل کرنے میں صرف کرتے ہوئے کہا۔

میں شادی شدہ ہونے کو برائی نہیں سمجھتی تم مجھے ہر روپ میں قبول ہو مگر حالات ایسا رخ اختیار کر رہے ہیں کہ ایسا لگتا ہے کہ میں تمہیں کھودو گی۔ ایسا ہوا تو میں دیر نہیں کروں گی وہ بارل ہوئی تو میں نے جھوٹ مذاق اور آزمائش قرار دیتے ہوئے کہا۔

مجھے تم پر فخر ہے کی تم واقعی مجھ سے دلچسپی

دیکھا جائے گا ہاں اگر میں اس رات نہ آسکا تو سمجھ لیتا تمہارا ردِ مال زندہ نہیں رہا میں نے جذبات کی رو میں کہا تو اس کی چیخ نکل گئی۔۔

خدا نہ کرے راول کہ ایسا ہو تمہارے بغیر میری زندگی پھر کس کام کی میں زندگی کی آخری سانسوں تک تمہارا انتظار کروں گی۔

ٹھیک ہے میری جان ہم ایک ہیں اور ایک ہی رہیں گے۔ میں نے مٹی کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر دباتے ہوئے کہا تو اس نے بھی ایسا ہی کرتے ہوئے آمین اور انشاء اللہ کہا پیار و محبت کے یہ پرفیکٹ لمحات وقت کی رفتار کو تھام رکھ سکے وقت کافی ہو چکا تھا مستقبل میں خلوص وفا کے عہد و پیمان کے ساتھ ہم نے ایک دوسرے کو الوداع کہا اور اپنے اپنے راستوں پر ہو لیے کچھ دور جانے کے بعد میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اب مجھے پتیل کا درخت اور ساتھ کا خوشی کا ماحول محسوس اور بھلا لگ رہا تھا۔ تقدیر کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں ان فیصلوں کے نتیجے میں رونما ہونے والی بات ہمارے مواقع بھی ہوتے ہیں اور مخالف بھی سبکی کچھ میرے ساتھ بھی ہوا ان دنوں ملک میں عطائیت کے خلاف سرکاری مہم زوروں پر تھی محکمہ صحت کی میمیں شہروں میں تو درکنار دور دراز دیہاتوں میں عطائی ڈاکٹروں کے خلاف ان کے گلیٹکس پر دھڑا دھڑ چھاپے مار رہی تھیں۔ جس دن میں نے کلینک اور نوکری چھوڑنے کا فیصلہ کیا اس سے اگلے دن اچانک اورگ اسپتال اپنی چھاپ ماریم کے ہمراہ میرے کلینک پر چھاپ مارا ادویات کے سپل لے لئے اور کلینک کو سیل کر کے چلتا بنا سرکاری کوارٹر میں کلینک کا قیام دو طرفہ جرم تھا ایک تو میں نے سرکاری کوارٹر کا ناجائز استعمال کیا تھا دوسرا اس میں غیر قانونی دھندے اور ٹکاب کیا تھا میرے

کلینک پر چھاپے اور اس کے سیل ہونے کی خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی کلینک پر چھاپے موقع کی مناسبت سے میرے حق میں رہا۔ بغیر کسی وجہ سے کلینک اور نوکری کا خاتمہ مختلف لوگوں کے دلوں میں شکوک کی فصل بوسکتا تھا۔ میں نے گاؤں کے لوگوں سے الوداعی ملاقاتیں کیں اور انہیں باور کرایا کہ کلینک کا سلسلہ موقوف کر دیا گیا ہے اب میں محض آپریٹری کے سہارے زندگی اٹھنے دو دروازے علاقے میں نہیں گزار سکتا۔ اقبال حبشید قیصر بھابھی وغیرہ اور خالہ کو آخری سلام کر کے واپس گھر آ گیا۔ گھر آیا تو میں نے انہیں کلینک پر چھاپے اور اس کے سیل ہونے کے بارے میں تو بتا دیا البتہ آپریٹری چھوڑنے کے بارے میں نہیں بتایا کیونکہ سرکاری نوکری چھوڑنے کے فیصلے کو وہ کبھی بھی پسندیدگی کی نگاہ سے نہ دیکھتے اور نہ ہی مجھے ایسا کرنے دینے کے روادار ہوتے میں نے انہیں بتایا کہ میں چار ماہ کی چھٹی لے رہا ہوں۔

ایک ہفتہ بعد میں نے گھر والوں سے اجازت لی اور یہ کہہ کر روڈ شیوں کے شہر کراچی چلا آیا کہ چند دن کی سیر و تفریح کے بعد میں واپس آ جاؤں گا انہوں نے میری پریشانی اور اداسی کا احساس کرتے ہوئے اس امید پر بخوشی اجازت دے دی۔ کہ میں کراچی کی رنگینیوں اور نئے ماحول کی میر کے بعد کلینک کے خاتمے کا غم بھول جاؤں گا اور واپسی پر نئے سرے سے نئی زندگی گزارنے کے قابل ہو جاؤں گا۔ تنخواہ سے بچائی ہوئی رقم اور کلینک کی کمائی کا بیشتر حصہ میری تحویل میں تھا میں نئی نوکری ڈھونڈنے تک یہ رقم اپنے استعمال میں لاسکتا تھا۔

چند دن اپنے دوست کے پاس رہا۔ پھر اسی کی معرفت ایک چھوٹا سا کراچی کا مکان حاصل کر لیا۔ اور وہیں شب گزروں گزارنے لگا اسی

اور جگہ بنا کر آرام سے براجمان ہو جاتا ہے۔
 اوقات کچھ ایسے لوگ بھی اتفاقاً ملتے ہیں
 اور خادمانی طور پر زندگی کے معمولات میں شامل
 ہو جاتے ہیں ایک دم صبح آٹھ بجے میں ڈیوٹی پر گیا
 سارا دن دکان وغیرہ کے حساب میں رہا۔ شام چھ
 بجے میری دکان کے سامنے فٹ پاتھ پر دو عورتوں میں
 اور ان کے ساتھ دو لڑکے بھی تھے جن میں سے
 ایک کی عمر بارہ سال اور دوسرا تقریباً نو سال کا تھا
 انکے پاس سفری بیگ وغیرہ بھی تھے ان
 دنوں کراچی میں کوئی مشکوک چہرہ یا کوئی لاوارث
 تھیلا وغیرہ اپنی دکان کے آگے کوئی بھی برداشت
 نہیں کرتا تھا تو میں نے جب دیکھا کہ یہ لوگ بڑی
 دیر سے یہاں ہیں تو میرے ذہن میں کئی قسم کے
 خیالات آنے لگے پھر میں نے اپنی دکان سے
 ایک لڑکے کو بھیجا جو وہاں کام کرتا تھا صرف یہ سوچ
 کر کہ دکان پر بیٹھ نہیں تھے ان کی غیر موجودگی میں
 آگے پیچھے دکان کا سارا انتظام مجھے ہی سنبھالنا پڑتا
 تھا لڑکے کو کہا کہ وہ جو سامنے فیملی بیٹھی ہے ان میں
 سے بڑی عمر کے لڑکے کو بلا کر لاؤ کچھ ہی دیر بعد فیملی
 والا بڑا لڑکا میرے پاس چلا آیا۔
 جیسا کون لوگ ہو تم اور اتنی دیر سے یہاں کس
 کے انتظار میں بیٹھے ہو کیا کسی سواری کا
 انتظار ہے۔ میں نے یکے بعد دیگرے سوالات
 کر ڈالے۔
 جی میرا نام سکندر ہے ہم لوگ پنجاب سے
 آئے ہیں یہاں ایک بندے سے ملنا ہے جو
 ہمارے علاقے کا ہے اس نے بتایا۔
 کیا تمہارے ساتھ کوئی مرد ہے میں نے
 مزید پوچھا تو سکندر نے کہا۔
 ہمیں میں ہوں میری ماں بہن ہے اور ایک
 چھوٹا بھائی ہے۔
 اچھا تم لوگ جاؤ اور اپنے کسی کو بلا لاؤ یہ نہیں
 چلتے خواہوں کہ وہ کتنا دیر رہے۔

جولائی 2014

Digest.pk

بیٹھ کر ہی تفصیل سے بات کرتے ہیں ہو سکتا ہے
میں تمہاری کوئی راہنمائی کر سکوں۔ میں نے سکندر
سے کہا تو وہ جلد ہی اپنی ماں کو لے کر آ گیا۔
میں نے اٹھ کر ماں جی کو سلام کیا خیریت پوچھی
اور مزید یہ کہ ماں جی آپ کو کس سے ملنا ہے وہ
بولیں۔

ہمیں ایک بندے کی تلاش ہے جو کہ نہیں مل
رہا کافی دیر سے ہم اس کا انتظار کر رہے ہیں سب
سے پریشانی اس بات کی ہے کہ رات ہونے والی
ہے اب بھی شہر ہے ہم کہاں جائیں گے۔

پہلے تو میں نے سوچا کہ ٹال مٹول
کر دوں میری ہمدردی پہنچے نہ پڑ جائے کیونکہ اس
قسم کے حالات دیکھنے اور سننے کو دل چکے تھے آج
کے نفسا نفسی کے دور میں انسانی ہمدردی یا ایسا
جذبہ جان پر لالے ڈال دیتا ہے پھر یہ سوچتے
ہوئے کہ بچارے کسی مصیبت میں نہ پھنس جائیں
خواجواہ کسی کے ہتھے چڑھ گئے تو عزت اور زندگی
سے ہاتھ نہ دھو بیٹھیں۔

ماں جی آپ اپنے برے میں سچ بتائیں تو
شاید میں آپ کی کوئی مدد کر سکوں۔ میں نے
پورے خلوص اور ازراہ ہمدردی کے ساتھ پوچھا تو
ماں جی بولیں۔

ہاں بیٹا اگر آپ حقیقت جاننا چاہتے ہیں تو
پھر تفصیل سے سنو۔ میں ایک معزز خاندان سے
تعلق رکھتی ہوں میری شادی میرے چاچا کے
لڑکے سے ہوئی یہ شادی ہم دونوں کی پسند کی تھی
ہمارے دن بہت اچھے گزر رہے تھے میرے تین
بچے ہیں دو لڑکے اور ایک لڑکی یہ جو میرے ساتھ
ہے یہ میری بیٹی ہے اس کا نام روٹی ہے اس وقت
روٹی میٹرک کا امتحان دے چکی تھی اور رزلٹ
آنا تھا کہ ہمارے گھاؤں میں ایک حادثہ
ہوا۔ اور میرے شوہر اس حادثے میں مرے گئے

چند مہینے کے بعد میری شادی میرے دیپور سے
کر دی گئی۔ اس وقت ہم لوگ یہ نہیں جانتے تھے
کہ وہ نشہ جیسی لعنت کا شکار ہے اور پھر ہمارے
حالات خراب ہوتے گئے پھر مجھے اس کے برے
کاموں کا پتہ چل گیا جب میں اس سے پوچھتی کہ
میں نے تمہارے بارے میں یہ سنا ہے کہ تم نشہ
کرتے ہو اور ساتھ لفظ کام بھی تو وہ مجھے ڈرا دھمکا
کر جب کروا دیتا۔ آخر کب تک چھپاتا آہستہ
آہستہ گھر کی چیزیں چرا کر نشہ پورا کرنے لگا اکثر
نشے کے انجکشن لگواتا رہتا اور ساتھ چرس و ہیروئن
بھی سگریٹ میں ڈال کر چیتا پھر آہستہ آہستہ
حالات خراب ہوتے گئے ہم کوڑی کوڑی کے محتاج
ہو گئے میں محنت مزدوری کر کے دو وقت کی بچوں کو
روٹی کھلا مجب وہ شام کو آتا کھانا طلب
کرتا کھانا وغیرہ نہ ہونے کے سبب ہمیں زرد کو ب
کرتا میں نے اپنے بھائی کو فون کیا کہ آپ نے
مجھے ایسے بندے کے حوالے کر دیا ہے جو ہمیں ہر
وقت تنگ اور پریشان کرتا ہے۔ گھر کی تمام چیزیں
چرا کر بیچ کر نشے کی نذر کر چکا ہے کھانا وغیرہ طلب
کرنے پر کچھ نہ ملے تو بری طرح مارتا ہے میرے
بھائی نے میرے شوہر کو سمجھایا اور ٹیکسی لے کر دی
کہ جو کمالے آدھا آدھا بانٹ دیا کرے کچھ ہی ماہ
بعد میرے شوہر نے ٹیکسی بیچ دی اور تمام رقم نشے کی
نذر کر دی یہ شکایت لے کر ہم دونوں ماں بیٹی
بھائی کے پاس ان کے گھر گئیں تو انہوں نے ہمیں
بے عزت کر کے روانہ کر دیا اور ساتھ یہ کہا کہ
جلد ہی ٹیکسی کی رقم کا بندوبست کر دو ورنہ ہماری
بیٹھنے والی جگہ اور مکان بیچ کر وہ اپنی رقم پوری
کر لیں گے۔ ہم روٹی ہوئی گھر واپس آئیں۔
میری بھابی نے میرے بھائی کو صاف صاف کہہ
دیا کہ اس نے اب مزید کوئی چیز ہم لوگوں کو دی تو
وہ گھر نہیں بیٹھے گی۔ میرے بچوں کے تعلیمی

جولائی 2014

Digest.pk

حالات خراب ہوتے جا رہے ہیں مگر بھائی نے توجہ نہ دی میں نے پھر بھائی کو کہا کہ ہم اپنا مکان چھوڑ کر جا رہے ہیں تو بھائی نے جواب دیا۔ جیسے تمہاری مرضی تم آزاد ہو روٹی رزالت سن کرواپس آئی تو میں سامان باندھ کر تیار بیٹھی تھی لہذا میں رات کو بچوں کو لے کر نکل پڑی ہم گاؤں سے سیدھے لاہور پہنچے اور لاہور سے پھر کراچی آ گئے کینٹ اسٹیشن پر اترتے ہی ہماری ملاقات سادہ کپڑوں میں بیویس ایک آدمی سے ہوئی ہمیں اس وقت ہمیں اس اجنبی شہر میں کسی ایسے ہمدرد کی تلاش تھی جو ہمیں رہنے کے لیے ٹھکانا اور پیٹ پالنے کے لیے روزگار مہیا کرے۔ اس نے بہت پیار سے ہمارے ساتھ بات کی ہم اس کی باتوں میں آ گئے وہ ہمیں اپنے گھر لے آیا ہم کچھ دن اس کے گھر رہے پھر وہ صبح کا گیا شام کو واپس لوٹا بھی کبھی رات کی ڈیوٹی بھی کرتا پھر ایک دن میں باہر سے کچھ شاہنگ کرنے کے بعد گھر آئی تو مجھے روٹی نے کہا۔

ماں یہ رضوان چھا آدمی نہیں ہے۔ میں نے سوچا جس نے عزت کو بچانے کی خاطر ہم نے گھر چھوڑا وہ یہاں بھی محفوظ نہیں ہے اس لیے ہم جب چاہ اس کا گھر چھوڑ کر یہاں آ بیٹھے کہ شاید کوئی اللہ کا بندہ ہماری مدد کرے۔ یہ کہہ کر اس عورت نے اپنی آنکھیں صاف کیں جو آنسوؤں سے بھر گئی تھیں ماں جی کی روئیداد سن کر میں بے حد متاثر ہوا۔ میں نے کہا۔ ماں جی آپ کا میں بیٹا ہوں مجھ پر اعتماد کرو میں بھی آپ کی طرح پنجاب سے آیا ہوں میرے سینے کچھ دیر تک آنے والے ہیں آپ تک تک یہیں بیٹھیں میں کچھ کرتا ہوں ماں جی میری بات سن کر خوش ہو گئیں اور مجھے دعا میں دینے لگیں تھوڑی دیر بعد میرے سینے آ گئے میں نے انہیں تمام ستوری سنائی ان کو آج کا

اخراجات نہ ہونے کی وجہ سے سکول سے خارج کر دیا گیا۔ سکندر ایک ہوٹل پر مزدوری کرنے لگا اسے پتہ چلا تو وہیں ہوٹل چلا جاتا۔ پیسے وغیرہ لیتا پھر اس ہوٹل کی چیزیں چرانے لگا۔ ہوٹل مالک نے تنگ آ کر سکندر کو گھر بھیج دیا۔ یہ معاش کا ذریعہ بھی ہمارا اس کے نشے کے بھینٹ چڑھ گیا۔ ایک دن میرا شوہر کچھ آدمیوں کو لے کر گھر آ گیا۔ میں کچھ ٹھٹھک سی گئی وہ لوگ بہت غلط نظر آ رہے تھے میں نے چپ کر ان کی باتیں سنیں تو پتہ چلا وہ روٹی کو دیکھتے آئے ہیں میں نے چپ کر ان کی باتیں سن لیں تو روٹی کو وہ خریدنا چاہتے تھے ایک باپ اپنی بیٹی فروخت کرنے کے لیے ان لوگوں کو گھر لے آیا تھا میں نے اپنے بھائی کو فون کیا اور تمام ماجرہ سنایا کہ وہ ہماری مدد کریں مگر بھائی نے فون لے کر ہمیں جواب دیا کہ ہمارا اب تم لوگوں کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں تمہاری وجہ سے ہماری اپنی زندگی عذاب بن کر رہ گئی ہے۔ ہم بہت جلد آ رہے ہیں تمہارا مکان بیچنے ورنہ ہمارے پیسوں کا بندوبست کرو۔ میں یہ سن کر سکتے میں آ گئی مجھے دکھ اس بات کا کھائے جا رہا تھا کہ میں نے فون بھائی کو کیا مگر جواب ہمیں بھائی نے دیا اور وہ بھی دھمکی آمیز اور ذلت سے بھر پور۔ روٹی یہ سنا بہت پریشان ہوئی کہ اس کا باپ اسے چھنا چاہتا ہے۔ روٹی نے روتے ہوئے مجھے کہا۔

میرا ذلت آنے والا ہے اس کے بعد میں کہیں دور چلی جاؤں گی جہاں مجھے کوئی بھی نہ ڈھونڈ سکے اس کے لیے میں سچائی تھی میں جانتی تھی وہ ایسا ہی کرے گی میں نے کہا روٹی تم رزالت تو سن لو اس کے بعد سوچیں گے کہ کیا کرنا ہے روٹی نے میری بات مان لی پھر جب رزالت آنے پر روٹی رزالت سننے چلی گئی تو میں نے ایک بار پھر بھائی کو فون کیا کہ بھائی ہمارا کچھ کر دو ہمارے

جولائی 2014

Digest.pk

صفحہ 22

چلتے خوابوں کی راکٹ

کہنا اچھا نہ لگا اس کا اظہار کرتے ہوئے انہیں
میں نے کہا۔

ماں جی میں نے کوئی آپ پر احسان نہیں کیا
ہے یہ میرا اخلاقی فرض تھا مجھے دلی خوشی ہوئی ہے
کہ اللہ نے مجھے ایک نیک کام کرنے کی توفیق بخشی
ہے۔ آئندہ بھی آپ مجھ سے اچھی توقع رکھ سکتی
ہیں جس طرح مجھ سے ہو گا اپنا فرض ادا کرتا رہوں
گا باقی آپ مجھے اگر اپنا بیٹا سمجھتی ہیں تو بجائے مجھے
آپ کے تم کہا کرنا ماں نے میری بات تسلیم کرتے
ہوئے کہا۔

نھیک ہے بیٹا۔۔۔ میں ایسا ہی کروں گی
مگر ہمارے گھر تم ہر دوسرے تیسرے دن
آیا کرو گے ماں

نھیک ہے میں کوشش کیا کروں گا کہ
شاذ و نادر آپ کے ہاں آیا کروں۔

مگر اس کی ابتدا آج ہی کرنا ہوگی۔ آج
شام کو لازمی آنا ہم تمہارا انتظار کریں گے۔ ماں
جی اپنا فیصلہ سنا کر چلی گئیں شام کو میں دکان سے
ذرا جلدی اٹھ گیا اور ماں جی کے گھر کی طرف نکل
پڑا راستے میں میں نے ان لوگوں کے لیے کچھ
فروٹ لیا اور کچھ ضرورت کی چیزیں بھی خریدیں
ان کے گھر پہنچ کر میں نے دروازے پر دستک دی
تو دروازہ ایک جوان لڑکی نے کھولا۔ وہ یقیناً روہی
تھی میں نے اسے دوسری مرتبہ دیکھا تھا پہلی مرتبہ
اسے اپنی دکان کے سامنے دیکھا تھا تب وہ برقعہ
میں تھی اور آج وہ یکدم سامنے آگئی ایک لمحے کو تو
میں چونک گیا۔ اس کے چہرے پر بڑی معصومیت
تھی اور وہ پرکشش تھی وہ ایسی تھی کہ اگر کوئی ایک بار
اس کو دیکھتا تو دوبارہ دیکھنے کی تمنا ضرور کرتا۔ وہ
مجھے دیکھ کر گھبرا سی گئی۔ اور جلدی سے سر پر دوپٹہ
لینے لگی مجھے اس کی یہ ادبیت ہی اچھی لگی۔
وہ اصل میں میں بھی کہ سکندر آیا ہوگا۔

حساب وغیرہ دیا اور ان کو لے کر اپنے رہائشی
مکان میں آ گیا۔ میں راستے میں سے ہی ایک
ہوٹل سے کھانا لے کر آ گیا تھا ان سب کو کھانا کھلایا
اور کہا ماں جی اس کو اپنا ہی گھر سمجھیں اللہ صبح
آپ کے لیے کوئی علیحدہ سے کرائے کا مکان
ڈھونڈ کر دوں گا جس میں آپ عزت و سکون کے
ساتھ رہیں گی اس کے بعد وہ لوگ سو گئے۔
اور میں دوسرے کمرے میں سو گیا۔

اگلے روز میں نے اپنے سینٹھ سے ایک
دودن کی چھٹی ماگی ان دو چھٹیوں میں میں ماں جی
کے لیے کرائے کا مکان اور کوئی عزت کا روز
گار بھی ڈھونڈتا رہا۔ بالآخر ایک چھوٹا سا کرائے کا
مکان اور سکندر کے لیے ایک شور پر کام کا
بندوبست ہو گیا میری اس کوشش اور تعاون پر ماں
جی بہت خوشی ہوئی اور دعائیں دینے لگیں۔
دوسرے دن وہ اپنا سامان لے کر وہیں شفٹ
ہو گئے اب میرا دل بھی مطمئن ہو گیا تھا۔

دو روز بعد ماں جی اور سکندر میرے مکان پر
آ گئے ماں جی شکوے کرنے لگیں کہ میں ان کے
گھر کیوں نہیں آیا میں نے انہیں کہا کہ ایک تو
دکان پر سارا دن مصروف رہنے کی وجہ سے تھکان
ہو جاتی ہے مکان پر جاتے ہیںند آ جا میے دوسرا آپ
لوگ عزت دار ہیں میں نہیں چاہتا کہ آپ کی
عزت پر کوئی حرف آئے اور آپ لوگوں کے دلوں
میں بھی ایسی کوئی بات نہ آ جائے۔ ماں جی یہ سن کر
وضاحت کرنے لگیں کہ نہیں روال بیٹا آپ نے
ہمارے لیے بہت کچھ کیا ہے شاید اتنا کوئی اپنا بھی
نہیں کر سکے ہمارے دل میں آپ کے لیے عزت
اور خلوص ہے بھی آپ کے بارے دل میں غلط
خیال کیسے آ سکتا ہے آپ ضرور ہمارے ہاں
آیا کریں۔ تشکر آمیز الفاظوں کے ساتھ ماں اپنی
محبت کا اظہار کرنے لگیں تو مجھے ان کا صرف آپ

جولائی 2014

Digest.pk

اور آج امی بھی کہہ رہی تھیں کہ آپ کو لازمی آنا ہے شام کو۔

روز روز مناسب نہیں لگتا میرا وہاں آنا۔
روٹی کے جواب میں میں نے کہا۔ مگر وہ کہاں معاف کرنے والی تھی بڑی اپنائیت ظلوٹ اور بھرپور اسرار کے ساتھ بولی۔
تم نے آج لازمی آنا ہے۔ ضرور آنا ہے۔ پلیز میں انتظار کروں گی۔ پلیز میں نے کچھ کہنا چاہا مگر روٹی نے فون بند کر دیا۔

شام ہوئی تو میں ان کے گھر گئے بغیر نہ رہ سکا پھر تو روزانہ ہی کا یہ معمول بن گیا سارا دن دکان پر ڈیوٹی دیتا۔ شام کو ماں جی کے گھر چلا جاتا اور ایک دو گھنٹے گپ شپ لگا کر واپس اپنے مکان لوٹ آتا۔ ایک شام حسب معمول میں ان کے گھر گیا اتفاق سے ماں جی گھر پر نہیں تھیں شاید وہ باہر کہیں کام کے لیے گئی ہوئی تھی۔ میں اندر گیا سلام کیا ماں جی کو موجود نہ پا کر پیچھے دروازے کی طرف لوٹا ہی تھا کہ روٹی آتا چھوڑ کر میرے سامنے دروازے پر آگئی اور بولی۔

کہاں جا رہے ہو راول۔
واپس اپنے کمرے میں نے سنجیدگی سے لکھنا چاہا

کیوں یہاں ڈر لگتا ہے کیا روٹی نے کہا۔
ماں جی گھر پر نہیں تو اچھا نہیں لگتا۔ میں نے نھریں بٹاتے ہوئے کہا۔

کچھ نہیں ہوتا۔ ان کے بغیر کیوں سوچتے ہو تم ایسا۔ رو دینے والے انداز میں بولی۔ میں نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے ایک اور بات کی جو میں کئی دنوں سے سوچ رہا تھا کہ اسے منع کروں گا کہ وہ مجھے تم کے بجائے آپ ہی کہا کرے۔ میں نے سے کہا تو روٹی بولی۔
کیوں کیا ہوتا ہے اس سے۔

رو دینے کہا تو میں نے جواب میں کہا۔
چلیں سکندر نہ سہی میں ہی سہی لیکن اگر سکندر ہوتا تو کیا اسے بھی اندر نہ آنے دیتیں۔

میری اس بات پر وہ حریف شرمندہ اور بوکھلائی اسے خیال آ گیا فوراً مجھے اندر جانے کا راستہ دیا یکدم مڑی اور اندر بھاگ گئی مجھ سے پہلے ہی ماں جی کو میرے متعلق بتایا۔
سلام ماں جی میں نے اپنا سران کے سامنے جھکایا۔

جیتے رہو خوش رہو بیٹا سناؤ۔ کیسے ہو۔
انہوں نے دعاوی اور خیریت وغیرہ پوچھنے لگیں میں نے فروٹ الماری میں رکھے اور ساتھ ہی ماں جی کے پاس پڑی چار پائی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد روٹی چائے بنا کر لے آئی اتنے میں سکندر بھی آ گیا۔ سب نے مل کر چائے پی میں دیر تک بیٹھنے کے بعد واپس اپنے مکان کی طرف آنے لگا انہوں نے مجھے اسرار کیا کہ میں کھانا کھا کر جاؤں مگر میں نے مناسب نہ سمجھا اٹھ کر دروازے تک پہنچا۔ اچانک مڑ کر پیچھے بغیر کسی وجہ کے دیکھا تو روٹی مجھے بڑے غور سے دیکھ رہی تھی میں نے سب کو سلام کیا اور اپنے مکان کی طرف بڑھ گیا۔
دکان پر بیٹھا کوئی کام کر رہا تھا کہ روٹی کا فون آ گیا۔

بیو راول۔ کیسے ہو۔
جی الحمد للہ ٹھیک ہوں۔ اور آپ سنائیں کیسی ہیں۔ میں نے اپنی خیریت سے آگاہ کرتے ہوئے اس سے پوچھا۔

ٹھیک تو ہوں مگر ایک غلش سی ہاتی ہے۔
وہ کیا۔ میرے پوچھنے پر روٹی نے کہا۔
کھانا کھا کر جو نہیں گئے۔
کھانا بھی کھالیں گے کبھی۔ میں نے کہا۔
روٹی بولی۔ کبھی نہیں جناب آج ہی۔

جولائی 2014

Digest.pk

شکایت نہیں ہوگی۔ ایک بار آپ اسے قبول تو کر لیں پلیز بیٹا۔ میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں۔

آپ میرے آگے ہاتھ جوڑ کر مجھے شرمندہ اور گناہگار نہ کریں اپنے آگے ماں جی کے بندھے ہوئے ہاتھوں کو میں نے اپنے ہاتھوں سے الگ کرتے ہوئے مزید کہا روٹی تو شاید میری بیوی کو برداشت کرے گی مگر تم نہیں آپ لوگ میرے لیے انتہائی کامل احترام ہیں جو تعاون مجھ سے طلب کریں میں حاضر ہوں مگر اس قسم کی امید مجھ سے نہ رکھیں۔ میں بہت مجبور ہوں ماں جی سوری کہہ کر میں وہاں سے اٹھ آیا۔

ایک دن میں بہت مصروف تھا دکان پر بھی گاؤں کا رش لگا ہوا تھا اچانک فون کی گھنٹی بجی لائن پر سکندر تھا اس نے گھبرائے ہوئے انداز میں کہا۔ راول بھائی ہم اس وقت جنرل ہسپتال میں ہیں امی کو کچھ ہو گیا ہے آپ فوراً آ جائیں۔ میں نے اپنی مجبوری پیش کرتے ہوئے کہا۔ دکان پر رش لگا ہوا ہے میں گاؤں کے درمیان پھنسا ہوا ہوں دوسرا میرے سینٹھ صاحب بھی نہیں آئے جین تھوڑی دیر تک جب سینٹھ صاحب آ جائیں گے تو میں آ جاتا ہوں نصف گھنٹہ بعد سینٹھ صاحب آگئے میں نے انہیں تمام ماجرہ سنانے کے بعد ان سے چھٹی لی اور سکندر کے بتائے ہوئے جنرل ہسپتال ماں جی کے زیر علاج والی جگہ پر پہنچا۔ ماں جی کو ڈرپ تلگی ہوئی تھی ساتھ ہی روٹی عمر سکندر اور ایک نوجوان سا آدمی موجود تھا میں نے ماں جی کے بارے میں روٹی سے پوچھا کہ طبیعت کب اور کیسے خراب ہوئی تھی روٹی نے جواب میں مجھے اس روز شام کے وقت خراب ہونے کا بتایا جس روز میں ان سے ہو کر اٹھ گیا تھا میرے پوچھنے پر روٹی نے اس نوجوان کے

ہو جاتا ہے انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گی۔ میں نے تسلی دیتے ہوئے کہا

روٹی کی آنکھوں میں شکوے تھے جیسے کہ رہی ہو دیکھا روال آپ کے انکار نے میرا کیسا برا حال کر دیا ہے اگر آپ نے مجھے تنہا چھوڑ دیا تو میں زندہ نہیں رہ سکتی۔

ہاں تو ماں جی کام کی مصروفیت ہی کچھ ایسی بڑھ گئی تھی کہ ان چھ سات دنوں میں آپ کے ہاں نہ آ سکا۔ ہاں تو آپ بتا رہی تھیں کہ آپ کو مجھ سے کوئی بہت ضروری کام ہے کہیے کیا مسئلہ درپیش ہے۔ میں نے ماں سے دریافت کیا تو وہ بولیں۔

میری ایک بی بی ہے روٹی۔ اور میں چاہتی ہوں زندگی کا کوئی پتہ نہیں کب ساتھ چھوڑ دے کہ اس کی کسی اچھی جگہ شادی کر کے اہم فرض سے سرخرو ہو سکوں تم ایک سمجھدار اور قلم انسان ہو ماشاء اللہ تم ہر حوالے سے بہرہی اچھے ہو روٹی بھی تمہیں دل و جان سے چاہتی ہے میں تم دونوں کو رشتہ از دواج میں منسلک کرنا چاہتی ہوں امید کرتی ہوں تم انکار نہیں کرو گے یہ شکر گھر کی دیواریں مجھے گھومتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں۔

ماں جی شکر یہ آپ نے مجھ پر اعتماد کیا اور اپنا جان کر بھروسہ کیا مگر میری مجبور ہی ایسی ہے کہ سوائے میرے پاس انکار کے اور کچھ بھی نہیں معذرت کہ میں غریب ایک جگہ شادی کرنے والا ہوں ہم دونوں ایک دوسرے کو بہت چاہتے ہیں اور پسند کرتے ہیں میرے اس جواب کی شاید انہیں توقع نہیں تھی اسی لیے حیرت دکھانے کے چہرے پر سے عیاں تھا دو ہارہ بڑی ہمت کر کے وہ بولیں۔

کوئی مسئلہ نہیں راول بیٹا۔ روٹی آپ دونوں میاں بیوی کی کینر بن کر آپ کے گھر رہے گی میں حلفاً کہتی ہوں کہ میں اس کی ذات سے کبھی کوئی

جولائی 2014

Digest.pk

انہو نے میرے کردار کو غلط تصور کر کے یہ امید کر لی تھی کہ میں روہی سے شادی کر لوں گا مگر میں تو اپنی جگہ مجبور تھا کب تک ماں جی کو جھوٹے سہارے دیتا۔ حالانکہ مجھے میرے سینہ نے منع کیا تھا کہ میں ان کے نزدیک نہ جاؤں انجینی لوگ ہیں جانے کہاں سے آئے ہیں اور کیا کر کے آئے تھے کوئی نقصان کر کے بھی تو آسکتے ہیں ورنہ اس زمانے میں اتنی دور سے کراچی چلے آنا معنی رکھتا ہے مگر میں نے بیٹھ صاحب کی سنی ان سنی کرتے ہوئے انسانی ہمدردی کے طور پر جو کردار ادا کیا میرا اخلاقی فرض تھا یہ اور بات کہ روہی نے میری جانب محبت کے قدم بڑھائے اور ماں جی نے بغیر سوچے سمجھے مجھ سے اتنی بڑی توقعات وابستہ کر لی تھیں کہ سوائے انکار کے میں اور کیا کر سکتا تھا۔ بحر حال ماں جی موت کا دکھ مجھے بہت ہوا تھا میں نے ان کا دیدار کیا تو اپنے آنسوؤں کو نہ روک سکا۔

راول بھائی اللہ کو یہی منظور تھا آپ بچوں کو حوصلہ دیں میں کوئی سواری وغیرہ کا انتظام کر کے آتا ہوں آخر ماں جی کی تدفین وغیرہ تو کرنی ہے ناں۔

کلیل نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو میں خیالات کی دنیا سے واپس لوٹ آیا۔ ہم دوستوں نے مل کر ماں جی کی تدفین وغیرہ کی ماں جی کو سپرد خاک کرنے کے بعد میں سیدھا اپنی دکان پر چلا آیا۔

صبح پھر گیا عمر اور سکندر افسردہ بیٹھے تھے انکو دلا سے دیئے اور کھانا کھلایا۔ مگر روہی مجھ سے کترانے لگی دور اور انجینی سی جیسے میرا ان کے ساتھ کوئی تعلق بھی نہ ہو۔

تیسرے روز میں ان لوگوں کے مکان پر گیا تو گھر کے باہر دروازے پر لگا تالا میرا منہ

بارے میں تعارف کے طور پر بتایا کہ یہ ہمارے پڑوسی ہیں کلیل ان کی بہن میری دوست بن گئی ہے وہ آئی ہی ہوگی۔ کچھ رقم کا بندوبست کرنے اپنی کسی سہیلی کے ہاں گئی ہوئی ہے۔ کلیل ہی امی کو اس ہسپتال میں لائے ہیں۔ عمر اور سکندر پریشان حالت میں ماں جی کے ساتھ سہمے ہوئے بیٹھے تھے میں نے ان کو اسل دی کلیل کا شکریہ ادا کیا کہ وہ ہمدردی کے طور پر سب کچھ کر رہے تھے۔ کچھ ہی دیر بعد بیٹھنے کے بعد میں اٹھ آیا یہ کہہ کر کہ ابھی ماں جی آرام میں ہیں جب آنکھ کھل جائے تو میرے آنے کا بتا دینا میں شام کو پھر آؤں گا ابھی میں نماز مغرب ادا کر ہی رہا تھا کہ سکندر کا فون آ گیا کہ امی جی کی طبیعت اچانک بگڑ گئی ہے راول بھائی آپ فوراً چلے آئیں میں کام وغیرہ سمیٹ کر ہسپتال جا پہنچا تو پتہ کہ انہیں خون کی کچھ بوتلیں چاہیں بلڈ گروپ پوچھنے کے بعد میں نے اپنے چند دوستوں کو بلایا۔ ان میں سے دو کا خون گروپ مل گیا باقی ہم لوگوں کا نہیں ملا تھا وایک خون کی بوتلیں خرید ضرورت تھیں میں نے ادھر ادھر کو کوشش شروع کر دی رات بارہ بجے کے قریب میں واپس اپنے مکان پر آ گیا صبح نماز فجر کی ادا ہوئی کے بعد میں ہسپتال گیا وہاں جا کر علم ہوا کہ ماں جی زندگی کا چراغ گل ہو گیا ہے روہی اور عمر دور ہے تھے سکندر نے مجھے دیکھا تو لپٹ کر رونے لگا۔ ماں جی نے میرے انکار کو دل پر لے لیا تھا اسی وجہ سے وہ جانبر نہ ہو سکیں اور جلد ہی سب کو چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں تھیں مجھے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے سب مجھے ہی ماں جی کی موت کا ذمہ دار ٹھہرا رہے تھے روہی کے ذومختی بین سن کر اور عمر و سکندر کی سسکیاں دل و دماغ پر ہتھوڑے برسا رہی تھیں مگر اس میں تو میرا کوئی قصور نہیں تھا میں تو انسانیت کے طور پر ان کے کام آیا تھا

ڈیوٹی یہ تھی کہ مجھے سندھ کے باغات میں جا کر آم تروانا اور انہیں مزدوروں کے ذریعے بیٹیوں میں بھر کر ٹرکوں کے ذریعے منڈی تک لے آنا تھا لہذا مجھے حیدر آباد میں واقع ایک بڑے باغ میں سے آم لے آنے کی ہدایت ملی چار ٹرکوں پر مشتمل ہمارا قافلہ جس میں میرے علاوہ کچھ مزدور سوار تھے عازم سفر ہوئے صادق آباد تک سفر انتہائی خوشگوار رہا مزدوروں کی خوش گپیوں کے درمیان خوب وقت گزرا۔

لیکن جوئی سفر آگے بڑھا آسمان کو سیاہ بادلوں نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ماحول پر چھائی تاریکی مزید گہری ہو گئی جوں جوں وقت گزرتا گیا تاریکی میں اضافہ ہوتا گیا اس پر طرہ کہ تیز ہوائیں چلنا شروع ہو گئیں سیٹھ کی اگر ہدایت نہ ہوتی کہ جلد از جلد مال لوڈ کر کے آنا ہے تو ہم راستے میں ہی کہیں پڑاؤ ڈال لیتے۔ نئی نوکری تھی میں اسے معمولی غفلت کی بنا پر کھوٹ کا رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔ جوئی ہم راستے میں آنے والے ایک جنگل کے نزدیک پہنچے تو طوفانی ہوائیں چلنا شروع ہو گئیں درخت ایسے ہلتے محسوس ہو رہے تھے جیسے آنا خانہ ہمارے ٹرکوں پر آن گریں گے۔ نزدیکی آبادی کے آثار بھی نظر نہ آرہے تھے بادلوں کی گھن گرج بجلی کی چمک اور تیز آندھی کا شور اور گہرا اندھیرا ہمارے اعصاب جواب دے گئے۔ ٹرکوں کی بریکیں اچانک جچ انھیں سڑک پر بڑے بڑے درختوں کے تنے دکھ کر اسے بند کر دیا گیا تھا اس سے قبل کہ صورت حال واضح ہوتی سڑک کے اطراف سے درجن بھر مسلح افراد نے ٹرکوں کو اپنے محاصرے میں لے لیا اسی لمحے سامنے سے ایک بڑی سی لائٹ نظر آئی جسے دیکھتے ہی نقاب پوش مسلح افراد واپس اپنی پوزیشنوں پر چلے گئے ہم دیکھ کر ٹرکوں میں بیٹھنے آنے والے

چڑا رہا تھا ساتھ والے گھر سے ان کے بارے میں پوچھا تو پتہ چلا کہ وہ لوگ واپس پنجاب اپنے گھر چلے گئے ہیں نا معلوم کیوں مجھے دھچکا سا لگا۔ میں روٹی سے معذرت بھی نہ کر سکا۔ میں تو سوچ رہا تھا اسے الہام و تفہیم کے ساتھ کسی اچھے سے لڑکے کے ساتھ شادی کا مشورہ دے کر ہر طرح کا تعاون کروں گا مگر روٹی اپنے بھائیوں کو لے کر نہ جانے کہاں چلی گئی تھی اپنے گھر پنجاب وہ کس طرح جاسکتی تھی جہاں اپنے ہی لوگ کالے ناگ کی طرح منہ کھولے کھڑے تھے تو پھر کہاں چلی گئی تھی۔

انہی سوچوں کے ساتھ مقنوم واداس سامیں واپس اپنے مکان کی طرف آ گیا۔ میں نے ہر جگہ اسے تلاش کیا پورا شہر جھان مارا مگر وہ کہیں نہ ملی کبھی کوئی کسی کے غم میں بھی رویا ہے سب اپنے غم میں روتے ہیں اپنے من میں سوز ہو تو کائنات بے رنگ نکلنے لگتی ہے اشک بڑے گراں قدر ہوتے ہیں مگر اس وقت جب آنکھ سے نکلیں تو کتنے بے بس ہوتے ہیں وہ لوگ جن کا من بھر بھرا ہے۔ ٹپکیں نم ہوں لیکن گلے لگا کر کوئی رونے والا نہ ہو ذرا سار دلینے سے تو دکھوں کو تسکین مل جایا کرتی ہے لیکن کہتے ہیں رونے والا بزدل ہوتا ہے تو پھر یہ سنگدل بھی کبھی کیوں رو لیا کرتے ہیں زیادہ ہنس لیا جائے تو بھی ملیں بھیگ جاتی ہیں کون ہے وہ جو آج تک کبھی نہیں رو یا بادلوں میں کتنی گھن گرج ہوتی ہے مگر وہ بھی چمچ چمچ روتے ہیں انسان تو پھر جیکر خاک ہے روئے گا نہیں تو پھر زندہ کیسے رہے گا۔ اس رات مجھے دیر تک نیند نہیں آئی تھی۔

میرے سیٹھ نے سند اور پنجاب میں آموں کے بڑے بڑے باغات خریدے ہوئے تھے پنجاب کے آم تو ابھی کچے تھے مگر سندھ کیا موم کی منڈی میں فروخت کا سیزن شروع ہو رہا تھا میری

نولائی 2014

جہاں میں 20

چلتے خواہوں کی

Digest.pk

دھڑکتا ہے یہ دل میرا
 ترپتا ہے یہ من میرا
 پتا تیرے کسبھی نہیں لگتا
 یہ دل کسبھی نہیں لگتا
 تیری یاد ہم کو ستاتی ہے
 آنکھیں جلتی ہیں نہ سوتی ہیں
 ہل ہل تھپاتی دستی ہے
 نہ جیتے ہیں نہ مرتے ہیں
 سنو تم سے کہتے ہیں
 ہمیں اپنا پتا لو تم
 دل میں اپنے بسا لو تم
 ہی کو ہم سے چھو لو تم
 تم سے دور اب نہ رہ پائیں گے
 یہ درد جہاں نہ سہ پائیں گے
 اس قدر ٹوٹ کر چاہیں جہیں
 کہ دل و جان بھی تیرے نام کر جائیں
 سنو تم اپنا پتا لو ہمیں
 (گلشن ناز ہفتہ قریشی)

باتوں سے آئے خوشبو

زندگی ایک ایسی ٹرین ہے جو ہمیشہ اس اسٹیشن پر رکتی
 ہے جہاں ہم اتنا نہیں جانتے
 جانے والے کو مت روکو اور آنے والے کو دیکھ کر کہو
 کیونکہ جانے والے روکنے سے رکے نہیں اور آنے
 والے روز روز آتے نہیں
 غصے کا بہترین علاج خاموشی ہے
 علم زمان کے جسم میں روح کی طرح رہتا ہے۔
 اقراماز۔

برے وقت کا انتظار کرنے کے سامنے سے آنے
 والی گاڑی پولیس کا ڈبل کمین ڈالنا تھا جو سڑک پر
 معمول کے گشت میں مصروف تھا پولیس افسران
 نے سڑک بلاک دیکھی تو انہیں صحیح صورت حال کا
 اندازہ لگانے میں ذرا بھی پرہیز نگاہی پولیس کی طرف
 سے ہوا میں فائر کیا گیا جس کا تڑا تر کی صورت میں
 جواب آیا پولیس کے افسران نے کہیں سے
 چھلانگیں لگا کر درختوں کی اوٹ میں پناہ لی اندھا
 دھند فائرنگ شروع ہو گئی۔ جو اگلی ڈاکوؤں نے
 بھی فائرنگ کا سلسلہ شروع کر دیا۔ فضا میں چند
 انسانی جھپٹیں گونجیں۔ ٹرک کے اندر بیٹھے رہنے
 سے کوئی بھی گولی نہیں موت کا شکار کر سکتی تھی لیکن
 باہر بھی موت کا رقص تھا جو ہمارے لیے قیامت خیز
 تھا خوف سے ہماری زبانیں ٹنگ اور حواس شل
 ہو گئے۔ ڈاکوؤں اور پولیس کے درمیان فائرنگ
 کا خوفناک اور خطرناک سلسلہ وسیع تر ہوتا گیا۔
 اچانک دونوں اس یوزیشن میں آ گئے کہ درمیان
 میں ہم محصور ہو کر رہ گئے کلاشنکوفوں نے آگ اگلی
 فضا میں چند مزدوروں کی دلخراش جھپٹیں ایک ساتھ
 بلند ہوئیں اور ایک گولی تراش سے میرے جسم میں
 اتر گئی۔ ایسے محسوس ہوا جیسے کسی نے گرم سپر
 میرے جسم میں اتار دیا ہو لڑزہ طاری کیفیت میں
 خون کے نوارے چھوٹے اور اگلے ہی لمحے میں
 ہوش و حواس کی دنیا سے بیگانہ ہو گیا۔

اس کے بعد کیا ہوا حالات و واقعات نے کیا
 پلٹا کھایا یہ سب جاننے کے لیے دلخراش اور دل
 و دماغ پر گہرے نقش چھوڑ جانے والی اس لہورنگ
 داستان اور جلتے خوابوں کی راکھ کی چوٹی قسط
 جواب عرض میں پڑھنا نہ بھولے گا۔

جلتے خوابوں کی راکھ کا نمبر 2 جولائی 2014

ویران سن

تحریر۔ حکیم ایم جاوید نسیم چوہدری۔ فیصل آباد۔

سلام محبت ویران زندگی کی آخری قسط حاضر خدمت ہے اسے بھی پڑھ کر قارئین کی نظر کر دیجئے گا تیسری قسط پر سب کا مشکور ہوں کہ آپ نے پڑھ کر کالز کر کے اپنی قیمتی رائے سے نوازا ڈاکٹر حسن علی کا نمبر حاضر ہے اس نمبر پر آپ ڈاکٹر سے بھی رابطہ کر سکتے ہیں لوگ ٹیگز کے بھی نہ بھی تو مل ہی جاتے ہیں مگر جن سے ملنے کی خواہش زیادہ ہوتی ہے ان کی جدائی بھی طویل ہوتی ہے یہ دنیا کا دستور ہے کہ جس چیز کے پیچھے بھاگو گے وہ تم سے دور نکل جائے گی اور جس چیز پر توجہ نہ ہو وہ مل جاتی ہے انسانی رشتے بھی کچھ ایسے ہی ہیں جن کو انسان مضبوط کرنا چاہتا ہے یا پانا چاہتا ہے وہ دور ہو جاتے ہیں اعتماد بنانے کی ہجر سے بے اعتمادی پیدا ہو جاتی ہے بے یقینی کا تصور ہے یا قسمت کا کاش انسان اپنے آنے والے کل کے بارے میں جانتا ہو تو کبھی ایسے دوست نہ بناتا جو ساتھ نہ بھاگ سکتے ہوں وہ بھی ایک بہت ہی بڑی خامی سے کیوں کہ یہ انسان کو دیمک کی طرح چاٹ جاتی ہے اور اگر محبوب بے وفا ہو تو پھر انسان بالکل کھوٹلی ٹکڑی کی طرح ہو جاتا ہے یک طرفہ وفا بہت ہی نقصان دہ ہوتی ہے اس قسط میں بھی رائے دینا نہ بھولیئے گا زو باخان، درغنا، امیر نگر، چوہدری، عائشہ، سلیم، مہناز، ان سب کے لیے پر خلوص دعائیں ملیں رضا ملک اور بھی بہت سارے دوست ہیں میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ مجھے ہر وقت دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں اللہ آپ کو خوش رکھے آخر میں رسالہ کی ترقی کے لیے دعاگوں ہوں تمام شاف کو پر خلوص سلام اور دعائیں ادارہ جواب عرض کی پابندی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ پارٹنرز مددگار نہیں ہوگا

حکیم ایم جاوید نسیم چوہدری فیصل آباد 03455453286۔ حسن علی کا نمبر 03437126117

و علیکم السلام میرے کچھ لگے ہوئے ہی کہا وہ سکول میں بھی روزانہ اسی طرح ملتے تھے لیکن میٹرک کے بعد ایسے ٹیگز کے پھر کوئی رابطہ نہ ہو سکا۔ کیسے ہو میرے یاد میں آج ہماری یاد کیسے آگئی۔ یاد تو آتی رہتی ہے۔ بس یاد مصروفیت ہی اتنی بڑھ گئی ہیں ناں کہ اک بار باہر کیا گیا کہ پھر تو تو لوٹ کر ہی نہ آ سکا۔ میرے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

دادا جی ولہ۔ بڑے بڑے بنس مین بن گئے ہوا اب تم بڑا نام ہے تمہارا بعد مان نے وہی پرانا چھٹرنے والا انداز اپناتے ہوئے کہا۔

بس یاد جہاں جہاں روزی روٹی اللہ تعالیٰ نے لکھی ہے وہ تو اکٹھی کرنی ہی ہے ناں میرے کہا۔ اتنے میں نادیا چائے کی خرابی میں لوازمات رکھے آگئی۔

اسلام و علیکم نادیا نے آتے ہی کہا۔

میرے بے تمہاری ہمارے نادیا صاحبہ بنک میں میرے ساتھ ہی کام کرتی ہیں یہ مجھ کو یاد آگئی ان میں نے

جولائی 2014

جولائی 2014

ویران نمکشن۔ آخری قسط

Digest.pk



Digest.pk

ان سے شادی کر لی عدنان اپنی بیگم کا تعارف کرواتے ہوئے بھی مذاق کرنا نہ بھولا تھا۔ ناد یہ یہ ہیں میرے بچپن کے دوست میر سکندر صاحب جو میٹر تک میرے ساتھ رہے ہیں پھر یہ فرانس چلے گئے تھے۔ نیلو بھابھی جی کیسی ہیں آپ میرے کہا۔

نیلو کیسے ہیں آپ۔۔۔ ناد یہ نے پوچھا۔ اور چائے بنانے لگی مجھے زندگی میں تین دوست بہت اچھے ملے سکول میں میر سکندر کالج میں حسن علی اور ہنگ میں ناد یہ تبسم عدنان خوشگوار موڑ میں بول رہا تھا ناد یہ اور میر دونوں مسکرا دیئے۔

یہ لیس بھائی جان چائے اور آپ بھی۔ ناد یہ نے دونوں کو چائے کے کپ دیتے ہوئے کہا۔ آپ کتنے اچھے دوست ہیں آجکل اچھے دوستوں کا ملنا بہت مشکل ہے۔ شکر یہ بھابھی جی میرے کپ پکڑتے ہوئے کہا۔ آپ بتاؤ یار میر تم کو کوئی لڑکی پسند آئی ہے یا کہ نہیں شادی کے لیے عدنان نے اس کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا اور پوچھا۔

ہاں یار اب بروگرام بن گیا ہے شادی ہے ایک لڑکی پسند آئی ہے بعد میں پتہ چلا کہ وہ تو بچپن میں ہی میری سنگ سے مجھے بھی کل ہی پتہ چلا تھا وہ آپ کی اکیڈمی میں ہی پڑھتی ہے شاہین وہ میری خالہ زاد کزن بھی ہے اور میری منگیتر بھی ہے میرے مکمل تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ شاہین۔ ناد یہ اور عدنان کا رنگ اڑ گیا۔

ہاں یار شاہین۔ کیسی لڑکی ہے وہ میرا ان کے چہرے نہ پڑھ سکا۔ بہت اچھی لڑکی ہے وہ تو لیکن اس نے کبھی بتایا نہیں آپ کے ہارے میں عدنان نے حیرانی سے پوچھا۔ اسے بھی پتہ نہیں تھا یہ بات صرف ہمارے والدین کو معلوم تھی میر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ او کے عدنان یار اب میں چلتا ہوں یہ میری طرف سے مشاغل ہے آپ اور بھابھی جی میری شادی پر ضرور آنا میر یہ کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

حسن علی صبح انہما نماز پڑھنے کے بعد دعا کے لیے ہاتھ اٹھا لیے پہلے دعا صرف الینا کی بخشش تک اور شکوے شکایت تک ہی محدود تھی آج کی دعا میں وہ اپنے لیے بھی کچھ مانگ رہا تھا دعا سے فارغ ہونے کے بعد وہ حسب عادت لان میں چلا گیا اور اس پودے کے پاس بیٹھ گیا۔ وہ پورا پھر سے براہور ہاتھ اس پر کچھ نئی شاخیں نکل رہی تھیں حسن علی پودے کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا اور گزرے ہوئے واقعات پر وہ سکریں پر چل رہے تھے اتنی دیر میں چونک اٹھا یا اور بولا حسن علی صاحب باہر دو پولیس کے آدمی آئے ہیں۔ اور آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔

ہیں۔۔۔ پولیس والے کیا کام سے ان کو میرے ساتھ حسن علی نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔ پتہ نہیں جناب میں نے پوچھا ہے لیکن وہ کہتے ہیں صرف حسن علی کو بتائیں گے۔ چلو ٹھیک ہے بلو او انہیں حسن علی کرسی پر بیٹھ گیا اور ان کے والد عبدالرحیم صاحب بھی آگئے چونکدار پولیس والوں کو لے کر اندر آ گیا۔

اسلام علیکم ڈاکٹر صاحب میرا نام جاوید ہے اور میں تھانہ ٹی میں اسے ایس آئی ہوں دراصل بات یہ ہے کہ صغیر کے اور ان کے خاندان کے کل میں ملوث دو شخص پکڑے گئے ہیں عدالت نے ان کو پھانسی کی سزا دی ہے ان کی آخری خواہش تھی کہ وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں کل صبح انکو پھانسی ہے۔ آپ پلیز ہمارے ساتھ جا کر ان سے مل لیں اسے ایس آئی جاوید نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

لیکن وہ حسن علی کو کیوں ملنا چاہتے ہیں عبدالرحیم نے تشویش بھرے لہجے میں پوچھا۔

دیران گلشن۔ آخری صفحہ جواب 2 جولائی 2014

پتہ نہیں سر جی وہ کہتے ہیں کہ ہم سے بہت بڑا گناہ ہو گیا ہے اگر حسن علی ہمیں معاف کر دے تو ہم آسانی سے پچاسی پر چڑھ جائیں گے جاوید نے پھر بتایا۔
او کے جی آپ چلیں ہم بھی آتے ہیں عبدالرحیم نے کہا۔

تھینک یوسر۔ ذرا جلدی آنا جاوید نے کہا حسن علی اور ان کے والد عبدالرحیم تیار ہو کر گاڑی میں بیٹھے اور سیدھے سنٹرل جیل میں پہنچ گئے اے ایس آئی جاوید انکو ملاقاتی کمرے میں بٹھا کر دو زنجیروں میں جکڑے آدمیوں کو لے آیا ایک کی عمر تقریباً پچاس سال کے قریب تھی لیکن وہ سخت جان دکھائی دے رہا تھا اور ایک تیس سال کا تھا جو کافی حد تک ٹوٹ چکا تھا اس سے چلا بھی نہیں جا رہا تھا شاید جیل کی سختی کی وجہ سے یا پھر آنے والی موت کے ڈر سے وہ آتے ہی حسن علی اور عبدالرحیم کے پاؤں میں بیٹھ گئے اور پاؤں پکڑ کر زور زور سے رونے لگے ہمیں معاف کر دو حسن صاحب ہمیں معاف کر دو ہم سے بہت بڑا گناہ ہو گیا ہے حسن علی تمہاری الینا کے قاتل ہم ہیں بڑی عمر کا شخص بول رہا تھا شاید دوسرے میں بولنے کی ہمت نہ تھی وہ تو بس نظریں جھکائے ہوئے زمین کو دیکھ رہا تھا۔ الینا کے قاتل لیکن اس نے تو خود کشی کی بھی عبدالرحیم نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ نہیں اس نے خود کشی نہیں کی تھی بلکہ میں نے اسے مارا تھا میرا نام جمال دین ہے اور میں جمالے کے نام سے مشہور ہوں میں بڑی دیر سے صغیر کے ساتھ رہا ہوں اور اس کے ہر کالے دھندلے کا ساتھ ہی ہوں اس نے مجھ سے بہت سرے گناہ کروائے ہیں اگر میں بھی انکار کرتا تو وہ مجھے اور میرے بچوں کو مروانے کی دھمکی دیتا تھا مجھ کو بلیک میل کرتا تھا میں مجبور تھا کچھ عرصہ کے بعد یہ خورشید بھی میرے ساتھ مل گیا یہ پڑھا لکھا تھا اور دوسرے لوگوں کے دستخط اور لکھائی کی کاپی بھی کر لیتا تھا اسے کوئی لو کر ہی نہیں مل رہی تھی اور یہ بھی صغیر سے مل گیا پہلے صغیر نے الینا کے باپ ار اپنے بھائی اسلم کو بھی مجھ سے مروادیا تھا وہ اس کی جائیداد ہرب کرنا چاہتا تھا اس نے کئی بار الینا اور اسکی ماں کو بھی مارنے کا پروگرام بنایا تھا تا کہ الینا اپنی جائیداد ہی نہ لے لیکن ہر بار کوئی نہ کوئی رکاوٹ بن جاتی تھی الینا جب جوان ہوئی تو اسے اپنے بیٹے نسیر کی بیوی بنانے کا سوچنے لگا کہ چلو اس طرح ساری جائیداد بھی آجائے گی اور ان کو غلام بھی بنا کر رکھے گا۔ وہ یہ کام اس لیے جلدی نہ کر سکا۔ کیونکہ صغیر کی بیوی اپنی بھانجی کو اپنی بہو بنانا چاہتی تھی صغیر کو ڈر تھا کہ اگر الینا کی شادی اور کسی جگہ پر ہوگئی تو اسے کہیں اپنے باپ کے قتل کا پتہ نہ جائے اور وہ اسے عدالتوں میں نہ لے آئے جب الینا نے بتایا کہ وہ ساری جائیداد خود دے دے گی لیکن نسیر سے شادی نہیں کرے گی تو وہ ایک بار تو بہت خوش ہو گیا تھا پھر اسے پتہ چلا کہ الینا آپ سے شادی کرنا چاہتی ہے تو وہ ڈر گیا تھا اور مجھ کو آپ کے قتل کا کام سونپا گیا تھا میں نے کچھ دن آپ کا پیچھا کیا تھا لیکن مجھ کو کوئی موقع نہ ملا پھر صغیر نے زمین اور گھر کے کاغذات مکمل کر دیا اور ساتھ ہی نکاح نامے کو بھی مکمل کر کے یہاں سے دونوں ماں بیٹی کے دستخط اور انگوٹھے لگوا لیے تھے شہر میں سیاسی جلسے کی وجہ سے وہ ان کو اپنے گھر نہ لے جاسکا تھا بعد دنوں کو ان کی مگرانی کے لیے گلی میں پھوڑا ہوا تھا الینا نے گھر سے بھاگ کر آپ کے پاس آنے کی کوشش کی تو مگر ہم نے اس کو پکڑ لیا تھا اور گھر سے میں باندھ دیا تھا اور صغیر سے رابطہ کیا تھا صغیر نے خفیہ بندے کے ذریعے سسٹے مارنے کا پیغام بھیج دیا تھا ہم نے زبردستی اسے زہر کی گولیاں کھلا دی تھیں یہ خورشید جو لکھائی میں کاپی کرنے والا مشہور تھا اس نے الینا کی کھائی میں آپ کے نام ایک خط لکھا تھا پھر کچھ دیر کے بعد الینا کی ماں اور کچھ لوگ آ گئے تھے جس کی وجہ سے ہم لوگ کھڑکی سے کود گئے تھے ان کو ہمارا بالکل بھی پتہ نہ چلا تھا وہ اسے خود کشی سمجھ کر اس کو ہسپتال لے گئے تھے انکے جانے کے بعد ہم نے وہ خط بند پر رکھ دیا تھا صغیر کی طرف سے مجھ کو پھر علم ملا تھا کہ جیل میں جیل سے بیٹھنے سے

دوران مکتبہ آخری

جلد 13

Digest.pk

پہلے ہی الینا اور اس کی ماں کو ان دونوں درندہ میرے بڑی بچوں کو قتل کروادے گا اور پھر مجھے اور خورشید کو بہت غصہ آیا کہ یہ ہماری وفاداری کا کیا صلہ دے رہا ہے جو اپنے شے بھائی اور اس کی اولاد سے وفادہ کر۔ کا وہ ہم سے کیا کرے گا ہمارے ضمیر نے ملامت کی اور ہمیں اپنے گنہگار بہت افسوس ہوا بہت زیادہ غور و فکر کرنے کے بعد ہمیں ایک ہی راہ نظر آئی وہ جس نے اتنے بڑے کام ہم سے کروائے ہیں ہم اسے ہی ہمیشہ کے لیے کیوں نہ ختم کر دیں تاکہ آئندہ معاشرے میں امن سکون ہو جائے۔ اس لیے جو پروگرام ہم نے الینا کو مارنے کا پروگرام بنایا تھا وہی پروگرام صغیر کی طرف کر لیا اور اس کو ایک ایکسپڈنٹ میں مردادیا۔ اس طرح ہمارے دل کو سکون ملا اور ہم نے گرفتاری دے دی پلیز یہ بھی وہ کہانی جو ہم آپ کو سنا چکے ہیں پلیز آپ لوگ ہم کو اب معاف کر دو وہ گز گزا کر دوتے ہوئے معافی یا تک رہے تھے آپ کو خدا کا واسطہ ہے ہم کو معاف کر دو ہمارے دربار تھا خورشید کو تو رونے کی بھی ہمت نہیں ہو رہی تھی وہ تو ان کے پاؤں میں پڑا تھا اور زمین کو گھور رہا تھا اس کا رنگ پیلا ہو رہا تھا جیسے کانٹو تو لہو نہیں ہم نے تم کو معاف کر دیا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی تم کو معاف کر دے عبدالرحیم نے کہا۔

عدنان میرے ملا تھا وہ اس سے ملنے کے بعد بہت پریشان ہو گیا تھا کیونکہ وہ حسن کو اپنے بھائی کی طرح سمجھتا تھا الینا کی موت کے بعد اگر وہ کچھ سنبھلا تو شاہین کی وجہ سے شاہین اور حسن علی ایک دوسرے سے بہت زیادہ محبت کرنے لگے تھے وہ دونوں اس بات سے انجان تھے کہ شاہین بچپن سے ہی میر کی معیت رہے شاہین بھی اس بات سے انجان تھی آخرا ب کیا ہو سکتا ہے وہ بہت پریشان تھا۔

ہم ایسا کرتے ہیں کہ حسن علی کو شاہین کے بارے میں سب کچھ بتادیتے ہیں ناد یہ نے کہا۔
نہیں ناد یہ نہیں ہم ایسا نہیں کر سکتے اگر ہم نے ایسا کر دیا تو حسن علی ایک بار پھر تنہائی کے خول میں چلا جائے گا اگر اب وہ تیار ہو گیا تو شاید زندگی بھر۔۔۔ وہ خدا یا یہ کیا اور ہا ہے عدنان بہت ہی پریشان ہو گیا تھا۔
لیکن ایک نہ ایک دن تو پتہ چل ہی جائے گا ناد یہ نے کہا۔

ہاں پتہ تو چلے گا ہی اور اگر شاہین بھی اس کے بغیر زندہ نہ رہ سکی تو پھر۔۔۔ عدنان نے کہا نہیں اب تاریخ نہیں دہرائی جائے گی ایک حسن علی تو اجڑا ہی ہے اب اس کیساتھ ساتھ میر اور شاہین بھی نہیں اجڑیں گے ورنہ ان تینوں میں سے کوئی بچ نہیں سکے گا ناد یہ نے فیصلہ کن انداز میں کہا اور سواہل اٹھا کر حسن علی کا نمبر ڈائل کرنے لگی۔ عدنان سر ہل کر بیٹھ گیا خدا یا خیر ہی کرنا وہ دعا مانگ رہا تھا۔ ایک طرف حسن علی تھا تو دوسری طرف میر اور شاہین تھے۔

حسن علی کسی لئے ہوئے مسافر کی طرح جا رہا تھا اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ اب تک زندہ کسے ہے اسے الینا کی یاد تڑپا رہی تھی کیوں اتنے شکوے شکایات کرتا تھا اس بے قصور سے کتنی بے بس تھی تم الینا جتنے دکھ تھے میری قسمت میں صغیر میں تھے کبھی بھی معاف نہیں کروں گا اور تجھے اللہ بھی معاف نہیں کرے گا۔ کاش تیرے دل میں انسانیت کا کچھ جذبہ ہوتا احساس ہوتا تو کہنے لاپٹی نہ ہوتا۔ اب بتا کہاں گئی وہ سیاری جائیداد ساری دولت انسان خالی ہاتھ ہی آیا ہے اور خالی ہاتھ ہی جاتا ہے حسن علی کو بتاتی ہوئی الینا مارا رہی تھی جب آخری بار اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر اسے دیکھا تھا کتنا دکھ اور قرب تھا اس کی آنکھوں میں اور اگر کچھ حوصلہ ملا بھی تھا تو وہ بھی نہ ہونے کے برابر آج وہ شاہین سے بظاہر ملنے کے لیے جا رہا تھا لیکن ہمیشہ کے لیے بچھڑنے کے لیے اس کی دنیا کو

دیران گلشن۔ آخری جلد 4 جلد 4 جولائی 2014

Digest.pk

خیر باد کہنے کے لیے پارک میں پہنچا تو شاہین پہلے ہی وہاں موجود تھی اسے دیکھ کر مسکرا پڑی۔
 خیر تو تھی ناں حسن علی اتنی جلدی کیوں بلوایا ہے مجھے کیا دل نہیں لگا میرے بغیر شاہین نے مسکرائی۔
 شاہین آج میری بات غور سے سنا حسن علی نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو شاہین پریشان ہو کر اسے دیکھنے لگی حسن
 علی نے اپنا منہ دوسری طرف کر لیا تھا شاہین میں نے اپنے والدین سے آپ کے بارے میں بات کی تھی شادی
 کرنے کے بارے میں لیکن وہ نہیں مانے کیونکہ وہ میرے لیے کسی امیر گھرانے کی لڑکی لانا چاہتے ہیں میرے
 ہسپتال میں ہے وہ ڈاکٹر حنا ابھی لڑکی ہے اور ہے بھی ہمارے اسٹیلٹس کی میں نے بہت ضد کی تھی لیکن گھر والے
 نہیں مانے۔ ابو نے صاف صاف کہہ دیا ہے کہ اگر میں نے حنا سے شادی نہ کی تو وہ مجھے گھر سے نکال دیں گے
 اور مجھ کو تمام جائیداد سے بھی عاق کر دیں گے شاہین اب میں مجبور ہو گیا ہوں میں آپ کے لیے اپنے والدین کو نہیں
 چھوڑ سکتا ہوں جائیداد کا مجھے لالچ نہیں ہے کیونکہ والدین کی ناراضگی خدا کی ناراضگی ہے حسن علی نے چہرہ ابھی
 تک شاہین کی طرف نہیں کیا تھا۔

کیا کہا ہے تم نے حسن علی شاہین نے شہرہ اس کی طرف موڑ لیا۔ کیا تم مجھ سے محبت نہیں کرتے کیا وہ سب
 کچھ جھوٹ تھا شاہین غصہ سے بول رہی تھی۔
 کون سی محبت۔ کسی محبت ایسے تو میری زندگی میں بہت سی لڑکیاں آتی ہیں کیا میں سب سے محبت کروں اور
 سب سے شادیاں کرتا جاؤں اور پھر شاہین تم کو مجھ سے محبت ہے یا پھر میری جائیداد سے سن لو آج سے ہمارے
 راستے الگ ہیں حسن علی سختی سے بول رہا تھا۔

حسن علی کیا تم مجھ سے محبت نہیں کرتے تھے شاہین کی آنکھوں میں آنسو تھے اور لہجے میں التجا تھی۔
 ہاں شاہین میں تم سے محبت نہیں کرتا میں تو صرف نام پاس کر رہا تھا میں بھی خوب ایکٹنگ کر رہا تھا۔
 کھانا ایک زوردار پھنچر حسن علی کے منہ پر لگا۔ تم نے اچھا نہیں کیا حسن علی تم میرے بچے جذبات سے
 کھیلے رہے ہو کیا حسن علی تم کو زندگی میں بھی بھی سکون نہیں ملے گا تم تڑپو گے مجھ کو آوازیں دو گے فریاد کرو گے مگر
 پھر کچھ نہ سن سکوں گی تم تو کم طرف انسان نکلے ہو میں تو تم کو اپنا دل دے بیٹھی تھی تم کو اپنا سب کچھ مان لیا تھا مگر تم
 تو بھنورے نکلے ہو دو دو کے باز درندے انسان تم کو کیا پتہ محبت کس کو کہتے ہیں اور محبت کیا ہوتی ہے کاش حسن علی
 میں تم کو نہ ملی ہوتی یا پھر تم مجھ کو نہ ملے ہوتے تو آج میں اس دورا ہے پر نہ کھڑی ہوتی جہاں تم نے لا کھڑا کیا
 ہے۔ شاہین پتہ نہیں کیا کچھ کہتے ہوئے بھاگ گئی اور حسن علی اسے جاتا ہوا دیکھتا ہی رہ گیا اب حسن علی ایک لئے
 ہوئے مسافر کی طرح کھڑا تھا جس سے ڈاکو سب کچھ لوٹ کر لے گئے تھے اور جو کچھ باقی بچا تھا وہ اس نے آج
 خود ہی لٹا دیا تھا واقعی چاہت کے سنے بڑے ہی سندر ہوتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ نازک آئینوں کی مانند
 بھی ہوتے ہیں چاہت کیل کے چھالے کی مانند ہے سنبھال کر رکھو تو بھی تکلیف اور اگر چھوڑ دو تو اور تکلیف ہوتی
 ہے اس راستے کے راہی اپنی منزل تو کھوی دیتے ہیں اور زندگی کو ٹھوکر مار کر اپنے ہچکچوں کو جدائی کا روگ دے
 کر دور بہت دور بھی نہ آنے کے لیے جاتے ہیں حسد و رقابت سے بھرپور اس دنیا میں کئی اپنی زندگیاں ہار گئے
 اور کئی محبت میں جیت کر بھی جیت کا لطف نہ اٹھا سکے وہ جیت ہمیں دے ہی کیا سکتی ہے جو کسی کی خوشیاں و چین کر
 ہم حاصل کرتے ہیں حسد و رقابت سے جانے کتنی ہی کہانیوں نے جنم لیا ہم اپنی مقصد بر آوری کے لیے کیا کیا کر
 آزما تے ہیں کسی کو ذلت کے گڑھے میں دھکیلنے کے لیے کیا کیا ہنر آزما تے ہیں پتہ ہم یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ
 خدا کی لاشی بے آواز ہوتی ہے اللہ کی ذات کریم کسی کے ساتھ نا انصافی نہیں کرتی یہ ذات کہ ہم سے رحم ہے لیکن

جب کوئی اس کی مخلوق کے ساتھ انسانی کرے تو پھر اس کی لامنی حرکت میں آتی ہے وہ محبتیں وہ خوشیاں جو ہم دوسروں سے چھینتے ہیں وہ ہمارے لطف اور سرور کی بجائے دکھاو پریشانیوں کا باعث بنتی ہیں پھر بھی چاہتیں محبتیں انسانی زندگی کے لیے ضروری ہیں محبت کے سہارے پر ہی بندہ زندہ ہوتا ہے لیکن یہ محبت اور چاہت اس صرف اس کو آتی ہے جو اس کے ساتھ خلص ہوتا ہے رشتہ انسانی کا ہو یا خون کا۔ رشتے وفا مانتے ہیں۔

حسن علی سنوٹم کیا سمجھتے ہو کہ محبت کے بغیر جیا نہیں جاسکتا ہے اگر ایسا سوچتے ہو تو تم غلطی پر ہو اس محبت کو اپنا کر بھی کیا کرنا جو محبت کم اور زخمیت زیادہ بن جائے جس میں ہل ہل ایسے زخم لگائے جائیں کہ جسم ہی زخمی نہ ہو جائے کس محبت کی بات کرتے ہو تم اس کی جس میں ایک مضبوط رشتے کی زنجیریں ہی نہیں ہیں اعتماد کا رشتہ نہیں ہے ہاں تو پھر اس محبت کے جھوٹے الفاظ کی تشہیر کیوں کر رہے ہو کیوں مردہ جسموں میں کچھیں دم توڑ لی سکتی روحوں کو بے حال کر رہے ہو یاد رکھنا یہ محبت کے بھی جیا جاسکتا ہے کیا ہوا کہ وہ جینا ایسے جینا ہوگا کہ آتی جاتی ہر سانس اس جسم فانی پر ایک بوجھ ہوگی ہر ہل جینا قیامت ہوگی مگر دیکھو حسن علی میں زندہ ہوں اور جی رہی ہوں حسن علی محبت میں خوشی تب حاصل ہوتی ہے جب وعدے اعتماد اور پاکیزگی قائم رہے اور محبت مکمل ہوتی ہے جب وہ اپنی عمر بھر کی ریاضت کا صلہ پائی ہے جی ہاں ہماری محبت صلہ مانگی ہے ہماری محبت اپنا حساب چاہتی ہے یہ بالکل رعایت نہیں کرتی ان کو اپنا صلہ چاہیے محبت چاہتی ہے اپنے اس ایک ایک ہل کا جو کسی کے انتظار میں ایک صدی کی طرح گزرتا ہے محبت چاہتی ہے اپنے آنسوؤں کا جو کسی کی یاد میں دریاؤں کی مانند بہتے ہیں جب ہماری محبت اپنا صلہ پائی ہے تو وہ بروقت سسکرائی رہتی ہے ایک معصوم بچے کی طرح خوش ہو جاتی ہے اور پھر انہیں دنیا جہاں کا کوئی غم نظر نہیں آتا لیکن جب محبت میں کچھ حاصل نہیں ہوتا تو وہ ٹھہر جاتی ہے ویران ہو جاتی ہے اور پھر اس رہنے لگتی ہے بالکل میری طرح حسن علی مجھے آج پتہ چلا ہے کہ واقعی کچھ لوگوں کے مقدر ہی تاریکی میں نکلے جاتے ہیں جو زندگی بھر تکی وامن رہ جاتے ہیں انکی قسمت میں دھماکے کا کوئی پھول کبھی نہیں مہکتا جن کے لیے آنکھیں ترستی رہتی ہیں وہی لوگ قریب آکر کہیں دور بہت ہی دور نکل جاتے ہیں خود کو تنہا محسوس کرنا اور خود کو کسی بھی موز پر نا کام محسوس کرنا محال ہو جاتا ہے جب کسی کے دل تک رسائی نہیں ہو سکتی وہ جن کے بن کچھ بھاتا نہیں من کو خود فریبوں کا یہ عالم کہ انسان ساری زندگی صرف ایک دن کی آس میں گزار دیتا ہے ہم ساری زندگی بھی جی لیں تو وہ ایک دن بھی نہیں آتا ہر انسان زندگی کو دو حصوں میں گزارتا ہے ایک حصہ میں زندگی اس کے ہاتھوں میں ہوتی ہے اور دوسرے حصہ میں وہ زندگی کے ہاتھوں میں ہوتا ہے۔ اور زندگی بھی معاف نہیں کرتی اور جس نے بھی یہ کہا ہے بالکل سچی ہی کہا ہے کہ محبت روگ کی صورت عجیب تنگ کی صورت ہے یہ طالب لا حاصل ہے یہ سفر لامتناہی ہے مگر پھر بھی زندگی کی دھوپ چھاؤں میں شاید ہی کوئی اس احساس اس کیفیت اس جذبے کی تعبیر جیسے محبت کہتے ہیں جیتا ہوگا انسان اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا کیونکہ محبت ایک شجر ہے محبت ایک یقین ہے محبت ایک اعتبار ہے یہ ایک جیتا جاگتا احساس ہے محبت ایک موسم ہے۔ یہی وہ جذبہ ہے جس کو پالینے کے لیے محبت کی بانہوں میں لوگ روز مرتے ہیں روز جیتے ہیں۔

شاہین کمرے میں بند اپنی ہی سوچوں میں کمن مگن سماجی سے طبیعت کی خرابی کا بہانہ کیا تھا آسمان پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے مطلع ابرا لود لگتا تھا آج آسمان بھی کھل کر بارش برسانے کا۔ وہ بھی شاہین کے دکھ میں برابر کا شریک ہو رہا تھا شاہین کے من کا موسم بھی آج بہت ابرا لود ہو کر دل ہی دل میں مسلسل روئے جا رہا تھا بالکل آسمان کی طرح آج ان کے گھر میں اس کی کزن کزن اور خالہ خالہ منرا آ رہے تھے اس کی ماما جی نے

جولائی 2014

Digest.pk

36

اس کو تیار ہونے کو کہا لیکن اسے کسی سے کوئی سروکار نہیں تھا وہ جس کے لیے جتنی سنورلی تھی کھڑی تھی وہ اسے دکھو کہ دے گیا تھا وہ بار بار سوچ رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ تم نے اچھا نہیں کیا حسن علی آخر کیوں کیا تم نے ایسا۔ کیوں میرا دل توڑا تم نے کیوں چھوڑا بیچ منہ ہمارے میں مجھ کو ایک سوال اس کے ذہن میں ابھرا اور آنکھوں میں سادون بھادوں کی جھڑی لگ گئی اسے بھی حسن علی پر اور بھی خود پر بہت غصہ آ رہا تھا وہ بہت کنٹرول کے باوجود بھی سنبھل نہیں رہی تھی حسن علی نے اس کی انا کو دھچکا لگا دیا تھا اور اس کے الفاظ کی بازگشت اس کے ذہن کو بار بار بار بجھو ڈر رہی تھی کہ تم جیسی ہزاروں لڑکیاں میری زندگی میں آتی ہیں کیا میں سب سے شادی کر لوں حسن علی کی آواز اس کے کانوں میں گونگی اور وہ رو دی۔

اسلام و عیسائیت۔ سخن میں کسی کی آواز سنائی دی شاید خالہ کی فیملی آگئی تھی شاہین بیٹی دیکھو کون آیا ہے۔ لیکن شاہین خاموشی سے ہی بیٹھی رہی خالہ اور خالو صوفیوں پر چنہ گئے تھے اور ہلکی پھلکی کپ شپ کرنے لگے۔ کل سے شاہین کی طبیعت بہت خراب ہے نسرین بیگم نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔ کوئی بات نہیں ہے اب ہم اپنی بیٹی کو لے جائیں گے آپ نے بہت سنبھال لیا ہے اب ہم ویر نہیں کر سکتے گفتہ نے کہا۔

شاہین کو ساری باتیں سنائی دے رہی تھیں وہ حیران ہو رہی تھی۔

لیکن شاہین کو بلی اسی سی کے پیچہ تو دے لینے دو۔

نہیں نسرین بہن اب شاہین اپنے پیچہ سسرال جا کر ہی دے گی ویسے بھی ہمارا سیرما شاہد بہت کماتا ہے کون سا شاہین سے لو کری کر والی ہے۔ اب ہماری امانت ہم کو دے دو امغر نے کہا جو شاہین کے خالو تھے۔ ٹھیک ہے بہن جی جیسے آپ کی مرضی نسرین بیگم نے ہاں کر دی شاہین دروازے سے ٹھیک لگائے کھڑی تھی اس کی سانس رک سی گئی تھی اس کی زندگی کا کتنا بڑا فیصلہ اس کی ماں نے کر دیا تھا سب خواب بکھر گئے تھے سب سنے چکنا چور ہو گئے تھے آرزوؤں میں حسرتیں اور خواہشیں دم توڑ گئی تھیں دل کے ارمان دل میں ہی رہ گئے تھے واقعی مجبور یوں کے دیس میں رہنا بھی کسی عذاب سے کم نہیں ہوتا۔ مسائل پہاڑوں کی کھائیوں کی طرح منہ کھولے ہڑپ کرنے کے لیے تیار کھڑے ہوتے ہیں مجبور یاں انسان کو ریزہ ریزہ کر دیتی ہیں سستی خواہشات آنکھوں کے سامنے دم توڑ دیتی ہیں اور انسان کو آدھ بھرنے کی بھی اجازت نہیں ہوتی رشتوں کی ووڑھی میں بندھا ہوا یہ ناسان تو ہر لمحہ مرتا ہے اور جیتا ہے رشتوں کی پاسداری کے لیے اس کو بہت سے ٹھکن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے اس کو سسکا سسکا کر تڑپا تڑپا کر زندگی کی بھیک دی جاتی ہے اور ڈگڈگی بجا کر انسانیت کی ذلت کا تماشا دکھانے والا خوب محفوظ ہوتا ہے اسے کاش اس دنیا میں کوئی مجبور ہو رہے ہوں نہ ہوتا اور پھر یادوں کی پگڈنڈی پر چلتے ہوئے کتنے ہی راستے ایسے بھی آتے ہیں جو اپنوں تک لے جاتے ہیں لیکن وقت کی ستم ظریفی ہے کہ بندہ گوشش کے باوجود ان راستوں پر چل کر اپنوں تک نہیں جاسکتا انا کے نوکیلے اور خاردار پتھر راستوں میں اپنی تعداد میں کھیر رکھے ہوتے ہیں کہ صرف پاؤں ہی نہیں بلکہ روم تک کے لہو لہان ہونے کا خدشہ ہوتا ہے انا کی نسکیں کے لیے آگ کے سمندر بھی عبور کرنے پڑیں تو کوئی پروا نہیں کی جاتی۔ صرف راستے تو کی اسزلوں کو بھی پس پشت ڈال دیا جاتا ہے لیکن یادوں کی کسک تو روگ بنی رہتی ہے آگے جاتے ہوئے کتنی ہی دیر تک پیچھے مڑ کر دیکھنا پڑتا ہے کہ شاید کوئی اپنا آواز دے ہی ڈالے اور واپسی کا ایک بہانہ ہاتھ آجائے مگر ایسا کیونکر ہو سکتا ہے وہ سوچ ہی رہی تھی کہ ماں نے فیصلہ کرتے وقت مجھ سے پوچھا تک نہیں وہ کیا کرتی اگر انکار کرتی تو کس بنا پر حسن علی کی

جولائی 2014

Digest.pk

وجہ سے جو صرف اس سے ہانپ کر رہا ہے۔

وہ بیڈ پر اونگھتے منہ گرتی تھی۔ اور دروہی تھی بادل بھی برس کر اس کا ساتھ دے رہے تھے اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا کرے اور یہ کیا ہو رہا ہے ابھی تک تو وہ حسن علی کی تھی اب حالات کیسے بدل سکتے ہیں اس کی ماں اور خالہ کے درمیان اس کی شادی کے دن ملے پارے تھے اسی اتوار کو اس کی شادی رکھ دی گئی تھی کیونکہ سمیر کے پاپائی کو چھٹی بہت کم ملی تھی اور وہ سب کچھ اپنی زیر نگرانی میں کرنا چاہتے تھے سب اس کے رونے کو مٹانے کے لیے کارروائی کرتے تھے۔

شاہین بیٹا نہ روتی کسی غیر کے گھر تھوڑی جلد ہی ہو وہ تمہارا پنا گھر ہے تمہاری ماما بھی ادھر ہی رہے گی تمہارے ساتھ تھا خالہ اسے دلاس دے رہی تھی ماما جی پریشان نہیں ہوئی شاہین کو دیکھ رہی تھی سمیر زندگی میں پہلی بار اتنا خوش اور مصروف تھا اکلوتا ہونے کے ناطے پر سارے ارمان پورے کئے جا رہے تھے بھی بازار میں شاپنگ بھی دیپولر کی دکان پر بھی سمیرج کلب کے چکر لگا رہا تھا شاہین کی تیاری بھی وہ خود ہی کر رہے تھے ابھی تک شاہین نے کوئی چیز اپنی سرشتی سے نہیں خریدی تھی اور نہ ہی خریدنے کی کوئی خواہش ظاہر کی تھی وہ جو کچھ بھی خرید کر لے جاتے شام کو شاہین کو ضرور دکھاتے تھے وہ صرف دیکھتی رہتی تھی اس نے ابھی تک کسی چیز کو ہاتھ لگا کر نہ دیکھا تھا سمیر اسے کسی چیز کی کمی نہیں آنے دے رہا تھا آخر شاہین خود کیوں خریداری نہیں کر رہی سمیر کو اس کی پہلی ہی سوچ نے پریشان کر دیا کیوں کہ وہ اس کی محبت تھی۔

بیٹا بازار سے لپٹا لو اور شاہین کے گھر دے آؤ سمیر کی امی جی نے سمیر کو کہا۔ اور خود کپڑے ٹانگے میں مصروف ہو گئی۔ سمیر نے لپٹنے کی رسید اٹھائی اور بازار سے لپٹا لیا جو بہت سی زیادہ خوبصورت تھا یقیناً شاہین اس لپٹے میں بہت خوبصورت کتے کی۔ وہ یہ سوچتا ہوا شاہین کے گھر کی طرف چل پڑا اس کے من میں خوشی کے لہو پھوٹ رہے تھے دروازے پر پہنچ کر دستک دیئے بغیر ہی اندر چلا گیا خالہ شاید گھر پر نہیں تھی وہ سیدھا شاہین کے کمرے کی طرف بڑھ گیا ابھی وہ دروازے پر دستک دینے ہی لگا تھا کہ ایک آواز نے اس کا ہاتھ روک لیا۔

حسن علی کمرے میں بیٹھا سگریٹ پر سگریٹ پیئے جا رہا تھا اسے ایک چل بھی سکون محسوس نہیں ہو رہا تھا وہ اپنے آپ کو کتنا بے بس محسوس کر رہا تھا الینا سے یہ جانے سکتے شکے کرتا رہا۔ ابھی اس کی قبر پر تو کبھی ہاتھ اٹھا کر دعاؤں میں اور کبھی تہائی میں وہ بالکل بے تصور تھی کتنی بے دردی سے اس کو مل کر دیا گیا تھا وہ معصوم کتنا ہی تڑپتی ہوگی آج بھی اس کی آنکھوں میں وہ منظر بار بار آ رہا تھا۔ ضمیر تم نے میری خوشیوں کو جاڑ کر اچھا نہیں کیا ہے تم انسان نہیں ہو درندے ہو تم ظالم انسان تھے پتھر کا دل تھا تیرے سینے میں اک غصہ کی لہر اس کے جسم میں دوڑی تم بھی تو کسی کی خوشیوں کے قاتل ہو حسن علی۔ زندگی کے قاتل ایک کے نہیں بلکہ دو کی خوشیوں کے قاتل ایک آواز اس کے اندر سے ابھری یہ اس کے ضمیر کی آواز تھی وہ پریشان ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگا اسے دھومیں کے سوا کچھ بھی نظر نہیں آیا اور وہ کھڑکی میں جا کر کھڑا ہو گیا ضمیر نے تیری خوشی چھینی تھی لیکن تم نے بھی تو شاہین کی خوشیوں کو روندنا تم میں اور ضمیر میں کیا فرق ہے حسن علی کوئی فرق نہیں ہے۔ اس کا ضمیر اسے بار بار ملاست کر رہا تھا وہ بے چینی سے ادھر ادھر بل رہا تھا اس کا دل قبرستان جانے کے لیے مچلا جا رہا تھا وہ جلدی سے نیچے آیا اور گاڑی نکالی چونکیدا اور اس کے بابا جی عبدالرحیم حیران تھے کہ گاڑی قبرستان کی طرف جا رہی تھی۔

حسن علی تم دنیا کے بہترین انسان ہو جیسے ہر کوئی محبت کر سکتا ہے میری قشتہ آنکھیں ہر ساعت ہر چل تمہاری

دیوان گلشن۔ آخری صفحہ

جولائی 2014

جولائی 2014

Digest.pk

وید کی تمنائی رہتی ہیں سن میں پھیلی اضطرابی بے چینی بے کلی سر دھجوں کی آہٹ دھاتوں میں نارسائی کا خوف ایسے لگتا ہے کہ میں جیسے کسی گہرائی میں تیزی سے گر رہی ہوں اور ہمارے درمیان کبھی نہ پر ہونے والا خلا پیدا ہو رہا ہے حسن علی تھک جلاؤ گے مگر کچھ بھی نہ کر سکو گے کیونکہ زندگی میں محبت نفرت خلوص ہمدردی حسد وفا جفا نامہزما قربت فرقت ظلم بغاوت جبر اور دکھ ایک ساتھ ہیں الینا کی پیار بھری آواز کانوں میں گونج رہی تھی۔

حسن علی تم بہت ہی زیادہ لاپٹی ہو اور خود غرض انسان ہو تم میرے جذبات سے کھیلے ہو تم میری بچی محبت کو ٹھکرایا ہے تم کو کبھی پیار نہیں ملے گا حسن علی یاد رکھنا دوسری طرف شاہین کی روندمی ہوئی آواز بھی گونج رہی تھی حسن علی کا سر پٹکار ہاتھ گاڑی کی سپینڈ زیادہ ہو رہی تھی آنکھوں میں آنسوؤں کی وجہ سے دھندلاہٹ آرہی تھی گاڑی اوور سپینڈ کا آلام بجارہی تھی اچانک آگے سے ٹرک آیا اور گاڑی اس سے ٹکرا کر کھنٹیاں کھانے لگی اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔

مجھے معلوم نہیں تھا کہ میں بچپن سے ہی سمیر کے ساتھ مقسوم ہو چکی ہوں تو میں کبھی بھی حسن علی کے بارے میں نہ سوچتی شکل سے نظر آنے والا وہ خوبصورت شخص اندر سے اتنا برا ہو گا میں نے تو کبھی سوچا بھی نہ تھا وہ مجھ سے ٹائم پاس کرتا رہا کتنا کمینہ ہے تو حسن علی وہ صرف ایک لڑکی سے پیار کرتا تھا بس اس کی موت کے بعد وہ کسی اور کا نہ ہو سکا اچانک سر عدنان کی بات یاد آگئی شاہین سوچ میں پڑ گئی آخر وہ کیا ہے۔

ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے دل سے الینا کی محبت کو نہ نکال سکے گا وہ اس لیے اس نے ایسے کیا ہو یہ نوشی کی آواز تھی میں نے اسے کب کہا تھا کہ وہ الینا سے محبت نہ کرے وہ تو مجھے بہت چاہنے لگا تھا لیکن پتہ نہیں اس دن اسے کیا ہو گیا تھا ابھی ایک دن پہلے تو ہم نے بہت سے وعدے کئے تھے قسمیں کھائی تھیں شاہین رورہی تھی کہیں ایسا تو نہیں کہ اسے پتہ چل گیا ہو کہ تم سمیر کی منگیتر ہو اور وہ اپنی زندگی کے پہلے حادثے سے ڈر گیا ہو اور آپ کا راستہ صاف کرنے کے لیے ایسا کچھ کیا ہوتا کہ تم سمیر سے شادی پر رضامند ہو جاؤ نوشی نے اور بھی بیچیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

ہاں یہ تو میرے ذہن میں نہیں آیا واقعی ایسا ہو حسن علی کی محبت سے اتنا بڑا کھیل ہوا ہو وہ کسی کی محبت سے کیا کھیلے گا۔ حسن علی تم کیا سمجھے کہ اس حرکت سے میں تم سے نفرت کرنے لگوں گی مگر ایسا کبھی نہیں ہو گا میں سمیر کو سب کچھ بتا دوں گی شاہین کے ذہن میں جب یہ بات آئی تو وہ تڑپ اٹھی۔

نہیں تم ابھی سمیر کو کچھ نہیں کہو گی بس دو دن کے بعد تم سمیر کی ہو جاؤ گی قسمت میں یہی تھا اس کی دوست نوشی نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

نہیں نوشی نہیں یہ بے ایمانی ہے میں زندگی کسی اور کی ہوں اور جا ہوں کسی اور کو محبت تو زندگی میں صرف ایک بار ہوتی ہے اور وہ میں کر چکی ہوں یا اللہ میں کیا کروں کس گناہ کی سزا مل رہی ہے مجھے شاہین باقاعدہ چڑا رہی تھی محبت یہ نہیں کہ کسی کو جا بجا جائے اور جواب میں وہ بھی اسے چاہے محبت تو کسی کی یاد میں اکیلے ہی جھٹنے کا نام ہے محبت کسی کو پالینے کی نہیں بلکہ کھودینے کا نام ہے پھنسنے سے کوئی مر نہیں جاتا البتہ اگر پیار کرنے والے دو دل پھنسنے جائیں تو ان کے دل ایک بھر زمین کی طرح ہو جاتے ہیں جن پر کبھی بھی کوئی خوشی کی گونچل نہیں پھونکتی کہتے ہیں اگر انسان سمندر میں ڈوب جائے تو بچ سکتا ہے اور اگر جدائی کے آنسوؤں میں ڈوب جائے تو تڑپ تڑپ کر مر جاتا ہے مگر زندگی ایک پھول ہے اور ہر پھول ایک دن مر جاتا ہے زندگی ایک سائے کی مانند ہوتی

جولائی 2014

جوانی

دوران کاشن۔ آخری

Digest.pk

ہے اور سامنے روشنی کے محتاج ہوتے ہیں جیسے زندگی موت کی محتاج ہوتی ہے زندگی ایک خواب ہے اور ہر خواب کی قسمت میں ٹوٹنا ہوتا ہے۔

حسن علی کو چکر آرہے تھے اس نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھول دیں ایک دم روشنی سے اس کی آنکھیں چند صیحاں گئیں اس نے اپنے آپ کو کمرے میں اکیلا پایا تو چونک سا گیا اور بولا۔
میں کہاں ہوں اس کی کچھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔
ہیلو حسن علی کسے ہو پروفیسر دانیال نے آتے ہی پوچھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی ماں اور بابا عبدالرحیم بھی تھے جو کمرے میں داخل ہوئے تھے۔

جی بالکل ٹھیک ہوں حسن علی نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔
میرے لعل تم کو کچھ نہ ہو کیا ہو گیا تھا تجھے کیوں اتنی رات مجھے گاڑی نکالی تھی کیا کام تھا میرے لعل کو اس کی باپ اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہہ رہی تھی اللہ تجھے سلامت رکھے میرے لعل اور ساتھ ہی وہ دروہی تھی اور حسن علی کے چہرے کو بار بار چوم رہی تھی۔

اسے آرام کی ضرورت ہے آپ لوگ پلیز ابھی باہر جائیں پروفیسر دانیال دونوں کو باہر لے گئے اور اسے آرام کرنے کو کہا حسن علی نے اپنی آنکھیں بند کر لیں تمام واقعات پر وہ سکریں کی طرح اس کے ذہن میں چلنے لگے اسے یاد آ گیا ایسا اس کی زبان سے نکلا اور وہ آنسو آنکھوں سے نکل کر نیچے میں جذب ہو گئے اچانک سے موبائل کا خیال آیا جو اس کے سر ہانے پڑا تھا اس نے تاریخ دیکھی تو سنا نہیں تاریخ تھی اور اتوار کا دن تھا آج تو شاہین کی شادی ہے وہ اور غم زدہ ہو گیا اس نے آنکھیں بند کر لیں شاہین تو سدا خوش رہے مجھے پتہ ہے کہ میں تمہارے ساتھ اچھا نہیں کیا لیکن میں مجبور تھا میں خود تو برباد ہو چکا تھا مگر تمہیں برباد نہیں کر سکتا تھا خدا تم کو ہمیشہ خوش رکھے وہ بڑبڑا رہا تھا اور آنکھیں بند تھیں۔

اول ہوں اسے کھنکارنے کی آواز سنائی دی حسن علی نے آنکھیں کھول دیں سامنے شاہین ولہن والا لباس پہنے کھڑی تھی اور ساتھ ہی ایک چند سم لڑکا تھری فین میں ملبوس کھڑا اسے بڑے غور سے دیکھ رہا تھا شاہین پر کپڑے بڑے نچارے تھے حسن علی دونوں کو حیرانی سے دیکھ رہا تھا حسن علی آئی ایم میر شاہین کا کزن چند مہڑ کے نے اپنا تعارف کروایا ڈاکٹر حسن علی تم بہت لگی ہو اور بزدل بھی ہو لگی اس لیے کہ تمہیں زندگی میں دوبار پیار ملا بزدل اس لیے کہ تم دونوں باری حاصل نہ کر سکے محبت کرنے والے اتنا بزدل نہیں ہوتے۔ حسن علی زندگی ایک ایسی پگڈنڈی ہے جس میں بہت سے بل آتے ہیں بہت سے موڑ آتے ہیں اور ہر موڑ پر آپ کو ایک چہرہ ملتا ہے جو بھی محبت دیتا ہے اور بھی دکھ دیتا ہے بھی خوشی دیتا ہے اور بھی خوشیاں چھین لیتا ہے اور بھی ایسی یادیں چھوڑ جاتا ہے جو ہم عمر بھر نہیں بھلا سکتے جو انسان اس پگڈنڈی پر چلنا سیکھ لیتا ہے وہ اپنی منزل پالیتا ہے اور جو انسان گزیرے کھات کو یاد کرتا ہے وہ آخر راستہ کھو بیٹھتا ہے پھر اس کا کوئی ہمسفر نہیں ہوتا اسی لیے تو کہتے ہیں کہ زندگی زندہ ولی کا نام ہے یا پھر زندگی چند دنوں کے لے ہوتی ہے اور اچھا نام ہمیشہ کے لیے حسن علی زندگی کی راہوں میں قدم پر قدم ملانے والے لوگوں میں بعض چہرے ایسے بھی ہوتے ہیں جو چپکے سے آنکھوں کے راستے دل کے انتہائی نرم گوشوں میں اتر جاتے ہیں بھی نہ پھرنے کے لیے بھی نہ بھولنے کے لیے یہ عزیز ہستیاں اگر بھی ہم سے چھڑ جائیں تو دل میں انکی یادیں ہمیشہ تازہ رہتی ہیں ان یادوں سے دل کے تپن میں بہا رہیں

دوران کلشن۔ آخری قسط

جوالہ خٹک

Digest.pk

ہوتی ہیں ہماری زندگی خوشیوں کی مانند ہے جسے محسوس تو کیا جاسکتا ہے لیکن چھوڑ نہیں جاسکتا زندگی موت کا دوسرا نام ہے اور جو موت سے نہیں ڈرتے جو حالات کے آگے ڈٹ جاتے ہیں انہیں ہی زندگی عطا ہوتی ہے زندگی میں پیش آنے والی مشکلات اور آزمائشوں کا سامنا دلیری سے کرنا چاہیے آپکو پتہ ہے حسن علی شیخ سلطان اکثر اوقات کہا کرتے تھے کہ گیزر کی سو سالہ زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی بہتر ہوتی ہے حسن علی جدائی کا ایک لمحہ بڑا اذیت ناک ہوتا ہے ہر دھڑکن میں بن کر ابھرتی ہے اور پورے وجود میں ایک ٹھپ سی بھر دینا ہے اور پھر جن کو جدا ہونا ہو وہ جدا ہو جاتے ہیں شاید انکے دل پتھر ہو جاتے ہیں مگر ہم ان میں سے نہیں ہیں پاؤں میں چھالے پڑ جائیں جسم شل ہو جائے لیکن منزل پر پہنچنے کی لگن ہمیں بڑھنے پر مجبور کرتی ہے حسن علی کو سمیر کی باتیں سمجھ نہیں آ رہی تھیں وہ حیران و پریشان اسے دیکھ رہا تھا حسن علی جب کسی کا محبوبوں میں محبوبوں کے سفر میں ہاتھ تھا مگر تو ایسا تھا مگر ساری دنیا سے نکل جانے کا حوصلہ ہوا اور پھر اگر حوصلہ اور صبر نہیں ہے تو پھر اس سفر پر نہ نکلتا تم بہت بزدل انسان ہو تمہارے اس فعل سے مجھے دلی دکھ ہوا ہے حسن علی اگر تم اس طرح دور ہو جاتے تے تو کیا تم کبھی اپنے آپ کو معاف کر دیتے یا میں اپنے آپ کو معاف کر دیتا نہیں ہرگز نہیں حسن علی اگر میں تمہیں کی باتیں نہ سنتا تو ہم تینوں بھروسوں کی طرح جیتے یہ دیکھو شاہین کے ہاتھ پر لکھا ہوا تھا ہارانا نام جو اس نے سہاگ کی مہندی سے لکھا تھا جب اس نے وہ ہاتھ مجھے دیکھا یا تو مجھے ایسا لگا تھا جیسے وہ کہہ رہی ہو وہ مہندی لگے ہاتھ دیکھا کے روئی میں کسی اور کی ہوں وہ یہ بتا کے روئی میں بولا۔ کون ہے وہ خوش نصیب

وہ مہندی سے لکھا ہوا نام دکھا کے روئی
کہیں غم سے پھٹ نہ جائے مگر میرا وہ ہنستے ہنستے مجھے ہنسا کے روئی۔

دل نہ لوبے اس کا غم بھر میں میں بھی رو یا
وہ بھی میری آنکھ سے آنکھ ملا کے روئی
اس نے جانا جب میرے رونے کا سبب
اپنے آنسو میری آنکھوں پر سجا کے روئی
جب بھی دیکھا اسے ہنستے ہوئے دیکھا
وقت حنا ہر خوشی کو وہ بھلا کے روئی
دل نے چاہا کہ اسے جی بھر کے دیکھ لوں
وہ میری آنکھوں کے پیاس بجھا کے روئی
وہ کہتی تھی کہ میں جی نہیں پاؤں گی اس کے بن
اور آج پھر وہ یہ بات دہرا کے روئی
کیسے میں اسکی محبت پر شک کروں
بھری محفل میں وہ تیرا نام لے کے روئی

یہ لو حسن علی نکاح نامہ اس پر سائن کر کے اپنی امانت لے لو اور ہاں میری کزن بہت نازک ہے اس کا خیال رکھنا میں یہاں جیتیں لوٹنے نہیں بلکہ محبت کرنے والوں کو ملانے آیا ہوں۔ بس اتنا ہی کہنا تھا مجھے۔ سمیر نے کہ حسن نے ایک گہری سانس لی وہ بہت کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن سمیر نے اسے کہنے کا موقع ہی نہ دیا۔ وہ سوچ رہا کہ دنیا میں ایسے بھلا لوگ ہوتے ہیں جو کچھ کی محبت کو خود اس کے نصیب میں لکھ جاتے ہیں۔

جولائی 2014

Digest.pk

زلف محبوب

۔۔ تحریر۔ کشور کرن۔ چٹوکی۔ حصہ اول۔

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
 قادر مبین آپ کی بزم میں ایک اور کاوش لے کر حاضر خدمت ہوں امید ہے آپ لوگوں کو پسند آئے گی اور
 آپ میری حوصلہ افزائی کریں گے۔ یہ ایک ایسی کہانی ہے جو یوان پہلے زلف کو لے کر اپنا محبوب تلاش
 کرتا رہا مگر ملا تو ان کی پہلی اور آخری ملاقات بنی اور پھر محبوبہ کی تلاش میں پسپا ہوا کچھ چھوڑ دیا اور محبوبہ مل تو
 گئی مگر اسے حاصل نہ کر سکا ایک دلچسپ کاوش ہے میں نے اس کا نام۔ زلف محبوب رکھا ہے۔
 اور وہ جواب عرض کی پاسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام
 تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض انتہائی ہوگی جس کا اولاد یا رانٹر ذمہ دار نہیں
 ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

کا ماپ تول کر کر کے اسی کا آشفتہ سر ہو گیا تھا۔
 مجھے اپنی کوئی بھی چٹان نہ تھی اور نہ ہی گھر کی کوئی
 فکر بس مجھے دن رات اسی کی تلاش تھی کہاں سے
 تلاش کرتا اس کو میں اسے دنیا کے کسی بھی کونے میں
 ہو ڈھونڈ نکالوں گا وہ جہاں بھی ہے میری ہی بن کر رہ
 رہی ہے۔

مگر میری ہمارا ملے تو نہ میں اس کو اپنے دل کی
 ہر بات کرتا ہوں کہیں وہ میرے ساتھ دھوکہ تو نہیں کر
 رہی کہیں وہ مجھے چھوڑ کر اسی کے پاس تو نہیں چلی گئی
 جہاں سے آئی تھی۔

یار میں اس کے بغیر پاگل سا ہو گیا ہوں مجھے مل
 جائے تو کچھ راحت ملے میرا یہ لہجہ جگر خراش تھا میں
 نے کبھی بھی اسے کھونے نہیں دیا تھا اسے ہر وقت
 اپنے سینے سے لگا کر رکھتا تھا میں اتنا لا پرواہ کیسے ہو سکتا
 ہوں نہیں یار اگر وہ نہ ملا تو میں کیا کروں گا کیا ہوگا میرا
 میں اپنی محبوبہ کو کیسے تلاش کر پاؤں گا میں تو اسی کے
 سنے دلچہرہ ہوں۔

اس زلف کا کیا کہنا جو جوش میں لہرائے
 سینے تو کو بنے ناگین بکھرے تو گھٹنا چھانے
 ارے کہاں گئی میں تو ڈھونڈ ڈھونڈ کے
 محبت پاگل ہو گیا ہوں کاش اس کی بھی زبان
 ہوتی۔

ارے کہاں ہو میری محبوبہ کی پانی ہوئی ناگین
 شاید کہیں رکھ کر بھول گیا ہوں یا پھر ہو سکتا ہے تو کرائی
 نے کہیں لا پرواہی سے اسے پھینک۔۔

نہیں۔۔ نہیں کیوں پھینکے گی اسے پتہ نہیں کس
 کے کمرے کی صفائی کر رہی ہے اسے بھی اپنی عزت
 عزیز ہے وہ ایسا نہیں کر سکتی۔

میں تو اسے دیکھ کر اپنی صبح کا آغاز کرتا ہوں
 میری رات اسی سے باتیں کرتے بیت جاتی ہے
 نہ جانے مجھے اب کہاں کہاں دیکھنا ہوگا کس کو بتاؤں کیا
 کھو گیا ہے کسی کو بتا بھی نہیں سکتا مجھے پہلی بار ایسے
 کرنے کی وجہ سے مجھے لگتا ہے کہ میں اس کا آثم بن
 گیا ہوں میں تو اسے دیکھ کر اس سے باتیں کر کے اس

Digest.pk زلف محبوب



چلپلاتی گری میں بھی ٹھنڈا ہوا ہاتھ میرا مانڈ
بو جھل ہوا ہاتھ۔

میں نے کمرے کی ابتری حالت بنا دی کہ میں
خود نہیں سمجھ پا رہا تھا کہ میں کیا کر رہا ہوں میں پڑھ رہا
سا ہو کر بیٹھ گیا اور گہری سوچ میں ڈوب گیا۔

پھر میرے ذہن میں وہ آئیڈیا آیا کہ میں وہ
کروں جس سے میرا یہ مسئلہ حل ہو جائے پھر میرے
چہرے پر ہلکی سی ابتسام ابھری اور میں نے فیصلہ کیا
کہ میں کسی نجوی کو بلوا کر جعفر لکھواتا ہوں۔

کم سے کم مجھے پتا تو ہو کہ میرا محبوب میری جان
کہاں چھپا ہوا ہے اور پھر میں نے ہلکی سی بیٹ محسوس
کی لیکن اسے ہی چلانے کو دل بالکل بھی نہ کیا میں نے
فین آن کیا اور خود بے ترتیب سے بیڈ چ لیٹ گیا
سکون کہاں تھا آج تو دن ہی نہ جانے میری بد قسمتی کا تھا
میں بغور محبت کو سے گھور رہا تھا۔

جیسے جیسے فین اپنی سپیڈ بکڑتا گیا مجھے سکون سا
محسوس ہوتا گیا پھر کیا ہوا وہ ہوا جو میرے وہم و گمان
میں نہیں تھا میں تو جعفر لکھوانے کی سوچ رہا تھا مگر میری
سوچ یک دم پہنچ ہوئی میرا دل اچھل سا گیا میرے
سینے پر آ کر وہ یوں گری کہ میری خود بخود ہانسی نکل گئی
اور میری آنکھوں سے اشک جاری ہو گئے یہ وہ اشک
نہ تھے جو غم میں بہائے جاتے ہیں بلکہ وہ تھے جو خوشی
کے ہوتے ہیں۔

میں نے اس کو اپنے ہاتھوں میں لے کر جھومنا
شروع کر دیا اسے چوم رہا تھا ابھی اسے اپنے سینے سے
لگا رہا تھا کہ اب اسے بھی اپنے سے جدا نہیں کروں
گا۔

اس نے تو آج میری جان ہی نکال دی تھی
میری ملازمت مجھے پریشان دیکھ کر خود بھی بہت پریشان
ہو رہی تھی بار بار آتی اور پوچھتی صاحب کیا کھو گیا ہے
کس کی تلاش ہے آپ کو مجھے بتائیں ہو سکتا ہے وہ چیز
میں نے ہی نہیں دیکھی ہو۔

نہیں تم اپنے کام سے کام رکھو میں جو تلاش کر
رہا ہوں مجھے پتہ ہے اور میں ہی جانتا ہوں میں اس پر
کسی کی نظر بھی نہیں پڑنے دوں گے۔

اور وہ اسکا چیز ہے جیسے تم بھی نہیں سنہال
کر رکھ سکتی اگر وہ چیز تمہارے سامنے بھی ہو تو تم پھر
بھی اسے نظر انداز ہی کر دو گی لیکن وہ میرے ڈانٹنے
سے چلی جاتی مگر اسے بھی سکون نہیں تھا کہ ہو سکتا ہے
کوئی چیز چوری کا الزام نہ آ جائے۔

مگر یہ کوئی عام ملازمت نہیں یہ ہماری وہ ملازمت تھی
جس نے آج تک اپنے خوش اخلاقی شرافت
ایمانداری اور وفاداری سے کام لیا اسے جو کہا جب کہا
اس نے بھی کسی شکایت کا موقع نہیں دیا تھا انہیں
کاموں کی وجہ سے اس پر ہمیں اندھا دھند اعتماد تھا
جب میں اسے کھانسی دیکھتا تو وہ چپ چاپ سر جھکا
کر چلی جاتی اس وقت میرے اوپر ایک جنون سوار تھا
میں اس کی بات کیسے سنتا کہ وہ کیا کچھ کہہ رہی تھی۔

لیکن جب مجھے وہ مل گئی تو میں سوچ میں ڈوب
گیا کہ یاد مجھے اس کے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا
وہ میری وجہ سے پریشان ہوئی اسے بہت کلفت
ہوئی۔

میں نے جب اپنے محبوب سے گلے شکوے کر
لیے تو مجھے یاد آیا کہ رفعت کو بلا کر اسے سواری کروں مگر
کیوں کروں وہ ایک ملازم ہے اور میں گھر کا مالک
ہوں اس طرح تو ملازم لوگ سر پر سوار ہو جاتے ہیں
لیکن نہیں میرا ضمیر گوارا نہیں کر رہا تھا میں نے اسے
بلایا اور کہا کہ وہ پانچ ہزار روپے اس کی دان پن کرو اور
پنچاپنے گھر میں بھی لے جانا۔ وہ کہتی کہ صاحب کس
خوشی میں دان پن کر رہے ہیں آخر آپ سارا دن اب
مٹ رہے کے بعد کیا چیز ہے جو آپ کو ملی اور آپ
نے اس خوشی کا اظہار کیا ہے۔

میں نے اسے پھر میریس لہجے میں کہا کہ جو کہیں
وہ کیا کروا گئے کو کچن انٹر میں کیا کرو۔ پھر وہ اپنا

زلف محبوب Digest.pk

اچانک یہ آکر میرے منہ کے اوپر گر اور اس کی مہک سے میرا دل پاگل ہو گیا۔

میں نے ادھر ادھر دیکھا اور اسے چوم کر اپنے پاس رکھ لیا جب ملازمہ نیچے چلی گئی تو میں نے اس کی لمبائی ناپ کی تو میرے دل نے کہا یہ ہے تیرے دل کی ملکہ کی گیسو اور اگر کسی کو زندگی میں لانا ہے اسی کو ورنہ نہیں۔

اس دن سے میں نے اس زلف کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھا ہوا ہے دن رات اس کی پناش کرتا ہوں اور پھر لوگوں کی حسنین ڈھیل لڑکیوں کو دیکھ کر اسے نکلا کر اندازہ لگاتا ہوں۔

کہ یہ کس کی پٹاری سے فرار ہوئی ناگن ہے جس کی زلف اتنی چاری ہو سکتی ہے وہ خود ظالم نہیں ہو سکتی وہ تو شاید کوئی کوہ کاف کی پری ہی ہو گی جب چھت پر لیٹ کر انتظار کر کر کے میں ہار گیا تو دل نے ایک اور مشورہ دیا۔

پاگل ہو تم پھر گھر میں ہی بیٹھے ہو باہر نکلو اور میری سکین کو لاؤ ایک دن میں نے اپنے شہر کے کالج کے گیٹ پر چوکی دار کے پاس جا کر ڈیرہ جمالیا اور جب چٹھی ہوئی تو میں ہر حسینہ کے گیسوؤں کے دیکھ کر اس کے پاس جا کر مایہ کرتا۔

لڑکیاں مجھے دیکھ کر خوب ہنستی اور آگے بڑھ جاتیں میں پاگلوں کی طرح حرکتیں کر رہا تھا مگر پاگل تھا نہیں بنایا گیا تھا۔

لیکن میری ہر کوشش ناکام ہو رہی تھی میں نے ہر لڑکی کی پناش کی پہلے دن تو مجھے پاگل کا خطاب ملا مگر دو سے دن میری انہیں حرکتوں سے میرے ساتھ وہ ہوا جس کو بھی میں نے سوچا بھی نہ تھا۔

ہوا یوں کہ میں ہر لڑکی کی پناش کر رہا تھا کون برداشت کرتا ہے کسی کے ساتھ ان کے یو اے فرینڈ بھی تھے مگر میں بھی سمجھ داری سے کام کر رہا تھا لیکن جب قسمت ہی ہار جائے وہاں میں اور نہیں چاہئے

محسوس سا چہرہ لٹکا کر نکل گئی اس کی شکل بہت بھولی بھالی تھی اور گول منوں ہی تھی۔

لیکن مجھے کیا میں تو اپنے یار کی جدائی سے بے چین تھا لیکن اس کا سراغ بھی اسی سے ہی لگاتا تھا جو میرا دلیر تھا اسے پا کر مجھے دل جمعی ہوئی لیکن اسی سے باتیں کرنا بھی فصول تھیں۔

کیوں کہ اس نے بھی مجھے کوئی جواب نہیں دیا تھا شاید یہ بھی اس سے دعا نہیں کرنا چاہتا تھا کیوں کہ اس کا بچپنا ہی اس کے ہاتھوں میں ہوا اسی کی گھرانی میں اس نے پرورش پائی اور اس کی قید سے جانے کیوں اس نے اپنی جان چھڑا لی بالانکہ میں تو اس کے اسی جال میں عمر بھر کی سزا کاٹنے کو تیار تھا مگر یہ مجھے اس کا پتہ بتائے تو پھر میرا کام بنے وہ میری رشک پری مجھے ملی تو میں اسے آزاد کروں گا کیوں کہ جو اس کا نہیں بتا وہ میرا کیسے بنے گا۔

جب میں نے اسے سونکا تو اس کی خوشبو دیے کی ویسی تھی دل کرتا کہ اسی کی خوشبو کی مدد ہوئی میں ہی ڈوب رہا ہوں مگر اسے کہاں ڈھونڈوں میرا تو یہ سوچ کر دماغ کام بھی نہیں کر رہا تھا۔

ایک دن میں اسی سے باتیں کر کے اسی کا تصور سامنے رکھ کر سوچ رہا تھا کہ میرے دل سے آواز آئی پلگ عاشق گھر میں بیٹھے سے یار نہیں ملتے اگر یار کو پانا ہے تو گھر کو خیر آباد کہہ کر جوگی کی طرح نکل اور کلیوں سڑکوں کی خاک چھان دے پھر تیرا یار خود بخود ہی تیرے پاس چلا آئے گا۔

لیکن دنیا کے کس حصے میں جا کر اسے تلاش کروں یہ تو پتہ چلے دل نے کہا جہاں سے یہ ملا تھا وہاں سے ہی شروعات کر میں نے اسے اپنے ہاتھ میں لیا اور چوم کر نکل پڑا مگر پہلا قدم چھت کا تھا کیوں کہ اس دن بہت اچھا موسم تھا میں چھت پر لیٹ کر ساتھ ساتھ رہا تھا۔

میری نوکرانی اسے چھت کی صفائی کر رہی تھی کہ

تھا وہ مل گیا۔ بلکہ یوں کہئے کہ وہ مل گئیں کس منہ سے
بتاؤں کہ کون مل گئی بہت ساری سب دشمن میں یہ
سوغات لے کر دل شکست ہو کر گھر چلا گیا۔

ہمت ہارنے والا میں بھی نہیں تھا دوسرے دن
چھٹی تھی سو میں نے اسی سوغات پہ گزارہ کیا اور
تیرے دن کا ویٹ بے چینی سے کرنے لگا خدا خدا کر
کے دن ہوا اور میں نے اس سوغات کو اپنے اخلاق کی
گور میں دفن کیا۔

اور پھر نئی کی تلاش میں نکل پڑا گاڑی میں بیٹھا
بیٹھا یہ ہی سوچ رہا تھا کہ ہو سکتا ہے آج مل جائے اسی
امید پہ نئی چلتا اور سوچتا جا رہا تھا اور دیوانہ پن اسی
زلف سے پوچھ بھی رہا تھا کہ یار بتا دو وہ کہاں ہے مگر
یہ بھی کب اپنی زبان کھول رہی تھی۔

خیر سفر ختم ہوا تو میں نے گاڑی معمول کے
مطابق کھڑی کی اور جا کھڑا ہوا حسینوں کے انتظار میں
میں کل والی باتیں نہیں بھولا تھا سو آج تھوڑا ہوشیاری
سے کام لیا۔

اور دور سے ہی اندازہ لگا کر رک جاتا پھر کیا ہوا
کچھ پر شک تھا میں ان کے قریب گیا اور جا کر
پیاہشیں شروع کر دیں میں بھی اتنا سادہ لوح تھا کہ
ایک زلف لے کر اپنے محبوب کو تلاش کر رہا تھا۔

لیکن ہوا یوں کہ پیاہش کے دوران ایک لڑکی
نے جو کہ شاید خدا نے اسے فرصت سے ہی بنایا ہو گا
پیچھے مڑی اور میرے منہ چایک زوردار سیل رسید کر دیا
اور میں اس کو گھور کر مڑا تو دوسری طرف سے ایک اور
چیل میرے اوپر برس رہی تھی میں نے اپنا منہ پیچھے
کیا تو اس کا ایک اور سیل میرے دوسرے گال پر ٹھا
کر کے لگا۔

میں نے دونوں گالوں پہ ہاتھ رکھے اور وہیں
بیٹھ گیا پھر یہ شب سننے کو ملے۔ ایڈیٹ کینڈ لائل
جابل آوارہ لوگر کہیں کا پیچھے ہی پڑ گیا ہے ہر روز اس
نے پاگل پن کا ڈھونڈ رہا رکھا ہے نجات کیا کرنا

زلف محبوب

چاہتا ہے۔

ایک ہی سانس میں میں نے اتنے سارے
گفت قبول کرنے کے لیے اپنا دامن بچھا لیا اور لے
لے اپنے آنسوؤں میں جذب کرنا رہا۔

ایک حسینہ بولی کہ شکل سے لگتا نہیں کہ یہ جابل
ہو گا یہ تو کوئی بڑھا کھٹا لگتا ہے مگر جابلانا پن کر کے
لڑکیوں کو کوئی چکر دینا چاہتا ہے۔

ہم کوئی خانہ بدوشوں کی اولاد نہیں ہیں جو
تہیاری پرستوں کو دیکھ کر تہوار سے جال میں پھنس
جا میں کی دفع ہو جاؤ اور کل اگر تم نظر آئے تو تہیارا
بہت ہی برا حشر ہو گا کہ تم گھر جانے کے نہ ہو گے نہ کسی
کو تلاش کرنے کے قابل رہ سکو گے۔

یہ سن کر میری غیرت گوارہ کیسے کرتی میں نے
اونچی آواز میں کہہ دیا کہ جو مرضی ہو میں اسے پا کر ہی
رہوں گا چاہے میرے جسم کی ساری کھال ہی کیوں نہ
اتر جائے میں جانتا ہوں یہاں میرا دل نواز کوئی نہیں
ہے مگر میں اسے ڈھونڈ کر ہی رہوں گا۔

میرے یہ وارڈ سن کر کچھ تو حیران رہ گئیں اور
کچھ نجانے کیا کچھ کہہ کر چلی گئیں ایک لڑکی میرے
پاس آئی اور کہنے لگی کہ تم کس کی تلاش میں ہو میں نے
وہ زلف دکھا کر کہا جس کی یہ زلف ہے یہ سن کر وہ ایسی
ہلکی کہ اس کا قبضہ میرے اندر شعلہ بن کر پھٹ گیا اور
میرے تن بدن کو جلا کر بھسم کر گیا۔

خیر آج یہ تھوڑے کر میں واپس آ گیا اگلے دن
پھر اسی کالج میں چلا گیا کچھ تو مجھے دیکھتے ہی چلا انھیں
کہ وہ دیکھو وہ پاگل پھر آ گیا اور کچھ کہنے لگی تھوڑا دیر تم
بھی کمال کرتی ہو یہ پاگل نہیں ہے دیوانہ ہے کسی کا اور
اسے تلاش کرنا پھر رہا ہے۔

پھر لڑکیوں کے ایک گروپ نے مجھے بلایا اور کہا
کہ تم یہ کیوں کسی اجنبی کی خاطر اپنا حلیہ بگاڑ کر اس
کے دیوانے ہوئے پھرتے ہو دنیا میں ہزاروں
لڑکیاں ہیں کسی کو بھی اپنا سکتے ہو۔

Digest.pk

پہل پڑا اس کی آنکھوں میں آنسو آئے اور وہ ہنسا محسوس کر دئے میرے پیچھے ہی چلی آئی تھی۔

صاحب کیا ہوا آپ کو کس نے کیا یہ سب اور کہاں تھے آپ اور صاحب کیوں ہوا یہ سب اسکے سوالوں کی پارٹل میرے ساتھ ساتھ مجھ پرستی آرہی تھی میرا سناؤ گھونسنے لگا کہ اہں کو تو سناؤں مگر نہیں اس کا کیا قصور وہ تو بہت دوری سے پیش آرہی ہے۔

جب میں لیٹ گیا تو اس نے مجھے دودھ گرم کر کے اس میں ہر مرکب ڈال کر دیا۔

میں نے وہ دودھ پی لیا اور مجھے کچھ سکون سا محسوس ہوا انگلیشن تو لگوا کر آیا تھا مگر انگلیشن سے پہلے دودھ نے اپنا کام دیکھا یا تھا۔

مجھے چین سے کچھ راحت مل رہی تھی میرا جی چاہا کہ اس کا شکریہ ادا کروں مگر ابھی نہیں جب میری محو بہ ملے گی پھر کروں گا۔

آج جب میں نے اس کی طرف دیکھا تو اس کی محسوس ہی صورت بھولی بھالی سی خوف سے سبھی ہوئی کھڑی تھی اس کی نظروں میں بے تپاشہ سوال تھے مگر وہ مارے خوف کے بول نہیں رہی تھی منہ لٹکائے نظر جھکائے وہ میرے زخموں کا اندازہ لگا رہی تھی اور میں اپنی نظر محبت کی طرف گھوم رہا تھا پھر میں نے اسے کہا کہ جاؤ کچھ کھانے کو لاؤ وہ چلی گئی۔

میں کھانے کا ویٹ کرنے لگا کہ کب آئے دو چار آوازیں بھی لگائیں مگر اس نے سنا ہی نہیں میں اس کے پیچھے گیا تو وہ کچن میں اپنے کانوں میں ہینڈ فری لٹکائے دوپٹا ایک طرف دکھا ہوا تھا اور کھانا تیار کر رہی تھی اس کے ہال اس کے شانوں پر بھول رہے تھے میں نے دور سے آواز لگائی رفعت۔ مگر اس کو سنائی نہیں دی۔

دوسری آواز کے ساتھ ہی میں اس کے سر پر پہنچ گیا مجھے اس پہ شک سا ہونے لگا کہ اس کے ہال اسی زلف کے برابر تھے میں نے یہ سوچا کہ اس کا ہاتھ

اس کی یہ بات سن کر میں نے کہا کہ ہزاروں ہیں مگر وہ ان ہزاروں میں ایک ہوگی۔

اور یہ میرا اصول ہے جس پہ دل آتا ہے اسی کو حاصل کرتا ہوں جس کی پینڈلف ہے اسی کو پاؤں گا اور وہ ہی میرا ہمسفر ہوگا خیر پھنسی ہوئی اور میں نے گیٹ کے پاس کھڑا ہو کر اپنا کام شروع کر دیا۔

آج میں قریب جا کر نہیں پائنٹس کر رہا تھا کیوں کہ کل والے پینٹر ابھی بھی دور کر رہے تھے۔

میں دور سے ہی اندازہ لگا رہا کہ ایک حسینہ سامنے آئی اس کی کھلی ہوئی زلفیں میرے دل کو شک میں ڈال رہی تھیں میں نے قریب جا کر اس کی زلفوں کے قریب یہ بال کیا تو ایک آدمی جو شاید اس کا عاشق ہوگا میری طرح۔ اس نے مجھے جھنجھوڑ کر پیچھے پھینکا اور لگا مارنے پھر پورے کالج میں غوغا مچ گیا کہ میڈم کو چھیڑا ہے اس پائل نے اس کی خوب خیر لو۔

لڑکے کم اور لڑکیاں زیادہ تھیں میں جھنٹا چلاتا رہا مگر وہ تو بھوکے پرندوں کی طرح ایسے مجھ پہ چھپیں کہ میرے جسم کے نبھانے کہاں کہاں سے خون رسنے لگا پھر ایک لڑکا آیا اس نے مجھے اٹھا کر کہا یہ اس کا شوہر تھا اور جس کو تم نے چھیڑا تھا وہ ہمارے کالج کی پروفیسر تھیں۔ اور پھر اس نے یہ شعر سنایا۔

مت دیکھ کسی کو خجارت کی نظر سے
ہر اک چہرہ کسی کا دلدار ہوتا ہے
میں نے سوچا کہ اس کالج میں وہ نہیں ہے تو کل کسی دوسرے کالج میں جاؤں گا۔

میں گاڑی نے اشارت کی اور ڈاکٹر کے پاس گیا اور اپنے زخموں پر پٹیاں لگوائیں اور اپنے رات راست پر لگا۔

جب گھر پہنچا تو میری ملازمہ اپنے کام میں بڑی تھی میری گاڑی کی وٹل سن کر گیٹ کھولا اور مجھے دیکھ کر ششدر رہ گئی۔

میں گاڑی سے نکلا اور اپنے آرام گاہ کی طرف

زلف محبوب Digest.pk

بڑا اور اپنے کمرے میں لے آیا اور وہ بال نکال کر
اس کی پینشن کی تو وہ دوسرے بالوں کے برابر تھا میں
بت حیران ہوا کہ جس کو میں گلیوں میں باز اوروں میں
الگوں میں خیالوں میں تلاش کرتا پھر رہا تھا وہ تو
برے ہی پہلو تھی۔

وہ سرگردان میرے سامنے کھڑی تھی اور میں
اس کی نظروں کے سحر میں سرشار تھا بھلے وہ ہماری
زمین تھی مگر میں اس کے آگے دست و پست کھڑا تھا وہ
بنے لگی صاحب میں آپ کے لیے کھانا لاتی ہوں مگر
میں نے اس کے سامنے ایسے کھڑا تھا جیسے اس کا

نہی مجرم ہوں میں اسے کہنے لگا رفعت میں تمہارا
قب ہوں مگر وہ نہ جانے کن خیالوں میں کھو چکی تھی مگر
ب میں نے اس کے دونوں شانوں سے پکڑ کر ہلایا
وہ بولی صاحب بھلے میں آپ کی نوکرائی ہوں مگر
۔ سے یہ برداشت نہیں ہوتا تو کچھ ہی اوکے۔

وہ یہ کہہ کر تھوڑی پیچھے ہٹی میں رونے کا انداز
لا کر اسے کے سامنے کسی گناہگار کی طرح کھڑا تھا وہ
ت ہی ذی شعور تھی اس نے اپنی عقل کے مطابق
ب دیا اس کے گلابی ہونٹ ایک بار پھر ملے اور
ب کی چٹیاں میرے اوہر برسیں وہ بولی کہ دیکھیں
جب ہمارا یہ بچوگ نہیں ہو سکتا میرا اور آپ کا زمین
ہاں کو فرق ہے اور زمین آسمان مل نہیں سکتے۔

اگر ایسا ہو گیا تو لوگوں کا اپنے ملازموں پر سے
بار اٹھ جائے گا اور میں بھی ایسا نہیں سوچ سکتی
ہیں کہ میں غریب اور آپ صاحب حیثیت ہو میں
پا سے اپنی اجرت لیتی ہوں اور چلی جاتی ہوں اور
ہم خاندانی لوگ ہیں ہم میں ایسا کوئی کام نہیں ہے
ما سے ہمارے خاندان کی عزت پر کوئی حرف اٹھے
پاک یہ ساری باتیں مہیٹ ہیں۔

یہ میری اپنی عسرت تھی کہ میں آپ کے گھر میں
اکرتی ہوں۔

وہ یہ کہہ کر رونے لگی میں اس کی آنسو کیسے دیکھ
سکتا تھا اس کی آنکھیں صہیا کی طرح لگ رہی تھیں
اس کی آنکھوں کی کاغذ مجھے اور نشہ مہیہ کر رہا تھا اس کی
باتوں میں ایک ظلم تھا جو مجھے اپنی جانب کھینچ رہا تھا
اس کا بات کرنے کا انداز بھی میری روح تڑپا رہا تھا
آج فسٹ ٹائم اس نے اس انداز میں بات کی تھی
اس کی باتوں میں ایک علق تھی وہ اتنی رجم دل تھی کہ میرا
ہر کلمہ مانتی تھی۔

آج وہ اتنی کفر کیوں بن گئی تھی میں نے پہلی بار
اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا تھا میں بھی
کتنا پاگل تھا میرا پیار میرے ہی گھر میں تھا اور میں
لوگوں کی بھیڑ میں اسے تلاش کرتا پھر رہا تھا۔

وہ اتنی سمجھدار تھی کہ اس نے نظر نہیں اٹھائی تھی
اور نہ ہی میری طرف دیکھ کر کوئی بات کی تھی وہ سر کو
جھکا کر نظریں ہٹا کر اس نے جو بھی باتیں کیں مجھے
اس کا۔ انداز بھی دل موہ لینے والا ثابت ہوا

مگر پاگل تو میں بنا بیٹھا تھا میں نے اس سے
الٹجائے انداز میں کہا کہ رفعت میں تم سے رفاقت
چاہتا ہوں تم سے پیار کرتا ہوں ہوں اپنی زندگی
میں تمہارا ساتھ چاہتا ہوں میں طفلانہ انداز میں اس
سے مخاطب تھا میں اپنی عاجزی بیان کر رہا تھا۔

مگر وہ بالکل خاموش ہی کھڑی تھی میں اس کی
خاموشی سے متحور بھی ہو رہا تھا میں اس کو کیسے مناؤں
میری سمجھ سے باہر تھا اس وقت بس میرے اوپر ایک
ہی بھوت سوار تھا کہ وہ ایک بار ہاں کرے مگر وہ
پریشان تھی کہ یہ میری جان چھوڑے مگر میں اتنی آسانی
سے اس کی جان چھوڑنے والا نہ تھا اور نہ ہی کبھی
چھوڑوں گا۔

اس کی خاموشی میرے اندر سم پخت کر رہی تھی
اب میں بھی اس کے آگے بے بس سا ہو گیا تھا کہ کیا
کروں اگر شادی کی تو اسی سے ہی کروں گا ورنہ نہیں
۔ وہ میری بے بسی دیکھ کر تڑپ بھی رہی تھی مگر ظاہر نہیں

Digest.pk

محبوب

نہیں اور آج سے تم کام نہیں کرو گی تم میرے دل کی ملکہ ہو اور تخت پہ بیٹھو گی کام نہیں کرو گی۔

وہ چپ چاپ میری باتیں سنتی رہی اور آج صرف اس کے منہ نے اپنے کمرے کی بیٹھائے رکھا اور دیکھتا ہی رہا لیکن وہ کچھ پریشان تھی کیوں کہ اچانک میرا بدل جانا اس کو اچھا نہیں لگا تھا وہ ایک خوبصورت خوب سیرت خوش اخلاق اور بارہ دو شیرہ تھی اس کو میری باتیں شاید بری لگ رہی تھیں۔

مگر وہ کچھ کہہ نہیں سکتی تھی کیوں کہ اس نے آج تک ہمارے آگے سے جواب نہیں دیا تھا میں نے اپنا ٹکٹ نکالنے کے لیے اس سے سوال کر دیا کہ یہ جو آپ کا بال میرے پاس ہے یہ میرے پاس کیسے آیا ہے کیا اس کے بارے میں تم کچھ بتا سکتی ہو۔

جی کب اور کہاں سے آیا ہو سکتا ہے یہ میرا تہہ نہیں یہ آپ کی بال ہے اور جس دن آپ چھت صاف کر رہی تھیں اس دن یہ میرے منہ پہ آکر گر ا تھا یہ سن کر وہ خاموش ہو گئی۔

جواب دو رقت میں نے کچھ پوچھا ہے۔ ہاں صاحب اس دن میرے ہال کھلے تھے اور اور تیز ہوا کی وجہ سے دو پنڈاڑ رہا تھا اور میں نے بالوں کا جوڑا ہٹا کر دوپٹہ لیا تھا ہو سکتا ہی اسی سے یہ آپ کے پاس گیا ہے ہاں جب آپ اپنا دوپٹہ ٹھیک کر رہی تھی تب میں نے ایک نظر دیکھا تھا مگر مجھے کیا غرض تھی میں نے وہ بال آپ سے چھپانا چاہا کہہ نہیں سکتیں پتا نہ چل جائے خیر اب تو اسے بھی یقین ہو گیا تھا کہ اسی کا ہی بال ہے پھر وہ کچن میں چلی گئی۔

اور میں نے دو چار نوالے لے کر اسے آواز دی تو وہ چلی آئی برتن رکھ کر بولی صاحب میں جاؤں اب میں بہت ہی لیٹ ہو گئی ہوں اور میرے گھر والے میرا ویٹ کر رہے ہوں گے۔

میرا جی نہیں چاہ رہا تھا کہ وہ یہ سوال کرے مگر میں نے اسے کہا کہ میں تمہیں چھوڑ آتا ہوں نہیں نہیں

کر رہی تھی پھر میں نیم جان ہو کر بیڈ پر لیٹ گیا اور وہ بولی صاحب آپ کے لیے کھانا لاؤں میں نے کہاں نہیں مجھے بھوک نہیں ہے اگر کچھ کرنا چاہتی ہیں تو میرے پاس چند منٹ کے لیے بیٹھ جاؤ میری رواج کو قرا دل جائے گا۔

لیکن وہ تو کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی شاید وہ گھر والوں سے ڈر رہی تھی نہیں نہیں اس کو ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اگر اس کو کسی نے کچھ بھی کہا تو میں اس کی جان لے لوں گا اور اگر مجھے اس کو خریدنا بھی پڑا تو زمانے سے خرید لوں گا۔

اور پھر ایسا نہ کر پایا تو پھر اسے سلب کر لوں گا میں اس کی معصوم کی صورت دیکھ کر انہیں سوچوں کی کھانچوں میں گرا ہوا تھا کہ اس کے گلابی ہونٹ ہلے اور کہا کہ صاحب آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے میں کھانا لے کر آتی ہوں۔

وہ کمرے سے باہر چلی گئی مگر اس کا چہرہ اب کبھی بھی آنکھوں سے ہٹنے والا نہ تھا کیوں کہ میں نے آج تک اس کو اتنی قریب سے نہیں دیکھا تھا اور اگر آج دیکھا ہے تو میرا دعوہ ہے کہ ایسا چہرہ کوئی ہو ہی نہیں سکتا یہ دنیا کی خوبصورت دو شیرہ ہے۔

وہ جو بھی ہے اب میں اس کے گھر کا پتہ لگاؤں گا اور اسے کو خود ڈراپ کروں گا اور اب یہ کام نہیں کیا کرے گی بہت کام کر لیا اس نے وہ ملازمہ نہیں میرے دل کی ملکہ ہے اور اس کے لیے کئی ملازمہ اکٹھے کر لوں گا میں یہ سوچ ہی رہا تھا۔

کہ وہ آئی اس نے آج میری پسند کا کھانا بنایا ہوا تھا اس نے نچل کے بجائے میرے سامنے بیڈ پر ہی رکھ دیا اور اور بولی صاحب انہیں کھانا کھائیں ہو سکتا ہے آپ کے ہوش بھل ہو جائیں۔

میں اس کے ہونٹوں کی طرف ہی دیکھتا رہا اور اس نے اپنی بات بھی مکمل کر دی میں نے اسے کہہ دیا کہ یہ خوبصورت اگر شادی کی تو تم سے ہی کروں گا ورنہ

ذائقہ محبوب Digest.pk

لیے بہت ہی مشکل ہوگا مگر یہ میرے لیے ضروری ہے
کیوں کہ میں اپنی اوقات سے آگے نہیں بڑھنا چاہتی
اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہو تو سوری اور آپ نے اپنا
نمبر دیا ہے اگر میں آپ کو کال کروں تو آپ میرے
گھر تک بھی آسکتے ہیں۔

اس لیے میں آپ کو کال نہیں کروں گی کیوں کہ
میں آپ کے دل سے گلنا چاہتی ہوں اور رابطہ ہوا تو
آپ مجھے بھول نہیں پائیں گے۔

صاحب جی آپ نے میرا بہت ساتھ دیا ہے
میں نے آپ کے گھر کا نمک کھایا ہے اور میں وہ حرام
نہیں کر سکتی میری مجبوری ہے آپ سے دور رہنے کی
کیوں کہ میں غریب گھرانے کی لڑکی آپ کے ساتھ
بڑے لوگوں کے سامنے بات نہیں کر سکتی اور آپ
بڑے لوگ ہیں میں آپ کے قدم سے قدم ملا کر نہیں
چل سکتی۔

آپ کے گھر سے دور ہونے کے بعد میں کیسے
رہوں گی یہ تو میں ہی جانتی ہوں مگر آپ کی زندگی سے
دور ہونا میری مجبوری ہے۔

آپ کچھ کھا لینا اور اسے زلموں کی پٹیاں بھی
چینج کر دانا میں بد نصیب آپ کی اس حالت میں بھی
آپ کے کام نہ آسکی اور آپ کی خدمت نہ کر سکی مجھے
پتہ ہے آپ میرے بغیر نہیں رہ پائیں گے مگر خود کو
عادی کر لیں۔

اور یہ بھی جانتی ہوں کہ اگر یہ باتیں میں آپ
کے سامنے کرتی تو آپ کا ہاتھوں کی طرف کم اور
میرے چہرے کی طرف زیادہ دھیان ہوتا تھا اس
وقت میرے یہ الفاظ آپ کے دل پر بجلیاں گر رہے
ہوں گے اور آپ بہت ہی زیادہ مشغور ہو رہے
ہوں گے کہ میں نے یہ کیا لکھا ہے تو سوری میری وجہ
سے آپ کو دکھ ہوا ہے پلیز مجھے بھول جائیں۔ فقط
آپ کی گستاخ کنیز رفعت۔

اس کا خط پڑھ کر میری آنکھوں کی پانی مدھم

صاحب میں جلی جاؤں گی میں نے بھی ضد کی اور اس
نے بھی پھر مجھے ہی ہار مانتی پڑی۔

اور پھر میں نے اسے کچھ غم دی کہ جا کر اپنا کوئی
اچھا سا سوٹ لو اور کل وہ چمن کرتا ہے میں نے اسے
اپنا نمبر بھی دیا کہ اگر لیٹ ہو جاؤ تو مجھے کال کرنا میں
لے آؤں گا اس نے نمبر اور پیسے رکھ لئے۔

میں نے اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر اسے جاتے
ہوئے دیکھا ہا میرا دل تو بہت کپا کہ اسے روک لوں
مگر یہ اس کی اور میری بھی مجبوری تھی۔ اگلے دن میں
بہت بے چینی سے اس کا انتظار کرتا رہا صبح سے دوپہر
ہوئی اور دوپہر سے شام گزرتی میرا دل سینے سے
باہر نکل رہا تھا میں کہاں جا کر اس کو تلاش کروں میں
اس کے انتظار میں ہی رہا اور کچھ نہ کھایا پیا کہ اس کے
ہاتھوں کا کھانے کا عادی ہو گیا تھا۔

اب مجھے ہوٹل کے کھانے میں ذرا حرا نہیں آتا
تھا اور میں کسی اور کے ہاتھ کا کھانا بھی نہیں سکتا تھا میں
اسی کے انتظار میں پورا دن اور پھر رات گزاری وہ پہلی
میرے اوپر قیامت برسا رہی تھی رات تو گزرتی میں
اتھا اور کچن میں پانی پیئے گیا تو وہاں ایک کاغذ پڑا نظر
آیا میں نے جلدی سے اسے بڑھا تو لکھا تھا۔

صاحب جی مجھے معاف کرنا میں آپ سے پیار
نہیں کر سکتی اور میرا خیال دل سے نکال دیں اپنا خیال
رکھا کریں آج میرا لاسٹ دن سے میں کل سے آپ
کے ہاں کام نہیں آؤں گی۔

اور پھر آپ کسی اور ملازم کی تلاش میں تھے اللہ
کرے آپ کو کوئی وفادار ملازم ملے اور آپ اپنی
زندگی کا ہمسفر ڈھونڈ کر شادی کر لیں میں ایک پور
گھرانے کی لڑکی ہوں میرا اور آپ کا کوئی جوڑ نہیں
ہے آپ کل میں رہنے والے گھر لو سے اور میں
جھوپڑی میں گزارہ کر لے والی ایک صابر اور عزتدار
لڑکی ہوں۔

میں یہ بھی جانتی ہوں کہ آپ کو بھلانا میرے

زلف محبوب

Digest.pk

پڑنے لگی میرا سر چکرانے لگا میرے ہاتھوں سے پانی کا گلاس گر کر ٹوٹ گیا اور میں وہ خط لے کر اپنے کمرے میں آ گیا۔

اور خوب رویا کہ جس کے لیے میں زخمی ہوا جس کو حاصل کرنے کے لیے میں نے رسوائی کی پر وہ نہیں کی جس کو پانے کے لیے میں دیوانہ بنا مگر اس نے میری پہلی ہی ملاقات کو آخری بنادیا۔

جس کے ساتھ زندگی کے فیصلے کر بیٹھا تھا اسی نے میری زندگی ویران کر دی جس کے ساتھ میں نے خوشیاں دیکھنے کے سنے دیکھے تھے اسی نے مجھے غموں کے سمندر میں دھکیل دیا۔

اب میری زندگی کی ماؤ گہری کھائیوں میں لڑ کھڑا رہی ہے کاش وہ میری زندگی میں آ جائے اور مجھے ہر وہ خوشی ملے جس کا میں انتظار کرتا رہا تھا مجھے اور کسی بھی چیز کی کمی نہیں ہے میرے پاس اللہ کا دیا ہوا سب کچھ ہے مگر وہ نہیں ہے یہ بنگلہ گاڑیاں جائیداد یہ بینک بیلنس یہ شان و شوکت میرے کس کام کی لیکن ایک بات تو ہے کہ میں اسے ضرور پاؤں گا میں اسے دنیا کے کسی بھی کونے سے ملے ضرور نکالوں گا۔

میں تڑپ رہا تھا اس کی محبت کو مگر اسے میرے دل سے ذرا بھی لگاؤ نہ تھا یہ نہیں جانتی کہ میری کیا حالت ہے اور میں اس کی جدا کی کیسے برداشت کرتا جا رہا تھا اس کی جدائی مجھے اس کے اور بھی قریب کر رہی تھی میں نے ایک فیصلہ کر لیا کہ اسے ضرور تلاش کروں گا۔

میں یہ سوچ سوچ کر رو رہا تھا کہ میرے دل سے وہی پہلے والے الفاظ ابھرے اے پاگل عاشق چھوڑ دے گھر اور نکل جا اسے ڈھونڈنے گھر میں بیٹھنے سے یار نہیں ملتے پھر میں بھی دل کے ہاتھو مجبور ہو گیا اور نکل پڑا اسے ڈھونڈنے میں پورا دن اس کو تلاش کرتا اور رات کو بھی کہاں کہاں بنگلہ یہ کہتے کہ جہاں مجھے رات ہوئی میں گھوم لیتا دن رات اسی کو ڈھونڈتا

پھرتا تھا پھر مجھے وہ گانا یاد آیا۔
میں تیرے اجنبی شہر میں
ڈھونڈتا پھر رہا ہوں تجھے

مجھ کو آواز دے مجھے کو آواز دے

خیر میری ہر کوشش با کام تھی میں نڈھال ہو چکا تھا اب تو مجھ میں ہمت نہ تھی کہ میں چل سکوں بھوک پیاس لور کزوری بھی بہت ہو رہی تھی۔ میری حالت کافی خراب ہو رہی تھی میرا کوئی بھی معاونت کرنے والا نہ تھا میں بھی گرتا اور پھر خود کو سہارا دے کر کھڑا ہوتا مگر اس کے سہارے کی ضرورت تھی پھر میری حالت ایسی ہو گئی کہ میری زندہ لاش کو ہسپتال کے بیڈ پر لیٹا دیا گیا۔ اور میں لاوارث وہاں پڑا رہتا میں دن کو کچھ ٹھکوم پھر لیٹتا اور پھر رات کو جا کر لیٹ جاتا میں نے گھر چھوڑ دیا تھا اور اب بے گھر تھا میرا کوئی گھرانہ نہ تھا کوئی اپنا نہ تھا۔

ایک دن میں صحن میں بیٹھا کہ مجھے لگا جیسے ہوا نہیں میرے ساتھ مذاق کر رہی ہیں مگر نہیں خوشبو اسی کی تھی ایک لڑکی ڈاکٹر کے روم سے جاتی ہوئی نظر آئی وہ میڈیکل سٹور پر دک گئی تھی کیوں کہ جو میڈیسن ڈاکٹر نے لکھ کر دی تھیں وہ لے رہی تھی میں اس کے قریب گیا اور اس کی کمر میری طرف تھی میں اس کو دیکھ نہ پایا لیکن اس کے بالوں کو دیکھ کر میں یہ بات جان گیا تھا کہ یہ وہی ہے جس کا مجھے انتظار تھا جس کے لیے میں نے دن رات ایک کئے ہوئے تھے جو میرے دل میں دھڑکتی تھی۔۔۔ یکدم مجھے کسی دوست کی کال آ گئی اور میں کال سننے میں بڑی ہو گیا جب کال ختم ہوئی تو دیکھا تو وہ لڑکی غائب تھی۔ میں اسے غائب دیکھ کر تڑپ سا اور اپنے دوست کو کوٹنے لگا کہ اس نے کس وقت مجھے کال کر دی اتنے عرصہ بعد مجھے میرا محبوب نظر آیا تھا لیکن۔۔۔ میں سوچ میں ڈوب کر رہ گیا اس کے بعد کیا ہوا یہ سب جاننے کے لیے جواب عرض کا آئندہ کا شمار ضرور ہو جائے۔

Digest.pk زلف محبوب

افغانی محبت

--تحریر۔ پرنس مظفر شاہ پشاور۔ 03018897403

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
بہت عرصہ بعد ایک بار پھر آپ کی محفل میں شامل ہو رہا ہوں امید ہے کہ مجھے اپنی اس محفل میں ضرور
شامل کریں گے۔ میں نے اس کہانی کا عنوان۔ افغانی محبت رکھا ہے۔ یہ ایسی لڑکی کی کہانی ہے جس
نے ایک انسان کے لیے اپنی زندگی کو تباہ کر دیا تھا اس کے انتظار میں بیٹھی رہی لیکن جب اس کو اس کا
محبوب ملا تو وہ اس کی بے رحمی دیکھ کر ٹوٹ سی گئی۔ اور پھر اس نے وہی کچھ کیا جو اس کے محبوب نے اس
کو کرنے کے لیے کہا تھا۔

ادارہ جواب عرض کی پابلی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات
کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اخلاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر
ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

پاس گیا اور ڈاکٹر صاحب نے انٹری کر کے بچے کا
علاج شروع کر دیا مجھ سے اس کا نام پوچھا تو مجھے فوراً
یاد آیا کہ ایکسیڈنٹ کے وقت دوسرے بچے کہہ رہے
تھے حسن کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔

تو میں نے حسن نام بتایا اور پوری صورت حال سے
آگاہ کیا اور ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ پریشانی کی کوئی
بات نہیں معمولی زخم آئے ہیں اللہ بہتر کرے گا۔

تو میں ریٹکس ہو گیا ایک گھنٹے بعد ایک آدھی اندر آیا اور
وہاں سے پوچھنے لگا کہ میرا بچہ یہاں آیا ہے اس کا
ایکسیڈنٹ ہوا ہے حسن نام ہے اس کا میں اسے ملا اور
اسب کچھ بتا دیا۔

اور اس نے کہا کہ میرا نام گل خاں ہے اور میں افغانی
ہوں کوئٹہ شہر میں میری بہنری کی دکان ہے اور میرا ایک
اور چنا ہے جس کا نام حسین ہے وہ موٹر سائیکل ملکینک
سے لور افغانستان میں قندھار کا رہنے والا ہوں آج
سے کئی سال پہلے یہاں آ کر بسیرا کیا ہے۔

اللہ کا کرم ہے کہ بہت اچھا گزر بسر ہو رہا ہے۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں کوئٹہ میں
نوکری کر رہا تھا کوئٹہ کینٹ اور شہر میں میری
کافی کپ شپ تھی۔

اور کافی سارے لوگ مجھے پرنس کے نام سے جانتے
تھے خاص کر ہندوڑک کو تو بچہ بچہ جانتا تھا تقریباً میں
ہندوڑک کا مہیر تھا۔

اور میں وہاں سردیں کر رہا تھا ایک دن میں کوئٹہ شہر کسی
کام سے جا رہا تھا کہ طوفی روڑ سے گزر رہا تھا کہ سکول
میں پھنسی ہوئی سب بچے ادھر ادھر دوڑ رہے تھے ان
میں سے ایک بچہ دوڑ کر آیا اور میری موٹر سائیکل کے
ساتھ ٹکرا گیا اور دوڑ جاگرا۔

اور اسے کافی ساری چوٹیں لگیں میں نے موٹر سائیکل
کھڑی کر کے بچے کو گود میں اٹھایا اور ساتھ کھڑے
رکشے کی گھنٹی سیٹ پر بیٹھا دیا اور اسے کہا کہ سی ایم ایچ
چلو میں آپ کے پیچھے آ رہا ہوں۔

اس رکشے والے کو سی ایم ایچ کا پتہ تھا وہ سیدھا وہاں
لے گیا میں نے اسے کر لیا دیا اور بچے کو لیکر ڈاکٹر کے

جانی 2014

Digest.pk

افغانی محبت



Digest.pk

نیچے کر لیں اس کے چلنے پھرنے سے اس کی پائل کی آواز چمن چمن کرتی پھر رہی تھی۔

میں گل اور اس کی بیوی سے باتیں کرتا رہا میں پینٹ شرٹ میں تھا اور بیک بھی لگائی ہوئی تھی ان کو میں نے حسب روایت کچ کچ بتایا میں پہاڑوں کا پٹھان ہوں اور گھر سے غریب ہوں اور یہاں آدمی میں سر دس کرتا ہوں مختصر یہ کہ میں نے کافی بٹنے کے بعد حسن کو دو سو روپے تمہارے لیے اور ایک نظر چمن کی طرف ماری اور ان سے اجازت لی گل کی بیوی بولی بھالی صاحب یہ آپ کا اپنا گھر ہے جب ہی چاہے آنا میں نے دیکھا کہ زرینہ ڈپٹے کے پلو سے مجھے چوری چوری دیکھ رہی تھی۔

میں نے جاتے ہوئے کہا کہ جب تک حسن ٹھیک نہیں ہوتا میں آتا رہوں گا میں واپس اسے کوثر میں آ گیا اگلے دن پھر فروٹ لیکر گیا گل خان گھر میں نہیں تھا میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو بھالی نے کھولا اور میں نے فروٹ بھالی کو اور حسن کو سو روپے دیئے اور واپس آنے لگا تو زرینہ نے کہا۔

کہ آپ افغانی کافی نہیں پیئیں گے میں نے کہا کہ نہیں گل آؤں گا آج کچھ کام ہے میں نے سوچا کہ آج گل خان نہیں ہے تو اس لیے مناسب نہیں ہے زرینہ نے کہا کہ گل آئیں گے ناں میں نے کہا کہ جی ضرور اس نے کہا وعدہ میں نے کہا ہاں اس نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اس کا نرم ہاتھ میرے ہاتھ میں آیا تو مجھے ایک دھچکا سا لگا۔

اس نے کچھ لمبے کے لیے میرا ہاتھ تھامے رکھا میں نے اس کے سر سے لیکر پاؤں تکا جائزہ لیا اور جلدی سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا میں جانے لگا جب دروازے پر گیا تو مڑ کر دیکھا کہ وہ وہاں ہی کھڑی تھی مجھے دیکھتی رہی میں نے کیک ماری اور چلا گیا۔

میرے ذہن میں طرح طرح کے خیالات آتے رہے لیکن میں نے اپنے ذہن کو جھٹک دیا اور سوچا عشق

ابھی ہم باتیں کر رہے تھے کہ ڈاکٹر آیا اور کہا آپ اپنا بچہ لے جاسکتے ہیں۔

ہم نے اس کے تمام زخموں پر پٹیاں کر دیں ہیں اور ساتھ میں ایک جٹ دیا۔

جس پر میڈیسن لکھی تھی کہ یہ بازار سے لینا اور بچے کو ایک ہفتہ آرام کی ضرورت ہے بچے کا باپ اسے لیکر رکشے میں اور میں موٹر سائیکل پر بازار سے میڈیسن اور کچھ فروٹ لیکر اس کے ساتھ چلا گیا۔

رکشے والے کو کر لیا دے کر رخصت کیا اور اس کے گھر کے اندر داخل ہوئے گل خان کا مکان چونکہ کچا تھا اور بیشک وغیرہ نہیں تھی۔

اس کی بیگم نے جب اپنا بیٹا زخمی دیکھا تو پریشان ہو گئی لیکن جلد ہی گل خان نے اسے سب کچھ بتا دیا میرا تعارف بھی کر دیا اور بچے کے ساتھ بات چیت کر رہا تھا لیکن اس کے جسم پہ جگہ جگہ پٹیاں بندھی ہوئی تھیں کبھی کبھی زخموں کی وجہ سے کراہتا بھی تھا۔

میں اور بچے کا باپ ایک چار پائی پر اور بچہ دوسری پر لینا دیا اس نے چائے کا پوچھا تو میں نے کہا افغانی کافی پیوؤں گا بچے کی ماں نے کہا کہ ٹھیک ہے اور آواز دی کہ زرینہ کافی بنا دو آواز آئی اچھا ابھی بناتی ہوں جب میں نے دائیں ہاتھیں نظر دوڑائی تو ساتھ ایک چھوٹا سا چمن بھی تھا۔

اس میں ایک لڑکی بیٹھی ہوئی تھی اور کچھ بکارتی تھی خیر مجھے اس سے کیا غرض میں تو گل کے ساتھ کپ شپ میں مصروف ہو گیا۔

کچھ دیر میں کافی تیار ہو گئی اور وہی زرینہ ہمارے سامنے کافی پیش کر رہی تھی۔

کافی کے ساتھ کڑھ بھی تھا اور ٹانیاں بھی جو کہ افغانی لوگ اکثر کھاتے پیتے رہتے ہیں کافی دیتے وقت زرینہ اور میری آنکھوں کا ہلکا سا تصادم ہوا افغانی گھر سے میں بلوچ زرینہ کی عمر پچیس سے تیس سال کے درمیان تھی میں نے شرم کے مارے فوراً آنکھیں

میں نے بتایا کہ میں شادی شدہ ہوں لیکن میرے بچے نہیں ہیں بھابی نے کہا کہ دوسری شادی کوئی جرم تو نہیں ہے میں نے کوئی جواب نہیں دیا اپنی بیوی کے علاوہ کوئی پسند ہے میں نے کہا کہ میری شادی پسند کی نہیں والدین کی پسند کی ہوتی ہے۔

تو آپ دوسری شادی کر لیں یہ ذرینہ کا سوال تھا میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

البتہ بھابی سے پوچھا کہ ذرینہ کی منگنی وغیرہ تو نہیں ہوئی بھابی نے بتایا کہ ذرینہ کی منگنی اس کے چچا کے بیٹے سے ہوئی تھی مگر ہمارا بہت جھگڑا ہوا اور ہم یہاں آ گئے اس لیے اس کا ہم نے جواب دے دیا تھا اس کا چاچا بہت دفعہ یہاں آیا لیکن بسنے ان کو کہہ دیا ہے کہ ہم رشتہ نہیں دیں گے۔

اسی طرح بھابی نے مجھے پوری صورت حال سے اسے آگاہ کیا تو میں نے مذاکا کہہ دیا کہ ٹھیک ہے ادھر کہیں اس کی شادی کرو میری اس بات پر بھابی نے بتایا کہ کل سے ذرینہ آپ کا بار بار پوچھ رہی تھی۔

کہہ رہی تھی کہ فوجی سے پوچھو کہ اس کی شادی ہوئی ہے یا نہیں اس لیے ذرینہ کے سامنے میں نے پوچھا ہے تاکہ ذرینہ کو پتہ چل جائے ابھی اس موضوع پر بات چیت ہو رہی تھی کہ حسین آ گیا۔

اس سے ملا اور گپ شپ لگاتا رہا پھر گل زمان آ گیا اور خوب گپ شپ ہوئی گلے شکوے ہوئے اور ایک بار پھر کافی پی لی اس کے بعد میں نے اجازت مانگی اور یہ بھی بتایا کہ میں کل نہیں آؤں گا۔

اب حسن ٹھیک ہو گیا ہے جو کہ میرے ساتھ گل مل گیا تھا چاچو ادھر نہیں تو سکول میں تو آؤ گے مالاور حسین کو بتایا کہ آپ مسجد روڈ پر موٹر سائیکلوں کا کام کرتے ہیں میں آتا رہوں گا۔

اور ان سے اجازت لی اور واپس آ گیا کئی دن گزر گئے میں ان کے گھر نہیں گیا تھا۔

بھابی بھی حسین سے موٹر سائیکل ٹھیک کروانے چلا

محبت میں نہیں پڑنا چاہتا مجھے تو پہلے بھی ان چیزوں نے بہت رسوا کیا ہے تیسرے دن ان چکروں سے بچنے کے لیے میں شام کو گیا اور سوچا کہ اگر کل گھر میں ہوں تو ٹھیک ہے یا پھر ان کا بیٹا حسین ہو تو بھی کیوں کہ میں نے ابھی تک حسین کو نہیں دیکھا تھا جب میں دروازے پر گیا تو دروازہ ذرینہ نے کھولا اور مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور بتایا کہ میں نے بہت دیر کر دی ہے۔

ہم کب سے آپ کا انتظار کر رہے تھے اور میں نے آپ کیلئے افغانی کافی بھی بنا کر رکھ دیا ہے اور پھر اس نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور کچھ دیر یونہی مجھے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کئی سوال کر رہی تھی میں بھی۔

اسے دیکھتا رہا میں اپنا ہاتھ چھوڑانا چاہتا تھا مگر وہ نہیں چھوڑ رہی تھی

پہلا بھر میں تم میرے مہمان بن گئے

میرے لیے تم سارا جہان بن گئے

پاس رہ کر بھی لوگ میرے بن نہ سکے

دور رہ کر بھی تم میری جان بن گئے

تھوڑی دیر تک ہم ایک دوسرے کو دیکھتے رہے میں نے پوچھا ابو گھر پر ہیں۔

اس نے کہا نہیں اور حسن وہ بھی نہیں تو میں چلا ہوں اسی اثنا میں بھابی نے پوچھا ذرینہ کون ہے میں نے کہا کہ میں ہوں بھابی نے کہا کہ اندر آئیے دروازے میں کیوں کھڑے ہیں۔

بھابی جب تک گل خان نہیں آتے میں نہیں آؤں گا بھابی کے بے حد اصرار پر میں اندر چلا گیا حسن اب ٹھیک تھا گھر میں پھر رہا تھا۔

میں نے حسب روایت حسن کو سو روپے دیے اور بھابی کو فروٹ پکڑا دیا اور بیٹھ گیا ذرینہ کافی لے آئی ہمیں کافی کافی دیکر پاس ہی کھڑی ہوئی باتوں باتوں میں بھابی نے مجھ سے شادی کا پوچھا۔

جولائی 2014

Digest.pk

افغانی محبت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✧ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✧ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریزیوم ایبل لنک
- ✧ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✧ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریج
- ✧ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✧ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں
- ✧ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✧ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریج
- ✧ ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

✧ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

✧ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی اگر تیرے ابو نے دیکھ لیا تو کیا کہے گا۔

اور دوسرا میرے دوست بھی ساتھ ہیں وہ میرا انتظار کر رہے ہیں۔

میں زیادہ دیر تیرے پاس نہیں بیٹھ سکتا لیکن اس نے صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ میں تیرے پیچھے تیرے کواٹر پر بھی آ جاؤں گی مجھے کسی کا ڈر نہیں ہے مجھے آپ کا جواب چاہیے آپ مجھ سے شادی کریں گے یا نہیں اس بات پر مجھے غصہ آ گیا۔

میں بھی تو پہاڑی تھا میں بھی ضد میں آ گیا اور کہہ دیا کہ میں فی الحال شادی کیلئے تیار نہیں ہوں میں کہا کہ دو بار امیر سے پیچھے مت آنا۔

اور آپ وہاں شادی کر لیں جہاں آپ کی منگنی ہوئی ہے ورنہ آپ کسی افغانی لڑکے سے شادی کر لیں اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں میں پہلے بھی اس عشق محبت میں بہت زخم کھانچا ہوں۔

تو بعد شوق کسی اور سے الفت کرے

تیرے جذبات میرے پیار کے قیدی تو نہیں جب ذرینہ کو اندازہ ہو گیا کہ میرا ساتھ شادی کے لیے کسی بھی صورت پر یہ راضی نہیں ہوا تب کرسی سے اٹھ گئی اور میرے پاؤں میں بیٹھ گئی۔

اور کہنے لگی آپ کہتے بے وفا ہیں آپ کے سینے میں دل نہیں ہے اگر ہے تو اس میں رحم نہیں ہے پلیز مجھ پر رحم کرو مجھے یوں مت ٹھکراؤ اور میری مجبوری کو سمجھنے کی کوشش کرو میں تیرے بغیر جی نہیں سکتی۔

آپ کو اپنے والدین کی قسم مجھے مت ٹھکراؤ ذرینہ کی اس حرکت کی وجہ سے کافی لوگ ہماری طرف متوجہ ہو گئے میں نے ذرینہ کو شانوں سے پکڑ کر دوبارہ کرسی پر بیٹھا دیا اور سمجھانے لگا کہ آپ اس بھرے پارک میں کیا تماشا بنانے لگی ہیں۔

آپ کو کوئی بھی احساس نہیں ہے وہ کہنے لگی کہ یہ احساس مجھے نہیں تمہیں ہونا چاہئے میں کس مرحلوں

جانتا تھا ایک بار مجھے شہر جانا میرے ساتھ ذرا نیچر بھی تھا اور گاڑی بھی بڑی تھی میں نے ان کے دروازے میں گاڑی کھڑی کی اور سیدھا ان کے گھر چلا گیا بہت گلے شکوے ہوئے۔

خاص کر کے ذرینہ نے تو حد ہی کر دی تھی بھالی نے بیٹھا کر تفصیل سے بات شروع کر دیا کہ ذرینہ تم سے شادی کرنا چاہتی ہے۔

میں نے کہہ دیا کہ میں شادی شدہ ہوں اور میرے گھر یلو مسائل ایسے ہیں کہ میں دوسری شادی کا سوچ بھی نہیں سکتا ہوں ذرینہ نے کہا کہ کوئی بات نہیں میں آپ کے ساتھ آپ کے کواٹر میں ہی رہ لوں گی آپ سے کچھ نہیں مانگتی لیکن صرف ایک بار ہاں تو کرو وہاں دونوں کے بے حد اصرار پر مجھے مجبوراً ہاں کرنی پڑی میں نے کہا مجھے سوچنے کا موقع دیں۔

میں سوچ کر بتاؤں گا کیوں کہ جلد بازی کے فیصلے اچھے نہیں ہوتے جب میں آنے لگا تو ذرینہ نے پوچھ لیا کہ کل آپ عسکری پارک میں آئیں گے نا میں نے کہا کہ وہاں کیا ہے اس نے کہا کہ میں کل وہاں تمہارا انتظار کروں گی۔

اگلے دن میں عسکری پارک میں چلا گیا جو کہ بہت بڑی پارک تھی بہت دور دور سے لوگ انجوائے کرنے آتے تھے میں وہاں بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے حسن کی آواز آئی میں نے دیکھا کہ حسن اور ذرینہ تھے۔

میں نے دونوں سے ہاتھ ملایا اور چیلنک پوائنٹ جو کہ نزدیک تھا اس پر جا کر بیٹھ گئے آج ذرینہ نے خوب میک اپ کیا ہوا تھا اس کی سولی سولی نیلی آنکھیں اس کے حسن میں اضافہ کر رہی تھیں۔

وہی چاندی کے زیورات وہی ہلکے مگر اہلک چادر اور وہی پہاڑی حسن جس کی جتنی بھی تعریف کروں کم ہے اس سادگی یہ کیوں نہ مر جائیں باے خدا

لڑتے ہیں مگر ہاتھ میں تلوار بھی نہیں ہے بات چیت کے بعد میں نے ذرینہ سے پوچھ لیا کہ

ایک آدمی نکلا اور بولا کس سے ملنا ہے میں نے گل خان کا پوچھا اس نے کہا کہ ہم کسی گل خان کو نہیں جانتے مجھے جیسے ماہ ہو گئے ہیں یہاں آئے ہوئے میں نے یہ گھر کرائے لیا ہے۔

پھر ایک آدمی نے بتایا کہ گل خان بعد ایل افغانستان چلا گیا ہے مجھے بہت ہی دکھ ہوا کہ زریں کا کیا ہوا گا میں نے اس کا دل توڑا تھا مجھے اس کی بہت ہی زیادہ یاد آتی رہی۔

اس کی بے قراری اور مجبوری کو میں اچھی طرح جانتا تھا میں اپنے آپ کو بے وقار اور ظالم کے نقابات سے نوازتا رہا اور خود کو بے حرمت سمجھتا رہا اور زریں کی بے بسی پر آنسو بہاتا رہا

جو مجھ سے ٹوٹی تھیں وہ چوڑیا سستی تھیں

بہت ہی مہنگا دل تھا جو اس بے وفائے توڑ دیا ایک دن میں ایک سانگی کے ساتھ چمن شہر گیا جو کہ افغانستان یونڈری پروانہ ہے۔

وہاں سے اس نے کچھ کپڑے خریدنے کے بعد ہم یونڈری پر چلے گئے۔

وہاں ایک بہت ہی بڑا اور واڑو تھا وہاں کھڑے ہو کر ہم افغانستان کے پہاڑوں کا نظارہ کرنے لگے کہ اچانک یولان شاپ والے حاجی صاحب اپنی کار میں افغانستان جاتے ہوئے نظر آئے۔

دعا سلام کے بعد میں نے پوچھا تو اس نے بتایا کہ افغانستان کے شہر قندھار جا رہا ہوں وہاں کوئی کام تھا اور شنگ میوہ جات خریدنے جا رہا ہوں۔

ہم نے کہا کہ ہم بھی قندھار دیکھنا چاہتے ہیں ہمیں بھی اپنے ساتھ لیجا میں ہماری بھی سیر ہو جائے گی۔

انہوں نے ہمیں اپنے ساتھ بیٹھا لیا راستے میں خوب مکھ شپ بھی ہوتی گئی۔

دو گھنٹے کے بعد ہم قندھار پہنچ گئے یہ چھوٹا سا خوب صورت شہر مجھے بہت ہی اچھا لگا حاجی صاحب نے ہمیں کہا کہ ایک گھنٹہ تیار رہو اس سے خوب

سے گزر کر تمہارے پاس آئی ہوں اپنے گھر سے رشتہ دار کے گھر جانے کا بہانہ کر کے سیدھی لاکھڑا گئی رات کو امی نے ابو سے بھی بات کر لی ہے۔

کہ زریں اس لڑکے کو پسند کرتی ہے اور اس سے شادی کرنا چاہتی ہے اس پر ابو بہت خوش ہوئے اور کہا کہ اگر وہ دوبارہ آیا تو میں اس سے بات کروں گا امید ہے وہ مان جائے گا۔

ساری صورت حال کو مد نظر رکھ کر میں نے ایک ہفتے کی مہلت لی کہ مجھے ایک ہفتہ دے دو پھر آپ کو بتا دوں گا لیکن ایک شرط پر اور وہ یہ کہ آپ میرا پیچھا نہیں کروں گی اس پر زریں راضی ہو گئی۔

اور چائے پانی کے بعد جانے لگی تو میں نے حسن کو ایک سوکانوٹ تمہارا دیا اور رکشے میں بیٹھا کر کرایا بھی ادا کر دیا اور جب واپس آیا تو طرح طرح کے پلان بناتا رہا لیکن کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکا۔

اگلے دن پھر روز کی طرح اپنے کاموں میں مصروف ہو گیا اور چار بجے مجھے کسی نے اطلاع دی کہ آپ کے کواٹر میں ایک بچہ آیا ہے۔

اور آپ کا پوچھ رہا ہے جب میں گیا تو حسن بیٹھا تھا میں نے اسے گود میں لیا اور کافی سارا پیار کیا اور آنے کی وجہ پوچھی۔

اس نے بتایا کہ باپ زریں نے جبکہ معلوم کرنے کے لیے بھیجا ہے آف زریں کو جبکہ کا بھی پتہ چل گیا حسن کو رخصت کرنے کے بعد میں ایک ایسی برالیم میں بھنس گیا کہ جان چھوڑا بہت ہی مشکل ہو گئی اس سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں کیا نہ کروں اسے کنکشن میں تین چار دن گزر گئے مگر میں بہت ہی پریشان تھا اور اس سے دور ہی رہا۔

تقریباً سات آٹھ ماہ میں بازو نہیں کیا تھا ایک دن زریں کی بہت ہی یاد آتی میں نے سوچا کہ اسکے گھر جا کر پتہ کروں کہ کیا سلسلہ ہے۔

جب میں گیا تو دروازہ کھٹکھٹا تو بڑی بڑی ہنسی والی

میں نے پوچھا کہ کیا یہ شادی زریں کی مرضی کے مطابق ہو رہی ہے۔

میرے سوال پر زریں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور مجھے بتایا کہ اگر میں راضی نہ ہوتی تو کیا کرتی کدھر جاتی کس کو حامل سالی کون تھا۔ میرے زخموں پر مرہم رکھنے والا کون تھا میرا پنا۔

میں کس کا انتظار کرتی زندگی میں پہلی دفعہ محبت کی تھی وہ بھی کسی بے وفا سے کسی بے مروت سے کسی اجنبی سے کسی مسافر سے۔ وہ اپنے بارے میں بتاتی جارہی تھی اور میں اس کی باتیں سنتا جا رہا تھا میرے پاس اس کو کچھ کہنے کے لیے کوئی بھی الفاظ نہیں تھے۔ لیکن میں اس کے بارے میں جان کر مجھے شدید دکھ ہوا تھا کہ میں جس کے لیے اتنا لمبا سفر کر کے آیا تھا وہ کسی اور کے نام سے منسوب ہونے جارہی تھی لیکن شاید میری یہ غلط فہمی تھی وہ بولی۔

میں آپ کے لیے یہ منگتی تو زریں کو تیار ہوں آپ مجھے مل گئے ہیں بس یہی میں چاہتی تھی میرا انتظار بیکار نہیں گیا ہے۔ لیکن میں نے اس سے صاف انکار کر دیا اور کہا تم جانتی ہو کہ میں شادی شدہ ہوں اور میں صرف اس کا ہی رہنا چاہتا ہوں اور پھر پتہ نہیں کب میں واپس چلا جاؤں۔ میں کچھ دنوں کے لیے آیا تھا میرا پیچھے سب لوگ انتظار کر رہے ہیں اور میرا جانا بہت ہی ضروری ہے تم ایک بات کو یاد رکھنا کہ جہاں تمہاری منگنی ہوئی ہے وہاں ہی شادی کر لینا اب میرا انتظار مت کرنا۔ شاید ہو سکتا ہے کہ ہماری یہ آخری ملاقات ہو۔ اس کے بعد ہم پوری زندگی ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں میری باتیں سن کر وہ تڑپ سی گئی۔ اور بولی۔

ایسا تو مت کہو۔ تم نہیں جانتے تمہاری اس بات کا مجھے کتنا شدید دکھ ہوا ہے یہ میں ہی جانتی ہوں تم کو بھولنا میرے لیے آسان نہیں ہے میں نے تم سے محبت کی ہے اور کتنی کی ہے یہ بھی میں ہی جانتی ہوں

گھومو پھرو پھراؤ اس دکان پر آ جانا تو ہم دونوں ساتھی اس شہر میں سیر و تفریح کرتے تھے۔

یہ شہر اپنی مثال آپ تھا ہر طرف خشک میوہ جات ابرہنی کھیل لہر چاند کا سامان وافر مقدار میں ہر جگہ دستیاب تھا وہاں کے لوگوں کو دیکھ کر مجھے بھی کسی کا تہذیب و تمدن یاد آیا جدھر دیکھتا تھا۔

لوگ کافی پیٹے ہوئے اور ایک دوسرے سے کپ شپ لگاتے ہوئے نظر آ رہے تھے ہم بھی تمام چیزوں کو دیکھ کر لطف اندوز ہو رہے تھے۔

ہوٹلوں میں پشتو گانوں کی آوازیں آرہی تھی کہ اچانک مجھے حسن نظر آیا میرے منہ سے بے ساختہ نکلا حسن احسن حسن نے جب مجھے دیکھا تو دوڑ کر میرے پاس آ گیا۔

اور مجھ سے لپٹ گیا میں نے اسے گود میں اٹھا کر خوب پیار کیا میں نے امی ابو اور زریں کا پوچھا۔

تو اس نے بتایا کہ چاچو زریں باہر جا رہی ہیں اور امی اس کو ڈاکٹر کے پاس لے آئی ہے وہ سامنے والے کلینک میں ہے میں احسن کے ساتھ کلینک چلا گیا۔

میں نے اپنے ساتھی کو بتایا اور کہا کہ یہ میرے واقف ہیں کوئٹہ میں رہتے تھے۔

تم گھوم پھر لو میں ان کے ساتھ جاتا ہوں میں کلینک میں پہنچا تو بھالی کھڑی تھی اور زریں نہ مریضوں کی قطار میں بیٹھی ہوئی تھی۔

حسن نے جا کر بتایا کہ چاچو آئے ہیں اس پر بھابی اور زریں دونوں میرے پاس آئیں ہم ایک سائڈ پر جوکر بیٹھ گئے اور میں نے اپنے بارے میں ان کو سچ سچ بتا دیا کہ مجھے یہ پرابلم تھی۔

اس لیے میں آپ سے رابطہ نہ کر سکا اور نہ ہی مل سکا پھر بھابی نے بتایا کہ اس کا چاچو کوئٹہ آیا تھا۔

جس کے بیٹے کے ساتھ اس کی منگنی ہوئی تھی اس لیے ہم یہاں واپس آ گئے اور آ کر زریں کی شادی کی تیاری کرنے لگے۔

جولائی 2014

Digest.pk

افغانی محبت

نے جو کچھ کیا تھا کیا ٹھیک کیا تھا۔ میں اس کا مجرم تو نہیں ہوں اس کا گناہ تو نہیں ہوں۔ آپ کے رائے کا انتظار کروں گا۔

وہ بیتا دور

ماما کی گود اور بابا کے کندھے
نہ شادی کی فکر نہ فلو جے کے پنے
وہ سکول کے دوست وہ کپڑے گندھے
وہ گھومنا پھرنا وہ تفریح کرنا
وہ ہر عید میں کہنا ابو ہمارے نئے کپڑے
لیکن اب کل کی ہے فکر اور ادا دھورے ہیں پنے
مڑ کے دیکھو تو بہت دور ہیں اپنے
دنزلوں کو ادا دھورے ہوئے کہیں گھوم گئے ہم
اور کتنی جلدی بڑے ہو گئے ہم
شاہد اقبال۔ چٹوکی

عبدالباسط کے نام

ٹھکرا کر محبت میری کہیں جانے کا ارادہ ہے
مجھے کسی کے کس سوڑ پہ لانے کا ارادہ ہے
یہ جو آپ خفا خفا سے رہنے لگے ہو
یہ پیار کا عروج ہے یا چھوڑ جانے کا ارادہ ہے
جاتے جاتے یہ تو بتا جاؤ
میرے پیار میں کی تھی یا کسی اور سے دل لگانے کا
ارادہ ہے
میری بعد میری یاد تو مڑ کے نہ دیکھنا اے دوست
کیونکہ تیرے بعد میرا بھی اس دنیا کو چھوڑ جانے کا
ارادہ ہے
شاہد اقبال۔ چٹوکی

میں اپنے دل کو اچھی طرح جانتی ہوں کہ میں تم کو بھول
نہیں سکوں گی۔ اور نہ ہی ایسا سوچنا چاہوں گی۔
ساتھ ہی وہ رو دی۔ میں اسکو دلا سے دینے لگا۔
اور پھر اس کو اس بات پر میں نے رضا مند کر ہی لیا
کہ وہ اسی سے شادی کرے گی جس سے اس کی منگنی
ہوئی ہے وہ مان گئی تھی اور پھر وہ گھر چلی گئی
اور میں ایک گہری سانس بھر کر رہ گیا۔ اس کے بارے
میں سوچنا رہ گیا۔ وہ میری نظروں سے ابھل ہو چکی
تھی شاید ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔ کیونکہ اس کے بعد وہ
مجھے دوبارہ دکھائی نہیں دی میں کئی دن اس کے شہر میں
اس کے ملک میں رہا لیکن وہ گھر سے باہر نہیں نکلی تھی
پھر میں واپس اپنے وطن آ گیا۔ اور آج بھی وہ میری
نظروں کے سامنے رہتی ہے۔ میں اس کی محبت کو دیکھ
کر حیران ہوں کہ اس نے مجھے کتنا چاہا تھا کتنا پیار
کیا تھا یہ میں جانتا ہوں اس کے دل میں کھوٹ نہیں
تھی وہ دل کی تھی تھی اس کی پاکیزہ محبت میں وہ سب
کچھ تھا جو ایک اچھی لڑکی میں ہوتا ہے۔

اس واقعہ کو کئی سال بیت چکے ہیں لیکن اس کی
محبت آج بھی میرے دل میں ہے۔ اور میں اس کو یاد
کرتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ بھی مجھے اپنے دل میں یاد
رکھے ہوئے ہو۔ لیکن نہ اس کو میری کوئی خبر ہے اور نہ
ہی مجھے اس کی کوئی خبر ہے۔ وہ میری اور اس کی آخری
ملاقات تھی شاید اس کو میرے الفاظ یاد تھے جو میں نے
اس سے کہے تھے کہ ہو سکتا ہے کہ آج کے بعد ہماری
ملاقات شاید دوبارہ نہ ہو سکے اس نے اس پر عمل کیا تھا
اور اس ملاقات کو آخری ملاقات ہی ثابت کر دکھایا
ہے۔ وفا ہو تو ایسی ہو چاہت ہو تو ایسی ہو پیار ہو تو ایسا
ہو۔ میں عورت کی عظمت کو سلام کرتا ہوں لیکن میں
مجبور تھا اس سے شادی نہیں کر سکتا تھا اس کے دل کو
توڑنا مجھے بہت دکھ دیتا تھا لیکن کیا کرتا جس سے میری
شادی ہوئی ہے میرا پیار تو صرف اسی کے لیے ہے
اور ہمیشہ رہے گا۔ قادر مبین کرام آپ ہی بتائیں کہ میں

میری ہمد میری دوست

شمینہ بیٹ۔ بھگت پورہ۔ لاہور۔

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
 اور اللہ سے دعا ہے کہ جواب عرض کی پوری ٹیم کو اپنے حفظ و ایمان میں رکھے اور دن رات چوگنی ترقی عطا
 فرمائے آمین آپ سب کا بے حد شکر یہ آپ نے میری تحریروں کو پسند کیا اور میری حوصلہ افزائی کی جزاک اللہ۔ آپ کی
 پڑیرائی نے حوصلہ بڑھایا تو ایک اور کہانی کیساتھ حاضر خدمت ہو رہی ہوں میں نے اس کہانی کا نام میری ہمد میری
 دوست رکھا ہے اگر آپ چاہیں تو اسے تبدیل بھی کر سکتے ہیں۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام
 تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاق ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں
 ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

چاہے میری نوٹس والی فائل۔ ٹویہ نے بے حد
 مشکوک انداز سے اسے گھورتے ہوئے اپنی فائل
 لاشعوری سے سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔

وہ میرے نوٹس تو جاوید لے گیا۔ وہ آیا نہیں
 تھا ناں کالج اس لیے میں نے اپنی فائل اسے دے
 دی اور اب مجھے تمہارے والی ہی چاہئے۔۔۔ حنان
 نے دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔۔۔ ٹوٹی کا دماغ
 جاوید کا نام سنتے ہی پھر ایک بار پھر گھوم گیا۔

کیا۔؟ آج پھر اس نالائق جاوید کو اپنے نوٹس
 دے آئے ہو وہ جاوید نالائق تیرا چاچا جو لگتا ہے کیا جو
 اپنی چیز اسے دے کر آتے ہو اور آ جاتے ہو پھر منہ
 اٹھا کر میرے پاس ٹوٹی نوٹس دے دو۔ ٹوٹی کتاب
 دے دو۔ ٹوٹی لیب ٹاپ دے دو۔ اونہ۔ ضرورت
 کیا ہوتی ہے کہیں حاتم طائی کا جانشین بننے کی۔

۔۔۔ آف۔ ٹوٹی دے دو ناں پلیز لاسٹ ٹائم پکا
 براس آئندہ کبھی کسی کو کچھ نہیں دوں گا، کچھ بھی نہیں
 پلیز اس بار مدد کرو وفاق۔

یہ یہاں کیا کر رہے ہو لگاؤ یہاں سے نکلو باہر
 میرے کمرے سے دفع ہو جاؤ یہاں سے
 ابھی اور اسی وقت وہ جو پورے اٹھاک سے اسکی
 رائٹنگ ٹیبل پر جھکا اسکے فولڈرز اور فائلز جلدی
 جلدی کھٹکال رہا تھا۔ اسکی تیز چیخ ٹما آواز سن کر بے
 ساختہ اچھل پڑا تھا اور اسکی ہر بڑاہٹ میں اسکے
 ہاتھ کچھ فائلز پھسل کر نیچے جا گریں۔

ہا۔۔۔ حنان کے نیچے تمہاری جرات کیسے ہوئی
 بغیر اجازت میری چیزوں کو ہاتھ لگانے کی اور تم اس
 وقت ادھر میرے کمرے میں کر کیا رہے ہو وہ تیزی
 سے آگے بڑھی اور جھپٹا مار کر اسکے ہاتھ سے باقی
 ماندہ فائلز چھین لیں۔

ٹوٹی مجھے تمہارے نوٹس چاہئیں پلیز مجھے
 اکاونٹ کے نوٹس دے دو اس کے موڈ اور غصے کو
 یکسر نظر انداز کرتے ہوئے وہ لحاجت سے بولا۔

کیا نوٹس۔ مگر تمہارے نوٹس کہاں ہیں تم بھی
 تو کلاس میں بھی میرے ساتھ موجود ہونا پھر کیوں

جولائی 2014

Digest.pk



Digest.pk

ہی تھا مگر جب سے ان کے دونوں بیٹوں نے جوان ہو کر ان کے بازو بن کر ان کو سہارا دیا ہے تو ان کا بڑا پس حیزی سے ترقی کی راہ پر گامزن ہو گیا تھا اور پھر جیسے ہی مدحت کی تعلیم مکمل ہوئی عالم رضوی اور ان کی بیگم نزہت رضوی نے انکی اور طفیل کی شادیاں طے کر دیں رشتے تو ان کے تینوں بھائیوں کے وہ پہلے سے ہی طے کر چکے تھے انتظار تھا تو صرف مدحت کی تعلیم مکمل ہونے کا بہت جلد وہ لوگ اپنے فرائض سے فارغ ہو گئے اور مدحت اعظم کے سنگ بیا کر ابو ظہبی سدھاریں کیوں کہ مظہر صاحب اعظم کے والد بہت عرصہ پہلے ہی وہاں منتقل ہو چکے تھے ان کا کاروبار بھی یکساں سیٹ تھا لہذا شادی کے بعد مدحت بھی وہی جابسی اور عالم ملا میں ان کی جگہ آئے رضوی رونق افروز ہوئیں ان ہی دنوں نزہت بیگم کے دل میں حجاج مقدس جانے کی خواہش جاگی اور کچھ اس شدت سے جاگی کہ وہ سب کچھ بھول گئی اٹھتے بیٹھتے ان کے لبوں پر ایک ہی بات ہوتی کہ وہ حج و عمرہ کی سعادت حاصل کرنا جیسے ان کی خواہش بن چکی تھی ان کی یہ کیفیت دیکھتے ہی عالم رضوی صاحب حج کے کاغذات جمع کروا دیے اور ساتھ ہی اپنے آخری فروض سے بھی سبکدوشی اختیار کی طفیل رضوی کی شادی بھی شگفتہ کروا کر وہ دونوں فارغ ہوئے۔

شگفتہ طفیل کی کلاس فیلو اور پسند تھی ادھر ان کی شادی ہوئی ادھر ان دونوں کو اللہ کے گھر سے بلاوا آ گیا اور وہ خوشی خوشی گھر اور کاروبار کو بھوؤں اور بیٹوں کے حوالے کر کے حج بیت اللہ روانہ ہوئے وہ دونوں بڑے جوش و جذبے کے ساتھ مناسک حج ادا کر رہے تھے اس دن شیطان کو نکلیاں مارنی تھیں دوسرے حجاج کے ساتھ وہ بھی اس مقدس فریضہ کو ادا کرنے اور جذبہ ایمان سے شرمسار چلے گئے پھر ایک دم جانے کیا ہوا شوخیاں مچا رہے تھے لوٹ گیا تھا ہر

کچھ نہیں دوں گانہ جوتے نہ کپڑے نہ ٹوٹس۔ پلیز ٹوٹی دے دو ورنہ اسائنمنٹ پورے نہیں ہونگے اوپر سے لاسٹ ڈیٹ ہے سمجھا کرو تاں ٹوٹی پلیز اس کی ساری کڑوی اور ہکی باتوں کے جواب میں حنان نے بے چارگی اور مظلومیت کے ساتھ تمام کارڈ توڑتے ہوئے کچھ اس انداز میں کہا۔

ایسے مانتی ہی نہیں۔۔۔ اچھالے لو مگر یہ آخری بار ہے سمجھے تم آخری بار ہے۔ اور ہاں مجھے کل تک میری فائل واپس چاہیے ہر حال میں ورنہ۔

ہیش کی طرح اس کی مسکینی برساتی صورت پر ترس کھاتے ہوئے ٹویہ نے اسے فائل پکڑا تو دی مگر ساتھ ہی تنبیہی انداز میں واپس کرنے کا بھی مطالبہ کرنا نہیں بھولی تھی۔

ہاں، ہاں دے دو واپس یقین کر دو ٹوٹی جی۔ اور بہت بہت شکر یہ تمہارا تم بہت اچھی ہو اور ہاں میرے چاچو نام جنید امجد نہیں طفیل عالم رضوی ہے۔ طفیل عالم رضوی، اور حنان تو ابھی خود بچہ ہے لہذا اسکو بچوں میں تشریف لانے میں ابھی ایک زمانہ چڑا ہے سو تب تک انتظار فرمائیے۔

دروازے کے پاس جا کر اس نے شرارت سے کہا اور کسی بھی متوقع محلے سے پہلے ہی باہر بھاگ گیا

حنان کے بچے ٹویہ اس کی شرارت سمجھ کر ایک بار پھر چیخی تھی مگر وہ قرار ہونے میں کامیاب ہو چکا تھا

عالم رضوی صاحب کے دو بیٹے اور ایک ہی بیٹی تھی طفیل عالم رضوی اور طفیل عالم رضوی ان دونوں سے چھوٹی اکلوتی اور لاڈلی بیٹی تھی جو مدحت گھرانے میں بیٹا کی طرح چمکتی پھرتی تھی پورے گھر میں اس کی ہنسی کی چہکار کو جکتی تھی عالم رضوی صاحب کا لیڈر کا بیٹا تھا جو پہلے تو محمد مرچا نے پر

اپنے کام میں تھکن تھا جس وجہ سے وہ اور بھی زیادہ چڑھ گئی تھی۔

حسان تم نے اپنا پر اس پر را نہیں کیا تم نے وعدہ کیا تھا کہ میرے نوٹس واپس کر دو گے مگر وہ دن گزرنے کے باوجود تم نے میری فائل واپس نہیں کی۔ کیوں؟ اب وہ غصے سے بھری اس کے سر پر کھڑی برس رہی تھی۔

اور اگر میں نہ دوں تو۔۔۔ تو۔۔۔ آنکھوں میں شرارت بھرے چار حانہ انداز کو خاطر میں لائے بغیر بولا۔ ٹوٹی کارنگ مارے غصے کے دھکنے لگا تھا۔

تو۔ میں تمہارا سر توڑ دوں گی۔۔۔۔۔ یہ تمہارا فیوٹ گلا ہے ناں یہ ہی تمہارے سر میں دے ماروں گی دیکھتی ہوں کیسے نہیں دیتے تم میری فائل۔ وہ غصے میں جی جی گلا اٹھانے کو بھی تو حسان کھڑا ہو گیا۔

باپ رے باپ۔۔۔ تم تو جنگلی بیلی جی جی جا رہی ہو ٹوٹی۔ لڑائی اور غصے غصے میں کہیں کل ہی نہ کر بیٹھنا مجھے۔ ہم سے ٹوٹی مجھے تم سے خوف آنے لگا ہے۔

وہ ڈرنے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے چند قدم دور ہٹ گیا اور وہ یک دم بدلتے ہوئے دیکھیں میری بھائی یہ ٹوٹی مجھے مار رہی ہے اور لڑائی بھی کر رہی ہے میرے ساتھ اب کہ اس کا لہجہ اور انداز بالکل بدلا ہوا تھا مسکین اور مظلوم سا جبکہ میرا کام سننے ہی ٹوٹی کے ہاتھوں کے طوطے کی طرح اور فائنٹا میں سب ایک ساتھ ہی اڑ گئے تھے اس نے گہرا کر اپنے پیچھے دیکھا تو واضح میر کھڑا حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

سم۔۔۔ میری بھائی وہ حسان میرے نوٹس نہیں دے رہا بلکہ الٹا مجھے۔۔۔

یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا ٹوٹی ایسے بات کی جاتی ہے بدوں سے۔؟ اور یہ ہی سیکھنے جاتی ہو تم کالج اور اکیڈمی۔؟

میر نے اس کی بات نہ کی اسے بری

طرف انفرادی تفری کا عالم تھا اور اسی انفرادی تفری میں بہت سے حجاج بیروں تلے آکر کھلا گئے بہت سے زخمی ہوئے اور بہت سے شہید۔ اور انہی شہدا میں نزہت بیگم بھی شامل تھیں۔

عالم رضوی صاحب شانے میں رہ گئے اور طفیل رضوی اور طفیل رضوی اور مدحت کی تو دنیا ہی اجڑ گئی۔ ان کی جنت جہانز مقدس پر ہی وہاں جنگی جہاں دہی پہ خاک جہاں کا خیر تھا۔ دوسرے مرحومین کی طرح ان کو بھی دہی پہ دفنایا گیا عالم رضوی صاحب افسردہ غلغل میں واپس آ گئے۔ اب جا کہ ان کی سمجھ میں آیا تھا کہ نزہت بیگم کی اتنی بے تابی کیوں تھی جانے کی شاید ان کی اصل انہیں وہاں لے جا رہی تھی تو لوگ بھلا کیسے رکاوٹ بن سکتے ہیں بہت عرصہ تک وہ لوگ افسردہ رہ کر آخر اپنی زندگی کی طرف پلٹنے ہی گئے کہ جانے والوں کے ساتھ بھلا کون جاسکتا ہے زندہ ہیں تو زندگی کے تقاضے بھی تو پورے کرنے ہیں اور پھر ان کی زندگیوں میں کھلنے والے غصے سنے پھولوں نے رنگ بھر دیے تھے آخر کار ان سب کو زندگی کی طرف کھینچ ہی لیا تھا۔ طفیل اور قلقت کے ہاں میر۔ مدحت اور انظہار کے ہاں میر کی آمد نے رات لگا دی رہ گئے آمد اور طفیل تو ان کے ہاں چند دنوں بعد حرام نام کا پھول کھلا عالم رضوی اپنے پوتے پوتی کی آمد پر کھل گئے تھے ان کا زیادہ وقت گھر میں ہی گزرتا بھی بھی انہیں کا چکر لگاتے تھے باقی کا سارا اپنے میر اور حرا کو دیتے تھے

حسان کے بچے سن رہے ہو یا بہرے ہو گئے اور وہ لان میں بیٹھا اپنے لیب ٹاپ کے ساتھ چھپر جھاڑ میں مصروف تھا جب ٹوٹی اسے زور سے پکار کر تیز تیز چلتی ہوئی اس کے سر پر پہنچی تھی اسے آتے کن انہیوں سے دیکھ رہا تھا مگر جان بوجھ کر انجان بنا

ہوئی تھی ان کی اپنی بھابیوں کے ساتھ بہت دوستی تھی وہ تو شروع سے ہی بے حد لاڈلی تھی مگر بھابیوں کے ساتھ بھی اس کے تعلقات مثالی تھے آمنہ اور شگفتہ بھی اسے اپنے چھوٹی بہنوں کی طرح سمجھتی تھیں اور دیے بھی آج کل وہ سب آنے والی خوشیوں کے شدت سے منتظر تھے تین سال کے بعد آمنہ اور شگفتہ پھر امید سے تھیں اور پھر جلد ہی آمنہ کی گود میں منان رونق افروز ہوا۔ سب ہی بے حد خوش تھے شگفتہ رضوی اپنی تاسا پر طبع کو بھلائے ننھے سے گول منوں سے حنان کو گود میں لیے بیٹھی تھیں اور یہ دیت بیچے اور بھابیوں کے صدقے اتار دیتی پھرتی تھی عالم رضوی صاحب رب کا شکر ادا کرتے نہیں تھک رہے تھے اس خوش خبری نے جہاں سب کو نہال کر دیا تھا وہی ایک بار پھر نزہت رضوی کی یاد سب کے دل میں پنکھیاں لینے لگی تھی اور بعض اوقات بے پایاں خوشیاں بھی تو اپنے جلو میں اندھ ہٹاکر غم لے کر آتی ہیں جس کی وجہ سے خوشی کا مفہوم ہی تبدیل ہو کر رہ جاتا ہے دو دن بعد ہی صرف دون سیماں اس ہسپتال میں شگفتہ رضوی لیٹی تھیں جہاں دوروز کل آمنہ رضوی موجود تھیں مگر پرسوں میں اور آج میں بہت فرق موجود تھا اتنا ہی بڑا فرق کہ جتنا دن اور رات میں ہے جتنا شور و گہما گہما اور سنانوں میں ہے جتنا زندگی اور موت میں ہے آمنہ رضوی اسی ہسپتال میں سے جیتا جاتا ہوتا کھینچا بیٹا لے کر گئی مگر شگفتہ کے لیے کاتب تقدیر اور ہی فیصلہ کئے بیٹھا تھا دوران ڈیوڑی ایک خطرناک حد تک بڑھ جانے والا بلینڈ پریشر بہت سی وجہ گمیاں بڑھاتا چلا گیا جس کی وجہ سے بیٹی کی پیدائش کے فوراً بعد ہی شگفتہ کو سے میں چلی گئیں ڈاکٹر کی بے حد کوششوں کے باوجود بھی وہ چند گھنٹوں کے اندر اندر ہی ان طب کو داغِ رفاقت دے گئی۔

ان کی موت کی اطلاع جسے عالم والا پہنچا ہر

طرح سے ڈانٹ دیا تھا اور وہ سر جھکائے جب باپ اس کی ڈانٹ سنتی رہی مگر بڑوں کا لفظ سن کر اپنی بڑی

مگر بھائی یہ تو میری عمر کا ہی ہے یہ کہاں سے بڑا ہو گیا مجھ سے صرف دو دن کا ہی تو فرق ہے اس کا اور میرا۔ اب کہ میری بات کاٹ کر وہ بے ساختہ بولی تھی میرا دل ٹھٹھاتا ہی رہ گیا اور حنان سے اپنی ہلکی روکنا مشکل ہو گیا۔

اونہ۔۔ فرق چاہئے دو دن کا ہو یا دو گھنٹے کا بڑا تو بڑا ہی ہے میری تم سے بڑا ہے بس۔۔ اب اس کی عزت اور احترام تم ایسے کیا کرو جیسے میرا اور میرا کرتی ہو۔

میر نے غصے سے کہا تو وہ صرف سر ہلا کر رہ گئی۔۔ ٹوٹی یہ لو اپنے نوٹس میں تو کل بھی گیا تھا مگر تم نکھوڑے گدھے بچ کر سو رہی تھی اور مجھے مناسب نہیں لگا کہ تمہارے کمرے میں جاؤں اس لیے واپس لے آیا تھا اور اب بھی تمہیں دینے ہی والا تھا تم نے لڑائی شروع کر دیا تو میں بے چارہ کیا کرتا بھلا۔۔ پوری مکاری اور ہوشیاری سے اسے ڈانٹ پڑوا کر اب حنان جانے کہاں سے اس کی فائل برآمد کئے انکے سامنے کھڑا ہاتھیں ہٹا رہا تھا اور ٹوپی کا تو بس نہیں چل رہا تھا کہ یہ ہی فائل اٹھا کر اس کے سر پر دے مارے

اونہ۔۔ دیکھ لوں گی تمہیں بھی۔ ایک جھٹکے سے اس کے ہاتھ سے فائل چھینتی ہوئی وہ وہاں سے پھر چلتی ہوئی واک آؤٹ کر گئی۔

آج میں ہواؤں میں اڑا کے لے چلوں تجھ کو تم ہی تو میری دوست ہو اور اس کے پیچھے حنان مسکرا کر دوبارہ لبِ ناپ آن کر چکا تھا۔

حنان لوں یہ دیت میرے ساتھ پاکستان آئی

2014 لائی

Digest.pk

بھائی جان میرے خیال میں ابا جان بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ پریشان نہ ہوں سب اللہ پر چھوڑ دس انشاء اللہ سب ٹھیک ہی ہوگا مدت چھو پھو نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا۔ تو وہ بھی مطمئن ہو گئے اور یوں اس بند کمرے میں روز سے معتقد کی جانے والی خفیہ کانفرنسز بہر حال کسی نتیجے پر قریب قریب ہوئی گئی۔

دادا ابو کل ہم نے شاہی قلعے کا پروگرام بنایا ہے اور ہم کے بار کوئی بہانہ نہیں چلے گا آپ کو ہمارے ساتھ کلنگ پر جانا ہوگا۔ بس کہہ دیا ہے ہم نے۔ وہ ساری بچہ پارٹی دادا ابو کے سر ہوئے بیٹھے تھے جو خود بھی گھوٹے پھرنے کے بے حد شوقین تھے مگر اس بار پتہ نہیں کیا ہوا خود تو وہ عین وقت پر بہانہ بنا کر رک ہی جاتے تھے ساتھ ساتھ ساری امیوں اور ابوؤں کو بھی روکنے میں کامیاب ہو جاتے تھے مگر اب کے باران کا پورا پورا ارادہ سب کو ساتھ بجانے کا ہی تھا کسی بھی طرح کا کپڑا مانز کرنے کے موڈ میں نہیں لگ رہے تھے اچھا بھی جیسے تم لوگوں کی مرضی جہاں لے جاؤ گے چل پڑیں گے ساتھ تمہارے۔۔۔

دادا ابو نے احسان جتانے والے انداز سے کہا تو ان کی شرارت پر سب ہی بے ساختہ ہنس پڑے مٹی کو تارخ اور تاریخی عمارتوں سے خاص و عجیب بھی جب بھی لاہور آتی تو یہاں کی ساری جگہوں پر بڑے ذوق و شوق سے جالی گئی گئی پار بھی دیکھی ہوئی جگہوں کو وہ ہر بار ایسے دیکھتی جیسے پہلی بار دیکھ رہی ہے کم سم سی کھوئی کھوئی سی یہاں سے وہاں پکرائی پھرتی اور اس بھی وہ گلابی آسانی کلروں والے فراک اور چوڑی پا جاسے اور بڑے سے دوپٹے میں بلبوس وہ شیش محل کی دیواروں کو چھو چھو کر محسوس کر رہی تھی جلد جگ سے آگے کی پلستر اور

دھوپ چھاؤں جیسی اس لڑکی کی عادتیں بھی ایسی ہی تھیں موڈی معصوم احساس ذہین اور شرارتی اسکے مزاج میں سادھے ہی رنگ ایک کے بعد ایک جھلکتے تھے اور اپنے مزاج کے سب رنگوں اور این کے تمام شیڈز کے ساتھ وہ سب کو بے حد عزیز تھی۔ حنان اس کا ہم عمر تھا اور اس کا سایہ بھی۔

بہت چھوٹی عمر میں جب وہ دونوں اسکول جا رہے تھے تو دادا ابوالی اور چاچو نے علیحدہ علیحدہ سمجھایا تھا کہ گھر کے باہر ٹوٹی کا خیال رکھنا صرف اور صرف اسے ہی اس کا سایہ بگڑ رہتا اور اسے رونے تو بالکل بھی نہیں دینا کیوں کہ وہ ٹوٹی سے بڑا ہے اور یہ بڑوں کا فرض اور ذمہ داری ہے کہ وہ چھوٹوں کا خیال رکھیں اور اسی ذمہ داری کو نبھاتے نبھاتے ہی نبھانے کب وہ اس کا بیسٹ فرینڈ بن گیا جس سے ٹوٹی لڑتی بھی بہت تھی مگر اس کے بغیر وہ بھی نہیں سکتی تھی جس کی ہر تان حنان پر ہی آکر ٹوٹی بھی پھر وہ اس سے چڑھ جاتی تھی جانے کیوں مگر یہ تو طے تھا کہ نہ تو ٹوٹی کا اس کے بغیر گزارہ ہوتا اور نہ ہی حنان اسے چڑائے بغیر رہ سکتا تھا ان کی یہ کھٹی میٹھی لڑائیاں ہی عالم دلا کی اصل رونق تھیں۔

ابا جی آپ کو پورا یقین ہے کہ جس طرح ہم سوچ رہے ہیں بالکل ویسا ہی ہے میرا مطلب ہے کہ اس طرح کرنا کیا مناسب ہے لطفیل چاچو دادا ابو کی پوری بات غور سے سننے کے بعد بھی تذبذب نظر آ رہے تھے جبکہ باقی سب کو ان کے کسی بھی فیصلے پر کوئی اعتراض نہ تھا۔

ہاں بیٹا میں ٹھیک کہہ رہا ہوں میں نے دنیا دیکھی ہے بار میرا اندازہ غلط نہیں ہو سکتا اور پھر میں نے ابھی کسی پر کوئی فیصلہ تھوڑی صادر کیا ہے ابھی تو صرف تجو بزنس کی ہے تم لوگ خوب اچھی طرح سوچ لو آگے جو اللہ کو منظور۔

مشی کہ کل کو جب ہماری آئندہ نسل مغلیہ آرٹ کے حسین فن ایہ تاریخی عمارات دیکھنا چاہیں گے تو کہاں جائیں گے کن کھنڈرات سے سرچھوڑیں گے کون سی ویب سائٹ کھولیں گے یا صرف کتابوں کے اوراق میں ملیں گی انہیں پر شکوہ تاریخ۔۔۔ میر کا ملال کسی طرح سے کم ہونے میں نہ آ رہا تھا دیکھیں جس طرح کسی کے دور رخ ہوتے ہیں تصویر کے دو پہلو ایسی طرح غلط اور سکی ساتھ ساتھ چل رہا ہے ضرورت ہے اپنے خیالوں کو درست اور سکی پر چلانے کی ضرورت ہے سکی اور غلط میں تمیز کرنے کی اور آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں یہ تاریخ ورثہ ہمارے پاس تاریخ کی امانت ہے مغلیہ آرٹ کے جو نادر اور نایاب نمونے قدرت کی مہربانی سے ہمارے حصے میں آئے ہیں ہم اپنی عاقبت نادر شی اور بھرمناہ بے بسی اور غفلت کے ہانٹ انہیں ختم کرتے جا رہے ہیں مگر میرے خیال میں ابھی بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو اس ورثے کو اس دولت کو دل جان سے لگائے رکھنے کی چاہ میں بھی زندہ ہیں مغربی دنیا اور دنیا بھر کے سیاحوں کے لیے جو جگہیں کشش کا ہانٹ ہیں وہ انہیں دنیا کے سامنے پیش کرنے کے فن میں ماہر ہیں۔۔۔ میر ناہم تاثرات لیے اس کی باتیں حیرانگی سے سن رہا تھا اور وہ اس کے ایسے تاثرات دیکھ کر بے ساختہ مسکرا دی۔۔۔ آپ کو یقین نہیں آ رہا ناں مگر میں یاسی جگہوں کے بارے میں جانتی ہوں اور آپ کو بھی دکھا سکتی ہوں آئیے میرے ساتھ۔۔۔ کہتے ہوئے وہ ان کمروں میں اور بھول بھلیوں میں چلنے لگی میر خاموشی سے اس کے ساتھ چل رہا تھا کئی سوڑ مڑتے اور کئی گردشیں پار کرنے کے بعد وہ دونوں جس جگہ پہنچے وہ اس جگہ سے کسی قدر مختلف تھی میر کو یک بار پھر حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا اسے یوں لگا جیسے وہ واقعی کسی مغلیہ دور میں آن کھڑا ہے خوبصورت چھوٹی چھوٹی ٹائیلوں سے بنی دیواریں

نوائے شیشوں کی جگہ وہ تصویر میں وہی پرانہ شاہی دور کا شیش محل دیکھ رہی تھی کسی قوم ہے ہماری ہم اپنے تاریخی ورثے کی قدر نہیں کرتے جو قومیں اپنے تباہ کن ماضی کو ختم کر دیتی ہیں جو اپنی عمارات کی حفاظت نہیں کرتی اپنے تاریخی ورثے کو نہیں سنبھال سکتی ان کا حال اور مستقبل ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ اس وقت ہمارا ہے افسوس صد افسوس کہ کسی دل میں نہ درد رہا اور نہ ہی احساس زبیاں۔ وہ جانے خیالوں ہی خیالوں میں کہاں پہنچی ہوئی تھی اپنے نزدیک سے ابھرنے والی صد سے اور غصے کی ملی جلی کیفیت والی آواز سن کر حال میں واپس آن پہنچی میر اس کے پاس کھڑا نوائے فرش گندی دیوڑوں اور شیشوں سجالی چھتوں کو دیکھتا ہوائی میں سر ہلاتا کہہ رہا تھا۔ آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہم پائے قوی ورثے کی حفاظت نہیں کرتے دیکھیں ابھی بھی یہاں کنسٹرکشن کا کام ہو رہا ہے اینویشن بھی ہو رہی ہے اور محکمہ آثار قدیمہ والے بھی کچھ نہ کچھ تو بہر حال کر رہی رہے ہیں پھر کچھ اتنے مایوس کیوں ہو رہے ہیں بھلا۔ اپنی اذلی نری سے کہتی وہ اس کے سامنے آن کھڑی ہوئی تھی شاید آپ ٹھیک ہی کہہ رہی ہوں گی مگر ہماری قوم کے ان سبوں کو کیا کہے گی آپ جو اپنی ناکام محنت کید استائیں ان بے جان دیوڑوں کے سینے پر رکھو جاتے ہیں یہ فون نمبرز اور یہ لپٹاؤں اور مجتوؤں کے نام یہ ٹھنڈی ریٹ عاشقوں کے گھٹیا پیغامات یہ سب کیا ہے۔ یہ محکمہ آثار قدیمہ والوں کو نظر نہیں آتے یہ جگہ جگہ لگے کوڑے انبار یہ نوئی پھونٹیں ٹائپس اور یہ بکھرا ہوا کنسٹرکشن میٹر بل جب بھی آؤ جتنے سال بعد بھی آؤ ویسے کا ویسا ہی ہوتا ہے مشی مجھے بے حد افسوس ہوتا ہے کہ سب دیکھ کر تاریخ کے اوراق ہمیں کن ناموں سے یاد رکھیں گے معلوم نہیں راجہ رنجیت سنگھ نے اگر یہاں جانی پھیلائی تھی تو ہم بھی یہی کر رہے ہیں ڈر لگتا ہے مجھے

جولائی 2014

Digest.pk

میں رہتے ہوئے اتنی باخبر ہیں۔۔۔ کیسے
 ۲۔۔۔ وہاں آتے ہوئے میرے بلا آخر میرے وہ
 سوال پوچھ ہی ڈالے جو اس کے ذہن میں کب سے
 محکم رہے تھے سیدھی سی بات ہے میرے میرا
 سبکیٹ بھی تھا اور شوق بھی زمانے میں میں بھی آپ
 کی طرح بے حد مایوس تھی مگر پھر شوق میں تحقیق کی تو
 یہ سب ہی ہوتا چلا گیا اور ایسے بھی یونیورسٹی میں
 ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے سرعہدالحق نے اس سلسلے میں
 میری بے حد مدد کی ہے وہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے
 باتیں کرتے اپنے اہل خانہ کی جانب بڑھتے جا
 رہے تھے یہ دیکھے بغیر کہ کئی آنکھیں اٹھیں ہوں دیکھ
 کر چٹکی تھیں اور کئی لبابے ساختہ مسکرائے تھے۔

دادا ابو کے کمرے میں بند دروازوں کے
 پیچھے پھر خفیہ گفتگو جاری تھی جس میں پھوپھا جان اور
 خالو جان بھی یہ نفس نفس سوچ رہے تھے وہ لوگ کل رات
 ہی یہاں پہنچے تھے اور اب دادا جان کے روبرو بیٹھے
 اگلے لانڈل ملے کر رہے تھے اور تو اور پھوپھا جان
 کے لب ناپ پر تو قیر ماسوں اور عطیہ ممانی بھی آن
 لائن تھی اور اپنے قیمتی اور مفید مشوروں سے سب کو
 نوازتے جا رہے تھے کوئی اور وقت ہوتا تو یہ ممکن ہی
 نہیں کہ شا اور نوشین اس بند کمرے ہونے والی
 میننگ کے راز جاننے کی کوشش نہ کرتیں بلکہ صین
 ممکن تھا کہ وہ سب جاسوسوں کی طرح اندر کی
 اسٹوری باہر نکال ہی لائیں تھی مگر ابھی موقع ہی ان کا
 اس طرف دھیان ہی نہ تھا کیوں کہ جو لاونڈج میں
 مسلا کھڑا تھا وہ ان کے لیے زیادہ اہم تھا۔ کیا ہے
 یار یہی تو موسم ہے نادان ہے ناگھوٹنے پھرنے کا
 خوب خوب انجوائے کرنے کا اور آپ لوگ اتنے
 پور ہو کہ سردی سے ڈر کر بستروں میں گھسے بیٹھے
 ہیں حد ہو گئی ہے۔۔۔ ہا۔۔۔ حنان اور عمر ہر ممکن طور
 پر ان چھٹیوں پر اجوائے کرنا چاہتے تھے مگر کیا کرتے

جگہ جگہ لگے شیشے اور مینا کاری سے بھی چھتیں فرش
 پیچھے خوبصورت قالینا ایک طرف شاہی تخت کے
 انداز میں سجایا گیا اسٹینج اور سامنے دو خوبصورت
 اونچی پشت والی آرام دہ سرخ اور سنہری کرسیاں
 بے حد دلنشیں محرابیں اور قیمتی منقش بھاری آہوی
 دروازے وہ سارے کا سارا ماحول ہی بے حد
 خوبناک اور پرسکون تھا۔۔۔ یہ ہے تصویر کا دوسرا رخ
 جس سے عام عوام غمو مانا آشنا ہی رہتی ہے یہ اس محل
 کا وہ حصہ ہے جہاں مہمان صدر، وزیر اسفارت کار
 اور اہم شخصیات کے عزاز میں ظہرانے اور عیشیانے
 دیئے جاتے تھے یہ ہے مغلیہ آرٹ اور ہمارے قومی
 ورثے کا وہ رخ جو عالمی میڈیا کو دکھایا جاتا ہے یہ
 اور اس کے بہت سے گوشے ہر تاریخی ورثہ کی حامل
 عمارتوں میں لازماً ہوتے ہیں ہم دنیا کو اپنا فرض وہ
 چہرہ ہی دکھاتے ہیں جسے ہم سنا سوار کر اس قابل بنا
 لیتے ہیں کہ اقوام عالم کے سامنے شرمندی سے بچ
 سکیں میرا بھی تک ایک فرانس کے عالم میں اس
 سارے سیٹ اپ کو دیکھے جا رہا تھا کہ مٹی کی اگلی
 بات پر چانک کر اسے دیکھنے لگا تھا۔۔۔ اور ہودیکھیں
 میر بھائی وہ گارڈن یا باغ بھی جانتے ہیں اس احاطے
 کی گاس کہاں سے منگوائی گئی تھی سوئیٹرز لینڈ سے یہ
 لٹل گرین گھاس یہ خوش رنگ اور خوشبودار پھول
 پودے سب اپورٹینڈ ہیں یہ باغیچہ اس محل کا وہ حصہ
 ہے جہاں ان معزز شخصیات کے اعزاز ہیں محفل
 موسیقی غزل نائٹ محفل مشاعرہ اور اس طرح کی
 دوسری باتوں کا اختتام کیا جاتا ہے اب آپ ہی
 بتائیں بھلا آثار قدیمہ والے کچھ نہ کچھ تو کر ہی
 رہے ہیں ناں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر تو نہیں بیٹھے ہیں
 مٹی کی اتنی مکمل انفارمیشن اور تاریخ نے اسے واقعی
 بڑا متاثر کیا تھا۔۔۔ ایک بات پوچھوں ہنسی۔۔۔ جی
 پوچھیں آپ یہ ب کیسے جانتی ہیں مطلب میں لاہور
 میں رہتا ہوں اور اتنا کچھ نہیں جانتا اور آپ کراچی

جولائی 2014

Digest.pk

مری اہم میری دوست

آج میں ہواؤں میں اڑا کے لے چلوں
تو ہی تو میری دوست ہے۔۔۔

برف سے ڈھکی مال روڑ پر ان کے پیچھے پیچھے
چلتے ہوئے مٹان نے پھر سے اپنا فلوٹ گاٹا گنگناٹا
شروع کر دیا جس پر ٹوپیہ یک دم چڑ کر اسے گھورتا
شروع کر دیا تھا۔ مسلا کیا ہے تمہارے ساتھ اب
اس سے زیادہ اور اوپر کہاں لے جاؤ گے بے چاری
غریب کو، اور کون سی ہواؤں میں اڑانا چاہتے ہو
اپنی نادیدہ دوست کو۔ بتانا پسند کرو گے۔ دونوں
ہاتھوں کو کمر پر ٹکائے وہ اسے کھا جانے والی نظروں
سے گھورتی تھیں جبکہ اس کے اس انداز و سب ہی
اسے دیکھنے لگے تھے۔

آج میں ہواؤں میں اڑا کے لے چلوں۔

تو ہی تو میری دوست ہے۔۔۔
سننے پر ہاتھ رکھے اس کے آنکھتے ہوئے
مٹان نے شرارت بھرے انداز سے کہا تو سب ہی
بے ساختہ ہنس پڑے تھے اور ٹوپیہ مصنوعی غصے میں
چیر چیرتی ہوئی پھوپھو اور خالہ کی طرف بھاگ گئی
۔ ابھی کل ہی تو وہ لوگ مدحت پھوپھو، پھوپھا جان
۔ اور انا، خالہ، اور خالو جان، مری آئے تھے۔ بے
حد حسین نظاروں نے انہیں روج تک سرشار کر دیا
تھا ہر سو برف کی سفید چادر مٹی سرور قد درخت برف کا
لبادہ اوڑھے بڑی شان سے سر اٹھائے بادلوں سے
سرگوشیوں میں مصروف نظر آتے تھے۔ اونچے
اونچے پہاڑ اور ان پہاڑوں میں کے دامن سب
برف کی ردا اوڑھے ایک عجیب و حسین نگار و پیش کر
رہے تھیوہ سب بچوں کی طرح اٹھیلیاں کرتے پھر
رہے تھے برف کے گولے بنانا کر ایک دوسرے کو
مارتے جارہے تھے، کہیں برف پر پھسلنے کے مقابلے
کر رہے تھے وہ لوگ، اور تو اور سنو مین بنانے میں
خالو، خالہ، او پھوپھا جان نے سب بچوں کو بھی مات

جو تپتے صحراؤں کے ہاسی ہونے کی وجہ سے لاہوری
سردی سیکانپتے چلاے جارہے تھے تو پھر بھلا وہ
نادان ایریاؤں میں کیسے جاتے مگر دوسری طرف
دوٹ زیادہ تھے عمیر کا ساتھ دینے کے لیے اکا دکا
ساتھی ہی تھے۔ تو اور کیا ایسا زبردست موسم اور ایسی
سولڈ سردی تو کئی سالوں کے بعد پڑی ہے سنا ہے
پچاس لاک کا ریکارڈ ٹوٹ گیا ہے اس بار مٹھن کا
اور آپ ہیں کہ سنو فال دیکھنے کے بجائے ان
دیوار وزن کو دیکھنا پسند کر رہے ہیں زیادتی ہے عمیر
بھالی زبردست زیادتی ہے ٹوپیہ ٹا اور خوشی بھی ان کو
کھانک کرنے میں ایڈی چوٹی کا زور لگا رہی تھیں
۔ یہی تو میں کہہ رہا ہوں سمجھنے کا کوشش کرو نہ تم لوگ
پچاس سالہ ریکارڈ والی سردی تو ادھر ہی رہ گئی، میں
خون جمار ہی ہے منشی درج حرارت تو لاہور کا ہے کہیں
تم لوگ اپنی قلیاں جھانکے ارادے سے تو وہاں
نہیں جانا چاہتے ہو عمیر کا کمزور سا احتجاج اب بھی
حادی تھا۔ ہاں تو بھائی یہ بھی تو دیکھیں ناں کہ ہم
شکتے عرصے کے بعد یہاں اکٹھے ہوئے ہیں اور پھر
اس کے بعد بھی چائے قسمت کب ایسا موقع فراہم
کرے کہ۔۔۔ ہیں۔۔۔ ہیں ایسا کیوں کہہ رہے ہو تم
۔ اللہ خیر کرے ہم ہر سال ایسے ہی اکٹھے ہوتے
رہیں گے انشاء اللہ۔ عمر کی بات تیزی سے کاٹتے
ہوئے عمیر نے دہلی کر کہا تھا۔ او۔ بڑے بھائی ٹھیک
ہی تو کہہ رہا ہوں دیکھیں ناں جلد ہی حرا آپی۔ اور
مشی آپی آپ کی شادیاں ہو جائیں گی پھر یہ لوگ
کہاں کہاں جا رہیں۔ اور آپ کی بیگمات جانے
آپ کو کہاں کہاں اڑا لے جائیں تو پھر آپ ہی
بتائیں میں یہ نہ کہوں تو کیا کہوں عمر نے آئندہ آنے
والی صورت حال کا نقشہ کچھ اس انداز میں کھینچا کہ
سب کے چھت پہاڑ تھتے سے لاؤنج گونج آتھا تھا
جبکہ یوں سب کے درمیان اپنی شادی کے ذکر سے
حرا اور مشی بے اختیار شرما کر رہ گئیں۔

دلائی 2014

Digest.pk

70

مری ہمد میری دوست

رضوی سے گھر داری کے طریقے سیکھ رہی تھی جبکہ حنان اور ثوبیہ بی کام پارٹ ٹو کے اسٹوڈنٹ تھے ایک ہی کالج میں جاتے تھے اور وہ گلی ٹاٹو وہ۔ آئی ایس ایس فرسٹ ایئر کی اسٹوڈنٹ تھی اور میر بھی اپنی تعلیم مکمل کر کے ابو اور چاچو کے ساتھ بزنس جوآن کر چکا تھا۔ اسکی اور حنان کی دوستی بھی بہت تھی اور محبت بھی بے شمار تھی مگر مزاج دونوں کے یکسر جدا تھے حنان جتنا شوخ چلبلا اور ہنس کھتا تھا میر اتنا ہی سنجیدہ ریزور اور کم گو تھا مگر اس کے باوجود دونوں کی اچھی بنتی تھی اور پھر جب عمیر اور عمر آجاتے تو انکی محفل رات رات بھر جاری رہتی تھی یہ ہی حال حرا ٹو بیہ اور ٹاٹا کا تھا ان تینوں کی موجودگی میں انہیں کبھی کسی چوتھے ساتھی کی ضرورت محسوس نہ ہوتی تھی ہاں جب حرا اور ٹاٹا کی خالہ زاد مشی اور نوشی آجاتیں تو پھر وہ بھی خوب ہلہ گلہ کرتیں

ٹو بی آپنی آپ کو پتا ہے اس بار چیشیوں میں نہیں بہت۔۔۔ بہت حرا آنے والا ہے ہائے میں تو ابھی سے ایکسا نکلیڈ ہو رہی ہوں ٹاٹا نے اسکے پاس دھپ سے بیٹھتے ہوئے کہا تو وہ جوڈا انجسٹ میں منہ دینے اپنے فمورٹ ٹاول کی آخری قسط پڑھنے میں گم تھی اٹھل ہی پڑی۔

کیا۔ کیا مطلب تم لوگ کہاں جا رہے ہو چیشیوں میں خالہ کے گھریا ماموں کی طرف ٹو بی نے اسکے دیکتے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا تو وہ نفی میں سر ہلانے لگی۔

اونہوں۔۔۔ نہ ماموں کی طرف نہ خالہ کے ہاں بلکہ ہمارے گھر مہمان آرہے ہیں بھلا پو پو تمہیں تو کون آرہا ہے ٹاٹا نے حسب عادت کسوٹی۔ کسوٹی کھینا شروع کر دی تو ثوبیہ کے ساتھ ساتھ حرا بھی جھٹلائی۔

کیا ہے ٹاٹا سیدھی طرح بتاؤ کون آرہا ہے ورنہ امی سے پوچھ لوں گی جا کر تم اپنا۔ کوئٹہ شاپاٹے پاس

طرف ایک کمرہ امی گج گیا تھا دو دن قبل جہاں خوشی کا سماں بنا ہوا تھا ایک دم سے ہی وہاں ماتم کی فضا پھیل گئی میر سے تو ماں کی گود چھینی ہی مگر غریب ٹو بیہ تھی اس دنیا میں آتے ہی اس کی گود سے مرحوم ہو گئی عالم رضوی صاحب کے لیے تو اس کے لاڈلے بیٹے کا یوں اجڑ جانا بہت بڑا غم تھا ابھی تو ان کے دل کے تار اپنی تیکس کے غم سے ہی لرز رہے تھے کہ بیٹے کی محبوبہ بیوی بھی اسے کرا گئے جہاں سدھار گئی وہ ایک دم سے خاموش اور غمناک حال حال سارہنے لگا تھا مدحت جو بھائی اور بھابیوں کی خوشیاں دو بالا ہونے کی دعائیں مانگتی پھر رہی تھی بھائی کے یوں تنہا رہ جانے پر ششدر رہ گئی شگفتہ کے بوڑھے والدین جو اپنی اکلوتی بیٹی کی طرف سے سے ملنے والی خوشخبری کے منتظر تھے یہ علم ناک کر سن کر ڈھسے سے مگئے ان کی دنیا تو سہی معنوں میں اجڑی تھی ایک شگفتہ ہی تو ان کا جیسے سیارا تھی اب وہ بھی نہ رہی ان کی حالت دیکھی نہ جانی تھی مگر پھر میر اور ثوبیہ کو دیکھ کر سنبھلنے کی کوشش کرتے اور سنبھلنا تو آمنہ کو بھی بہت جلد پڑا تھا کیوں کہ اس کے سر پر صرف حرا اور حنان کی نہیں بلکہ میر اور ثوبیہ کی بھی ذمہ داری تھی انہوں نے اس ذمہ داری کا احسان خوب سنبھال لیا تھا اور ان کی یہ کوشش آہستہ آہستہ سب کو غموں سے باہر کھینچ لائی تھی پھر وقت کیسے گزرا کسی نے پیچھے مڑ کر دیکھنے کی زحمت ہی نہ کی وہ سارے نئے آمنہ کی محبت بھری گود میں ہل رہے تھے کفیل رضوی نے سب کے اسرار کے باوجود شگفتہ کی جگہ کسی کو بھی دینے سے صاف انکار کر دیا تھا ان کا اب زیادہ تر وقت بزنس میں ہی گزرتا تھا یا پھر وہ اپا جان عالم رضوی کی محبت میں ہی غار غ وقت گزارہ کرتے تھے

حرا اپنی تعلیم مکمل کر چکی تھی اور آج کل آمنہ

جولائی 2014

Digest.pk

صرف یہ ہی ایک حسین اور بھائی رکھتی تھیں۔
اسماء خالہ کراچی جیدہ تو قیر ماموں اسلام آباد
رہائش پذیر تھے اور مشترکہ طور پر سب بچے ماموں
اور خالہ جانی تھے کیوں کہ آمنہ کی طرف انہوں نے
بھی کبھی فرق نہیں رکھا تھا اور ان پانچ سالوں بعد
پھوپھو جوان خوب دیکھ بھجیوں کو دیکھ کر نہال ہو رہی
تھی وہی نازک حسین بھتیجیوں پہ بھی واری صدقے
ہو رہی تھیں اور پھر جیسے ہی مٹی اور نوشی کی آمد ہوئی
انکا کورم پورا ہو گیا روزانہ ہی کہیں نہ کہیں سیر
سپانوں کے پروگرام سننے لگے ایک طرف تمام
بڑے دادا ابو کے کمرے میں بیٹھے نئے پرانے قصے
دہراتے نہ تھکتے اور دوسری طرف علیحدہ تو کبھی
مشترکہ طور پر ٹولہ بنائے باتوں اور شرارتوں میں
مصروف نظر آتے۔

جس طرح ہر پھول کی خوشبو اور رنگ جدا ہوتا
ہے اسی طرح ہی انسانوں کی فطرت اور عادات اور
خصائیل بھی الگ الگ ہوتے ہیں اور اسی تنوع میں
حسن ہی خوبصورتی ہے کشش ہے ان تمام بچوں کی
عادت اور مزاج بھلے ایک الگ تھے مگر کشش اور
محبت سب میں ایک جیسی تھی سیر اور عمیر ہم عمر اور ہم
مزاج تھے تھوڑے سنجیدہ تھے کم گو اور بہت زیادہ
حساس اور ذمہ دار تھے جبکہ ان کے برعکس حنان اور
عمر ایک دوسرے کی کاپی لگتے تھے چلبے شرارتی بظاہر
لا پرواہ نظر آتے مگر درحقیقت بہت محبت کرنے
والے نرم مزاج اور زندہ دل نو جوان تھے اذھر
لڑکیوں میں مٹی اور حرا ہم عمر بھی تھیں اور بہت محبت
کرنے والی فرمانبردار بیٹیاں ذہین سکھ سلیقہ مند
اور شریلی سی ٹا اور نوشی کا حال بھی حنان اور عمر والا تھا
ہم عمر بھی مزاج بھی اپنی عمر کے عین مطابق
معمومیت شرارت اور لا پرواہی کا حسین امتزاج
اور وہ گئی تو یہ رضوی تو اس کے مزاج سب سے جدا تھا

ہی رکھ کر انے اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا تو
ٹکانے جلدی سے اس کا ہاتھ تعام لیا۔

اگلے ہفتے ابو ظہبی سے پھوپھو جانی آرہی ہیں
عمیر بھائی اور عمر بھائی کے ساتھ اور ان کے دونوں
کے بعد خالہ جانی مٹی آئی اور نوشی آرہی ہیں کراچی
سے اب بتائیں آئے گا کہ نہیں مزہ ان چھٹیوں میں
پوری تفصیل ان گوش گزار کرنے کے بعد اس
نے غصہ انداز سے اس کی طرف دیکھا تو وہ بھی
خوش ہو گئیں۔

ہاں پھر تو واقعی ہی بہت مزہ آنے والا ہے
خوب گھومیں گے سیریں کریں گے مزہ آئے گا یاد
۔ ٹوپیا کو ابھی سے انجانی خوشی ہو رہی تھی ان سب کو
پھوپھو سے بہت محبت تھی آخر کو اکلوتی پھوپھو تھی مگر
حرا کی آنکھوں میں جانے کیوں جھکوں سے بھر گئے
تھے اور ہونٹوں پر ایک مدھم سی مسکان ٹھہر گئی تھی۔

اللہ۔۔۔ اپاجی یہ سارے بچے ماشاء اللہ کتنے
بڑے ہو گئے ہیں اور کتنے حسین بھی مدحت پھوپھو
بار بار سب کو گلے لگا کر ایسے ہی جیلے بول رہی تھی
اور باری باری سب کو چوم بھی رہی تھی اور پھر دادا ابو
سے یہی جیلے بولتی جا رہی تھی جنہیں سن کر وہ سب
مغلول ہو رہے تھے اصل میں پھوپھو کا اس بار کا چکر
پورے پانچ سال کے بعد لگا تھا کچھ ناگربز و جوبات
کی بنا پر وہ ہر سال آتے آتے رہ جاتی تھیں اور شاید
اس بار بھی ایسا ہی ہو جاتا کہ اگلے سسرال میں چند
فٹکشنز تھے جن کی وجہ سے وہ ڈانواں ڈول ہو رہی
تھی مگر بھلا ہو دادا جی کا جنہوں نے انہیں اور پھوپھو بچا
جان کو جانے کیا کہا تھا کہ وہ فوراً دوڑی چلی آئی تھی
اور جلد ہی پھوپھو جان کی آمد بھی متوقع تھی اور یہی
حال خالہ جانی کا تھا۔ خلقت رضوی تو تھی ہی اکلوتی
اور ان کے بعد اس کے والدین بھی زیادہ عرصہ
حیات نہ رہے جبکہ آٹھ رضوی بھی مینے کے نام پر

کر ڈالا تھا موسم کی شدت بھی انہیں اس ہاؤس میں
بکھنے پر مجبور نہ کر پاری تھی۔ اور اب تو تعمیر کو بھی
افسوس ہو رہا تھا کہ وہ سب کو ایسے ہی منع کرتا رہا تھا
آنے سے اسے بھی یہ موسم و نقش نگارے مسکور کر
رہے تھے اور پھر جب وہ لوگ وادی تسلیم پہنچے تو وہاں
بکھرے قدرتی حسن نے سب کو باندھ کر رکھ دیا تھا
دو ہفتے بھر پورا انجوائے کرنے کے بعد وہ لوگ اگلے
تھے گو کہ ان کا ابھی کچھ خاص موڈ نہیں تھا واپسی کا
مگر پھر وہی دادا جان نے جانے کیا کہا پھوپھو جان
اور خالو جان تو فوراً وہاں سے نکل کھڑے ہوئے
تھیان کی کوئٹر اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی
اور وہ لوگ ہم آواز ہو کر گانے گاتے تھے شرارتیں
کرتے اس سفر کو بھی اجوائے کر رہے تھے کہ گاڑی
جھٹکے سے رکی۔

کیا ہوا اللہ خیر کیوں روک دیا۔۔۔؟ وہ سب
باری باری چلائے۔ گئے، آگے راستہ بند ہے بابا
۔ لینڈ سلائڈ ٹنگ کی وجہ سے روڑ بلاک ہے اب ہم
کو نہیں کر سکتے راستہ کلیئر ہو گا تو گاڑی آگے چلی
ڈرائیور خاں نے دانت کھوستے ہوئے انہیں اطلاع
پہنچائی تو وہ۔۔۔ اف۔۔۔ نو۔۔۔ کہتے ہوئے ایک
دوسرے کے اوپر ڈھیر ہو گئے اب وہ نہ تو آگے
جاسکتے تھے اور نہ اتنے کم کہ ان کے پیچھے بھی
گاڑیوں کی لمبی قطاریں لگنا شروع ہو گئی تھیں اور
آگے تو پہلے سے ہی لائن لگی ہوئی تھی۔ پھوپھو جان
ایسے ہی واپس آئے آج ہم ایک دو روز اور رہ
جاتے کتنا مزہ آ رہا تھا اب یوں گاڑی میں بیٹھے بیٹھے
جانے کتنا وقت گزارنا ہو گا نوشی نے بڑے معصوم
انداز سے پھوپھو سے کہا تو سب ہی تائیدی انداز
میں سر ہلانے لگے۔ چلو بھئی جوانوں تم لوگ کیا
لڑکیوں کی طرح نازک اندام بنے بیٹھے ہو باہر نکلو
اور جائزہ وائزہ لو آگے جا کر اس طرح گاڑی میں
بیٹھے رہنے سے کیا ہو گا پھوپھا جان نے کہا تو وہ

ایک دوسرے کو پکڑ۔۔۔ تہ برف سے جھپٹتے گرتے
سنجھتے سڑک کے کنارے آ۔۔۔ گے روانہ ہوئے انہیں
اس طرح بلا کڈ حصے کی طرف جاتے دیکھ کر اور بھی
گاڑیوں کے لوگ نیچے اتر آئے تھیاد پھرز۔ مسکوبی
ٹیوں کے وہاں کھینچے تنگ اپنی مدد آپ کے تحت کالی
راستہ کلیئر کر چکے تھے اور گیارہ پارہ والوں نے آد
جلد ہی سڑک صاف کر دی اور راستہ کھولنے پر سب
نے کلمہ شکر ادا کرتے ہوئے اپنی اپنی راہ لی جب
یہ وہ لوگ واپس آئے تھے ایک لچل سی ہوئی
تھی ایک تو ان کے آنے سے پہلے ہی تیار کیئے
جانے والے سر پرانز جوان سب بڑوں کی ملی بھگت
کی وجہ سے دتوں پدیر ہونے جا رہے تھے اس پھر
اس پر اپنے استنبال کے لیے پہلے سے موجود تو قیر
باموں، عطیہ ممالی۔ سفیر بھالی۔ اور عشتا بھالی
۔ بمعہ ان کے چنوں منوں کی موجودگی۔ وہ لوگ
انہیں اس طرح اپنے سامنے دیکھ کر بے سارکتہ اچھل
پڑے خوشی سے۔ امی یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ۔ ایسا
کسے ہو سکا ہے بھلا آپ تو سب باتیں باتیں پھر
بھی۔۔۔ جنان کو جب سے دادا جان کے ارادوں کی
کبر ہوئی تھی، ان کے دل کو جیسے پٹکے سے لگ گئے
تھے اب جب بھی دیکھو تو بھی وہ امی اور بھی پھوپھو
جان کے ان کا اچھل تھا سہ منناتا پھرتا ہے نظر آتا
ہے وہاں پرواہ کس کو تھی اس کی سو باتوں کا ایک ہی
جواب ملتا تھا۔ بھئی ہم کیا کر سکتے ہیں ہینڈ آف دا
فیلٹی، تو اب جان ہیں اور ہم ان کے کسی بھی فیصلے سے
روگردانی کرنے میں سوچ بھی نہیں سکتے لہذا تمہیں
جو بھی کہنا ہے دادا جان سے کہو ڈریکٹ جا کر
دوسرے لفظوں میں ہماری جان چھوڑ دو اور خود ہمت
کر ٹیک لپی کے گلے میں گھسی باندھو، دادا جان آپ
اپنا فیصلہ بدل نہیں سکتے۔ کیا میں آپ کا پوتا
نہیں ہوں یا پھر آپ کو مجھ سے محبت نہیں ہے۔؟ دادا
جان تعجب کے لیے اٹھے ہی تھے کہ اپنے کمرے میں

جولائی 2014

Digest.pk

مری بہم میں ایک رات

ہے۔ ورنہ۔ دادا جان نے اسے ایک بار پھر تنبیہ کی اور اٹھ کر وضو کرنے والی روم میں گھس گئے۔

ادھر شہزادہ حنان صاحب آج کدھر کی تیاریاں ہیں بھئی طفیل چاچو کے پکھرانے پر سب ہاتھ روک کر اسے دیکھنے لگے جو کہ سک سے تیار خشبوؤں میں بسا ڈرائنگ روم کے دروازے سے اندر آ رہا تھا وہ سب لوگ اس وقت وسیع عریض ڈرائنگ ٹیبل کے گرد بیٹھے ناشتہ کرنے میں مصروف تھے حرا، منشی اور ثوبیہ کی بچن میں ابھی تک کوئٹہ سروس جاری تھی اور اس وقت بھی ثوبی چاچو کی پلیٹ میں پرائیڈ رکھ رہی تھی کہ ان کی بات سن کر وہ بھی حیرت سے اسے دیکھنے لگی کہیں نہیں چاچو جان میں نے سوچا کہ آج سے میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ آفس جایا کروں گا آخر کل کو مجھے بھی واس ٹیلی بزنس کو جوائن کرنا ہے ناں۔ تو پھر آج سے ہی کیوں نہیں۔ اور ویسے بھی کسی نے مجھے کہا ہے کہ میں بہت لا پرواہ اور غیر ذمہ دار ہوں اب مجھے ثابت کرنا ہے کہ میں بھی ذمہ داریاں اٹھا سکتا ہوں اپنی بھی اور کسی اور کی بھی نزدیکی انداز میں دادا ابو کو دیکھتے ہوئے بات مکمل کی جن کے چہرے پر شرم مسکراہٹ کھل رہی تھی وہ چاچو کے ساتھ والی کرسی ٹھیک کر بیٹھ گیا۔ وہ تو ٹھیک ہے پر خوردار مگر یاد رہے تمہارا رزلٹ آنے میں ابھی کچھ دن باقی ہیں جبکہ سمیرا شاء اللہ ایم بی اے مکمل کر کے پوری ذمہ داری کے ساتھ کاروبار معاملات میں اپنی قابلیت ثابت کر چکا ہے اور آپ کا تو ابھی خیر سے تعلیم بھی ادھوری ہے اور رہی لا پرواہی اور غیر ذمہ داری تو وہ آپ بھی خود اپنے منہ سے قبول کر چکے ہیں اب بتاؤ بھلا ہم کیسے آپ پر اعتبار کر سکتے ہیں ابو جان نے ٹیک کے اوپر سے جھانکتے ہوئے بظاہر بہت سنجیدہ انداز میں کہا تھا مگر ان کے لہجے میں کبھی شرارت

اپنے بیٹے کے پاس سر جھکائے نڈھال سے بیٹھے ہوئے حنان کو دیکھ کر ان کے دل پر جیسے ایک گھونتر سا بڑا تھا وہ بلاشبہ ان کا لاڈلا چلبلا پوتا تھا سارے گھر کی رونق اور جان تھا مگر اس وقت خود بے جان سا ہوا بیٹھا تھا الجھے کھرے ہوئے چلے اور اٹکی بڑھی شیوہ اور بکھرے بال اور روف سا حلیہ وہ تو بڑا ایک شک سے ریڑی رہنے والا بندہ تھا اس وقت اس کی حالت سے دادا جان پورے کے پورے ہل گئے تھے۔۔۔

حنان بچے کیا ہوا اس وقت اس طرح یہاں کیوں بیٹھے ہو بیٹا انہوں نے اس کے جھکے سر پر پیار سے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا، دادا جان آپ اپنا فیصلہ بدل نہیں سکتے۔ کیا میں آپ کا پوتا نہیں ہوں یا آپ کو مجھ سے محبت نہیں ہے، یہ کیسا سوال کر ڈالا تھا اس نے وہ اسے دیکھتے ہی رہ گیا۔ بتائیں نہ دادا جان، کیا کی ہے مجھ میں کیوں آپ سب میری لیلنگ کو سمجھ نہیں پا رہے ہیں بتائیں نہ دادا جان اب وہ رو دینے کے قریب تھا۔ ہم سب سمجھتے ہیں بیٹا مگر تم یہ بتاؤ کہ تم کیوں نہیں سمجھ رہے اپنی ذمہ داریاں تو تم سے اٹھائی نہیں جاتیں دوسروں کی کیا خاک اٹھاؤ گے انسانی لا پرواہی اور لا اہالی انسان ہو تم غیر سنجیدہ سنجیدہ رو دے کے ساتھ کب تک زندگی ضائع کرتے رہو گے اگر تم نے کوئی ذمہ دار نہ رو یہ بھایا ہوتا تو ہم یقیناً کوئی اور ہی فیصلہ کرتے مگر اب تم خود ہی بتاؤ ہم کیا کریں بھلا بہت مشکل سے اپنے اندورنی جذبات کو چھپا کر دادا جان نے الٹا اسے لتاڑ ڈالا تھا دادا جان پلیز ایک چانس تو مجھے ملنا ہی چاہئے ناں۔ اتنا تو میرا حق بنتا ہے اگر پھر بھی میں آپ کی توقع پر پورا نہ اتروں تو پھر آپ جو فیصلہ کریں گے مجھے منظور ہو گا پلیز دادا جان۔۔۔ چلو ٹھیک ہے یہ بھی کر دیکھتے ہیں تمہارے پاس اب زیادہ وقت نہیں ہے پر خوردار، چند ہفتوں میں تمہیں خود کو اہل ثابت کرنا

جولائی 2014

Digest.pk

اور حنان کے تاثرات دیکھتے ہوئے سب بے اختیار
لہجہ لگا کر ہنس پڑے تھے اور اس لحظے میں حنان کی
بھی جیسی جیسی ہنسی بھی شامل تھی۔

اس وقت لاؤنج میں رنگوں کی بہار اتری ہوئی
تھی بے حد دیدہ زیب رنگ برنگے ملبوسات جگ
جگ کرتی جیولری کھلتی چوڑیاں جو تے خشبو میں
باتیں، دلی دلی سی ہنسی جلتی تھیں اور بے ساختہ
انڈے والے فحشے۔ وہ ساری کی ساری تمام امیوں
کے ساتھ لوازمات میں بری طرح الجھی ہوئیں تھیں
لاؤنج کی تمام لائیکس آن تھیں اور ان چمکدار
روشنیوں میں سوگنا زیادہ اضافہ کر ڈالا تھا بلکہ ان
سے بھی زیادہ جگمگاتے چہرے اور پہنوں سے بھری
چمکدار آنکھوں کی روشنی تھی جو پورے ماحول کو خیرہ
کر رہی تھی ٹوٹی ٹوٹی کہاں ہو جیسی۔ وہ اسی وقت
حنان شود بچاتا ہوا اپنے قسوس انداز میں اچھلتا کودتا
واویلا دروازہ زور سے بند کرتا آن واد رہا تھا اس
طرح با آواز بلند پکارنے پر سب کا ارٹاکازہ ٹوٹ گیا
اور اسی وجہ سے وہ چلاسی گئی تھی۔ اوہو حنان کیا ہے
کیوں شور مچا رہے ہو کوئی تمہارے پیچھے لگ گیا ہے
کیا۔۔۔ حرا آپلی جو اس کے اس وقت سب سے
نزدیک تھی انہوں نے ہی اسے آڑھے ہاتھوں لیا تھا
اسے آپلی خبر ہی ایسی شاندار ہے کہ مجھے کچھ سوچہ ہی
نہیں رہا جیسے ہی جنید کی کال آئی سیدھا آفس سے
اٹھ کر بھاگتا چلا آیا ہوں اس نے جوش اور خوشی کے
عالم میں آپلی کو ہی پکڑ کر گھوما ڈالا حنان ہمارا زلٹ
آگیا ہے ٹوپیہ سب کچھ پھینک پھاٹک کر اس کی
طرف لپکی تھی اب اس کا بازو ہلا کر بولی تو وہ آپلی کو
چھوڑ کر اس کو گھمائے لگا تھا۔۔۔ ہاں ٹوپیہ جی آگیا
ہمارا زلٹ اوپتا ہے پورے کالٹی میں ٹاپ کیا ہے تم
نے ائی ایم سوپچی وہ خوشی سے بے قابو ہو رہا تھا
۔۔۔ اور تم ٹوپیہ کے اگلے سوال پر وہ ایک لمبے کے

لیے رکھا تھا اور سب کو ایک ہی سوالیا نظروں سے پا
کر مسکرا دیا۔۔۔ میں بھی دو لفظی سوال کا دو لفظی ہی
جواب آیا تھا۔ مطلب امی جان بے تابی سے آگے
بڑھی تھیں۔ مطلب امی جان میں بھی اسے شاد لیا
ہے مگر نمبر ٹوپی سے کم آئے ہیں واہ۔۔۔ ایک بار پھر
لاؤنج میں شور مچ گیا امیوں تو فوراً شکرانے کے
لواٹل ادا کرنے چلیں گئیں اور وہ ساری کی ساری
تیاریاں چھوڑ کر انہیں گھیرے میں لے کر ٹریٹ
ٹریٹ کا شور کرنے لگیں۔۔۔ حنان جھپٹیں برا نہیں لگتا
جب میں ہیٹ تم سے زیادہ نمبر لے جاتی ہوں اور تم
دو چار نمبرز کے فرق سے پیچھے رہ جاتے ہو تو یہ ان
کے شور غل کو نظر انداز کر لی ہوئی اس کے قریب
کھڑی اس سے پوچھ رہی تھی نہیں بالکل بھی نہیں اپنی
چمکدار آنکھیں اس کی آنکھوں میں ڈال کر بے
ساختہ اور تنے یقین کے انداز میں بولا کہ وہ بس
اسے دیکھتی ہی رہ گئی۔۔۔ مگر کیوں کیوں کہ تم ہی تو
میری دوست ہو وہ ایک بار پھر اس کے ساتھ چھکا
گھٹکانے لگا تھا تو سب بے ساختہ ہنس پڑے تھے۔

عالم دلا کی رونقیں آج دیکھنے سے تعلق رکھتی
تھیں باؤڈری اور لان کے چاروں طرف
خوبصورت اور رنگ برنگے سماء بہار دکھار ہا تھا لان
کے تمام درخت اور پودے بے حد حسین اور جگمگ
کرتی روشنیوں سے سجے ہوئے تھے ایک طرف
باربی کیو کا زبردست انتظام تھا جس کی وجہ سے
اشتہار انگیز خوشبوئیں چاروں طرف چکرائی پھر رہی
تھیں اور ان کی ذمہ داری شہر کے مشہور ترین کیئررز
کے پاس تھی جن کے بارود کی ہیرے ادھر ادھر
دوڑتے پھر رہے تھے عالم دلا کے پاسیوں کے لیے
یہ ایک خاص دن تھا آج کا دن لان کے مشرقی حصے
میں بہت خوبصورت اور مغلیہ طرز کا بڑا بنا تھا جس پر
مغلیہ طرز کی ہی آرکٹس اور سجاوٹ نے چار چاند لگا

مری ہمد میری دوست 73 جواہر 2014
Digest.pk

اپنی اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے تھے مگر دادا جان کے اطمینان میں ذرا فرق نہیں آیا تھا وہ خود آگے بڑھے اور انہیں اسٹیج پر لے آئے ہر طرف ایک محسوس کیا جانے والا سناٹا مچا چکا تھا ہنسی کے بارودی ہیرے بھی اپنی اپنی جگہ پر آکر رک گئے تھے اور حیرت سے اس منظر کو دیکھ رہے تھے مدحت پھوپھو نے حرا کو عمیر کے برابر لا بیٹھا جبکہ آمنہ رضوی نے مٹی کو سمیر کے پہلو میں بیٹھا اور اسماء خالہ نے ثنا کا ہاتھ پکڑ کر اسے عمر کے ہاتھ میں دیا عطیہ ممانی آگے بڑھیں اور ثوبیہ کو حنان کے ساتھ بٹھا دیا اب روگنی نوشی۔۔ تو عشا بھابی کے پہلو میں لگی شرمارہی تھی عشا بھابی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر ثوبیہ کے برابر بڑی خالی کرسی پر بٹھا دیا اور خود مسکراتے ہوئے دادا جان کو دیکھنے لگی تمام مہمان گرامی اس ساری کارروائی کو حیرت بھرے انداز میں دیکھ رہے تھے۔ ارے بھئی رشیدی صاحب یہ بات سے وہ بے چار اور دلہنیں پانچ۔۔۔ ارے دے دے سہمکم بھی تو لائیں تاکہ ہم بھی دیدار کر لیں اس کا دادا جان۔ کہ ہم نوالہ ہم پیالہ جگری دوست نے اپنے اپنی حیرت پر قابو پاتے ہوئے کہا تو دادا جان بے اختیار ہنس پڑے اب اس راز سے پردہ اٹھاتی دیتے ہیں دادا جان عشا بھابی کے ابو سے کہا تو وہ اور ان کی بیگم اپنے خور و بیٹے کیپنن حمزہ کیساتھ اسٹیج پر آئے اور لا کر حمزہ کو نوشی کے ساتھ بیٹھا دیا پھر ان سب کو خوبصورت رنگز پہنائی گئیں اور جیسے ہی یہ عمل مکمل ہوا ہر طرف مبارک سلامت کا شور مچ گیا، حرامیر، برمشا سمیر، شامیر، نوشی حمزہ اور ثوبیہ حنان کیساتھ منسوب کر دیں گئیں حنان جو تھوڑی دیر پہلے سب سے خفا تھا منہ پھینکے بیٹھا تھا اب سب سے زیادہ چپک رہا تھا اس کے بات بات پر ٹٹکنے والے۔ بے ساختہ قہقہے اس کی اندرونی خوشی کو نمایاں کر رہے تھے اور خوش تو وہ سب ہی بے تحاشہ تھے

رکھے تھے وسیع و عریض لان میں جا بجا راؤنڈ ٹیبل اور لان کے مغربی حصے میں جویلی طرز کی سجاوٹ دیکھنے والوں کو متحفظہ کر رہی تھی بڑی بڑی رنگین پائیوں والی چار پائیاں جن پر خوبصورت ڈیزائن والے ملتان کیس بچھے تھے اور خوبصورت دیدہ زیب شیشوں والے گاؤننگے رکھے تھے جا بجا خوبصورت رنگین بیچرے اور موڑھے الگ بہار دکھا رہے تھے ایک طرف ایک چھوٹا سا چنڈفٹ اونچا اسٹیج بنایا گیا تھا اور ادھر سے بے حد خوبصورت مسکود کن فضاء ماحول کو اور بھی خوشگوار بنا رہی تھی بے حد شاد ٹوئس پر ملنے والے لمبے دعوت ناموں کے باوجود ایک بڑی تعداد مہمانوں کی موجودگی اس وقت۔ اور محفل حیرانہ پر اس وقت آئی کی جب دادا

اپنے پورے۔۔۔ عمیر اور حنان۔ اور جان کے حکم کے مطابق سمیر۔ اور۔۔۔ عمر کو اسٹیج پر لا کر بیٹھا گیا تھا وہ چاروں بے شاندار لگ رہے تھے سمیر اور عمیر تو بے حس خوش اور مطمئن نظر آ رہے تھے مگر عمر کے انداز میں واضح ٹھہرا ہٹ موجود تھی جیسے اسے اچانک پکڑ کر ادھر بٹھا دیا گیا ہو اور رہا حنان تو اس کا منہ جانے کیوں سو جا سو جا سا لگ رہا تھا ناراض ناراض سا جیسے سارے زمانے سے خفا ہو وہ بالکل خاموش اور لاعلمی سا جیسے بت بنا بیٹھا تھا اور ہاں کبھی کبھار وہ ایک ناراض نظر دادا جان کی طرف اچھال دیتا تھا تھوڑی دیر کے بعد دادا جان کے ہی احلان پر ہی رہائش دینے کی طرف سے ان پانچ پر یوں کو اندر لایا گیا وہ پانچوں کی پانچوں بے حد حسین لگ رہی تھیں بے حد خوبصورت کاہدار، اناؤکی فراک اور چوڑی پاجامہ میں ملیں خوبصورت بڑے بڑے دوپٹے بڑے خوبصورت انداز میں زبردست میک اپ اور جیولری سے مزین وہ پانچوں دلہنیں انیس اسٹیج کی طرف چلتی آ رہی تھیں ان سب کو اس طرح ایک ساتھ آتے دیکھ کر جہاں مہمان حیران رہ گئے تھے وہی وہ چاروں بھی ٹھہرا کر

2014 جولائی

Digest.pk

PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

اک ماں کی بددعا

تحریر۔ ثناء احمد حسرت۔ نور جمالی شالی۔ 0342.6235000

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
میں بہت مشکور ہوں ادارہ جواب عرض والوں کا کہ وہ مجھے مایوس نہیں کر رہے ہیں بہت خوش ہوں اور میری کہانی جس میں شہزادوں کی حدی کر دی انور نے اور ایک انور سے پورا خطہ تنگ تھا نچانے کیوں وہ ایسا تھا وہ جہاں سے بھی گزرتا کچھ نہ کچھ کر گزرتا تھا لوگوں کو تنگ کرنا اس کی عادت بن گئی تھی جب تک وہ کسی کو تنگ نہ کر لیتا اس کا دن نہیں گزرتا تھا ایک ماں جو اپنی بیٹی کو اپنے گھر میں چھپا کے بٹھاتی تھی مگر اس نے اپنی کرتوتوں سے اس کا ایسا دل دکھایا کہ اسی ماں کی بددعا سے لے کر بٹھاتی تھی تو آپ کو بڑھ کر پتہ چلے گا میں نے اس کہانی کا نام۔ اک ماں کی بددعا۔ رکھا ہے مگر آپ چاہیں تو اسے تبدیل بھی کر سکتے ہیں
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔

وہ اس کا سانھی بن گیا جس کے کندھے پر ہاتھ رکھے انور گاڑیوں کے بیچ گھومتا ہے وہ انور اور اس کی شرارتیں۔۔۔ تو بہ تو بہ ایک عالم پناہ مانگتا ہے کس کے دروازے کی کنڈی بانٹتی اور آدھی رات کو اس کی چھت پر بیٹھ جاتا ہے اور ریہوٹ کٹرول دروازہ کھولنے والے کو چوکت سے لٹکتا ہوا مسنوی سانپ دیکھ کر چیخ مارنے پر مجبور کر دیتا ہے مگر جتنی دیر میں کہیں اندر اطلاع دے یا ڈنڈا لٹکائی تلاش کرے اتنی دیر میں سانپ اوپر پر واز کر جاتا ہے اگر دروازے پر آنے والی کوئی خاتون یا لڑکی ہو تو ذرا حائلے کا رنگ گہرا ہوتا ہے۔

جیسا کہ سب جانتے ہیں سرکاری پیر کو اور سرکاری کوائٹروں کی چھت تقریباً دس دس گھروں مشترک ہوتی ہے ایک بار تو پورے دس گھروں کی کنڈیاں ایک ساتھ بج رہی تھیں وہ بڑے اطمینان سے اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ چھت پر لیٹے ہوئے تھے اپنا کارنامہ انجام دے رہے تھے۔

کبھی کوئی حقیقت اپنی تمام تر تکلیفوں کے ساتھ سامنے آ جاتی ہے وہ تکلیفیں جنہیں ہم بھلا چکے ہوتے ہیں جو نچانے کیسے ہمارے احساسات سے یکسر غائب ہو جاتی ہیں دراصل وقت کی چکی میں واقعات ریزہ ریزہ ہو کر اپنا وجود اور اہمیت کھودیتے ہیں مگر کسی سنگ میل پر یہ انٹ نفوش ابھرا بھر کر ہمارے قدم سے بڑے نظر آتے ہیں۔

ایسے ہی کجرات کے ایک چوراہے پر کسی کا کندھا تھا ہے بھیک مانگتا ہوا ایسا ہی کردار انور ہے میں جب بھی کبھی تنگی پر رک کر اس کے ہاتھ پر ایک سکہ رکھتا ہوں اس کا لمس اس کی بند آنکھوں کے ساتھ یادوں کے اس کھلے دور میں لے جاتا ہے جب وہ یہ انور نہیں تھا کچھ اور تھا جواب ایک نشان عبرت ہے وہ آہستہ آہستہ روشنی ہی سے نہیں محروم ہوا بلکہ سہارے بھی ایک ایک کر کے رات چھوڑ گئے۔

اور اب ایک نور سے سہارا اور معذور مگر آنکھوں

جولائی 2014

76

اک ماں کی بددعا

Digest.pk



Digest.pk

منصور ہوں کی تیاری کرتا۔
یہ لوگ تشہ تو نہیں کرتے تھے مگر چڑھتی جوانی
کا اندھے جذبات سے مرعہ ہوتا ہے آہستہ آہستہ
رنگ چڑھتا ہے جذبات دل اندھتے ہیں اور عقل پر
پردہ پڑ جاتا ہے جبکہ جذبات اور غی جواہری کا ہر قدم بہکا
ہوا ہی ہوتا ہے آتے جاتے پہلے دلوں کیوں اور خواہش
کو گھر کے دروازے پر پہنچانے لگے پھر بس کے
اڈے پر بھی رونق پڑھ گئی پال ماتھے پر بھرنے لگے
ہونٹوں پر پھلتے ہوئے فلمی گیتوں کی سدا گنگناہٹ
سے پکار رہی تھی۔

کچھ بولنے قسم کی لڑکیوں نے تو آڑے ہاتھ لیا
پاپوش نوازی بھی ہوئی مگر بہنوں غریب قسم کے لوگوں نے
ہمیشہ اپنے اجداد کی بھردی کی اور بھی ہتھیار نہیں
ڈالے یہ نشان ہوئی ہے ماؤرن ہیر وڈ کی لوگوں نے
اپنے خاندان اور لڑکیوں کے تحفظ کی فکر اپنی شروع کر
دی مگر دائے نصیب ایک اندھی بیوہ کی جوان بیٹی کے
لیے اور کہاں تک اپنی حفاظت کرنی ماں اندھی اور
اندھیری رات میں اگر کوئی عزت کا لیراد ہوا کوڈ کر
اندرا آ جائے تو جوان لڑکی صبح اپنی چست سے لگی ہوئی
کیوں نہ ملے بے چاری اندھی کے پاس کیا ثبوت کس
کو الزام دے بس وہ ہر روز گھر کی چوکت پر بیٹھ کر صبح
شام یہی کوئی یا اللہ جس نے میری بیٹی کا یہ حشر کیا ہے
اسے بھی میری طرح ہی اندھا کر دے میرے ساتھ
انصاف کر اسے مالک دو جہاں۔

محلہ والے دیکھتے تھے اور شرفا اپنے دل مسوس
کر رہ جاتے مگر کوئی بھلا آج کل اس طرح انصاف
دلانے میں قدم بڑھاتا کرنا خدا کا کیا ہوا انور میاں
کے گرب میں پھوٹ پڑ گئی اس دن سے محلے والوں
کو کچھ سکون ملا تھا۔

دلوں پارٹیاں ایک دوسرے کے نقصان کے
درے رہتی آپس کے جھگڑے میں سر پھول ہوتی بھی
کوئی نظر انداز نظر آتا تو کسی کو کیاں لگی ہوتیں

برا ہوا کہ ایک اناڑی کو چھینک آگئی پھر کیا تھا
وے مار ساڑھے چار کی گردان ہوئی اس طرح کسی
کے گھر میں مہمان آکر ٹھہرے سخت کڑا کے کی سردی
جانے کیسے لاوور ہیڈ ٹینک پانی ساٹھن سٹم سے رکتا
کیا پہلے کمرے کے روشن دان سے شاوور لگا کر کمرے
میں پانی کی پھوار ڈالی یاد رہے کمرے کے دروازوں
کی پہلے ہی کندی چڑھا دی گئی پھوار کے بعد پھر
ڈریکٹ پائپ سے اور پھر پائیاں بھر کے ٹھنڈی
دھاریں برسا دیں۔

اندھ مہمان کچھ سمجھ نہیں پا رہے تھے ستم یہ کہ ایک
پانی میں صابن گھول کر بھی ڈالا گیا یا خدا کیا چست
گھروڑی کے بائٹ ٹپک رہی ہے یا پھر جو بھی اٹھ کر
کھڑا ہوا چاروں خانوں چپٹ پائے واہیا کی چیخو پکار
نے محلے کو سر پر اٹھا لیا اور دروازے کے باہر تو موسم
بالکل خشک تھا انور کی ایک شرارت کافی دلچسپ تھی
بہت عرصہ تک وہ کہوتروں کی ایک جوڑی کو مارکیٹ
کے راستے سے مانوس کرتا اور سدھار تار باجہاں سے
چھوڑنے پر کہوترو سیدھے گھر آ جاتے کیوں کہ کہوترو اور
بلی گھر نہیں بھولتے۔

ایک جوڑی کو مارکیٹ میں فروخت کر دیتا کہوترو
موقع ملتے ہی گھر واپس آ جاتے یہ معاملہ تھڈی کمانے
اور جیب خرچ کا ضمانت نئی شرارتوں سے دوست تھی
لطف اٹھاتے تھے ایک بار ایک دور کے عزیز کی شادی
کا موقع تھا گاڑی سے اترتے وقت میں کلو چینی اور
چھوہارے اتار دے گئے چھوہارے تو بہت گئے اور چینی
کا بیگ نہیں ملا سو وہ نہیں ہانٹا گیا ہاں دوسرے دن وہ
حلولی کی دکان پر دیکھا گیا مگر وہ نہیں پہچانتا تھا کہ
کون دے کر دم لے گیا ہے کیوں کہ چینی بازار میں
شارت تھی پھر کم قیمت پر ملے تو بھلا کون چھوڑتا ہے
انور کی پارٹی نے پکچر اور ٹپک مشترکہ انجوائے کی لوگ
کی شکایتیں کرتے اس کی پٹائی اور کھنچائی بھی ہوتی مگر
وہی احمک کے تھیں انور بھول جھانک کر صبر نہ

بڑھنے لکھنے والے لڑکے تو ویسے ہی ان سے دور رہتے تھے۔
گھنٹیں کرنے والے لوگ بھی ان سے گھبراتے اور
کانوں کو ہاتھ لگاتے۔

یہ آخری واقعہ ہے جو مجھے یاد آیا ہے جب ایک
روز کسی کے گھر میں شادی تھی صاحب خانہ کا گھر کافی
صبح تھا کئی فاضل کمرے تھے انہیں میں ایک کمرہ ایسا
تھا جس میں کاشہ کباب اور پرانہ فریج پر ہاتھ پست پر
ایک کھڑکی تھی جو سڑک کے رخ پر تھی کھڑکی پر کڑی
کے جالے کی موجودگی اس بات کی غماز تھی کہ کمرہ
بہت عرصہ سے استعمال میں نہیں ہے۔

انور اور اس کی مخالف پارٹی کے افراد موجود تھے
انور گھومتا ہوا ایک سائیکل کے ساتھ کمرے میں اسی
کڑی کے سامنے کھڑا تھا اندر گانے زور شور سے ہو
رہے تھے باہر دیکھیں کھڑکی پر لپٹی تھیں برائیوں اور توڑ
تیار ہو رہا تھا دفتر انور کی رنگ شرارت بھڑکی اس نے
مخالف گروپ کے لڑکوں کو سڑک پر کھڑے دیکھا تو
ذبح ہوتے ہوئے بکھرے جیسی آواز نکالی مخالف
گروپ کے لڑکے کافی دیر تک ہونٹ بک بک برداشت
کرتے رہے۔

جب برداشت نہ ہو سکا تو ان میں سے ایک
لڑکے نے پتھر اٹھایا اور نیک پر کھڑکی کی طرف مارا بس
سارا کھیل یہی سے بڑا اور اصل انور اس فاضل کمرے
میں گھس گیا تھا کھڑکی کے بہت ہی قریب تھا مگر وہ
لاطم تھا کہ کھڑکی کے دونوں پٹ کے پیچھے زبرد بھڑوں
کے زبردست چھتے لگے ہوئے تھے پتھر سے بچنے کے
لیے جیسے ہی انور نے کھڑکی کے پٹ پکڑ کر زور سے
بند کئے تو یکایک اس کی انگلیاں پھٹوں میں گھس گئیں
پٹ زور سے بند کرنے پر چھتا بھی متاثر ہوا۔

اس ٹوٹ پھٹ اور پتھر لگنے سے بھڑیں بھڑک
گئیں انور اور اس کا دوست اس اچانک حملے کے
لیے تیار نہ تھے ان کے ہوشیار ہونے سے پہلے ہی
سادہ بھڑیں ان پر پلخار ہو گئیں وہ دونوں باہر کی

طرف پھٹنے ہوئے بھاگے اور سیدھے شادی کے اس
مجمع میں گھس گئے جہاں زور زور برق لپاں پہنے
ہوئے عورتیں زور شور سے گانے میں مصروف تھیں بیچ
میں لڑکیاں اور بچے بھی اس حملے کا نشانہ بنے جس بھڑ
نے جہاں سے دستہ دیکھا کپڑوں میں گھس گیا پہلے تو
ان کا شکار صرف دو تین تھے اب جتنے بھی لوگ شادی
میں شریک تھے نرم نرم ہانپوں والے تازہ سرخ لہو
بھرے گالوں والے ہو سکتا ہے بہت سے بد قوت اور عمر
رسیدہ اور گزیدہ لوگوں نے اپنے چہرے غارے اور
میک اپ میں چھپائے ہوں۔

مگر بھڑوں کا تھک سب کو سادی تقسیم ہو رہا تھا
ہر کسی نے اپنی اپنی ڈھلی اپنا چارواگ الاپنا شروع کر دیا
عورتیں اور بچے کھڑے کھڑے قہر کئے لگے کچھ نے
بیٹھے بیٹھے ہی سنگنا شروع کر دیا آستین اور شلوار کے
پاس کچے اور کھسکا نا دوڑے سروں سے پھینک کر مردوں کی
دہائی دینا اس طرح محفل مشترکہ ہو گئی بڑا لحاظ اور
خیل رکھنا پڑتا ہے آدمی فیشن میں بھی اتحاد بولتے نہیں
ہوتا مگر اس بے خودی کو کیا کہیں بھڑوں کا نشانہ ایسا ہی
چڑھا تھا اس موقع پر چوراک خصوصی الاپنا چاروا
تھا اس کی نوعیت کچھ یوں تھی۔۔۔ اللہ دے۔۔۔ ہائے
اللہ۔۔۔ لوتی اللہ۔۔۔ لیاں ری۔۔۔ ہائے مرگئی دے
۔۔۔ کات۔۔۔ لیا دے۔۔۔ مرگئی۔۔۔ ہائے اللہ مری دے
۔۔۔ یہ مری وہ در۔۔۔ جو اسلام آباد کے قریب ہے اسی کی
نوعیت سرتال میں ہے ساختہ راگ اور الاپ کا حصہ
ہے مارے بھیارے۔۔۔ اپارے۔۔۔ ساتھ ہی بھڑ
جہاں پیار سے بھوسہ لیتی کوئی ہاتھ شرم و حیا سے اسے
پرے دھکیلتے اور مدافعت بلکہ شاید کوئی اسے مدافعت
بے چادر ملوس سمجھتا اور فوری اس کی جانب دلخوازی
سے بڑھتا مگر بھڑوں نے ایسے ہاتھوں کو بھی اپنے
لیوں سے نوازہ دراصل ان کے لیوں اور دانتوں میں
زیادہ فرق نہیں تھا لیکن آپ ان کی حسن پرستی کی داد
دے بغیر نہیں رہیں گے ان کی ایک طرف سے توڑ

اپنا چہرہ اور اندھی آنکھوں کے ساتھ ایک درس عبرت بنا چور ہے پر دست دراز کئے آج بھی نظر آتا ہے انور نے ایک ماں کا دل دکھایا تھا اور اندھی ماں کی دعا اسے لے ڈولی۔۔۔۔۔

قارئین کی قیمتی آراء کا بڑی شدت سے انتظار رہے گا اپنی تنقیدی اور تعریف رائے سے ضرور آگاہ کیجئے گا۔۔۔۔۔

غزل

وصال یار ہو جاتا اگر ساون کے موسم میں
دلوں کے پھول کھل جاتے یونہی ساون کے موسم میں
ابھی تو ہجر کے موسم کا اختتام بھی لا پتہ ہے
تو کیسے ہو جاتا وصال یونہی ساون کے موسم میں
گزار دیتے ساری زندگی وصال یار میں ہم
اک بل کبھی مل جاتا اگر ساون کے موسم میں
اک گھڑی بھی نہ گزرے بن پیار کے
کیسے دل کو سمجھاؤں یونہی ساون کے موسم میں
ترقی ہوں میں تو وہ بھی تڑپتا ہے
بارگئی مجبوریاں ہمیں ساون کے موسم میں
نہ دن کو سکون ہے نہ چھین ہے رات کو
یہ آنکھیں آنسو بہاتی ہیں ساون کے موسم میں
بہت تڑپاتی ہے یہ دوریاں ہمیں چاند
کہیں مر ہی نہ جائیں یونہی ساون کے موسم میں
(انجم نذیر چاند بواڑی)

محبت اور حسن

کہتے ہیں ہزاروں سال پہلے محبت اور حسن دوست تھے ایک رات دونوں ساتھ تھے کہ چاند لکل آیا محبت نے چاند کی تعریف شروع کر دی یہ بات حسن کو بری لگی اس نے محبت کی آنکھیں نوچ لیں بس اسی دن سے محبت اندھی اور حسن ظالم ہو گیا۔
(ملک علی رضا فیصل آباد)

کر پھینکا گیا تو وہ بڑی ادا سے کسی اور مقام پر دالہا نہ پن کا ثبوت فراہم کرتیں کیا دالہا نہ پن تھا طر فین میں ایک جذب جنوں۔ تو من شدی۔ من تو شدم۔ کا بین اظہار نہ کوئی ہدایت نہ تربیت جیسے سال نو کی پہلی ساعت پر رات ہمارے بچے بک بین کے اطراف بلکہ سارے عالم میں ایک رقص وحشت انداز مگر یہاں کسی بک بین کی ضرورت کہاں بھی بس چٹکارے دار ہائے۔۔۔ ہو کی بکار سر ملی آوازوں کا ایک آواز کو برس لگتا تھا کوئی بھی گونگا نہیں لگتا تھا گونگوں کے رنگ آلود ساؤنڈ سپیکر کھل گئے تھے اور محسوس ہے۔۔۔ خلق کے پاتال سے پوری گہر لگی اور گہرائی سے اس میں شامل تھے بھڑیں ان سے اور وہ اپنی ماؤں بہنوں کی ناگوں سے جپنے ہوئے تھے دونوں جدائی کے زور سے خوف زدہ تھے انور نے یہ تیرک بھر ہر طور پر تقسیم کیا تھا کوئی محروم نہ رہ جائے لیکن ایک نا اعلیٰ ہوتی اس نے اور اس کے دوست نے سب سے زیادہ حصہ اپنی ذات کے لیے رکھا۔ یا ان کے حصے میں آیا ساری خواتین لڑکیاں لڑکے اور بچے جدید ترین رقص کر رہے تھے۔۔۔ یہ رقص ہٹاک دھنا دھن دھنا۔۔۔ ون نو دن نو۔۔۔ رہا سہا۔۔۔ چا چا چا۔۔۔ ہلا ہوپ۔۔۔ سے کچھ مختلف تھا دیسے ہر ایک آواز اپنی مرضی کا مالک تھا کوئی زراست پڑتا تو کہیں چھٹی ہوئی بھڑ بن دبا کر اوجھا کر دیتی اور پھر یہ بھی تھا کہ لوگ اپنے مرنے کا اعلان یا فتویٰ صادر کرنے لگے جس اثنا میں یہ رقص رقص سرور اپنے عروج پر پہنچی ہوئی تھی انور دیوانہ وار چیخا ہوا دروازے سے باہر بھاگا جہاں دھنیں کھڑک رہی تھیں ایک باورچی بڑے بگڑنے میں پکھلا ہوا مٹی لے جا رہا تھا انور کی ٹھوکر لگی اور۔۔۔ وہ کڑکڑاتا ہوا مٹی محب انداز سے کام کر گیا یہ عبرت ناک منظر مجھ سمیت تمام محلے والوں نے بھی دیکھا اس کے کڑکڑنے کا منظر کیسے بھلایا جاسکتا ہے تمام عورتیں اور بچے اپنا سونچا ہوا منہ اور بدن کچھ بدنوں تک تو لیے پھرتے رہے مگر انور

آخری عشق

-- تحریر۔ نزالہ مغل۔ پیر محل

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ پہلی بار بہمن بھائیوں کی دہائی مگر میں شرکت کر رہی ہوں میں نے جب بھی دکھوں کی کشتی میں سوار ہو کر دروازے کے باہر جان سنبھال کر غموں کے سمندر سے مچھوٹوں کے سیپ ڈھونڈنے کی کوشش کی۔۔۔ کرب کے بے رحم چھیڑوں نے کئی بار نہ صرف میرا دستہ روکا بلکہ مجھے منزل سے بھی دور کر دیا۔ جواب عرض کیا جزیرہ ڈھونڈنے کی کھوج میں کئی بار سمندر میں پھنس پھنس کر نکلی لیکن ٹکین تھی اور یقیناً مستحکم ہو تو منزل خود بخود نظروں کے سامنے آ جاتی ہے کتنی ہی بار ساحل کے پاس آ کر میں دور ہو گئی آج منزل منزل بھلتی طوفانوں کے سمندر میں ہچکولے لکھائی جواب عرض کے جزیرے پر لنگر انداز ہو چکی ہوں۔ کہانی آخری عشق کو جواب عرض کے دل جلوں کے قدموں میں لا کر رکھ چھوڑا ہے یہ عبرت ہے ان بہنوں کے لیے جو عارضی چمکا چوند اور خوبصورتی پر مرمقی ہیں جہاں ارسلان جیسے وحشی بھیڑیے مختلف روپ سجائے ان کی عزتوں کو پامال کر کے تار تار کر دیتے ہیں میری یہ کہانی ان بہنوں کے نام ہے جو اپنی رملہ میں بھٹک رہی ہیں اور قلعوں اور ایماندار کو چھوڑ چکی ہیں عبرت ہے ان وزندوں کے لیے جو محبت کے ناکھ رچا کر بے بس اور معدوم کلیوں کو فوج رہے ہیں آخر میں اپنی بہنوں سے گزارش ہے کہ بس اتنا ذہن نشین کر لیں مرد اور ناگ کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔

مختصر مر جتا ب انفل ریاض صاحب آپ کی تبدل سے شکر گزار ہوں کہ جس کی محبتوں نے مجھے یہ مقام دیا اور اس نام نامی دوستی کے نام یہ کہانی جس کی ان تھک محنت و کاوش کا ثمر آپ کے سامنے ہے تمام قارئین اگر رابطہ کرنا چاہیں تو مسد صابر صاحب السلام سے رابطہ کریں آپ کی تمام ڈاک مجھے تک پہنچ جائے گی ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاق ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

اور غلطی کے پیچھے دانشمندی پوشیدہ ہوتی ہے وہ بھی فرض کے عشق میں مبتلا اور فریب کے لبادے میں حقیقت کی متاشی تھی

اگر انسان کی فطرت میں جستجو ہوتی تو شاید اسے قدم اٹھانے کا سلیقہ بھی نہ آتا البتہ درست سمت کا تعین کر لینا بھی ایک خوبی ہے جو شاید ہر

محبت و عشق کو بازی ہر ایک کے نصیب میں نہیں ہوتی وہم و گمان کے ان گنت اندیشے بھی منزل صحر چلنے مسافر کو اچانک نظر آنے والا پانی میراب نظر اور اس کی حقیقت نکا ہوں کا دھوکہ ہوتی ہے ضروری نہیں جو کچھ نظر آئے وہ حقیقت ہو بھی کبھی حقیقت کے پردے میں دانائی

2014 جولائی 2014 جولائی

Digest.pk

آخری عشق



Digest.pk

نہیں معیوب بھی سمجھا جاتا ہے پہلے تو دلہن کو قبلہ
عروسی گھونگھٹ اٹھا کر چہرہ دکھاتا اور دلہا منہ دکھائی
دیتا تھا اور اب تو نکاح کے فوراً بعد ہی سبک پر دلہا
دلہن یا صرف ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں بلکہ ایک
دوسرے سے فری بھی ہو جاتے ہیں جیسے برسوں
سے الٹنا بیٹھنا اور ملنا جلتا ہو دلہن میں نہ تو شرم حیا
اور نہ ہی حجاب۔

میرا رشتہ میرے والدین نے طے کیا تھا میں
نے علی اپنے شوہر کے بارے میں سنا تھا کہ اس کی
ایدائی بہت اچھی ہے میں اس لحاظ سے خوش قسمت
تھی کہ میرا شوہر صاحب حیثیت تھا میں اس بات
سے بہت سرشار تھی اور میں اب ایک خواب ناک
اور پرست زندگی گزار سکتی ہوں میں نے
ازدواجی زندگی کے جو خواب دیکھ رکھے ہیں وہ
ایک ایک کر کے پورے ہوں گے میں اس سے اتنا
پیار کروں گی اتنی محبت دوں گی کہ اس سے بالا مال
ہو جائے گا شوہر کو صرف جسمانی قربت نہیں بلکہ
پیار اور جاہت کی بھی ضرورت ہوتی ہے میں اس
کو دیوانگی کی حد تک چاہوں گی تاکہ وہ میری محبت
کا سیر ہو جائے عشق میں بڑی تاثیر ہوتی ہے۔

جوانی کی دلیز پر پاؤں رکھنے کے بعد میں
نے بھی عام لڑکیوں کی طرح سندھ سنے دیکھتے
شروع کر دیئے جوانی نے شباب کو راہ دی جب
میرا شباب اگلنے لگا تو میرے لیے رشتوں کی بھرمار
ہو گئی جب کالج جانے لگی تو محلے کالج اور خاندان
کے رشتے دار لڑکوں کے طویل ترین خط آنے لگے
میں ان خطوط کو پڑھتی ضرور تھی کیوں نے ان میں
میرے حسن و شباب کی تعریف ہوتی تھی جس میں
بڑا خط اٹھائی تھی میرا داغ اور خراب ہو جاتا تھا یہ
سوچ کر کہ میں کس قدر حسین ہوں کہ لڑکے میرے
لئے کس قدر پاگل ہو رہے ہیں اور ایسے اشعار بھی
لکھتے تھے جو میرے حسن و شباب کی مدح سرائی

ایک کے پاس نہیں ہوتی۔
زیر نظر کاوش بھی میری ایک دوست کی ہے
جو خوب سے خوب کی تلاش میں کسی روح کی مانند
بھٹکتی پھر رہی تھی

میں جملہ عروسی میں دلہن بنی کسی خواب کی
حالت میں تھی سکڑی کٹی کسی رنگین کھنڈی کی طرح
پیشی تھی میرے مہندی لگے گورے ہاتھ پاؤں
ریشمی لباس کی سلوٹوں میں گم ہو گئے تھے میں یہ
سوچ رہی تھی کہیں کوئی رنگین اور سہانا پہنا تو نہیں
دیکھ رہی ہوں لیکن یہ خواب نہیں بلکہ حقیقت تھی۔
یہ میری شادی کی پہلی سہاگ رات تھی
زندگی کی سب سے حسین اور یادگار رات حسین
کے خواب ہر لڑکی جوانی کی دلیز پر قدم رکھتے ہی
دیکھنے لگتی ہے میری بڑی منہ نے مجھے بٹھانے کے
بعد میرا بڑا سا گھونگھٹ نکالا تاکہ کمرے میں داخل
ہونے والے کو میرے پیر اور بدن کا کوئی بھی حصہ
دکھائی نہ دے تھوڑی دیر بعد میں کمرے میں اکیلی
رہ گئی تھی کمرے کے اندر اور باہر ایک گہرا سناٹا
طاری ہو گیا۔

اس سنانے میں مجھے اپنے دل کی دھڑکتیں
شور مچاتی ہوئی سنائی دے رہی تھیں میری نس نس
میں ایک عجیب سی سرشاری سنائی ہوئی تھی ایک
عجیب سی کیفیت جو میں سمجھنے میں قاصر تھی اسے کیا
نام دوں کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا لیکن ایک انجانا سا
نشہ محسوس ہو رہا تھا تھوڑی دیر بعد میرا شوہر کمرے
میں آنے والا تھا زندگی کے ایک انوکھے اور حسین
سفر کا آغاز ہونے والا تھا۔

میں نے اپنے شوہر کو پہلے نہیں دیکھا تھا اور
نہی اس کی تصویر دیکھی تھی نہ ہی اس کے حقائق سنا
تھا کہ وہ کیسا ہے وہ شادی سے ایک روز پہلے سبیلہ
سے آیا تھا برسوں پہلے جو شادیاں ہوتی تھیں اب
وہ ایک دقیا نویں اور فرسودہ بن گئی ہیں اور

میں ڈوبے ہوتے تھے مجھ میں چدار حسن تھا میں
عشقیہ خطوط تو پڑھ لیتی تھی لیکن اس بات کو قطعی پسند
نہیں کرتی تھی کہ کوئی لڑکا مجھ سے سردارہ بات
کرنے اور عشقیہ خطوط دینے کی کوشش کرے مجھے
جو عشقیہ خطوط موصول ہوتے تھے وہ ڈاک سے

چونکہ لفافوں کی پشت پر ان کا نام نہیں
ہوتا تھا اس لیے امی سے کہتی تھی یہ میری سہیلیوں
کے خط ہوتے ہیں امی اس بات کا یقین کر لیتی تھی
اور خط کو پڑھتی نہیں تھی ان کو مجھ پر اعتماد تھا۔
دو ایک محلے کے لڑکوں نے مجھ سے سردارہ بات
کرنے کی جسارت کی۔ تو میں نے ان کی اسکا خبر
لی کہ ان کے دماغ درست ہو گئے دوسرے لڑکوں
کی ہمت نہیں تھی کہ مجھ سے بات کریں لیکن جب
راتوں کی تنہائی میں ان عشقیہ خطوط پڑھتی تھی تو میرا
بھی دل دھڑکتا تھا کہ آرزو میں تھیں کہ پنپ رہی
تھیں کہ کسی سے محبت تو کروں کوئی مجھ سے محبت
کرے۔ اٹھار عشق کرے میرے کرے میں لی
دی تھا کیہل سے غیر ملکی چینیلو پر جو فلمیں دکھائی
جاتی تھیں ان میں مناسب مناظر کی فلمیں ہوتی
تھیں۔ وہ میرے دل اور جذبات میں اہل پیدا
کر دیتی تھیں میں کسی ایسے دیے لڑکے سے محبت کی
قائل نہ تھی۔ میں تو کسی اونچے گھرانے کے رئیس
زادے سے محبت کرنا چاہتی تھی جس کے پاس سنے
ماڈل کی گاڑی ہو اعلیٰ درجے کا اے سی ہو ہوٹلوں
میں جا کر انریا ہاربی کیو کھائے۔

شرجیل پہلی ہی ملاقات میں میرے حسن و
شباب کا اسیر ہو گیا وہ ایک بہت بڑے باپ کا
بیٹا تھا گو وہ ایسا خوبصورت اور کڑیل سارٹ نہ تھا
جیسا میں چاہتی تھی بس وہ قبول صورت تھا اس کی
مرسید بڑ گاڑی نے مجھے متاثر کیا تھا میں اپنی سبکی کو

ملنے اس کے پاس سکیم قمری میں مگنی ہوئی تھی وہیں
اس نے لفٹ کی پیشکش کی جو میں نے بغیر کسی
تھجک اور تکلف کے قبول کر لی۔ پھر اس نے صدر
لے جا کر ایک اعلیٰ ریٹورنٹ میں پر تکلف ناشتہ
کروایا اس طرح ہماری دوستی کا آغاز ہوا دوستی
نے عشق کا رنگ دھاڑ لیا یہ عشق میرا خواب
اور ارمان تھا جس نے خوابوں کی انجان میں
پہنچا دیا۔ ملاقاتوں کا سلسلہ چل پڑا تھا شاید ایک
ساتھ گزرتی تھیں ایک برس تک ہم دونوں کے
درمیان محبت پروان چڑھتی رہی یہ ایک عشق
صادق تھا جس میں کوئی میل اور غلامت نہیں تھی
صرف ایک جذبہ تھا اس کی گہرائی کا اندازہ اس
طرح ہوتا تھا کہ وہ ایک سیدھا سادھا اور شریف
انفس شخص تھا۔ اس نے مجھے بھی ہاتھ تک نہیں
لگایا تھا اگر سنہ لگا ہوں سے نہیں دیکھا تنہائی کے کتنے
ہی ستہری مواقع ملے۔ وہ چاہتا تو مجھے اپنے
بازوؤں کے حصار میں لے کر اپنی من مانی کر سکتا
تھا اور میں اس کی پیش قدمی اور حد سے تجاوز پر
کوئی تعرض نہ کرتی اس لئے کہ میں خود بھی یہ چاہتی
تھی کہ میں اس کے بازوؤں میں جمو لیتی رہوں یہ
فلموں کے جذباتی مناظر کا اثر تھا جو میری
خواہشات پر کنڈ ڈالنے نہیں دیتا تھا اور جوانی کے
ارمان بے لگام ہو جاتے معلوم نہیں کہ اسے کیا
خوف تھا جبکہ میں اس سے بے حد تکلف بھی تھی
میرے لبوں نے جب بھی مناس جذب کرنے کی
کوشش کی وہ برف کا تودہ بنا رہا ایسے وقت میں
میرے دل میں شک آتا تھا کہ کہیں وہ سیراب تو
نہیں۔

پھر ایک روز ایک سال کے لیے امریکہ چلا
گیا جہاں اس کے ماموں مقیم تھے اس نے امریکہ
جا کر دو تین ماہ تو رابطہ رکھا مگر پھر رفتہ رفتہ وہاں کی
رہنمون میں ایسا گم ہوا کہ پلٹ کر خبر بھی نہ لی میں

جولائی 2014

Digest.pk

آخری عشق

اس کو بھلا بھی نہ سکی کلی بار اس کے فون کیا مگر ہر دفعہ اس کو نمبر پاور آف ہی بلا اس بات سے میرا دل ٹوٹ گیا مجھے اس بات کا غم تھا میں ایک اونچے گھرانے کی بہو نہ بن سکی میرا بڑا مان تھا کہ اس گھر میں جا کر راج کروں۔

علی سے رشتہ ہونے کے بعد میرے پاس کوئی چارہ نہ تھا کہ اس بے وفا کو بھول جانے کی کوشش کروں اس کا کام عشق کو دفن کر دوں میں دیکھے تہہ خانوں سے اس کی تصویر مٹانے میں بڑی حد تک کامیاب ہو گئی میں دھڑکتے دل سے علی کا انتظار کر رہی تھی اس وقت میں عجیب و غریب احساسات سے دو چار ہو رہی تھی انہاںے لمحات کے تصور سے لسن میں خونب کی گردش تیز ہو رہی تھی جیسے صدیوں کے انقلاب کے بعد دروازہ کھلنے کی آہٹ سی سنائی دی ایسا لگا جیسے کمرے میں کوئی داخل ہوا ہے اور دروازے کو بند کرنے اور اس کو چٹکن لگانے کی آواز سے میں سمجھ گئی کہ یہ علی ہی ہوگا وہ میرے بیڈ کی طرف بڑھ رہا تھا میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں وہ بیڈ کے پاس آکر رکھا میں روایتی دلہنوں کی طرح گردن جھکا کر بیٹھنے کی قائل نہ تھی اس لیے کہ میں سچے دور کی لڑکی تھی اور اس کے علاوہ اعلیٰ تعلیم یافتہ بھی تھی علی نے بستر پر بیٹھ کر بڑی آہستگی سے سرکشی کے انداز میں کہا۔

یہ غلام حسن کے دربار میں مودبانہ سلام پیش کرتا ہے۔۔۔ مجھے اس کی یہ بات سن کر بڑے کی ہنسی آئی مگر میں نے ضبط کر لی وہ بے حد سیدھا سادہ لگا تھا میری شادی شدہ سہیلیوں نے مجھے بہت سی باتیں بتائیں تھیں یہ بھی بتایا کہ شادی کی پہلی رات شوہر کسی الو کے پٹھے کی طرح ہوتا ہے زرد خرد غلام سا بن جاتا ہے بڑی مٹیں اور ساجتیں کرتا ہے گڑگڑاتا ہے بہت محبت بھری باتیں کرتا ہے اور وہ یہ سب کچھ شیشے میں اتارنے کے لیے

کرتا ہے ایک پتھر کو موم کرنے کی کوشش کرتا ہے غیر محسوس انداز میں اپنے شوہر کو جتنا ترس سکتی ہو ترسا لو پھر کبھی ایسا موقع نہیں ملتا اس میں بڑا مزہ اور لطف ہوتا ہے اس نے چند لمحوں کے بعد کپڑوں کی سلٹوں سے میرا ہاتھ باہر نکالا اور پھر میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اس کے بعد بس سے میرے سارے بدن میں سسٹنی دوڑ گئی پھر اس نے ایک انگلی نکالی اور منہ دکھائی کی انگلی پھینا دی پھر دونوں ہاتھوں سے میرے گھونٹھٹ کے کونے الٹ دیئے اور اس کے منہ سے نکلا سبحان اللہ۔ اس لمحے فطری شرم حیا نے مجھے اپنی آنکھیں بند کرنے پر مجبور کر دیا میرے لبوں پر عجیب سی تھمر تھراہٹ آگئی اس نے میرا چہرہ دیکھ کر اس لیے سبحان اللہ کہا تھا کہ میرے حسن نے اسے مہیوت کر دیا تھا میں دہن بن کر اور غضب ڈھا رہی تھی چند لمحوں تک ہمارے درمیان گہر سکوت طاری تھا میرا دل کہہ رہا تھا کہ میں ایس دیکھوں مگر فطری حیا مانع تھی میرا دل مجھے سمجھا رہا تھا کہ کچھ دیر اور صبر کر لو وہ بھاگا تھوڑا چار ہاتھ او سدا کے لیے تمہارا ہو چکا ہے اب تو تمہیں زندگی بھر اسے دیکھنا ہے میرا خیال تھا کہ وہ میری تعریف میں زمین آسمان ایک کر دے گا لیکن علی نے میرے حسن جمال کی تعریف کے بجائے اپنے گھر والوں کے بارے میں مختصر سا پتھر دے ڈالا کہ مجھے کس طرح ان سے پیش آنا چاہئے جب اس نے مجھے کپڑے تبدیل کرنے کو کہا تو تب میں نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تو اسے دیکھتے ہی میرے دل کو ایک جھٹکا سا لگا اس کا چہرہ میرے آگیند دل پر ایک پتھر کی طرح لگا تھا اور اس کی کرچیاں میرے وجود میں چھ سی گئی تھیں اسے دیکھ کر میرے دل کو جو جھدمہ ہوا بیان سے باہر تھا میرا سینہ کٹ رہا تھا میں نے دل تمام لیا تھا خصوصیت نہ ہی وجہ اس کا

رنگ بھی کالا تھا مجھے فوراً اسٹیشن پر پڑا وہ تیل یاد آگیا جس میں پکڑے تے جاتے ہیں ڈیزل سے بھی گہرا کالا میں سوچنے لگی کہ اس کے پیچھے تو سیاہی کا بہترین کام لیا جاسکتا ہے وہ رات تھا تو میں دن میں چودھویں کے چاند کی طرح تھی ایسے گھپ اندھیرا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ سجائی نہ دے بلکہ ایڈوائس جوڑا تھا ایک عام سا مرد قد رے موٹا پست قد اس کی تو نہنگی ہوئی تھی غم سے میری ایسی حالت تھی کہ اگر اس وقت مجھے زہر بھی ملتا تو میں کھا لیتی ایسی اذیت ناک زندگی سے تو مرنا بہتر تھا میں نے اپنی شادی شدہ سہیلیوں سے سنا تھا کہ یہ ایک ایسی رات ہوتی ہے جو ساری زندگی پر بھاری ہوتی ہے میں نے اس رات کوئی کف و سرور محسوس نہ کیا تھا اور اپنے آپ کو کسی سرد لاش کی طرح اس کے حوالے کر دیا تھا صرف میرا جسم اس کی ملکیت تھا اس کے لیے میں مجبور نہ تھی وہ میری روح کا بھی مالک نہ بن سکا تھا اس سے عشق کرنے کا تو تصور بھی نہ کر سکتی تھی میں نے شادی سے قبل سوچا تھا کہ میں اپنے شوہر سے ایک بیوی کی طرح نہیں بلکہ ایک محبوبہ کی طرح عشق کروں گی مگر اب میں نے اس سے نفرت کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا وہ میرا جسم فتح کر چکا تھا میرا دل جیت نہیں سکا تھا وہ مجھے پا کر کتنا خوش تھا اس کا اندازہ یوں ہوتا کہ گھر کی عورتیں یا لڑکیاں میری تعریف کریں تو وہ کسی بچے کی طرح خوش ہو جاتا تھا لیکن اس سے بھولے سے بھی میرے حسن جمال کی تعریف نہیں کی تھی اور ہی میرے کانوں میں محبت بھرا دس گھولا تھا میں چاہتی تھی کہ میرے حسن شباب اور سراپا کی دل گھول کر تعریف کرے یہی وجہ تھی کہ میں نے اسے بی توہین سمجھا تھا ذلت خیال کیا آخروہ کیا تھا یہ کالا گھونا بھلا مونا ہے آپ کو کیا سمجھتا تھا مجھے تو اس کی ایک بات نہ سمجھتی تھی تو دوسری طرف صدمے کا

بھی احساس تھا معلوم نہیں کیوں میں اس کی زبان سے اپنی تعریف سننے کے لیے کسی بھکارنہ کی تڑپنے لگی تھی کیف کے لمحات میں بھی اس نے میری تعریف نہیں کی تھی میرے پیدار حسن کو نہیں لگتی تھی مجھے غصہ تو آتا ہی تھا میرے دل کے کسی کونے میں اس کی محبت نہ تھی میرے غرور اور انا اور پیدار حسن نے پہلے دن ہی جس نفرت کو جنم دیا تھا وہ میرے دل میں پرورش پانے لگی تھی سہیلیاں جب مجھ سے میرے شوہر کی برائیاں اور بے جوڑ شادی کے تبصرے کرتیں تو ان کی باتیں میرے دل پر ایک چابک بن کر لگتیں میرا دل کرتا کہ میں خود کسی کرلوں یا طلاق لے لوں مجھے کسی کو یہ کہتے ہوئے شرم آتی تھی کہ یہ میرا شوہر ہے شادی کو دو ماہ کا عرصہ گزرا تھا مگر میں اس کو اس کی محبت کا جواب محبت سے نہ دے سکتی تھی اس کی باتوں سے یوں لگتا تھا کہ جیسے وہ مجھ سے عشق کرتا ہو اس کی محبت میں بڑی گرم جوشی ہوتی تھی وہ مجھے حد سے زیادہ چاہنے لگا تھا اس کی وجہ صاف ظاہر تھی میں خود کی طرح تھی اور وہ کسی سیاہ قلم غلام کی طرح لگتا تھا میرے حسن شباب اور جسم کی کرشمہ ساز یوں نے اسے ماگل کر دیا تھا میں اس سے سرد مہری سے پیش آنے لگی جب وہ میری ضرورت پیش کرتا تو میں ایک لاش بکر آگھٹیں بند کر لیتی تھی میرا خیال ہے کہ وہ دو ماہ بعد چھٹیاں گزار کر واپس چلا جائے گا تو مجھے ایک برس تک ایک گدھ کے پنجے سے نجات مل جائے گی اس کا رات دن ایک جو تک کی طرح چپکے رہتا مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا اس کی چاہت میں ڈوبی شامیں اور اتریں بڑی اذیت ناک اور ناگوار ہوتی تھیں لیکن تین ماہ گزارنے کے باوجود بھی وہ جانے کا نام نہیں لے رہا تھا ایک روز جب ہم دونوں سونے کے لیے گئے تو میں نے اس کے کتب سے بچنے کے لیے

جولائی 2014

جولائی 2014

آخری صفحہ

Digest.pk

ہوں کہ میں اپنا ہنرمند اور صلاحیت کسی دوسرے ملک کو کیوں دوں۔ مجھ جیسے ہنرمندوں نے غیر ممالک میں جا کر اپنے ملک کو بہت پیچھے کر دیا ہے اس لیے تو ہمارے ملک وہ ترقی نہیں کر سکتا جو اسے کرنی چاہئے تھی اس کے خیالات و نظریات اتنے عظیم ہیں مجھے تو اندازہ نہ تھا اس کے جواب نے مجھے لا جواب کر دیا تھا میں نے آخری کوشش کے طور پر اس خیالات سے یہ جادو اس پر چل جائے گا اپنے دل پر جبر کر کے اپنی آنکھیں بند کر کے بڑی اذیت سے ناگورانی سے مگر سرد مہری سے موٹے بھدے اور بے کیف ہونٹوں کا جواب دیتے ہوئے کہا آپ وہاں چار پانچ سال اور رو کر آجائیں تو ہمارا مستقبل اور تاناک ہو جائے گا ہمارے پاس اپنا گھر ہوگا گاڑی ہوگی دولت ہوگی ہماری زندگی خواہوں سے زیادہ حسین ہوگی۔۔۔ میری جان میری معشوق تمہارے عشق کا یہ اندازہ مجھے جانے نہیں دے رہا ہے خدا کی قسم اب تو میں تمہارے عشق میں ایسا گرفتار ہو گیا ہوں کہ تمہیں کسی قیمت پر چھوڑ کر نہیں جاؤں گا تمہاری یہ محبت اور قربت حاصل رہے گی تم دیکھنا میں اتنا کمادوں گا کہ ہماری زندگی تمہارے تصورات سے بھی کہیں حسین ہوگی پھر وہ مجھ پر جھلکا چلا گیا یہ ایک طوفان تھا جس نے میرے خواہوں کو نہیں نہیں ادا تاخت و تاراج کر دیا تھا کوئی ایک ماہ بعد میرے شوہر کو ایک بہت بڑی ٹیکٹری مین جابل گئی اور ٹیکٹری کی طرف سے مفت رہائش کی سہولت بھی تھی جس میں ہم شفٹ ہو گئے یہ گھر ہر طرح سے اراستہ و پراستہ تھا اس میں ضرورت کی ہر چیز موجود تھی میں ایک طرف بہت دگنی تھی میرا شوہر میری زندگی بھر کا روگ ہے اس سے نجات پانے کی یہی ایک صورت ہے کہ میں اسے قتل کر دوں لیکن اسے قتل کرنا میرے بس کی بات نہیں تھی

میں سے پوچھا آپ لیبیل کب واپس جا رہے ہیں چھٹیاں شاید ختم ہونے والی ہوں گی ناں۔؟

اس نے مسکرا کر میری طرف دیکھا تو اس کا چہرہ بہت ہی بد نما اور کراہت آمیز تھا اس نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ یہ تم کیوں پوچھ رہی ہو۔ کیا مجھ سے تمہارا دل بھر گیا ہے۔؟

اس نے ایسی نظروں سے دیکھا تو میں نظریں نہ ملا سکی میں اس کی بات سن کر گڑ بڑا تھی میں نے فوراً بات بنائی میں اس لیے پوچھ رہی تھی کہ کہیں آپ کی چھٹیاں ختم تو نہیں ہو رہی ہیں پہلے تو اس نے اپنا ہاتھ بڑھا کر مجھے اپنے بازوؤں میں بھر لیا پھر چند لمحوں کے بعد میری آنکھوں میں جھانک کر بولا کیا تم یہ چاہتی ہو کہ میں واپس چلا جاؤں۔؟

نہیں تو میں اس کے بازوؤں کی گرفت میں کسسا نے لگی تھی اس کی پیاسی آنکھیں کہہ رہی تھی مجھے جلد سونے نہیں دے گا ان میں انجانے جذبات کروٹیں لے رہے تھے میں نے ان لگا ہوں کی تاب نہ لا کر نفرت سے اپنی آنکھوں پر پلکوں کی چٹن گرا دی وہ کسی خون خوار درندے کی طرح لگ رہا تھا میں نے دل پر جبر کر کے ریاکاری سے کہا میں چاہتی ہوں کہ آپ سدا نظروں کے سامنے رہیں اس نے کہا اچھا۔۔۔ ہاں۔ اگر تم یہ چاہتی ہو تو پھر میں بھی واپس نہیں جاؤں گا تمہارے پاس ہی رہوں گا کیا میں نے ہونٹوں کی طرح اس کی شکل دیکھی سر پیٹ لیا کہ میں نے یہ کیا کہہ دیا۔ کمان سے نکلا تیر واپس آنے سے رہا تھا آخر بات بنائی تھی اگر آپ نہیں گئے تو پھر گزارا کیسے ہو گا گھر کیسے چلے گا آپ کے پاس جو رقم ہے وہ کچھ دن ہے بعد ختم ہو جائے گی میں نے مستقل طور پر اپنے وطن میں رہنے کا فیصلہ کر لیا ہے وہ کہنے لگ اکہ میں سوچتا

گہرا سکوت چھا گیا تھا وقت کی نبض جیسے رک گئی
میرا دل دھک دھک کرتا ہوا کہہ رہا تھا تمہیں تو ہو
محبوب میرے

یہ ہے میرا۔ عزیز دوست۔ ارسلان، علی کی
آواز نے نہ صرف گہرے سکوت کو توڑا بلکہ اسے
مجھے واپس آنے پر مجبور کیا ہے سبیلہ میں ہم دونوں
ایک ہی کپڑی میں جاب کرتے تھے یہ بھی جان
چھوڑا کر یہاں آ گیا ہے آج اتفاق سے سہراہ
ملاقات ہو گئی تو میں اسے ساتھ لے آیا اس نے
وضاحت کی۔ اس نے توقف کر کے اپنے دوست
کی طرف دیکھا۔ اور یہ ہیں میری مسز نورین
تمہیں پسند آئی اپنی بھالی، کیوں نہیں ماشاء اللہ
لاکھوں میں ایک ہیں خدا انظر بہ سے بچائے

میں ان دونوں کو باتوں میں مشغول چھوڑ کر
کچن میں چائے بنانے چلی گئی تھوڑی دیر بعد جب
چائے لے کر واپس آئی تو بولا آج رات کا کھانا
میری طرف سے ہو گا تم دونوں کو چینا ہو گا میری
خوشی کی انتہا نہ رہی لیکن شرم آ رہی تھی میں نے
اسے کہا کہ آج آپ فرسٹ ٹائم ہمارے گھر آئے
ہیں آج کا کھانا ہمارے گھر ہو گا میں ابھی تیاری
شروع کر رہی ہوں مگر وہ نہ مانا علی تو فوراً اٹھ کر
نہانے چلا گیا ہم دونوں رو گئے چند لمحوں تک ہم
دونوں کے درمیان خلوت حائل رہی میں نے اس
کی طرف دیکھا وہ مجھے اپنی نگاہوں میں جذب کر
رہا تھا مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ میری سانسوں
میں خراماں خراماں اتر رہا ہے میرے حسن کے
نہال خانے میں اپنی تصویر نقش کر رہا ہو میں اس
کے سامنے بت بنی بیٹھی تھی میری پلکوں کی چلن
اضحتی اور گر رہی تھی دل کی دھڑکنیں تھیں کہ شور مچا
رہی تھی آپ سے ملکر بہت خوشی ہوئی بھالی اس نے
اپنی سحر زدہ آواز میں مجھے اپنی جانب مخاطب کیا تو
سکوت ٹوٹ گیا میں نے کبھی خواب بخیال میں بھی

وہ جیسا بھی تھا اب اس کے ساتھ ساری زندگی
بڑی اذیت سے گزار لی تھی ایک شام میں نے نہا
کر ایک گہرے بھورے رنگ کی ساڑھی پہنی تھی
اور اس رنگ کا آستین اور پچی تراش کا بلاؤنر
پہنا سنگھار میز کے بڑے آئینے کے سامنے اپنے
چہرے سراپا ناقہ انداز سے جانزد لے رہی تھی
کہ اس کی موٹر سائیکل کے انجن کی آواز سنائی دی
میں نے دروازہ کھولا چھوڑ دیا تھا اس لیے کہ ہونٹوں
پر لب اسٹیک کی تہہ جا رہی تھی چند لمحوں کے بعد
وہ اندر داخل ہوا مگر خواب گاہ میں نہیں گھسا ادھر
سے مجھے پکارا نورین ادھر آؤ میں ساڑھی کا پلو
درست کرتے ہوئے ڈراستگ روم میں بڑھی
وہلیز پار کرتے ہی ٹھٹک کر رک گئی میری نظروں
کے سامنے ایک کوندھا سا لپکا علی ایک اجنبی شخص
کے ساتھ بیٹھا تھا باتیں کر رہا تھا وہ شخص مجھے دیکھ کر
کھڑا ہو گیا میں نے جو اسے دیکھا تو اپنی نظروں پر
یقین نہ آیا مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے میں کوئی سیاہ
خواب دیکھ رہی ہوں یہ خواب نہیں بلکہ حقیقت تھی
وہ شخص میرا خواب تھا بلکہ میرے خوابوں کا شہزادہ
میرا آنیڈیل تھا ایسے ہی تو شہزادے کو میں خوابوں
میں دیکھتی چلی آ رہی تھی میں ایسے دیکھ کر بے خود ہو
گئی اپنے آپ کو بھول گئی تھی اس کی شخصیت میرے
وجود میں چھا گئی وہ ایک خوب صورت
وجہا سادہ اور خوش پوش شخص تھا وہ بڑے مضبوط
اور توانہ بدن کا تھا اس کا سینہ چھوڑا چکلا اور ٹھوس
تھا اور از قاضی کے ہائٹ اس کی مردانہ وجہت میں
بے پناہ اضافہ ہو گیا میرا شوہر اس کے سامنے بد
صورت اور بونا لگ رہا تھا وہ بھی مجھے اسی طرح
دیکھ رہا تھا جیسے اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ کسی عورت
کو دیکھا ہو اس کی مختلطی بڑی بڑی آنکھوں میں
میرے حسن و شباب کے لیے خراج تھا پورے
کمرے میں اس کا دھول پر ایک لمبے کے لیے

تھیں اس نے بڑے مہذب انداز میں پوچھا کیا میں اندر آسکتا ہوں میں ایک دم چونکی مجھے اپنی بد اخلاقی کا احساس ہوا میں نے ایک طرف ہٹ کر ندامت سے کہا۔ اوہ۔ معافی چاہتی ہوں پلیز اندر تشریف لائیں وہ اندر داخل ہوا تو میں نے دروازہ بند کر دیا اس کو ساتھ لے کر پشت گاہ میں آئی میں نے اس کی طرف غمخور نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا آپ کیا پسند فرمائیں گے پینے کے لیے، چائے یا کافی، شربت یا کولڈ ڈرنک؟ آج گرمی اور جس بھی بہت ہی زیادہ ہے وہ بالآخر آپ شربت ہی بنائیں میں کچھ کی طرف بڑھی تو میری چال میں ایک ارتعاش سا تھا میرے دل کے کسی کونے میں ایک خیال کسی سانپ کی طرح پھنکارنے لگا نورین اپنے آپ کو سنبھالو اس مرد کو یہاں سے جلد از جلد رخصت کر دو اس لیے کہ مرد اور ناگ کا کوئی بھروسہ نہیں ہوتا تنہائی کا زہر بے حد خطرناک ہوتا ہے گھر میں تم دونوں کے سوا کافی نہیں ہے یہ ایک جانی تمہاری عزت کے لیے خطرہ ہے ایسا بھی نہیں ہوا کہ تیل اور آگ کے ملنے پر کوئی جلنے سے بچ جائے اس کا ایسے وقت پر آتا تھا شوہر گھر پر نہ ہو اس کی نیت کو ظاہر کرتا ہے اسے چاہئے تھا کہ تمہارے شوہر کی موجودگی میں آتا میں نے اپنے من زور جذبات کو دہاتے ہوئے شربت کے دو گلاس تیار کئے کمرے چلی تو وہ رسالہ دیکھا رہا تھا شربت کو دور چلا وہ مجھے اپنی نظروں میں جذب کرتا رہا اور اس کی نظریں میرے نشیب و فراز کا طواف کرتی رہیں نورین اس نے مجھے مخاطب کیا۔ جی میں نے نظریں چراتے ہوئے کہا کہے کی صورت حسن شباب نے مجھے پاگل کر رکھا میری خیندیں پھین لیں ہیں دن میں ایک ہلکے بھی میرے دل کو قرار نہیں رہتا اس خیال سے کہ وہ کسی عورت کے لیے پاگل ہو چکا ہے میرے دل اندر ہی اندر

نہ سوچا تھا ہماری بھابی اتنی خوبصورت اور پرکشش ہوگی بلکہ بے حد نہیں عمدہ جامہ زیب اور سائنت مزاج کی بھی ہوں گی دل میں مسرت کی لہر دوڑ گئی تھی ارسلان جتنا خوبصورت تھا اس کی باتیں بھی اتنی ہی خوبصورت اور دل میں اتر جانے والی تھیں وہ ایک جوہری معلوم ہو رہا تھا میرے کی قدر و قیمت معلوم بھی میرے شور کے تیار ہونے تک وہ میری تعریف کے ہلے باندھتا رہا پھر ہم تینوں ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر بازار چلے گئے وہاں کی رونق جوین پر تھی وہ ہمیں لے کر ایک جیولری کی شاپ پر گیا وہاں سے ہمارے متع کرنے پر بھی سونے کے ٹاپس لے کر مجھے دیے پھر وہ ہمیں ایک شاندار قسم کے چائیز ریستورینٹ میں لے گیا اس نے چکن کارن سوپ، ارنجانے کیا کچھ منگوایا مجھے تو کھانے بہت پسند آئے اس میں ایک عجیب سی لذت اور ذائقہ بھی تھا لیکن اس سے تو وہ زیادہ اچھا مجھے لگتا تھا وہ میرے شوہر سے نظریں بچا کر کسی نہ کسی حیلے بہانے سے مجھے دیکھتا تو میرے دل کی کلی کلہا جاتی تھی میں سوچتی کاش یہ لمحات جاوداں ہو جائیں وہ میری نگاہوں سیدل میں اترتا جا رہا تھا وہ ہمیں ٹیکسی میں رات گھر پر چھوڑ گیا تھا گیارہ بج چکے تھے آج کا دن میری زندگی کا بہت ہی خوشی کا دن تھا دوسرے دن غالباً دن کا ایک بج رہا ہوگا کہ دروازے پر دستک ہوئی تو میں چونک پڑی مجھے حیرت ہوئی کہ اس وقت کون ہوگا اس وقت میرے شوہر کے آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا میں نے جا کر دروازہ کھولا تو میری حیرت اور خوشی کی انتہا ہی نہ رہی تھی لمبے بھر کے لیے اپنا آپ بھول گئی اپنی خبر ہی نہ رہی دروازے پر ارسلان کھڑا تھا میری طرف مسکراتے ہوئے وزیدہ نظروں سے دیکھ رہا تھا اس کی آنکھوں میں دل میں اتر جانے والی چمک

کہاں بجک رہی تھی تمہیں پانے کے لیے تمہیں پہلی بار دیکھا تو میرے دل نے چیخ چیخ کر کہا کہ یہی ہے تمہارا محبوب وہ مجھ پر بجک گیا ہم وقت کے پکڑ سے نکل کر انسانیت کے ابتدائی دور میں پہنچ گئے جب اخلاق نے تہذیب کو چھوڑا تھا میں اپنا مقام اور فرض بھول گئی شوہر سے میرا جو رشتہ تھا وہ میں نے توڑ دیا تھا عشق کی خاطر میں اس کی ہو چکی تھی ارسلان طوفان گزر جانے کے بعد میں نے کہا کیا میں نے غلط نہیں کیا دیکھا کہے گی نہیں نہیں وہ میرے بالوں کو سہلائے ہوئے بولا تم نے عشق کے سطر پر قدم رکھ دیا ہے عشق اور جنگ میں ہر چیز جانتی ہوئی ہے تم نے عشق کو لازم وال کر دیا ہے۔۔۔ عظیم کر دیا دنیا بہت ہی آگے جا چکی ہے اور مزید جا رہی ہے عشق کا اختیار ہر کسی کو حاصل ہے مہارک ہو ہم نے عشق کی منزل پالی اس کی باتوں میں بڑا جادو تھا مجھے بڑی تقویت سی ملی ہوئی لی میں سہ پہر تک مد ہوش سی پڑی رہی میرے بدن کا جوڑ جوڑ درد کر رہا تھا میری کس کس میں عجیب سی فرحت بھر گئی میں نے اس سچل ایسی سرساری محسوس نہیں کی تھی دل بستر چھوڑنے کو نہیں چاہ رہا تھا اور پھر رفتہ رفتہ وہ ہمارے گھر آنے لگا بھی شوہر کی موجودگی میں کبھی اس کی غیر موجودگی میں اور اکثر رات کا کھانا وہ ہمارے گھر سے ہی کھا کر جاتا تھا ایک دن وہ مجھے اپنے ساتھ اپنے فلیٹ میں لے گیا جو ہمارے گھر سے گریز یا وہ دور نہیں تھا اس نے اپنے فلیٹ کو خصوصاً اپنی خواب گاہ کو ایسے شاندار طرز پر تھے اور سلیپ سے آراستہ و چیرا ست کیا ہوا تھا کہ اس کا ماحول بڑا خواب ناک تھا بستر کے عین سامنے ایک بہت ہی بڑا سا سنگھار میز تھا کھڑکیوں پر روشنی پردے پڑے اور ایک لمبا چوڑا اینگ اور اس پر نرم و گداز بستر تھا جو مجھے آج تک نصیب نہیں ہوا تھا اس کمرے میں بڑا کدو بھی تھا یہ

ڈوبنے لگا تھا میں نے مردہ لہجے میں دریافت کیا کہ وہ کون ہے۔۔۔ وہ تم ہو اس نے میری نظروں کے رو برو آکر میرے کندھوں پر اپنے ہاتھ رکھ کر تمام لیا اور میری آنکھوں میں جھانکنے لگا جب سے تمہیں دیکھا ہے میں پاگل ہو گیا ہوں اپنے ہوش ہو اس کو بیٹھا ہوں۔ میری وجہ سے میں اچھل پڑی تھی؟ مجھے اپنی سماعت پر یقین نہیں ہو رہا تھا میرے کانوں میں شریر نغمے گونجنے لگا۔ ہاں تمہاری وجہ سے میں جانتا ہوں مجھے یہ بات زیب نہیں دیتی کیوں کہ تم میرے دوست کی بیوی ہو مگر کیا کروں میں مجبور ہو گیا ہوں دل کے ہاتھوں میں تم دونوں کی محبت اور زندگی کی راہوں میں پتھر نہیں بننا چاہتا تم بھی شاید اس بے اختیار محبت کرنی ہو میں میں اس سے محبت نہیں کرتی نہ چاہتے ہوئے بھی میرے منہ سے نکل گیا مجھے اس سے نفرت ہے۔۔۔ کیا نفرت؟ اس کے چہرے کی حیرت اور خوشی اس کی آنکھوں سے بھی نمایا ہونے لگی تھی اسے جیسے یقین نہیں آیا تھا تم اپنے شوہر سے خوش نہیں ہو؟ میرا اس کا کیا جوڑ وہ ایک ننگور کی مانند ہے میرے والدین نے اس کی دولت اور آمدنی کو دیکھ کر مجھے اس کے لیے ہاندھ دیا تھا میں اس سے ایک لہجے کے لیے بھی محبت نہ کر سکی دولت ہی تو سب کچھ نہیں ہوتی وہ میرے قریب آ گیا میں وہ بات کہہ دوں جو میں کہنے کے لیے آیا ہوں؟ کہہ دو بلکہ وہ سب کچھ کہہ دو جو تمہارے دل میں ہے رکومت جو بھی بات ہے میں ضرور سنوں گی میں تمہاری کسی بھی بات کا برا نہیں مانوں گی مجھے تمہارے عشق نے پاگل کر دیا ہے میں کہاں جاؤں کیا کروں عشق کی آگ جلا رہی ہے اب تو میں تمہارے بغیر اس نے اپنا جملہ ادھورا چھوڑ دیا کہو رکومت جو تمہارے دل میں ہے وہ زبان پر لے آؤ پوچھو تو مجھے تمہارا ہی تلاش بھی جائے کہاں

خواب گاؤں کی شاہی محل سے کم نہ تھی یہ عشق کی آگ تھی جس میں جذبے سنگ رہے تھے جیسے جیسے میں اس آگ کی بجلی میں جل رہی تھی ویسے ویسے اپنے شوہر سے میری نفرت میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا اور سلطان میں ایک سلیقہ تھا وہ محبت اور ادب سے پوری طرح واقف تھا وہ بہت ہی خوبصورت تھا اس نے اپنی محبت کے جادو سے مجھے پوری طرح اپنی اسیر بنا لیا تھا میں تجھے میں اس کی باتیں سن کر پاگل ہو جاتی تھی اور اس کی قربت سے مدہوش ہو جاتی تھی وہ اکثر دن کو دفتر سے نکل کر کسی کام کے بہانے سے ہمارے گھر آ جاتا تھا وہ ایک گہری میں عشق کی آگ فروزاں کر کے چلا جاتا تھا اس نے مجھے اپنے فلیٹ کی ایک ڈبلی کیٹ جالی دے دی تھی کہ میں اس کی غیر موجودگی میں آکر وقت گزار سکوں میں اپنے شوہر سے چھٹکارا مانا جا رہی تھی اس طرح چوری چھپے ملنے سے تنگ آ رہی تھی یہ گھر کاٹ کھانے کو دوڑتا میرا شوہر اور بھی بد صورت دکھائی دینے لگا تھا مظلوم نہیں کیا بات تھی جب سے اور سلطان آتے لگ تھا اس کی محبت میں بڑی گرم جوشی اور وحشیانہ پن آگیا تھا وہ میرے نت نئے لباس خرید کر لانے لگا تھا جن سے میرا حسن و جمال اور بھی آنکھ بن جاتا تھا میں آج تک خود پردہ کی سے اس کے ساتھ پیش نہیں آئی تھی اور نہ ہی اس نے کبھی بھی شکایت کی میں بیک وقت دو مردوں کے منہ جوڑ سکیں کیسے کر سکتی تھی ایک دن نشات امیر لہجات گزر جانے کے بعد اور سلطان نے خود اس موضوع کو چھیڑا گفتگو کرنے کے لیے میں نے سوچا تھا کہ وہ کہے گا آخر کب تک ہم اس طرح ایک دوسرے سے ملتے اور دور رہیں گے مجھ سے تمہاری یہ جدائی برداشت نہیں ہوتی تم نہیں جانتی کہ میں ساری رات کس طرح انکاروں پر لوٹا رہتا ہوں اگر کچھ دنوں تک یہ سلسلہ یوں ہی چلتا

رہتا مجھ سے برداشت نہیں ہوگا میں خودکشی کر لوں گا اس کے سوا کوئی چارہ نہیں میں اسکی بات سن کر یوں تڑپ اٹھی جیسے کسی نے میرے دل پر دھککا ہوا انگارہ رکھ دیا ہو میں نے اس کے منہ پر اپنا ہاتھ رکھا تو اس نے بڑے جذباتی انداز سے تمام لیا ہونٹوں اور آنکھوں سے لگا لیا پھر اسے اپنے سینے پر دل کی جگہ رکھ کر جذباتی انداز سے بولا تمہاری اس چاہت نے تو مجھے پاگل کر دیا ہے تھوڑی دیر بعد اپنے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ کو دور کرنے کی تجویز بتائی جیسے سن کر میں اچھل پڑی جب اسے سمجھا یا تو میری سمجھ میں آیا کہ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں اور نہ ہی کوئی راستہ ہے اس نے سمجھا یا کہ میرے شوہر کو قتل کرنے کی نہ صرف جید کی رقم دینی مجھے ملے گی بلکہ میں اس کی تمام دولت کی قانونی مالک بھی بن جاؤں گی پھر ہم شادی کر کے ایک ہو جائیں گے اس نے کل کا منصوبہ بنا لیا وہ یہ تھا کہ وہ رات کے وقت عقیقہ دروازے سے اندر ہوگا میرے شوہر کو سائلنسر لگے ہسٹول سے گولی مار کر ہلاک کر دے گا اس سے پہلے میری منگیلی کس الماری میں سے سارا زیورات اور نقدی لے کر چلا جائے گا اور میں بیان دوں گی کہ چار افراد میرے گھر میں گھس آئے تھے اور میرے شوہر کو مزاحمت پر مار دیا آج کل شہر میں ڈکیتی کی وارداتیں مسلسل ہو رہی ہیں اس لی کسی کو اس کی مرنے کا شک نہیں ہوگا یہاں ایک بات بتانی چلوں کہ ہمارے گھر میں بہت سارا زیور پڑا تھا میرے گھر والوں نے تمیں تو بے کے تین سیٹ ہوا کر دیئے تھے علی بھی سبیلہ سیلا کھوں کا زیور اور ڈالر لے کر آیا تھا اس نے وہاں انقلاب برپا ہونے کی صورت میں کوڑیوں کے بہاؤ خریدے تھے اس کے علاوہ بھی وقتاً فوقتاً مجھے کچھ نہ کچھ خرید کر دیتا رہتا تھا وہ لاکھ کے انعامی بانڈ بھی پڑے تھے یہ

2014 جولائی

Digest.pk

آخری عشق

جاتی ایسا لگ رہا تھا کہ بھوپال آگیا ہو کمرے میں وہ دونوں جالور لگ رہے تھے شاید ان کی گفتگو سے اندازہ ہوا تھا میں نے ایک لمحے میں بہت کچھ سوچ لیا تھا۔ انتقام۔ میں باہر نکل دو واڑہ بند کیا اور گھر آگئی نژیک پولیس اسٹیشن کا نمبر لیا اور فون کیا پہلی بار میں نے کسی کو فون کیا تھا شام کو طی گھر آیا تو اس نے بتایا کہ آج پولیس نے مولیٰ کے مکان پر چھاپا مارا ہے ارسلان اور اس کی دوست رنگ دلیاں مناتے پکڑے گئے اور پانچ گلو ہیر وٹن بھی میں نے علی کو بتایا نہیں کہ یہ فون میں نے کیا تھا اس کہنے نے مجھے دھوکہ دیا تھا میرا گھر اجاڑنا چاہتا تھا مجھے میرے سہاگ سمیت قتل کر دینا چاہتا تھا رات کو جب علی بستر پر دراز ہوا سونے کے لیے تو میں نے اسے دیکھا کہ وہ مجھے بے حد خوبصورت اور پیارا لگا اور میں اپنے فریب کے چال سے نکل آئی اپنے رب سے گناہوں کی معافی مانگی اور دیر تک اسے سوچتی ہی رہی جس کی والہانہ محبت و حاجت کو یکسر میں نے نظر انداز کر دیا تھا وہ کتنا نکلیں انسان تھا اور میں خوبصورتی اور دولت کے چکر میں اسے بھول گئی تھی میں پہلی ہانڈ واری والہانہ انداز اور پوری خود سپردگی سے اس پر نچاؤر ہو گئی وہ سحر زدہ ہو کر مجھے دیکھ رہا تھا۔

زندگی صرف جلی ہوئی ہڈیا ہی نہیں بلکہ اس میں بڑے دانوں کی طرح غلوں کے موتی بھی مٹھرے ہیں دھنیے ہونے کی طرح ہری ہری گھاس ٹھار اور گاجر کی طرح خوش رنگ پھول کڑوے کرلیوں کی طرح دشمن بھی ہے ہمیں پالک کی طرح مل بھل کر رہنا چاہیے زندگی تو ایک پیاز کی مانند ہے جس میں موتیوں کی طرح آنسوؤں کی لڑیاں بھیں ہیں لیکن ہمیں چاہیے کہ سلا کی طرح ایک ہی ڈش بنیں رہیں یہی زندگی کی ڈش ہے۔

آفریاز

جولائی 2014

سب ایک دن میں نے ارسلان کو دکھائے چونکہ میں جلد از جلد اپنے شوہر سے نجات چاہتی تھی لہذا ہم نے منفرد طور پر انکی رات کو گھل کرنے کا فائل کر دیا دوسرے دن علی کے دفتر چلے جانے کے بعد میں نے کپڑے بدلے اور برقع پہن کر غلیٹ چلی گئی میرا دل بہت گھبراہٹا تھا اس لیے سوچا کہ چلو کچھ دیر غلیٹ جا کر آرام حاصل کروں جب میں غلیٹ کے دروازے پر پہنچی تو اندر سے ارسلان کی آواز سنائی دی جیسے وہ فون پر کسی سے بات کر رہا ہو میں نے چابی تالے کے سوراخ میں ڈال کر دروازہ بے آواز کھولا اور بند کیا اور ٹیوی لائیج میں پہنچ کر ٹھک کر رہ گئی سامنے خواب گاہ تھی اس کی دالین پر پردہ بڑا ہوا تھا خواب گاہ میں ایک عورت کی لہسی کی آواز سنائی دی وہ کہہ رہی تھی کہ، واہ کیا خوب منصوبہ بنایا ہے آپ نے ہم پر سوچ مجھے بچے والی غلیٹ سے نکل جائیں گے یعنی اور بے چارہ بعد میں خود ہی ذلیل و خوار ہو کر بیٹھ جائے گی۔ کہیں ایسا نہیں کہ تم مجھے فریب دے رہے ہو وہ ٹک آ کر بولی تم اپنے دوست کی بیوی سے رنگ دلیاں منانے چلے جاتے ہو۔ وہ میری محبوبہ نہیں اور نہ ہی میں اس کے عشق کرتا ہوں ایک کھلوتا ہے وقت گزاری کا تمہیں خواہ مخواہ شک ہو رہا ہے مجھ پہ اتنے مرے بعد تو اتنا اچھا مال ہاتھ لگا ہے کیسے اس موقع کو گنوا دیتا تمہیں پتا ہے کہ ہم کتنے مرے چکے خواب دیکھ رہے ہیں ابھی زندگی کا اور سنو میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تو رین کو بھی گولی مار دیں گے تاکہ کوئی بھی سراغ نہ رہے ارسلان کی آواز گونج رہی تھی اور یہ بریف کیس ہے اس میں پانچ گلو ہیر وٹن ہے نہایت عمدہ قسم کی اس سے بھی کروڑوں پولیس گے وہ کہہ رہا تھا میری نظروں کے سامنے دنیا اندھیر ہو گئی اگر میں کرسی کا سہارا نہ لیتی اور اعصاب کی مالک نہ ہوتی تو شاید بے ہوش ہو کر گر

آخری مشق

Digest.pk

شیشے کی گڑیا

تحریر۔ رفعت محمود۔ 03005034313

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
اور اللہ سے دعا ہے کہ جواب عرض کی پوری فیم کو اپنے حفظ و ایمان میں رکھے اور دن و گنی رات جو کئی ترقی عطا فرمائے آمین۔ یہ دل بھی جانے کیا شے بنتی ہے ہر کسی کے لیے اس دل میں ایک نہ ایک کوٹا ہوتا کہیں یہ ماں کے لیے روتا ہے اور کہیں اس کو باپ کی کمی محسوس ہوتی ہے اور کہیں یہ اس کو بھائی کا پیار اور کہیں بہنوں کی ڈانٹ پیار اور وہ رعب جو بچپن میں ملتا ہے اور ساری زندگی نہیں بھولتا اس کہانی میں بھی ایک ایسا درد ہے جو شاید میری طرح اور بھی بہت سے انسانوں کو ملا ہوا ہے یہ کئی بہن کی ہے اور خدا کسی کو بھی کوئی کمی نہ دے میری دعا ہے میری بہن سدا خوش رہے اور پھولوں کی طرح مسکراتی رہے خدا نے ہمیں بہن تو دی مگر ہماری وہ کی پوری نہیں کی جس کو ہم ترسے ہیں بہن کا پیار بڑا ہی جھگڑا رعب یہ سب ابھی تک اذہودا ہے خدا اگر بہن دی ہے اس کا پیار بھی ہمارے نصیب میں کرو مجھے امید ہے سب کو پسند آئے گی میری یہ کاوش میں نے اس کہانی کا نام شیشے کی گڑیا رکھا ہے۔ وارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام

تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاق ہوگی جس کا ادارہ یا راسخو ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

اچھے شیشے کی تھی اس لیے خراب نہ ہوئی تھی یہ گڑیا میری حاصل زندگی اور سرمایہ حیات ہے ایک زمانے میں یہ گڑیا میرا دل پسند کھلونا تھی اس گڑیا کو میں بہت آرزوؤں کے بعد پایا تھا ایسا معلوم ہوتا کہ تھا کہ میں دنیا کا خوش نصیب بچہ ہوں مجھ جیسا خوش نصیب پورے جہاں میں اور کوئی نہ ہوگا۔
اس گڑیا کو میں سکول بیک میں رکھ کر سکول لے جاتا تھا اور اپنے دوستوں کو دکھاتا اور مفرور ہو گیا تھا کیوں کہ اتنا حسین و جمیل کھلونہ کسی دوسرے کے پاس نہیں تھا اتنے خوبصورت کھلونے ہمارے ملک میں کہاں بنتے ہیں یہ کھلونے تو ترقی یافتہ ملک ہی بناتے ہیں۔

آج بارہ برس کے بعد مجھے لپٹی کیا یاد شدت سے آئی دل میں ایک ہوک اٹھی اور میں ترپنے لگا کہیں کسی غلط فہمی کا شکار تو نہیں ہوں۔
میں آپ کو بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ لپٹی میری اکلوتی بہن ہے مگر اس مقدس رشتے کو صرف چند لوگ ہی جانتے ہیں۔

پرانے کمرے سے صفائی کرتے ہوئے مجھے پرانے صندوق سے لپٹی کی شیشے کی گڑیا ملی گڑیا پر نظر پڑتے ہی میرے دل کو ٹھیس سی گئی اور میں لپٹی کے لیے تڑپ اٹھا کافی عرصہ پڑے رہے سے گڑیا اپنا اصل رنگ کھو چکی تھی آنکھوں کی خوبصورتی اور چمک ابھی بھی اس میں باقی تھی کیوں کہ وہ گڑیا

نولائی 2014

Digest.pk

شیشے کی گڑیا

ہمارے پاس بھی تو یہ بیرونی ملک سے آئی تھی یہ گڑیا میرے تمام دوستوں کے کھلونوں سے زیادہ خوبصورت تھی اس میں بہت سے کمالات تھے اس میں دو کمالات یہ تھے کہ اس کے پیٹ کا بنن دباؤ اس کا پیٹ کھانا شروع ہو جاتا اور اس میں سے عطر کی شیشی نکلتی اور خوشبو سی پھیل جاتی۔

دوسرا اسکے پیشانی پہ لگا ہوا بنن دباؤ تو یہ اپنی آنکھیں گھماتی اور زور سے پھونک مار کر زور زور سے ہنستی ہے شیشے کی گڑیا نے پورے سکول میں دھوم مچا دی تھی اور مجھے اس گڑیا کی وجہ سے کافی شہرت ملی تھی بہت سے بچے جو مجھ سے جلتے اور حسد کرتے تھے۔

اس وجہ سے کہ وہ میری برائی کرتے رہتے تھے اور مجھے پنجر سے مار پڑتی تھی وہ باتیں اور لڑائی میں آج تک نہیں بھولاشیشے کی گڑیا کی باتیں کرتے کرتے میں لیلیٰ کو تو بھول ہی گیا تھا یہ گڑیا مجھے لیلیٰ نے دی تھی میں بچپن میں بہت شرارتی تھا میرے بھائی اور امی شرارتوں سے بہت تنگ تھے اس وجہ سے آئے دن مجھے مار پڑتی رہتی۔

محلے میں میری امی کی بہت عزت تھی اس عزت کی وجہ یہ تھی کہ امی محلے میں روے دیتی رہتی تھیں اور اکثر شادیوں میں اپنا زور بھی عورتوں کو پہنچنے کے لیے دیتیں عورتوں میں یہ باتیں عام تھیں تھیں کہ میری امی کا شوہر بہت امیر تھا اور جاپان میں تجارت کرتا تھا اس کا شوہ اس کو ہر ماہ دو لاکھ خرچہ دیتا تھا۔

میرے ابو کو کئی سال سے جاپان میں مقیم تھے اور وہی اپنا کاروبار کرتے تھے امی کو ہر ماہ خرچ کے لیے کافی روپیہ بھیج دیتے تھے ہم اپنے والدین کے چار بیٹے تھے ہماری کوئی بہن نہیں تھی اس وجہ سے بڑوس والے ہمیں بہت خوش قسمت سمجھتے تھے کہ انہیں بیٹی کی بچپن سے جوانی اور بڑھاپے تک

بیانے کی کوئی فکر نہیں ہے۔
ہمارے بڑوس سلگنی کی بارہ بیٹیاں تھیں چار بیٹوں کے بعد میرے والدین کو قدرتی طور پر بیٹوں کی آمد تھی جب چوتھی بار بچے کی پیدائش تھی تو سب بہت خوش تھے کہ اس بار بیٹی ہوگی اور امی نے تین ماہیں اور درباروں پہ بڑے حادے چڑھائے ہوئے مگر جب میں پیدا ہوا تو سب ہی مایوس ہو گئے تھے جیسے میں پہلے سے بتا چکا ہوں کہ میں شرارت سے شیطان کے کان کاٹا تھا۔

امی جب کپڑے پہنتی تھیں تو میں مٹی میں کھیل کر سب گندے کر دیتا تھا مار پیٹ کا مجھ پر اثر نہیں ہوتا تھا مجھے ابو کا ساتھ رہنا یاد نہیں مجھے تو ان کی شکل بھی یاد نہیں ہے گھر میں چاروں طرف ابو کی تصویریں آویزاں تھیں ان کو دیکھ کر ذہن پر ابو کی شکل نقش ہو جاتی تھی میں چھوٹا سا ہی تھا کہ ابو جاپان چلے گئے تھے میرے خینوں بھائی جاپان میں ہی پیدا ہوئے تھے میں پیدا ہونے والا تھا کہ ہمارا خاندان اپنے آبائی گاؤں واپس چلا آیا تھا۔

اب تو ابو سالوں بعد ہی آتے تھے ابھی میں چار سال ہی تھا کہ ابو کا آنا بند ہو گیا۔

تجرباتی میں میں اکثر یہ سوچتا رہتا تھا کہ شاید گھر والے مجھے اس لیے ناپسند کرتے ہیں کہ میں نے ان کی ایک بیٹی کی جگہ لے لی جس کی سب کو تمنا ہے شاید یہی وجہ ہے میرے ابو گھر نہیں آتے تھے امی اگر میں لڑکی ہوتا تو ایک روز امی نے زبردستی پکڑ کر اپنے پاس سونے کو کہا تو میں پوچھا۔ چپ رہو خاموش رہو امی نے چیخ کر کہا اور انہوں نے مجھے اپنے پاس سے اٹھا کر بھاگ دیا اور وہ دوپہر میں درختوں میں گھوم گھوم کر گزاری تھی بہن کا وجود کتنی بڑی نعمت ہے میرے تمام دوستوں کی بہنیں تھیں کسی کی چھوٹی تو کسی کی بڑی بھوپکی بہن عذرا تو اس کی کتابوں پر جلدیں چڑھانی

شیشے کی گڑیا 98 جولائی 2014 Digest.pk

میرے ابو کا تھا انہوں نے لکھا تھا کہ میں بہت جلد گھر آ رہا ہوں ابو کے گھر آنے کی وجہ سے گھر میں کہاں کہیں ہو گئی تھی میری خوشی کی تو کوئی بھی انتہا نہیں تھی میں ابو سے چھ سال بعد ملنے والا تھا میں ہر ایک سے پوچھتا کہ جاپان کا سفر یہاں سے کتنے دن کا ہے تو وہ بتاتے کہ جہاز پہ چوبیس گھنٹے لگتے ہیں۔

میری امی بھی ایک ایک دن گمن کر گز رہی تھیں ایک روز انہیں نے بتایا کہ تمہارے ابو اتوار کو آ رہے ہیں ہم سب بہت ہی خوش تھے اتوار کی صبح ابو گھر آئے تو سب سے پہلے میرے بڑے بھائی نے انہیں کھڑکی سے آتے ہوئے دیکھا ان کے پیچھے دو آدمی ان کا سامان اٹھائے ہوئے تھے۔

جیسے ہی وہ گھر میں داخل ہوئے انہوں نے مجھے سینے سے لگا لیا اگر مجھے کوئی فخر یا احساس پیدا ہوا تو وہ اسی لمحے ہوا تھا ابو نے سب کو باری باری بہت پیار کیا اور میں انہیں غور سے دیکھے چار ہاتھ ابو میرے قصورات سے زیادہ سانٹولے سے تھے انہوں نے بہت خوب صورت سوٹ پہنا ہوا تھا چابک ہمیری نظر ایک چھوٹی سی ہنسی پر پڑی جو ان کے پیچھے کھڑی تھی اس کا رنگ سفید تھا چہرہ گول منول اور آنکھوں میں چمک اس کے سنہرے تھکنگ یا لے بال اس کے کندھوں پر پھیلے ہوئے تھے اس نے سفید فرائیڈ جس پر بڑے بڑے سرخ پھول بنے ہوئے تھے پہنی ہوئی تھی اور مجھ سے قد میں کچھ بڑی تھی۔

ابو نے اسے جاپانی زبان سے کچھ کہا تو وہ گھبرائی ہوئی آئین میں آنکھڑی ہوئی سارے گھر کی آنکھیں اسی لڑکی پر لگی ہوئی تھیں ابو کو نظر انداز کر کے سب اس کو دیکھ رہے تھے جانا کہ ابو چھ سال بعد آئے مگر سب اس لڑکی کو اچھے سے پہچان رہے تھے۔

اور ان پر خوبصورت تصویریں بناتی اکثر وہ اپنے بھائی کا سکول کا کام بھی خود ہی کر دیتی تھی۔

اور جواد کی بہن کی تو شادی بھی ہو گئی ہے سنا ہے اس کے شوہر کی بہت بڑی موٹھیں تھیں جواد حُرے لے لے کر مجھے اپنی بہن کی شادی کے بارے میں بتاتا تھا شادیاں بھی تھی دھوم دھام سے منائی جاتی ہیں گھر میں چراغاں اور قہقہوں سے بھری ہوئی لوگوں کے لیے بیٹھنے کی جگہ اور ڈھولک پر لڑکیوں کے شادی بیا کے گیت اور لوگوں کا ایک بڑا سا شور و غل یہ سب چیزیں مجھے بے حد پسند تھیں مگر افسوس یہ تھا کہ میرے گھر میں کوئی بھی بہن نہیں تھی اور نہ ہی ہمارے گھر میں بہن کی کوئی بارات آئے گی۔

اگر میری کوئی بہن ہوتی تو اس کی شادی بھی بڑی دھوم دھام سے ہوتی میں اپنی کتابوں پر جلدیں خود چڑھاتا ہوں سکول کا کام کرنے کے لیے اپنے بھائیوں سے کہتا ہوں تو وہ انکار کر دیتے ہیں اور اگر میں ضد کرتا ہوں تو وہ میرے کان کھینچتے ہیں۔

ابو بہت باقاعدگی سے خطوط لکھتے ہیں میرا بڑا بھائی جو کہ میٹرک میں تھا وہ خطوط بڑھ کر سنایا کرتا تھا وہ ہر خط میں میرا ذکر کرتے تو مجھے بڑا فخر سا محسوس ہوتا ابو کے متعلق میں ہر وقت سوچتا رہتا جو ہم سے اتنی دور تھے جاپان میں ان کا اپنا کاروبار تھا۔

میرے بھائی جاپان کی عجیب و غریب کہانیاں سنایا کرتے تھے جو بچے وہاں سکول نہیں جاتا تھا اس کو لاوارث بچہ سمجھا جاتا تھا دو پہر کے وقت بچوں کو گھروں سے نہیں نکلنے دیتے تھے ان کی یہ باتیں سن کر میں حیران سا ہو جاتا تھا کہ میرے ابو وہاں پتا نہیں کیسے رہتے ہوں گے۔

ایک رات وہاں سے گھر ایک خط آیا تھا۔

سے لپٹ گئی اور دادی اماں کی طرف اشارہ کر کے وہ چا پانی زبان میں کچھ کہتی رہی۔

مجھے اس لڑکی کا چیخنا بالکل بھی پسند نہیں آیا تھا اور نہ ابو سے جا کر لپٹنا۔ اس رات میں نے امی ابو کو لڑتے سنا اور دونوں ساری رات لڑتے رہے یہ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ امی ابو سے اس قدر ناراض کیوں ہیں میرے انداز سے کے مطابق حالات کچھ خطرناک تھے۔

سب آپس میں باتیں کر رہے تھے کسی نے کھانا کھایا اور کسی نے نہ کھایا آخر میں سو پنے پر مجبور ہو گیا کہ یہ سب گڑ بڑ اس لڑکی کی وجہ سے ہوئی ہے۔

اس لڑکی کے نقوش سے تمہیں ظاہر نہیں ہو رہا وہیں آنکھیں وہی ناک تمہارے شوہر کی ہے ہمارے پڑوس کی سلمیٰ نے کہا۔

ارے بہن تم بالکل ٹھیک کہہ رہی ہو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے امی نے اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔

ان باتوں کو میں سن کر سمجھ گیا کہ لیلیٰ ابو کی اپنی بیٹی ہے اور میری بہن مجھے یہ بات سن کر بہت ہی خوش ہوئی لیکن یہ سب لوگ باتیں کیوں کر رتے ہیں میں سوچ رہا تھا کہ مجھے لیلیٰ کی زبان تو سمجھ نہیں آتی تھی لیکن میں اس کی معصوم نگاہوں کو سمجھنے لگا تھا مجھے ابھی تک یہ علم نہیں تھا کہ میری بہن عمر میں مجھ سے چھوٹی ہے یا بڑی ہے میں پوچھنا چاہتا تھا مگر میری ہمت نہیں بڑھتی تھی۔

میں نے جب کوشش کی اپنی بہن سے دوستی کرنے کی تو وہ ہم سے دور رہتی مگر بھر میں وہ صرف ابو کے پاس رہا کرتی تھی دن کے وقت وہ ہر وقت اپنے اپنی کپیس کے پاس بیٹھی کھیلتی رہتی تھی اگر اس سے کوئی بات کرتا یا اس کا ہاتھ پکڑتا تو وہ زور زور سے چیخ مچا کر دیتی تھی

آدمیوں نے سامان برآمدے میں رکھا اس سامان میں ایک نیلا سا اٹیچی تھا جب اسے رکھا گیا تو لڑکی نے فوراً اسے الٹ کر کے رکھ دیا اور خود میرے پاس آکر کھڑی ہو گئی چائے منگوائی گئی میری دادی اماں جب کمرے سے باہر آئیں تو ماحول کچھ سا زگمگم ہوا غصن کم ہوئی خاموشی ٹوٹ گئی۔

چنانچہ صبح کی فلیٹ سے آئے ہو دادی اماں نے ابو کو پیار کرتے ہوئے پوچھا۔

جی امی فلائٹ کچھ لیٹ تھی ابو نے بڑے ادب سے جواب دیا۔

وقت بھی کتنا بدل گیا ہے پہلے لوگ سالوں میں پہنچتے تھے اب تو فاصلے سٹ کھٹے ہیں۔ دادی اماں نے کہا۔

باتوں کے دوران دادی اماں بڑے غور سے لڑکی کو دیکھ رہی تھیں جو حیران کھڑی تھی جیسے وہ اندھیرے میں طویل مدت گزار کر آئی ہو امی ابھی تک ابو کے پاس نہیں آئیں تھیں یہ بات مجھے عجیب سی لگی کہ چھ سال بعد ابو گھر آئے ہیں اور وہ ان سے ملنے بھی نہیں آئیں مگر کے ماحول میں ایک خاموشی سی طاری تھی ابو بتا رہے تھے کہ چا پان میں ایک ایکسیڈنٹ میں کچھ لوگ ہلاک ہو گئے ان میں ابو کے ایک دوست بھی ہلاک ہوئے اور یہ لڑکی ان مرحوم کی بیٹی ہے لیلیٰ کا اس دنیا میں کوئی بھی نہ رہا تھا۔

جب وہ چھوٹی سی تھی تو اس کی امی اللہ کو پیاری ہوئی اور پھر ابو نے اسے سہارا دیا تو وہ بھی چل بسے اس لیے میرے ابو اسے اپنے ساتھ پاکستان لے آئے ہیں۔

مجھے اس چیم بنگی پر بہت رحم آیا وہ شکل و صورت سے بہت پیاری تھی دادی اماں نے اسے بلایا تو وہ انجان بن گئی دادی اماں نے خود جا کر اس کے سر پر ہاتھ سے ہاتھ رکھا تو وہ چیخ کر ابو

انہوں نے مجھے قریب بلا کر کہا۔
جیہا تم سکول نہیں جا رہے ہو۔
جی نہیں میں سب کچھ بھول کر ہوں۔ دراصل
ابو آپ کے آنے کی وجہ سے میں نے چھپایاں لی
ہوئی ہیں اس کے بعد انہوں نے کچھ نہیں کہا میں
بھی چپ رہا تھا اس کے بعد میں نے گڑیا کے
متعلق سوچنا چھوڑ دیا تھا سکول میں سب دوست
مجھے تنگ کرتے ان کو گیلی کے بارے میں علم ہو چکا
تھا۔

دعائیں۔۔ ایک لڑکی یا سمین بلند آواز میں
کہہ رہی تھی۔ سنا ہے کہ تیرے ابو جاپان سے ایک
لڑکی بھی ساتھ لائے ہیں کہاں سے۔ پیچھے سے کئی
آوازیں آئیں یہ سن کر میرا دل سب کو مارنے کو
چاہا لیکن میں خاموش رہا کیوں کہ کل ہی یا سمین
نے مجھے چاکلیٹ دی تھی۔

لیکن پھر بھی اسے ابو کے بارے میں ایسی
بات نہیں کرنی چاہئے تھی ابو کی کوئی بیوی جاپان
سے یہ بات بالکل جھوٹ تھی یا سمین کو بھلا کیسے پتہ
ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں پھر بھی یہ خیال
مجھے تنگ کرتا رہتا ہی میں نے ایک روز ای سے
پوچھا۔

میری کلاس فیلو یا سمین کی امی کہتی ہے کہ
۔۔؟

کیا کہتی ہے۔۔ امی نے میری بات غصے
سے کاٹتے ہوئے کہا یہی کہ ابو کی ایک اور بیوی
اور بچے جاپان میں ہیں۔

میں نے دھیرے سے پوچھا تو امی نے کہا
کہ مجھ سے کیا پوچھتا ہے جا کر اپنے باپ سے
پوچھ ابو کو آئے ہوئے ایک ہفتہ ہو گیا تھا میں ان
کے ساتھ والے کمرے میں ہوتا تھا۔

ایک رات جب میں سو رہا تھا تو میں
نہ کھلا کھڑا ابو کے اس طرح پاس کھڑی تھی

اس کا اپنی خوبصورت کپڑوں سے بھرا ہوا
تھا جب وہ اسے کھولتی تو عطر کی خوشبو سے فضاء
مہک جاتی اس کے آنے کے دو دن بعد مجھے وہ
شیشے کی گڑیا نظر آئی اس نے اپنا اپنی کھولا تو میں
نے جھکے سے جھانکا اس کی فرائیوں کے درمیان وہ
شیشے کی گڑیا رکھی ہوئی تھی۔

یہ کیا ہے۔ میں نے اسے پوچھا تو اس نے
مجھے غور سے دیکھا اور مجھے محسوس ہوا کہ وہ میرا
مذاق اڑا رہی ہے اسے میری زبان کی سمجھ نہیں آئی
میں نے اس گڑیا کی طرف اشارہ کیا تو اس نے
گڑیا باہر نکالی وہ خود اس کی خوبصورتی میں کھو گئی
تھی اس نے اس کے پیٹ کو چھوا تو گڑیا کی
آنکھیں کھولنے لگیں۔

مجھے دکھاؤ میں نے شرماتے ہوئے اسے
کہا۔

میں نہیں چاہتا تھا کہ مجھے کوئی گھر والا دیکھے
ورنہ وہ مجھے ڈانٹنے لگیں گے مجھے گھور کر دیکھا اور
خاموشی سے گڑیا کو اپنی میں رکھ دی اس کی اس
حرکت سے مجھے بہت دکھ ہوا اور میں بد دل سا
ہو گیا لیکن کو غم تھا کہ مجھے اس کی گڑیا اچھی لگی ہے وہ
مجھے دیکھ کر جلانے کے لیے گڑیا نکال لیتی اور خود
کھیل کر رکھ دیتی مجھے لگتی بہت ہی بد و مارغ معلوم
ہوتی اگر مجھے گڑیا کی ضرورت ہوتی تو میں ابو سے
کہتا وہ مجھے بازار سے لادیتے میں اس خیال سے
دل کو تسلی دے لیتا اگر مجھے گڑیا مل جاتی تو مجھے خوشی
ہوتی میں اس کو سکول لے جاتا اور دوستوں کو
دکھاتا میں ابو سے کہوں گا لیکن میں تو ابو سے بات
کرنے میں ڈرتا ہوں ویسے کوئی خاص وجہ تو نہ تھی
لیکن مجھ میں بات کرنے کی ہمت نہ تھی ابو بھی مجھ
سے زیادہ بات نہیں کرتے تھے۔

میں تو دور سے ہی ان کو دیکھتا تھا لیکن ہمت
کر کے میں گڑیا کے بارے میں کہنے لگا تھا

شیشے کی گڑیا

جولائی 2014

سید ابوبکر عیسیٰ

نواز امی کے رشتہ دار بھائی تھے اور وہ جاپان میں ہی رہتے تھے ابو خاموش ہو گئے۔ مگر امی کا قصہ اور بھی بڑھ گیا اور پھر وہ ایک دوسرے کو طعنہ دینے لگے بستر پر لیٹ کر میں اللہ کے حضور گزر گزرا کو دعا مانگ رہا تھا۔

اے اللہ اس جھگڑے کا انجام برائہ ہو ایک روز مجھے چیزیں پھینکنے اور لڑنے جھگڑنے کی آوازیں آئیں میں نے کانوں میں انگلیاں دے کر نہیں مگر آنکھوں سے آنسو جاری تھے کافی دیر کے بعد مجھے امی کے ستر حیاں اترنے اور سستے کی آواز میں آئیں صبح جب میں اٹھا اور دیکھا کہ ابو اپنا اور بلی کا سامان پیک کر رہے ہیں۔

ابو کہاں جا رہے ہیں میں نے بڑے بھائی سے پوچھا۔

جہنم میں۔۔۔ وہ جھلا کر بولا۔ میں نے خود سے سوال کیا آخر سب کو کیا ہو گیا ہے لیکن اس بات کا میرے پاس بھی جواب کہاں تھا۔

ابو نے پہلے دادی اور پھر امی کو الوداعی سلام کیا پھر ہم سب کو سینے سے لگا کر پیار کیا میرے دونوں بھائیوں نے اپنی آنکھیں صاف کیں ابو نے یوں دیکھا جیسے یہ منظر انہوں نے دیکھا ہی نہ ہوا انہوں نے بلی کو اپنی زبان میں کچھ کہا۔

اور وہ فوراً اٹھ کر کھڑی ہوئی اس کی فراق بہت پیاری تھی بڑے بڑے گلاب کے پھول بنے ہوئے تھے میں ستون سے لگا خاموش کھڑا تھا وہ میرے نزدیک آ کر مسکرائی مگر میں مسکرا بھی نہ سکا وہ میرے اور قریب آئی اور شیشے کی گڑیا مجھے تھا دی اور ایک بار پھر مسکرائی اور پھر اپنی زبان میں کچھ کہتی ہوئی میز صوف سے نیچے اتر گئی۔

ابو آگے اور بلی ان کے پیچھے پیچھے ہو جھل قدموں سے چلتے ہوئے دروازے سے باہر نکل گئے اور وہ ہم کو سواں دور جا رہے تھے۔

بلی کی طرح ہم بھائیوں نے آج تک ابو سے کبھی کھل کر بات نہیں کی تھی مجھے بلی سے جلن سی ہونے لگی تھی میرا خون کھول اٹھا تھا میرے پاس نہ اچھے کپڑے تھے نہ شیشے کی گڑیا تھی چٹون ہمیشہ گندی رہتی اور اس میں جن بھی نہیں تھے کیا یہ وجہ ہے کہ ابو مجھے پسند نہیں کرتے۔

اس وقت میرا دل چاہا کہ خوب روؤں اور پھر میں سسکیاں لے کر خوب رویا ایک دم مجھے ابو کے بلانے کی آواز آئی۔

جی ابو ابھی آتا ہوں۔۔۔ میں نے جواب دیا میں آہستہ سے ابو کے کمرے میں داخل ہوا تو بلی ابو کے گلے میں بائیں ڈالے بیٹھی تھی مگر میں نے اسے نظر انداز کر دیا۔

آؤ وقاص بٹنا۔۔۔ یہ کہہ کر ابو نے مجھے گلے سے لگا لیا اور چا پالی زبان سے بلی سے کچھ کہا پتہ نہیں ابو نے بلی سے کیا کہا تھا لیکن اب مجھے معلوم ہو گیا تھا اس رات ابو نے کہا تھا کہ بلی یہ تمہارا بھائی ہے اس رات گھر میں ایک طوفان پیدا ہو گیا تھا۔

وہ لاوا جو پچھلے آٹھ دنوں سے پک رہا تھا ایک دم ابل پڑا امی اور ابو میں سخت لڑائی ہوئی کسی کی ہمت نہیں تھی کہ درمیان میں آتا یہ لڑائی لمحہ بہ لمحہ بڑھتی گئی ابو کی تو یہی کوشش تھی کہ اپنے اوپر قابو پائے رکھیں کہ تم مجھے غلط سمجھ رہی ہو وہ اپنی صفائی میں کہتے رہے امی کہتیں۔

تمہاری صفائی پر یقین کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے مجھے سب کچھ پتا چل گیا ہے امی نے غصے سے کہا۔

تمہیں کیا پتا ہے ابو نے غصے میں کہا۔ تمہیں کچھ پتا نہیں۔

مجھے بے وقوف مت بناؤ مجھے نواز نے سب کچھ لکھ دیا ہے۔ ابھی نے طیش میں آ کر کہا۔

چند حوں بعد میں ہی مراں کی سردوں سے
اجمل ہوئی آج بارہ برس بعد پھر مجھے لکلی کی یاد
آئی اور میں اس بارے میں سوچ رہا ہوں شاید
میں اسے یاد بھی نہ ہوں لیکن میری دعا ہے کہ اللہ
میری بہن کو جو مجھ سے کوسوں دور ہے ہمیشہ خوش
خبر رکھے آمین۔
قارئین کیسی لگی میری کاوش اپنی قیمتی رائے
سے ضرور نوازے گا مجھے بے چینی سے انتقاد رہے
گا اور میں مشکور ہوں ان قارئین کا جو میری
کہانیاں پسند کرتے اور میری حوصلہ افزائی کرتے
ہیں آخر میں سب کے لیے دعا گو ہوں اللہ سب کو
خوش رکھے آمین۔

سفر میں حوں کو ہوں سین
لبو پر لفظ روتا ہے، لبو پر لفظ روتا ہے
یہی وعدہ لیا تھا تا
ہمیشہ خوش ہی رہتا ہے
تو دیکھ لو آ کر
(پریا، انگ)

غزل

دن رات ترسے لگتے ہیں جب یاد تمہاری آتی ہے
ہم ٹوٹ کے بکھرنے لگتے ہیں جب یاد تمہاری آتی ہے
کچھ اپنی تم کو تلائیں کیا حال ہمارا ہوتا ہے
ہم تمہارے دل سے لگتے ہیں جب یاد تمہاری آتی ہے
یہ سانس بھی ختم جاتی ہیں یہ دھڑکن بھی رک جاتی ہے
ہم جینے مرنے لگتے ہیں جب یاد تمہاری آتی ہے
جب تم کو بھولنے لگتے ہیں تو خود کو مردہ پاتے ہیں
ہم پھر سے جینے لگتے ہیں جب یاد تمہاری آتی ہے
(روینہ نواز، راجن پور)

غزل

کیسے ہم اپنی محبت کو اس کے سامنے جان کریں
وہ ہماری زندگی ہے یہ کہہ کر کیوں اسے حیران کریں
ہم تو اجڑ چکے ہیں محبت کی راہوں پہ چل کر
اب اس کی زندگی کو کیوں ہم دیران کریں
چھوڑ دیں گے اس کی دنیا کو اک دن ہمیشہ کے لیے
اسے کہہ دو کہ وہ نہ خود کو اتنا پریشان کرے
(روینہ نواز، راجن پور)

یہی وعدہ لیا تھا تا.....

ہمیشہ خوش ہی رہتا ہے، تو دیکھو
دیکھ لو آ کر، میری آنکھوں کو دیکھو تم
یہ کتنی شوخ، کتنی
میرے ہونٹوں کو دیکھو لم، ہمیشہ مسکراتے ہیں
یہی وعدہ لیا تھا تا
ہمیشہ خوش ہی رہتا ہے تو دیکھو، دیکھ لو آ کر
کوئی بھی غم اگر آیا، اسے ہنس کر سہا میں نے
میرے چہرے کو دیکھو تم، ہمیشہ پر سکون ہو گا
تو سوچو گے کیا تھا جو میں نے تم سے
وہ وعدہ کر دیا پورا
مکراک بات ہے پیارے، کبھی جو وقت مل جائے
تو میری شاعری پڑھنا، جہیں محسوس ہو گا
کہیں کتنی بھرا لہجہ، کہیں یہ سرو سا لہجہ
کہیں دور کی کڑواہٹ
کہیں لہجہ کی

شیشے کی گزرا
جواب عرض 101
جولائی 2014
Digest.pk

بدنامی کی موت

-- تحریر: مصباح محبوب -- گھر سنگھ، جڑانوالا

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
میں آپ کی خدمت میں ایسی کہانی لے کر حاضر ہوئی ہوں جو سبق آموز کہانی ہے مجھے امید ہے کہ آپ
سب کو پسند آئے گی اور آپ میری حوصلہ افزائی ضرور کریں گے یہ ایک نئی اور ہمارے اپنے ہی علاقے کی
کہانی ہے میں نے اس کا نام۔ بدنامی کی موت رکھا ہے اگر آپ چاہیں تو اس کو تبدیل بھی کر سکتے ہیں۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام
تبدیل کر دئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اطلاق ہوگی جس کا ادارہ یا ادارہ ذمہ دار نہیں
ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

کہانی بالکل سچی ہے اور میرے ہی علاقے
کی ہے دسمبر کی سرد ترین رات تھی جب ناصر
اپنی بھائی کے پیچھے اپنی پھوپھو کے گھر گیا تھا اپنی
بھائی سے کہنے لگا کہ بھابی رخسانہ کسی کے ساتھ
بھاگ گئی ہے بھابی ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔
اچانک بھابی کی نظر رخسانہ کے والد پر پڑی
جو کافی دیر سے وہاں کھڑا کچھ ڈھونڈ رہا تھا سب
کے چہروں کو پہچان رہا تھا۔
لیکن ایسا لگ رہا تھا جو کچھ وہ ڈھونڈ رہا تھا
اسے نظر نہیں آ رہا تھا اسی طرح رات گزر گئی پھر صبح
پورے گاؤں میں ڈھنڈورا پٹ گیا کہ رخسانہ بھا
گئی ہے اسی طرح تین دن گزر گئے اور کسی کی
زبان پر کچھ اور کسی کی زبان پر کچھ یعنی جتنے من اتنی
ہی باتیں
ناصر کی پھوپھو کی شادی نہیں کی تھی اور وہ
فقیری لائن میں تھی اس کے گھر میلا گلتا نظر پکاتا تھا
لوگ جمع ہوتے تھے ہر کوئی وہاں آتا جاتا کھانا
کھاتے لوگ ان کے ہاں کسی دربار کی طرح

گزر رہے تھے۔
ناصر کی پوری فیملی پھوپھو کے گھر تھی اس دن
جس دن بھابی نے ناصر کو بتایا ٹھیک تین دن بعد فجر
کی آذان کے وقت رخسانہ کے گھر سے جین گرنے
کی آواز آئی جیسے کوئی اتنی اونچی آواز میں رورہا ہو
مگلے والے اکٹھے ہو کر ان کے گھر گئے تو رخسانہ کی
ماں اونچی آواز میں رورہی تھی۔
اور رخسانہ چار پائی پر مردہ حالت میں پڑی
تھی ان کے گھر میں مہمان آئے اور اسے نہلانے کا
وقت آیا گاؤں میں جو عورتیں مردوں کو نہلاتی ہیں
جب اسے نہلانے لگیں تو اس کے گلے میں نشان
تھے صبح تو معلوم ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے لیکن جو بات
سامنے آئی اس سے پتہ چلا کہ رخسانہ کو بھلی لگا کر مارا
گیا تھا کفن دفن کے بعد آہستہ آہستہ وقت گزرتا گیا
گھر میں رخسانہ کی موت کا دکھ صرف اس کی ماں کو
تھا اور کسی کو بھی اس کا کوئی دکھ نہ تھا۔
چار بھائی تھے ایک بیرونی ملک رہتا اور باقی
گھر میں رہتے کچھ نے موسیقی وغیرہ رکھے

جنوری 2014

جواب عرض 102

بدنامی کی موت

Digest.pk



Digest.pk

ہے نہیں بتاتی اور اس نے وہاں سے سوٹ لیا اور۔
درزی کو سلائی کے لیے دے دیا۔

اس نے وہ سوٹ دینا تھا کہ پورے گاؤں
میں اس کے چہ چہ ہونے لگے۔

اب تو آئے دن رخسانہ کے جسم پہ کبھی کہیں
زخم ہوتا تو کبھی کہیں وہ اپنے جسم کے کبھی کسی جگہ کو
چمکتی اور کبھی کسی جگہ کو اور پن میں بھر کر اکرم کو خط
لکھتی تھی وہ دل و جان سے اکرم کو چاہتی تھی مگر
اکرم اپنی ہوس پوری کرتا تھا۔

اتنے میں سوٹ سل گیا اور وہ پر فیوم اور واج
اور سوٹ لے کر اکرم کو دے آئی اور ساتھ ہی اپنے
دل کی بات کی کہ اکرم اب ہم شادی کر لیں اب
تمہارے بغیر نہیں رہا جاتا کیوں کے شادی کرتی تو
اس کے گھر والے اسے قبول نہیں کرتے ایسا کرتے
ہیں گھر سے بھاگ کر کورٹ میریج کر لیتے ہیں۔

اسے رخسانہ کی یہ ترکیب اچھی لگی دونوں نے
پلان بنایا کہ کل شام کو گھر سے بھاگ جائیں گے
اگلے شام رخسانہ گھر سے زور تمام نقدی لے کر اکرم
کے گھر آگئی ایک رات تو اس نے اکرم کے گھر میں
ہی گزار دی بنا نکاح کے ہی رخسانہ تو اس حق میں نہ
تھی کہ وہ نکاح کے بغیر اس کے ساتھ رہے مگر اکرم
نے اسے باتوں میں ایسا پھنسا یا کہ اسے مکمل یقین
دلایا کہ میں تم سے ہی نکاح کروں گا مگر پوری رات
اگلے گزار کر اگلی صبح وہ چار دوستوں کو لے کر کھیت
میں پہنچا اور انہیں ساری بات بتا دی اور آ کر
رخسانہ سے کہا کہ چلو رخسانہ ہم کسی اور جگہ چلتے ہیں۔

یہ سب کچھ ادھر ہی رہنے دو جو تم لے کر آئی
ہو اگر ضرورت پڑی تو چھوٹا دے آئے گا پھر اسی
بہانے سے وہ رخسانہ کو گھر سے کھیت میں لے کر آ گیا
کھیت میں چاروں کے حوالے کر کے کہ لو نو جو مرضی کرو

کی موت بھی تھی ہوئی جب اس کی ماں بھینسوں کا
دودھ نکالنے لگی ہوئی تھی

رخسانہ نے بہت چھوٹی عمر میں مڈل پاس کیا
تھا اس کا قد درمیانہ اور گندمی رنگت اور سمارت
تھی۔

وہ بہت تیز تھی اس نے ہر کام بہت تیزی سے
سنہالتی تھی گھر کے کام اور پھر کھیتوں میں بھی اور
حویلی میں سوشیوں کا کام بھی بہت اچھی طرح
سنہالا ہوا تھا گھر سے حویلی اور پھر باہر کا کام اتنی
آزادی نے اسے موت کے قریب کر دیا تھا۔

رخسانہ کے گھر کے پاس ہی اکرم کا گھر تھا
اکرن ایک درزی تھا رخسانہ اس سے بہن لینے لگی
تھی اور یہی سے اس کی تباہی شروع ہوئی تھی وہ بہن
لے کر واپس مڑی ہی تھی کہ اکرم بولا۔

ایک منٹ میڈم آج آپ بہت ہی
خوبصورت لگ رہی ہو کم عمری میں کسی نوجوان سے
اپنی تعریف سن کر بہت خوش ہوئی اب تو بہانے
بہانے سے وہ اکرم کے پاس جانے لگی۔

اسی طرح ایک دو مہینے گزر گئے اکرم کی محبت
رخسانہ کے دل میں گر کر گئی اور اسے اپنے دل کی
گہرائیوں سے چاہنے لگی بھی اس کے لیے مختلف
مزیدار کھانے بنا کر لے جاتی آج اس کی پونے
والی ساس اس کی خالہ سندھ سے آئی ہوئی تھی جو
کے بہت امیر تھی رخسانہ کی والدہ کا ارادہ تھا کہ وہ
اپنے بنی اپنی بہن کے گھر میں بیاہے۔

لیکن اس کی خال امیر لوگوں کو پسند کرتی تھی
دل سے وہ اس رشتے پر خوش نہ تھی آج پھر رخسانہ
ناصر کے گھر آئی اور اس کی بھابی سے کہنے لگی کہ
میں نے اپنے منگیتر کے لیے سوٹ لینا ہے مجھے
کپڑے کا معلوم نہیں ہے کون سا سوٹ اچھا اور
کون سا برا ہے میرے ساتھ چلو اور ساتھ میں یہ بھی

کر لیتی فحشیات کا دامخ اب اس کا ساتھ نہیں دے رہا تھا وہ بالکل پاگلوں کی طرح رہنے لگی۔

رفیق نے جب اپنی بیوی کی یہ حالت دیکھی تو سوچا کہ اس کے بیرونی ملک والے بیٹے کو بلا کر اس کی شادی کر دوں رفیق نے ایسا ہی کیا۔

اور اپنے بیٹے سلیم کو بلا کر اور اپنی بہن یعنی وسیم کی پھوپھو کی بیٹی سے اس کی شادی کر دی وسیم نے اپنی بیگم کے ساتھ چار مہینے گزارے تھے کہ اس کی پھوپھی ختم ہو گئی اور پھر بیرونی ملک چلا گیا۔

پھر وسیم کے گھر بیٹا ہوا اور اس کے دوسرے بھائی کی بھی شادی ہو گئی تھی اس کے ہاں تین بیٹیاں ہوئیں اس رفیق کو اپنی پوتیوں کی شکل میں رخسانہ کئی بار نظر آئی مگر وہ کسی کو کہہ نہیں سکتا تھا۔

کیوں کہ اگر کہتا تو اس کا پول کھل جاتا کہ اس نے اپنی بیٹی کو کھل کیا ہے۔

اور رخسانہ اس کو ہر پہل ہر وقت ستانے لگی تم نے مجھے کتنی بیدار دی سے مارا ہے اب تیرے خاندان کی کوئی بھی لڑکی کو زندہ نہیں چھوڑوں گی۔

تم اور تمہارا خاندان پوری زندگی لڑکیوں کو ترسو کے بیٹیاں تو ہوں گی مگر تم لوگ انکو پیانہ سکو گے۔

یہ کہہ کر رخسانہ نے بجلی کے تار سے ایک تار کھینچ کر اپنے ناخنوں سے اسے پھیلا اور رفیق کے پاؤں میں پھینک دیا رفیق بھاگنا چاہتا تھا مگر اس کے پاؤں اس کا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔

اسی طرح اسی تار کے ساتھ چپک کر رفیق نے اپنی جان دے دی پھر صبح جب رفیق کا بیٹا اپنی بھینسوں کا دودھ لینے آیا اور اس نے اپنے باپ کی یہ حالت دیکھی اور ڈر گیا بجائے کہ وہ ہاتھ لگاتا مگر پیچھے بھاگ گیا اور گھر والوں کو اطلاع کی اور گھر والوں نے سمجھا کہ بیٹا سے انہوں نے جدی سے ڈاکٹر کو بلایا اور ڈاکٹر نے دیکھا تو وہ تو کافی دیر

ان چاروں نے رخسانہ کو کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ چھوڑا اور اس کی عزت کو تار تار کو دیا۔

رخسانہ کے والد نے اکرم کے گھر والوں کو دھمکایا کہ اگر وہ دن کے اندر ہماری لڑکی نہ آئی تو میں تم لوگوں کی ساری بیٹیاں اٹھا کر لے جاؤں گا اکرم کے والد نے اکرم کو کال کی کہ جلد واپس آ جاؤ یہاں کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے۔

اکرم کہنے لگا کہ ماں ہم تو سندھ کے قریب ہیں اور ہم جلد واپس نہیں آ سکتے اکرم کے والد نے یہ سب رخسانہ کے گھر والوں کو بتا دیا کہ وہ تو سندھ کے قریب ہیں اب ہم جلدی واپس نہیں آ سکتے۔

اکرم کے والد نے سب رخسانہ کے والد کو بتا دیا کہ وہ لوگ سندھ کے قریب ہیں اور ان کو پیار سے گھر لے جاؤ۔

رخسانہ کی خالہ تو پہلے ہی جان چھوڑنا چاہتی تھی کہیں وہ میرے گھر کی بہو نہ بن جائے۔

رخسانہ کے والد نے اکرم کا نمبر دیا اور کہا پیار سے بات کرنا اس کی خالہ نے ان سے بات کی اور گھر آنے کو کہا ان دونوں کو ان کی باتوں پر اعتبار ہو گیا اور وہ دونوں خالہ کے گھر کی طرف چلے گئے خالہ نے انہیں بہلا پھسلا کر واپس بھیج دیا اور رخسانہ کے والد کو اچھی طرح سمجھا دیا کہ اسے زندہ مت چھوڑنا۔

رفیق نے اپنی بیٹی کو تو مار دیا مگر اکرم کو کچھ نہ کہا رخسانہ کی وفات کے بعد نہ کسی نے اس کا ختم دلایا اور نہ ہی کوئی اس کی قبر پر جاتا اگر اس کی والدہ جاتی تو اسے بھی کوئی نہ جانے دیتا۔

فحشیات جو رخسانہ کی ماں تھی وہ جب بھی کسی کے پاس بیٹھ جاتی تو کہتی کہ میں نے غصے سے رخسانہ سے بات نہیں کی تھی اگر مجھے پتا ہوتا کہ یہ لوگ اسے مار دیں گے تو میں اس سے کوئی بات ہی

جولائی 2014

105 جواب عرض

بدنامی کی موت

Digest.pk

کی روح حاضر ہو سکتی تھی اور دم نہ لیا ہوا پانی بھی دیا۔
اور کہا کہ گھر چار کونوں میں پانی کا چھڑکاؤ
کرنا ہے انہوں نے ایسا ہی کیا اور پھر قرآن خوانی
کی گئی اور رخسانہ کو حاضر کیا گیا اور اس سے معافی
مانگی مگر رخسانہ بہت ہی غضبناک ہو چکی تھی۔

وہ بولی کہ میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا تم
نے جو کرنا تھا وہ تو کر لیا لیکن میں تم سب کو چھوڑوں
کی نہیں سب اس کے قدموں میں گر گئے۔

رخسانہ کی ماں بھی رخسانہ نے دیکھا کہ ماں تو
بے قصور ہے مگر میرے پاؤں میں کیوں تو اسے رحم
آگیا اس نے سب کو معاف کر دیا اس کی روح
کہنے لگی کہ میں غلط تھی مگر میری غلطی کا فائدہ یہ اٹھایا
کہ میں تو اپنے ابا کو بتانا چاہتی تھی کہ میں اپنے
دشمنوں سے اپنی عزت کا بدلہ لے سکیں۔

مگر مجھے ایسی موت دی کہ بجلی کے چاروں
کے ساتھ تڑپ تڑپ کے مری میں چلتی رہی مگر
میری ایک نہ سنی پھر یہ سب بتانے کے بعد رخسانہ
نے ہاتھ باندھے اور اوپر آسمان کی طرف اڑنے
لگی کافی اونچائی تک نظر آتی رہی۔

اس کے بھائیوں کے مرے مصیبت ملی اب
ان کی بیٹیاں بالکل ٹھیک ہیں۔

اور ان کی شادیاں بھی ہو رہی ہیں سب اپنے
اپنے گھروں میں خوش ہیں۔

کارمین جیسی گلی میری تحریر ضرور بتائیے گا

کلاب کو بھی کنول بنا دیتے ہیں
ان کی اک نظر پہ غزل بنا دیتے ہیں
کسی کجخت نے ہم سے وفا نہیں کی ورنہ
ہم اپنے پیار کا تاج محل بنا دیتے

بنا کر چھوڑ دیتے ہیں وہ اپنی ذات کا قیدی
کچھ لوگ اس طرح بھی محبت کا انتقام لیتے

جولائی 2014

صفحہ 106

Digest.pk

بدنامی کی موت

کامر چٹا تھا۔
وقت اپنی روانی میں چلا رہا فضا میں
اپنے دوسرے دونوں بیٹوں کی بھی شادیاں کر دیں
اور ان کے پاس بھی بیٹیاں ہی ہوئیں ادھر وسیم اور
شہباز کی اولاد بڑی تھی مگر دوسرے دونوں کی چھوٹی
اور جب بالکل شادی کے قابل ہوئی تو ایک دن
وسیم کی بڑی بیٹی جو کہ اپنے کمرے میں اچھی بھلی
سولی تھی مگر صبح تک نہ اٹھی تو سب نے اس کا دروازہ
پیٹنا شروع کر دیا آخر کار دروازہ توڑنا پڑا پھر دیکھا
تو وہ بھی بالکل رخسانہ کی طرح مری ہوئی تھی۔
گاؤں والوں نے دیکھا تو کہا کہ انہوں نے
خود ہی مارا ہے اسے۔

یہ لوگ سب کو بتاتے کہ ہم ایسا کیوں کریں
کے سب گاؤں والے کہنے لگے کہ ایسے ہی رخسانہ کو
بھی مارا تھا ہو سکتا ہے صبا نے ایسی حرکت کی ہو مگر
سب مانتے تھے کہ صبا ایسی نہیں ہے اسی طرح اس
خاندان کی لڑکیاں جوانی میں قدم نہ رکھتے ہی ایسی
حالت میں ملتی سب بہت ہی پریشان تھے۔

مگر جب ان کی بیٹیاں مردہ حالت میں ملتی تو
سوچتے کہ یہ سب رخسانہ کو مارنے کا نتیجہ ہے مگر
فضیلت بہت ہی ڈرتی ہوئی تھی۔

ایک دن عامل بابا کے پاس گئی اور کہا کہ
ہمارے گھر کی لڑکیوں کے ساتھ یہ واقعات ہو
رہے ہیں عامل بابا نے کہا وہ بھی بتاؤ جو پہلے ہوا تھا
اس کو ساری بات بتانا پڑی۔

عامل بابا نے کہا کہ کل آنا اور اپنی ساری
بیٹیوں کو بھی لے کر آنا فضا میں کل پھر گئی عامل بابا
نے کہا گھر میں نماز پڑھو اور قرآن خوانی کروا کے
رخسانہ کے نام کا ختم دلو اور تمام لڑکیوں سے کہا
کہ تم سب رخسانہ سے معافی مانگ لینا وہ تمہاری
بہن ہے تم کو معاف کر دے گی اور ساتھ میں
فضیلت کے بیٹوں کو وہ عمل بھی بتایا جس سے رخسانہ

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✧ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✧ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✧ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریچ
- ✧ ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ✧ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور رٹریوم ایبل لنک
- ✧ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✧ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریچ
- ✧ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✧ ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- ✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

ہیں

اپنی دعا کا اتنا دھوکہ نہ کیا کر اے جان جان
میں نے تو کو بھی جسم سے بیوفائی کرتے دیکھا

ہے

بے رخی کبھی کسی کو جیت نہیں سکتی
محبت تھی ہو تو چھوڑ جانے والے بھی لوٹ
آتے ہیں

زمین ظفر۔ رانا ناؤن

ترپے دل اور آہ بھی نہ ٹٹے زبان سے
چپ چاپ آنسوؤں کو بہایا کرو گے تم
جذبات میں آ کر جلا دے میری ساری وفا میں
اب کس طرح جی کو بہلایا کرو گے تم
اب کس طرح جی کو بہلایا کرو گے تم
موت تو برحق ہے جدا کر کے ہی چھوڑے گی
دعہ کرو میری قبر پہ آیا کرو گے تم
(ثناء کنول، چکوال)

غزل

وہ شخص جو مجھے زندگی سے پیارا ہے
جس کے بغیر لگتا ویران جہاں سارا ہے
وہ ایسا شخص جس کی ذات ہے
میری نظروں میں چمکتا وہ محبت کا ستارہ ہے
نہیں ملتا تو دل کی حالت عجیب ہوتی ہے
اس میں میرا نہیں دل کا قصور سارا ہے
جب وہ محبت بھری باتیں کرتا ہے غور
پتہ چلتا ہے وہ محبوب بتاتا ہے
(مولانا عبدالمغفور نقشبندی ٹیلیفانی، حافظ آباد)

حسرت بھری نگاہوں کو آرام تک نہیں
وہ یوں بدل گیا کہ اب سلام تک نہیں
جس کی طلب میں زندگی اپنی گزار دی
اس بے وفا کے لب پہ میرا نام تک نہیں
جو کہہ گئے تھے شام کو بتائیں گے آج پھر
کچھ سال ہو گئے کوئی پیغام تک نہیں
مدفون ہوں تیرے جہر کی اک ایسی قبر میں
کتبے پہ جس کے آج کوئی نام تک نہیں
بے اختیار اٹھتے ہیں میرے قدم ادھر
حالا کہ اس گلی میں مجھے کام تک نہیں
(روبینہ نواز، راجن پور)

غزل

من نسبت ہجر غم کے ماروں سے
بات کی تھی جو چاند تاروں سے
چاندنی رات میں رہے بے تاب
جہل مجھے آتشیں نگاروں سے
ان کی محفل میں بات کر نہ سکے
راز دل کہہ دیا اشاروں سے
اشک بہتے ہیں روشنی ہی سے
میری پلکوں پہ ان شراروں سے
ان کی نظروں میں ہو گئے کم تر
بڑھ گئے درد میں ہزاروں سے
کیوں اڑا لے گئی خزاں جاوید
پھول مانگے تھے جو بہاروں سے
(محمد اسلم جاوید، فیصل آباد)

غزل

جب وفا میں میری یاد کر کے روپا کرو گے تم
نہ نیند آئے گی نہ سویا کرو گے تم
اس وقت میری یاد تمہیں بہت ستائے گی
جب کسی سے آنکھ ملایا کرو گے تم

جولائی 2014

جولائی 2014

بدنامی کی موت

Digest.pk

کیوں بدنام ہے محبت

۔۔۔ تحریر: منیر رضا۔ ساہیوال۔ 0315.4398843۔

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
میں آج پھر ایک کہانی لے کر آپ سب کی خدمت میں پیش ہو رہا ہوں مجھے امید ہے قارئین اسے ضرور پسند کریں گے اور یہ ایک ایسی کہانی جو ہمارے معاشرے کو کوئی تو خدا خوفی پیدا کرے گی جن لوگوں نے سچے پیار کو قماشے بنا رکھا ہے ان کو انہیں اس کی کوئی بھی بات دل میں بیٹھ گئی اور وہ ایسا گناہ کرنے سے خود کو بچا سکیں تو میں سمجھوں گا میرا کہانی نکلنے کا مقصد پورا ہو گیا ہے میں نے اس کہانی کا نام۔ کیوں بدنام ہے

محبت رکھا ہے
اور وہ جواب غرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاق ہوگی جس کا اوارہ یا رائٹرز مدد نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

واقعی سچا ہے دل ایک بچہ ہے جو وقت اور حالات کے ساتھ ساتھ پروان چڑھتا ہے زندگی کے خشیب و فراز انسان کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔
یوں تو آئے روز ہم ناقابل فراموش واقعات اور عبرت ناک کہانیاں پڑھتے ہیں آئے روز کئی واقعات ہوتے ہیں۔
جن سے فل وقت تو ہم سبق لیتے ہیں اور ہر قدم پھونک پھونک کر دیتے ہیں۔
مگر جیسے جیت تڑپتا جائے دنیا کی رنگینیاں ہمارے دل و دماغ پر نقش ہونے لگتی ہیں اور ہم سب واقعات کو بالکل فراموش کر دیتے ہیں۔
اور مستکبوں میں اتنا گمن کو جاتے ہیں کہ ہمیں یہ خبر ہی نہیں رہتی کہ ہمارے آس پاس کیا ہو رہا ہے ہمیں تو فقط اپنی اسائنمنٹ سے غرض ہوتی ہے کہ اور ہمارے سامنے کئی زندگیاں اقمہ اجل ہو جاتی ہیں

خوب نوٹ جاتے ہیں۔
بہت سی بیٹیاں بے آبرو ہو جاتی ہیں آخر کب تک ایسے حالات رہیں گے۔
کب تک ہماری نادانیاں ہمارے والدین کا شرمندگی کا باعث بنیں گی آئے روز کے واقعات سے ہم کھینچتے کہاں حاصل کرنے والے ہیں۔
جب تک ہم پریکٹس نہ کر لیں ہمارے کانوں پہ جوں نہیں رہتی۔
محبت وہ پاکیزہ شب ہے جسے ہم نے اپنی نادانیوں کی کے باعث بدنام کر دیا ہے دوسروں کے عیب بڑے واضح دکھائی دیتے ہیں۔
مگر آدمی خود میں تلاش کرے تو خامیوں کے انبار لگے ہوں گے آج کون چاہتا ہے کہ وہ خود کو غلط تصور کرے۔
یہاں تک کہ وہ اپنے رویے کو بھی رائٹ ہی تصور کرتا ہے۔

جولائی 2014

108

Digest.pk



Digest.pk

اب خاور کا معمول بن گیا تھا کہ مجھے روزانہ رات کو ایک غزل سینڈ کرنا تھا اسکا معمول مجھے اس کے قریب تر کرنا جا رہا تھا۔

اب میں بھی اسے صبح کا جواب دینے لگی تھی ہم ایک دوسرے کے بہت ہی قریب ہو چکے تھے ایک روز خاور نے فیس نو فیس ملے کا اسرار کیا میں نے ہاں کہہ دی اس نے ایڈریس پوچھا تو میں ٹھہرانے لگی مگر ہمت سے کام لیا میں نے اسے ایڈریس بھی بتا دیا اگلی صبح خاور نے کال کی اور کہا کہ وہ جلد ہی آرہا ہے میں نے کھانا تیار کیا ابھی میں مصروف تھی کہ دروازے پر دستک ہونے لگی۔

میں نے دروازہ کھولا تو ایک خوش پوش نوجوان میرے سامنے کھڑا تھا جی آپ کی تعریف تعریف اس خدا کی جس نے ہمیں تخلیق کیا بندہ کو خاور کہتے ہیں اور آپ کا نام جی میرا نام رامین ہے۔

آئیے ناں آپ باہر کیوں کھڑے ہیں میں نے کہا میں نے خاور کو کھانا پیش کیا اس نے کہا آپ بھی میرے ساتھ کھائیں بھی تو بات بنے گی جی ضرور کیوں نہیں میں نے کہا ہم نے مل کر کھانا کھایا۔

خاور کا شاعرانہ مزاج تھا وہ کھانے کے ساتھ ساتھ ہی شاعری کہنے لگا

آنکھوں میں کچھ خواب سجائے چل پڑے ہیں
محبت کی راہوں پہ یوں انجان ہیں
واقف سی پہچان ہے اپنی
کبھی گزر نہیں ہوا محبت کے آنکھن سے
نجانے کیسا مزاج رکھتی ہے محبت
شنا تو ہے جان لیوا ہے محبت
مکراتی مٹھاس میں اتنا ہر کیوں
چھپائے پھرتے ہیں
محبت کب تک رسوا کرنے کی
کب تک دل جلانے کی محبت
ہمیں کب پہچانے کی محبت

اور یہی تصور اس کی زندگی پر باد کرتا ہے جب وقت بیت جاتا ہے تب پچھتاوا بھی فضول ہوتا ہے یہی پچھتاوا انسان کے لیے فضول بن جاتا ہے۔

اور اس روگ کو مٹانے کے لیے وہ سہارے تلاش کرتا ہے مگر افسوس نشیات کا سہارا اس کی جان بھی لے سکتا ہے۔

آئیے قارئین رامین کی داستان سنئے
میں اپنے معمول کے مطابق اپنے گھر کے کام کاج میں مصروف تھی موبائل تو اکثر میرے پاس ہی رہتا ہے اچانک کھنٹی بجنے لگی اور مسلسل بج ہی رہی تھی میں نے دیکھا تو ایک نیا ہی نمبر تھا۔

میں نے انڈیا کیا دوبارہ پھر فون بجنے لگا اس بار دل نے چاہا کہ سنا جائے آخر کون ہے جو مسلسل فون کر رہا ہے میں نے رسیو کیا ہیلو کون؟

جی میں خاور بات کر رہا ہوں
یوہیں کس سے بات کرتی ہے۔؟
جی میں نے آپ سے ہی بات کرنی ہے
جی یوہیں کیا بات ہے۔ میں آپ کا نام جان سکتا ہوں کیا میں نے فون بند کر دیا۔

اس کے بعد مسلسل فون کی بل بھتی رہی مگر میں نے کوئی بھی رسیو نہیں نہ دیا۔

میں اپنے کام میں مگن ہو گئی تھوڑے کھیتوں میں کام کے لیے چلے گئے میں اکثر گھر میں اکیلی ہوتی تھی دو تین روز گزر گئے خاور کی کال نہ آئی تھی چوتھے روز اس کا ایک ایس ایم ایس آیا پلیز اپنا نام تو بتا دو میں نے جواب میں لکھا جس سے نمبر لیا اسی سے پوچھ لو مگر وہ بار بار ایک ہی مسجج کر رہا تھا۔

میرا بھی ایک ہی جواب تھا آخر کار وہ رک گیا اور آپ کے مسجج بھی آنا بند ہو گئے میں بھی ایک الجھن میں پڑ گئی اب کیا کروں مگر چند روز بعد پھر وہی سلسلہ شروع ہو گیا بار بار ایک مسجج آخر کار میں جگ آ کر اسے بتا دیا کہ میرا نام رامین ہے۔

اسے خاور صاحب آپ تو اچھے شاعر بھی ہیں
رامین تھا نہیں بن گیا ہوں۔

اور یہ سب آپ کی کرم نوازی ہے رامین آپ
سے ایک بات کہنی تھی جی کہیں آئی لو پورامین۔ سیم نو یو
خاور ان شبوں کے ساتھ ہی خاور کہنے لگا رامین میں
اب چلتا ہوں۔

وہ خود تو چلا گیا مگر مجھے ایک بے قراری سی دے
گیا اب طبیعت میں پہلا ساضراج نہیں رہا تھا ہر لمحہ
خیالوں میں گزرتا تھا پہلے تو ہر وقت ہنسی مذاق چلتا تھا
مگر اب اضطرابی اور بے چینی ہر وقت مزاج میں رہتی
ہے انداز گفتگو کافی بدل چکا تھا۔

اکثر رضیہ باقی میری خاموشی یہ خفا ہو جاتی تھی
میں کربھی کیا سکتی تھی کوشش تو بہت کرتی کہ سب سے
اجھا بڑا کروں مگر یہ بات بھی اب شاید میرے بس
میں نہیں تھی

کیوں دل پہ چھا گیا ہے اضطراب کا موسم

کہاں سے آگیا ہے اضطراب کا موسم

پہلے ہی پٹی ہے گوشہ دل میں

آتے ہی ہا گیا ہے اضطراب کا موسم

آنکھ تلتے ہی پھر کھل جاتی ہے

مجھے اب جگا گیا ہے اضطراب کا موسم

فقا ایک شب اب زباں پہ پر پا ہے

چو چٹکے سے گن گنا گیا ہے اضطراب کا موسم

خیل کی دنیا میں گم رہتے ہیں ہم

کچھ اس طرح چھا گیا ہے اضطراب کا موسم

رضا سنو تو دل میں شور کیسا ہے

امید کی شمع جلا گیا ہے اضطراب کا موسم

اب ہر صبح شام خاور کے خیالوں میں گزرتی تھی

ایک دن خاور کا فون آیا رامین میں تم سے آج رات ملنا

چاہتا ہوں مگر خاور یہ ناممکن ہے سب گھر والے اس

وقت گھر میں موجود ہوتے ہیں۔

اور اگر انہوں نے دیکھ لیا تو وہ دن میری زندگی

کا آخری دن ہوگا۔

تم فکرت کرو میں شام کو ہی تمہارے گھر کی دیوار
پر اسے لی دن گولیاں رکھ دوں گا تم ان سب کو چائے
میں کھلا دینا۔

ایسا ہی ہوا نہ جانے کب خاور دیوار پر گولیاں رکھ کر
چلا گیا میں نے ان میں سے دو گولیاں چائے میں ملا
دیں سب آہستہ آہستہ فیند کی دنیا میں کھو گئے رات دس
بجے خاور نے کال کی میں دروازہ کھولا اور اسے اپنے
کمرے میں لے گئی یہاں سے پیار کی باتوں کا آغاز
ہو گیا ہم پیار بھری باتوں میں کھو گئے۔

آج میں بھی بے بس ہو گئی تھی اور اسی بے بسی
نے مجھے سب کچھ بھلا دیا اور قارئین اوارے کے ردول
کے مطابق کچھ باتوں پر پردہ پانا بھی ضروری ہوتا ہے
صبح ہونے کے آثار نظر آنے لگے۔

خاور نے بھی جانے کی تیاری کی میں بھی جلدی
سے فریش ہو کر اپنے بستر پر لیٹ گئی سورج طلوع ہو
چکا تھا میری آنکھ بھی کھل گئی۔

سب گھر والے بھی بیدار ہو چکے تھے میں نے
ناشتہ بنایا اور سب نے ناشتہ کیا اور اپنے اپنے کام پہ
چلے گئے گھر میں ہم دونوں رہ گئی تھیں۔

رضیہ نے رات کی ملاقات کا پوچھا تو میں ڈر گئی
کربھی کیا سکتی تھی آخر رضیہ کو سب کچھ بتانا پڑا میری
نادانی پر رضیہ مجھ سے بہت غصہ ہوئی۔

نور ہو لی رامین تم کو ذرا بھی اپنے والدین کی
عزت یہ ترس نہیں آیا تم نے اپنے جذبات میں اپنا
ہوش بھی کھو دیا آخر ایسی کون سی مجبوری تھی یہ سب تو
شادی کے بعد بھی ہو سکتا تھا رضیہ تمہیں کیا بتاؤں میں
بے بس ہو چکی تھی۔

اور میری اس بے بسی نے مجھے اتنا بڑا قدم
اٹھانے پر مجبور کر دیا ہے رامین اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو
ہم جیتے جی مر جائیں گے وہ دن سوچو کیسا ہوگا خیر
آئندہ احتیاط کرنا اور ماں اب خاور کو کبہ دو اپنے

جولائی 2014

Digest.pk

ساتھ یہ سب ہو چکا ہے جتنی جلدی ہو سکے یہاں پر آجائے میں نے خاور کو فون کیا مگر خاور۔

نی رات میں اس وقت ہسپتال میں ہوں اور جو نہیں ہونا تھا وہ ہو گیا ہے ہو سکے تو تم جلد ہسپتال آ جاؤ ماں کو بھی پتہ چل گیا ہے۔

اور اس وقت ماں میرے ساتھ ہے اس نے ہی کہا ہے کہ اسے فون کرو جلد سے آجائے پلیز اگر تم نہ آئے تو میری زندگی برباد ہو جائے گی سمجھو رات میں یہ جان کے مجھے بھی اپنے کئے پر ملامت ہو رہی ہے میں اب خود سے بھی آنکھ نہیں ملا سکتا۔

اور ہاں اس میں بہاؤ لپیٹور میں اور میرا آنا مشکل ہے خاور تم اگر ذرا بھی مجھ سے محبت کرتے ہو تو ضرور آؤ۔

رات میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں اور شادی بھی تم سے ہی کروں گا خاور اس وقت تمہارا آنا بہت ہی ضروری ہے ڈاکٹر بھی کہہ رہے ہیں۔

میں اب کیا کروں تم کسی طرح یہ معاملہ رفع دفع کرو میں میں آ کر سب دیکھ لوں گا۔

یہ کہتے ہی خاور نے فون بند کر دیا۔

ماں نے پوچھا کیا وہ آنے کو تیار ہے میری آنکھ سے بے اختیار آنسو نکل پڑے۔

ڈاکٹر نے مجھے حوصلہ دیا اور کہا بیٹی زندگی میں ایسے معاملات تو ہوتے رہتے ہیں۔

اگر تم بہت بار جاؤ گی زندگی گزارنا تمہارے لیے دشوار ہو جائے گا تم تو اس بات کا ہے

وہ کون لوگ ہیں جو محبت پالیتے ہیں ہمیں تو کہیں نہ ملی دل کے آئین میں دل کی دھڑکن میں ہم نے دل کا ہر اک گوشہ دیکھا ہر اک داوی ہر اک چمن دیکھا کہیں بھی کسی بھی سوز پر ہم کو محبت نہ ملی مگر ہاں ملی تھی جیسے زہر کے روپ میں زہریلی ناگن کے بھیس میں

والدین کو ہمارے گھر بھیجے تاکہ اس راز کو فاش ہونے سے پہلے ہی تمہاری شادی ہو جائے۔

اور ہم بھی ذلیل ہونے سے بچ جائیں رضیہ کی باتوں نے مجھے خوف زدہ کر دیا میں نے خاور کو فون کیا اور اسے کہا کہ جتنا جلدی ہو سکے اپنے والدین کو ہمارے گھر بھیجیں۔

خاور نے کہا کہ اتنی جلدی بھی کیا ہے اور کہا رات میں کل رات والی حرکت پہ بہت شرمندہ ہوں خاور جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا اب بجائے کہ ہم اس پر شرمندہ ہونے کے ہمیں اس کا کوئی حل تلاش کرنا ہوگا رات میں تم ذرا بھی فکر نہ کرو میں بہت جلد اپنے والدین کو تمہارے گھر بھیج دیا ہوں۔

سات دن گزر گئے مگر خاور نے ایسا کوئی قدم نہ اٹھایا جیسے جیسے دن گزرتے گئے میری پریشانی میں اضافہ ہوتا گیا۔

ایک روز ماں نے پوچھا کہ رات میں کیا بات ہے تمہارا رنگ اتنا زرد کیوں پڑ گیا ہے ماں کچھ نہیں ہے ایسی تو کوئی بھی بات نہیں ہے۔

آپ بے فکر ہو جائیں خیر ماں کو تو میں تسلی دے دی مگر میرے دل میں بس ایک ہی خدشہ تھا کہیں یہ راز فاش نہ ہو جائے۔

اگر ایسا ہو گیا تو میری بدنامی تو ہوگی مگر میرے والدین کی بھی عزت خاک میں مل جائے گی دو ماہ سے زیادہ ہو گئے تھے میری طبیعت واضح ہوتی جا رہی تھی میری ای کو مجھ پہ شک ہو گیا تھا۔

ماں نے کہا رات میں میرے ساتھ میری دوست رخسانہ کے پاس چلو ہم صبح ڈاکٹر رخسانہ کے پاس چلے گئے اس نے میرا چیک اپ کیا اور کہا کہ مبارک ہو آپ کی بیٹی ماں بننے والی ہے ماں یہ سنتے ہی چلا اٹھی ادھر سے بخت ماری تم نے ہماری عزت خاک میں ملا دیا ہے اور ذرا بھی نہ سوچا۔

اب فون کرنا اپنے عاشق کو اور کہو کہ میرے

دل کے ہر اک کو نے میں دستی چلی گئی
بر باد کرتی چلی گئی خود کا عادی بنا کر
وہ ہم سے دور چلی گئی تم تو اس با نکا ہے
ہم کو محبت نہ ملی

بچی راہین آج کے اس دور میں محبت بدنام ہو
چکی ہے اور محبت کا سچا چہرہ رکھنے والے لوگ خاک
ہو چکے ہیں۔

آج کے اس دور میں محبت کا نام صرف ہوس
ہے اور آج محبت کے بھیس میں پھرتے درندے
انسان کی عزت کا ذرا بھی خیال نہیں رکھتے یہ سب
وقت کی خزاکت خوب فائدہ اٹھاتے ہیں۔
اور موقع ملتے ہی ڈس لیتے ہیں تم پریشان نہ
ہوں میں تمہارا علاج کروں گا۔

اور تم بہت جلد ٹھیک ہو جاؤ گی اس نے میرا
علاج کرنا شروع کر دیا ہم کو جلد گھر واپس جانا تھا
ڈاکٹر سے کل کا وقت لے لیا جب گھر پہنچے تو سب
افراد گھر میں تھے۔

ابو نے پوچھا راہین کو کیا ہوا مان نے بتایا اس کا
بھار بگڑ چکا ہے اس لیے اسے ڈاکٹر کے پاس لے گئی
تھی اور اس نے کل پھر چیک اپ کروانے کا کہا ہے
یہ جلد بہتر ہو جائے گی۔

ابو کو ذرا بھی شک نہ ہوا کل صبح پھر ڈاکٹر کے
پاس گئے ماں نے بتایا کہ ڈاکٹر راہین کو کل والی دوائی
سے ذرا بھی فرق نہیں ہوا اسے انجکشن لگانا پڑے گا
جس کے دو منٹ بعد ہی مجھے ہوش نہ رہا۔

میرے لیے یہ لمحہ زندگی اور موت کا لمحہ تھا
زندگی اور موت کے درمیان جنگ لڑ رہی تھی۔
مگر خلود نے فون کر کے یہ نہ پوچھا کہ میں کس

حال میں ہوں

وہ کیا جانے کس حال میں ہیں
موت اور زندگی کے حال میں ہیں
ہم بھی شہنشاہ تھے اپنے بچپن میں

اب تو جوانی کے زوال میں ہیں
ابھی تک رہائی مقدر میں نہیں
قید تیری سیازلف کے جال میں ہیں
کیا پوچھتے ہولٹ جانے کا سبب
بہت سے دوستوں کی ڈھال میں ہیں
دلا سہارے کر سلا تو دیئے بچے ہم نے
رضایہ نہ کیا کہ ہم قاتل میں ہیں

بہت وقت گزر چکا تھا مجھے کافی دیر بعد ہوش آیا
ڈاکٹر نے کہا کہ راہین کو مشن جتنا ہو سکے اتنا ہی کھلاؤ یہ
بہت جلد ٹھیک ہو جائے گی۔

شام ہونے کے اثرات چاروں جانب عیاں
تھے ہم نے رکشہ بک کر دیا اور گھر روانہ ہو گئے ابھی
سب لوگ جاگ ہی رہے تھے ابو کام سے واپس نہیں
آئے تھے۔

ماں نے جلدی سے مجھے بستر پر لٹایا اور خود
تصاب کی دکان پر چلی گئی دو گلو مشن قیر لے آئی اتنی
دیر میں ابو بھی آ گئے اور انہوں نے آتے ہی سوالی
کرنے شروع کر دیئے

مگر ماں کی متانے میری نادانی کو اپنے آنچل
میں چھپا لیا تھا اور ان سے کہا کہ راہین تو دہاں جاتے
ہی بے ہوش ہو گئی تھی۔

ڈاکٹر نے چیک کیا اور کہا کہ یہ بخار کی وجہ سے
بہت کمزور ہو گئی ہے اس لیے اسے ہفتہ دس دن مشن کا
قیر کھلائیں یہ بہتر ہو جائے گی۔

ابو بھی ماں کے جواب میں خاموش ہو گئے تو
یوں یہ راز راز ہی رہ گیا مگر بڑی آپہ سب کچھ جان
چکی تھی مجھے ذرا سی بات پہ طفر کرتی رہتی تھی میں سمجھ تو
چکی تھی کچھ کہہ نہ سکی۔

شاید وقت حالات کا فیصلہ بھی تھا رزم تاب
لانے لگے مگر جو حالات گوشہ دل میں تھی وہ شاید کسی
طیب کے بس کی بات نہ تھی دل کو تو اس طیب کا
انتظار تھا جس نے بہت بڑا دکھ دیا اور بھول گیا

جولائی 2014

Digest.pk

کچھ بدنام کے محبت

تھا اس نے شادی شدہ ہو کر یہاں تک تین بچوں کا
باپ ہو کر مجھے دھوکہ دیا۔

میں نے رات کی چائے میں نشہ آور گولیاں ملا
دیں سب سو گئے کچھ ہی دیر بعد خاور بھی آ گیا ہم کافی
دیر تک باتیں کرتے رہے پھر میں نے سوچا اصل
مقصد کی طرف آتے ہیں۔

میں نے خاور کو قسم دی کہ بچ بولنا کہ تم شادی
شدہ ہو خاورہ سنتے ہی حیران ہو گیا اور کہنے لگا کہ ہاں
میں شادی شدہ ہوں اور میرے تین بچے بھی ہیں میرا
شک پک میں بدل گیا۔

میں اسے طعنہ ملامت کرنے لگی ذلیل انسان
تم اتنے گھٹیا فکروں کے میں سوچ بھی نہیں سکتی اور تم
شادی شدہ ہونے کے باوجود میری زندگی سے کھیلتے
رہے کیسے تمہاری اتنی گھٹیا سوچ تھی۔

اور پچھلے دو سال سے مجھے دھوکے میں رکھا ہے
میں زور زور سے رونے لگی۔

میری آواز دور دور تک گونج رہی تھی خاور
دھوکے باز ڈر کے مارے بھاگ گیا اسے اپنی جان کی
بن گئی

سب ٹوٹ گئے اپنی انا کے بھرم

بے پردہ ہو گئے حیا کے بھرم

وہ فقیر نہیں جب ہوا معلوم

بادشاہ کی گدا کے بھرم

پور کچھ نہیں چاہیے اے مردواں

دے دے مجھے میری صدا کے بھرم

کون جانے مریض عشق کا علاج

کچھ تو رکھنا میری دوا کا بھرم

اب کے ہار نہیں بھول ہوگی

اے خدا چھپا لینا رکھنا میرے آشنا کا بھرم

فریب دوستی میں رہے عمر بھر

رکھتے رہے تیری ادا کا بھرم

رضا اور کچھ نہیں مانتے خدا سے

اب تو لوٹ آؤ اس سے پہلے

زندگی کی شام ہو جائے

دل کی داد دیاں ویران ہو جائیں

اور ہر طرف سناٹا ہو

دور تک ذرا سی آہٹ نا ہو

تم خود کو بھی نہ ڈھونڈ پاؤ گے

مجھے برسات نہیں تیری یاد میں اشک بہتے ہیں

فقط تم اتنا کہہ دو اب تو لوٹ آؤ

میں صبح شام خاور کے فون کا انتظار کرتی اور

جب بھی اس کا نمبر ڈائل کرتی وہ آف ہوتا اسی انتظار

میں دو ماہ گزر گئے خاور نے آتے ہی محلے میں کچھ

دوست بنا لیے تھے۔

ایک دن میں نے اس کے دوست فخر سے

پوچھا یہ جو تمہارے ساتھ لڑکا ہوتا ہے یہ کون ہے فخر

نے میرے سوال کا جواب مذاہبہ لہجے میں دیا اے بی

بی اس کے پاس ایک ہی دیکھنی خالی تھی۔

وہ بھی پر ہو گئی ہے میرا مطلب ہے وہ شادی

شدہ ہے اور اس کے تین بچے ہیں۔

میں یہ سنتے ہی پریشان ہو گئی اس وقت جو

میرے دل پہ بیت رہی تھی شب نہیں ملنے کہ بتا سکوں

خیر میں گھر واپس آ گئی اب کسی سے اپنی ناکامی کا ذکر

بھی نہیں کر سکتی تھی۔

میں کسی سے کہتی کہ میری عزت کے ساتھ کھیلا

گیا ہے بتا بھی دیتی تو شاید یہ بے رحم زمانہ میرا جینا

حرام کر دیتا۔

ابھی میں انہی خیالوں کے الجھنوں میں تھی خاور

کا فون آ گیا ہیلو رامین کسی ہو۔

میں تھیک ہوں اور تم سے ملنے کو بہت بے قرار

تھی میری جان میں آج رات ہی تم سے ملنے آ رہا

ہوں تم سب کو سلانے کا انتظام کرو دینا خاور تم پریشان

نہ ہونا میں سب سنبھال لوں گی۔

اب مجھے خاور سے اس کی شرافت کا معلوم کرنا

مانگتے ہیں اپنی دعا کا بھرم
میرا شور سن کر بڑی آپنی کی آنکھ کھل گئی وہ دوا ذکر
میرے پاس آئی راتین کیا ہوا۔

آپنی ایک بہت سی ڈرونا خواب دیکھا تھا خدا کا
شکر ہے جلد ہی آنکھ کھل گئی اگر نہ میں تو خوف کے
مارے مری جاتی ارے بھلی ایسا کچھ نہیں ہوتا تم کلہ
پڑھ کر سو جاؤ خود بخود پر سکون نیندا جائے گی۔

آپنی بھلی گئی اسے شک تو تھا مگر وہ شک کی بنیاد
پر کوئی بات نہ کہنا چاہتی تھی خیر نیند کی گولی کا سہارا لینا
پڑا مجھے بھر ہوش نہ تھی میں کہہ رہی ہوں۔

صبح بھر دیر سے آنکھ کھلی دیکھا تو ماموں اور اس
کے گھر والے آچکے تھے اور میرے رشتے کی بات ہو
رہی تھی ماں نے ہاں کر دی۔

اور ایک ہفتے کے بعد میری شادی تھی تیار یاں
بڑے زور شور سے ہو رہی تھیں۔

وہ دن بھی آگیا مجھے سب کو الوداع بھی کہنا پڑا
کیوں کہ اس سے پہلے میں اپنے دل کی مان بھلی تھی
اور مجھے فریب اور دھوکے کے علاوہ کچھ نہ ملا شادی
کے بعد کے حالات بہت اچھے۔

نکلے میرا کزن ریاض مجھے بہت پیار کرتا تھا
آئے دن میرے لیے کوئی نئی چیز لے آتا تھا ہم اپنی
زندگی میں بہت خوش تھے۔

کئی تھی تو صرف ایک جس کی ہر آوی کو ہوتی
ہے اور وہ کی اولاد تھی۔

جو شاید ہمیں ہر موڑ پر مایوس کرتی چلی آ رہی ہے
مگر یہ سب میری نادانیوں کا نتیجہ تھا۔

میں اگر ایسا قدم نہ اٹھاتی تو شاید ایسا نہ ہوتا رفتہ
رفتہ وقت گزرتا گیا پانچ سال ہو گئے ہیں۔

آج بھی میں اپنے کئے پر شرمندہ ہوں میرا
کزن مجھے پیار کرتا ہے۔

مگر میں اسے مایوسی کے سوا کچھ نہیں دیتی آج
بھی اولاد کی کمی بہت ہی محسوس ہوتی ہے زندگی ویسے تو

کیوں بدنام ہے محبت

خوش گزری رہی ہے۔
مگر ابھی تک حقیقی خوشی ہمارے مقدر میں نہیں
آئی آج بھی اپنے ماضی کی ملامت ہوتی ہے قارئین
محبت وہ سچا جذبہ ہے جو ایک عبادت کا درجہ رکھتا ہے
ہم یوں ہی کہہ دیتے ہیں۔

ہمیں محبت نہیں ملی شاید ہمارے اندر کا انسان
محبت کے قابل ہی نہ ہو آج ذرا سی ملاقات کیا ہوئی
سو پاک ان بکس آئی لوہو کے ایس ایم ایس سے بھر
جاتے ہیں۔

ایک بار مجھے محبت کا تہیہ تو کریں مگر یہ تب ممکن
ہے جب ہم اپنے ناپاک ارادوں کا خاتمہ کریں گے
نہیں تو اس خاور لور راتین کی طرح ہاتھ میں کچھ بھی
نہیں آئے گا۔

خدا اور عورتوں کا احترام کرنا سیکھیں جو صرف
محبوب کا ہی عہد نہیں ہے۔

بہن بہن لوہاں بھی ہو سکتی ہے زندگی تو وہ ہے
جو دوسروں کو خوش دے کر گزرے تاکہ غموں کے انبار
لگا دیے جائیں

آخر میں یہ دعا گو ہوں جواب عرض کا شاف اور
قارئین کا خدا حاکم و ناصر و آمین

ہم سے ابھو گے تو زمانے میں چو گئے کیسے
ہم تو غم کرنے والے کو بھی دعا دیتے ہیں
بہنہ کر انکار میرے پاس آنے سے ولی
خدا بھی روٹھ جاتا ہے کسی کا دل دکھانے سے
کاغذ کو ہلک کر دیا پتھر کی سیاہی نے
ولی مجھے غموں سے غم حال کر دیا تیری جدائی نے
تو بول یا نہ بول حیرے بولنے کا غم نہیں
تیرا ایک بار مسکرا کر دیکھنا تیرے بولنے سے کم نہیں
وہ ایک موقع تو مجھ کو دے بات کرنے کا ثناء
تو انہیں یہ بھی دولا دوں گی انہی کے ستم سنا کر
(شوکت) اپنی کہہ کر ایک

جولائی 2014

جولائی 2014

Digest.pk

ہم تو بس آپ کے ہیں

--- تحریر: حبیبہ ناز ---

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
میں آپ کی خدمت میں ایسی کہانی لے کر آئی ہوں جسے پڑھ کر شاید آپ کو پتا چلے گا کہ ایسی کہانی آپ نے بھی نہ پڑھی ہو یہ ایک ایسی کہانی ہے ایک ایسے دیوانے کی کہانی ہے جس نے پیار تو کیا مگر اظہار نہ کر پایا جو سب کچھ جانتے ہوئے بھی اس سے دور ہی رہا جس نے اپنی محبوبہ کو پانے کے لیے نبھانے کیا کچھ کیا کتنی رسوائی ملی اسے وہ بالکل باپوس ہو چکا تھا مگر تقدیر نے اس کی مایوسی خوشی میں بدل ڈالی مجھے امید ہے آپ سب کو بہت ہی پسند آئے گی میں نے اپنی اس کہانی کا نام ہم تو بس آپ کے ہیں رکھا ہے
اولادہ جواب عرض کی یا ایسی کوہ نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقدمات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا اولادہ یا راضی و مدداری نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

طرف دیکھ رہی تھی وہ لڑکی اتنی پیاری اور معصوم لگ
رہی تھی کہ وہ بے اختیار اسے دیکھتا رہ گیا وہ لڑکی اب
بٹ کر سرائی پر لگے درخت کے سائے میں جا کر
کھڑی ہو گئی تھی شاید سورج کی بے رحم کرنوں سے
بچنے کے لیے اسے یہ شجر ہی موزوں تھا شاید کسی کا
ویٹ کر رہی تھی روشانے ساتھ ہوتی تو شاید اسے بھی
پک کر لیتے مگر وہ تو جانے سوئی پڑی ہے بھتی گرمی
میں جان لیوا انتظار اور اوپر سے اس کی ہمدردانہ
طبیعت اسے اس پری جگر پر رحم سا آنے لگا یہ نہیں تھا
کہ وہ کوئی افغان مسلم کا لڑکا تھا یا اس نے پہلے بھی حسین
لڑکی نہیں دیکھی تھی۔

اسٹری کے سلسلے میں کتنا عرصہ یورپ میں مقیم
ہونے کے باوجود ان باتوں سے وہ دور ہی رہا تھا مگر
نبھانے اس لڑکی کے معصوم بے بدیا چہرے پر ایسا کیا تھا
کہ وہ نظریں ہی نہ ہٹا رہا تھا نبھانے اس کے دماغ

سورج سورج پوری آب و تاب سے سنہری
کرنیں زمین پر اتار رہا تھا گرمی اپنے
جوہن پر تھی اس نے اپنی گاڑی سڑک کی دائیں طرف
کی لور لگا ہیں پوئینر سٹی رہیں۔

روشانے کی بچی آج بھی جاؤ سر پر پنے بھونتی گرمی
سے تنگ آ کر وہ منہ میں بڑبڑایا آفس سے تھا ہوا مگر
پہنچا ہی تھا کہ ایک نیا حکم صادر ہوا وہ جتنا بھٹکا روشا
نے کو لینے تو آ گیا تھا مگر گھر میں ڈرائیور کو کونے کا
سلسلہ زور و شور سے جاری رکھا جو اپنی ماں کی وفات پہ
گاؤں گیا ہوا تھا سامنے گیٹ سے لڑکیوں کا گروپ پر
آہ ہوا تھا وہ ان میں سے روشانے کو احوال پچھانے کی
کوشش کرنے لگا مگر نکلا ہیں تو جیسے ایک ہی منظر پر جم
گئیں وہ لڑکی اپنی پیشانی سے پسینہ صاف کرتے
ہوئے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی ایک ہاتھ سے سر پر دوپٹہ
لٹک کر تے ہوئے اور دوسرے ہاتھ میں فائلیں
پکڑے ہوئے وہ بار بار اپنی نکالی پر بندھی گھڑی کی

ہم تو بس آپ کے ہیں
جولائی 2014
Digest.pk



Digest.pk

آپ کی ہیلپ نہیں ہوتی۔ روشا نے نے لقمہ دیا
ملازم وہ کی تو پوری نہیں کر سکتے جو کوئی خاص فرد
ہی کر سکتا ہے مگر یہاں تو کوئی اپنے پروں پر پانی بھی
نہیں پھیرنے دیتا کتنی دفعہ موصوف کو شادی کا بول
چکی ہوں مگر میری کوئی مانے تب بھی۔ عاصم بیگم نے
ہیش کی طرح پسندیدہ موضوع چھیڑا۔

ہاں تو بیگم میں نے انکار تھوڑا کیا ہے تمہاری
مرضی میں ہی ہم بھی راضی ہیں ہماری کیا مجال کہ آپ
کی بات پر انکار کریں آپ نیک کام کی شروعات تو
کریں۔ تیمور صاحب کی بات پر روشا نے اور نقاش
کی اسی چھوٹ گئی جبکہ عاصم بیگم جھلجھلا گئیں۔
ادوبہ۔ بڑی گھوڑی لال لگام۔

میں آپ کی بات نہیں اپنے بیٹے کی بات کر رہی
ہوں پورے پچیس سال کا ہو گیا ہے مگر ابھی تک کنوارہ
ہی بیٹھا ہوا ہے میری خوشی کا خیال ہوتا تو کب کا میری
بات مان چکا ہوتا۔ انہوں نے نقاش کو جذباتی بلیک
میل کرنا چاہا۔

ہاں تو میں کب انکار کر رہا ہوں آپ کی جو مرضی
ہو وہ کیجئے مگر تھوڑا انتظار تو کریں پلیز۔

نقاش کی بات پر عاصم بیگم تو جیسے خوشی سے
نہال ہو گئیں روشا نے بھی خوشی اور حیرت سے اسے
دیکھ رہی تھی کئی سال سے یہ موضوع چلتا آ رہا تھا مگر
نقاش کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر مال دیتا تھا مگر آج اس کا
جواب سن کر تو سب حیرت زدہ ہو گئے۔

مجھے تو اول روز سے ہی یہ مشکوک لگتا رہا مگر آپ
کو تو اپنے بیٹے کے علاوہ کوئی اور نظر ہی نہیں آتا کیوں
برخوردار گون ہے۔ کیسی ہے کیا نام ہے۔ کہاں رہتی
ہے عاصم بیگم کی زبان پر مچلتے ہوئے سوالوں کو تیمور
صاحب نے زبان دی۔

ارے میں پاپا ایسی کوئی بات نہیں ہے آپ کا بیٹا
کوئی ایسا لگتا ہے اور وہ کئی لڑکی کی بات تو میں نے
اسے صرف ایک بار دیکھا تھا اس کے نام کے سوا میں

ایڈیٹ۔ نان سینس۔ اندھے ہو کیا دیکھ کر نہیں
چل سکتے۔

کچھ گرمی کا دماغ پر اثر تھا کچھ گاڑی نہ جھپٹنے کا
فصل تھا کہ وہ تمام ادب لحاظ بالائے خالق رکھ کر اس پر
چلائی۔

آتم دہری سوری میں نے جان بوجھ کر یہ سب
نہیں کیا۔ کہنے کے ساتھ ہی وہ جھک کر اس کی قائلیں
سمیٹنے لگا ایک فائل کو سیدھا کر کے کھولا سامنے اس کا
نام دیکھ کر بند کر کے اس کو تھما کر بغیر کچھ کہے گاڑی کی
جانب واپس آ گیا جہاں روشا نے شرمندہ سی فرنٹ
سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی

سوری بھائی کل اسائنمنٹ کی لاسٹ ڈیٹ ہے
میں یب میں بیٹھی اتنی مگن تھی کہ۔۔۔۔۔؟

اس اوکے مائی ڈیئر سسٹر۔۔۔۔۔ روشا نے کی
وضاحت اس نے ٹوکتے ہوئے کہا نہ تو اب پہلے جیسا
فصل باقی تھا اور نہ ہی کوفت مریم زیر لب نام کو
دہراتے ہوئے اس نے گاڑی اشارت کی اور مسکراتی
نظروں سے سامنے بھی ہوئی سیاہ تار کول کی سڑک پر
گاڑی دوڑانے لگا

اُف ای جان کیا ذائقہ ہے جی چاہتا ہے کہ بس
کھاتا ہی جاؤں۔ رات ڈیز کرتے ہوئے عاصم بیگم
کا ہاتھ تھامتے ہوئے تعریفوں کے ہلے باندھنے لگا
اسی لئے تو مجھے ہر وقت اپنے کاموں میں ہی
لگائے رکھنا ماں کا خیال نہیں کہ بڑھاپے میں کوئی مدد
کرنے والا ہے بھی نہیں۔ عاصم بیگم نے اسے پیار
سے گھورا۔

تو پھر میں ای جان ملازموں کی فوج سے بھی

دوای 2014

Digest.pk

طبیعت ہی ٹھیک نہیں بی بی لوہو نے لگتا ہے ذرا سا کام کر لوں تو آئے ہائے دشمنوں کی نظر کھانگی مجھے مہمانی نے اپنے گز لیے ماتھے پر دوپٹہ باندھ کر واویلا کیا اور یہ جاوہ جا ہو کر چھپاک سے کمرے میں غائب ہو گئی میرے لئے چاول ابلانا اور سلاؤ بھی تیار کر لینا اوروں کی طرح ڈھیر سارا کھانا نہ بنانا میرے لئے ڈائننگ پر ہوں میں۔

مریم روز ہی ڈائننگ کرتی تھی مگر اتنا ہی پھیل رہی تھی اچھا بھلا اس کا فکر تھا اپنی خوبصورتی کو مزید نکھارنے کے لیے وہ ایسے ہی جتن کرتی رہتی تھی دل کرتا ہے زہر ملا دوں ان دونوں کے کھانے میں جان چھوٹے ہر وقت کی ٹینشن سے وہ برتنوں کو بیخ بیخ کر رکھنے لگی اسکے سوا غبار نکالنے کا اور کوئی راستہ جو نہ تھا۔

نقاش صاحب یہ سب فائلز تیار ہیں آپ انہیں چیک کر لیں اور جاپان سے آنے والا ہے ان سے تمام مینٹنگ کی ساری تفصیلات بھی موجود ہیں۔۔۔ ظاہر صاحب نے نقاش کے آگے فائل رکھی۔

ٹھیک ہے میں انہیں دیکھ لیتا ہوں پاپا چلے گئے ہیں یا ابھی یہی ہیں وہ تو کتب کے چلے گئے ہیں ظاہر صاحب کے جواب پر اس نے سرسری ہی نگاہ فائلز پر دوڑائیں اور گاڑی کی چابی لے کر باہر نکل آیا موسم میں اچھی خاصی چلی تھی آسمان پر بادل کے ٹکڑوں کی آنکھ چھوٹی ہو رہی تھی دل میں بارش کی دعا کرتے ہوئے وہ گاڑی میں بیٹھ کر دروازہ بند کرنے ہی والا تھا کہ ہاتھ وہی ختم گیا اور اس کی دن رات کی دعا قبول ہو چکی تھی اس سے ملنے کی خواہش نے گھیرا تن کیا تو دل کی مان کر وہ اس کے پیچھے لپکا

ایکسکوز می۔ آپ میری بات سنیں گی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کہاں سے بات کرے اس

کچھ بھی نہیں جانتا اس کی نگاہوں میں جھم سے اس کا سراپا آن سما کر اہٹ نے اس کے ہونٹوں کا احاطہ کر لیا اب صرف ایک ہی خواہش تھی کہ جستجو تھی اپنی محبت کو اس کے ساتھ پہلی ملاقات میں اس کے دل کی کلین بن چکی تھی اور اب وہ اسے پانا چاہتا تھا اپنے دل ماننا چاہتا تھا مگر کیسے یہ تو وہ بھی نہیں جانتا تھا

سینک میں برتنوں کا ڈھیر پڑا ہوا تھا سارا کچن بکھرا ہوا تھا اسے شروع سے ہی گندگی سے نفرت تھی ایک تنکا بھی پڑا ہوتا تو اسے ہٹا کر دم لگتی تھی اس نے سر د آہ بھری اور دوپٹہ سائیڈ پر رکھ کر دوبارہ کچن کا جائزہ لیا۔

چھوٹے میاں چھوٹے میاں بڑے میاں سبحان اللہ۔

اس گھر میں تو ہر کوئی گند پھیلانے میں ماہر ہے اور سمیٹنے میں کامل۔ مریم کی چھوڑ و مہمانی کو بھی خیال نہیں صبح سے کاموں میں جتی ہوئی ہوں پھیلاوا سیٹھتے ہوئے منہ میں بڑبڑائی فری نہیں روٹھانے نے میری اسمائنٹ تو دی ہوگی میرے کمرے میں لے آؤ مریم کی چٹا کاڑی ہوئی آواز پر اسے فوراً یاد آیا۔

میرے کمرے وہ فائل پڑی ہے خود لے لو میں فارغ نہیں ہوں یونیورسٹی کا کام الگ اور گھر کا الگ ارے تو کام نہیں کرو گی تو اور کیا کرو گی ہم نے تمہیں روٹیاں توڑنے کے لیے تو نہیں رکھا کھانی ہو تو کام بھی کرنا پڑے گا۔

فریال اور مریم کی بکھرا ہوا اور مہمانی فری کی طبیعت صاف نہ کریں ایسا ممکن نہیں

چھوڑو امی اسے یہ تو منہ کو آتی ہے ابو کی جیتی ہے نا۔ تو اپنا رعب تو جھاڑے گی ہی۔

مریم کی گل افشانی پر اسے رونا آیا مگر اپنا غصہ برتنوں پر نکالنے لگی

کچن صاف کر کے رات کا کھانا بنا دینا میری تو

جولائی 2014

Digest.pk

سے اتر کر ایک گھر کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی
اس نے گاڑی آگے بڑھائی دروازے پر چسپاں نیم
پلیٹ پر کندہ نام دیکھ کر گاڑی آگے بڑھا دی
کینہ سڑک حجاب لفٹنگ اسکی ہمت کیسے ہوئی
مجھے راستے میں روک کر فضول ڈائیلاگ جھانڈنے کی
آف اگر کوئی دیکھ لیتا تو کیا ہوتا میری تو پہلے ہی اس گھر
میں کوئی جگہ نہیں ہے اگر کسی کو پتہ چل جاتا تو یہ سوچ
کر ہی اس نے جھر جھری سی لی اور پیڈ پر لمبے لمبے
سانس لینے لگی وہ اس بارے میں مزید کچھ نہیں سوچنا
چاہتی تھی

جب تک ماں باپ زندہ تھے وہ ہر فکر سے آزاد
تھی ہر لڑکی کی طرح وہ بھی پھول بارش کی دیوانی تھی
مگر باپ کی ناگہانی وفات کے چند سال بعد ماں کا
سایہ بھی سر سے اٹھ گیا تو اسے دنیا کا بھیا تک چہرہ
اتنی سچ از بر ہو چکا تھا دو دھیال میں سب اپنے حال
میں مست تھے اس کا مسئلہ کون حل کرتا چچا ک گھر میں
اس کے لیے جگہ نہ تھی نہ دل میں اور مجبوراً اسے ماموں
کا سہارا لینا پڑا تھا ماموں اسے بہت ہی پیار کرتے
تھے مگر ممانی اور ان کی بیٹی کو بھیلنا دنیا کا سب سے بڑا
مشکل کام تھا

اب جب یہ مشکل آپڑی تو وہ بہت ہی سہمی
ہوئی تھی اس کو کیا سنانے کے بعد دل چاہ رہا تھا کہ اس
کی باتوں پر یقین کر لے مگر وہ ممانی کو خود سے باتیں
گھڑنے کا موقع نہیں دینا چاہتی تھی
خیر خاش صاحب آج آپ اپنا روزانہ آفس
جانے کا ریکارڈ کیوں تو زور ہے ہیں
وہ آج بغیر تیار ہوئے اپنے روم سے نکلا تو تیسرے
صاحب نے ناشتے میں اسے پھینکا
ہاں ناں بابا جان میں نے بھی سوچا کہ آپ
آفس میں اکیلے کام کریں اور آپ کو بھی ذرا موصول
کی اہمیت کا اندازہ ہو وہ بھی انہیں کا بیٹا تھا اس کے ہی
انداز میں ہوا

کی آنکھوں میں غصہ اور حیرت کے آثار دیکھ کر وہ
جلدی سے ہولا۔ دیکھیں آپ مجھے غلط مت سمجھیں
میں کوئی ایسا ویسا لڑکا نہیں ہوں پلیز مجھ سے دو منٹ
آرام سے بات کر لیں میں آپ کا زیادہ مانگ نہیں لوں
گا۔۔۔۔۔ ہو گئی تمہاری بکواس کیوں پڑے ہو میرے
پچھے لوگوں کے درمیان مجھے یوں زبردستی روک کر کیا
ثابت کرنا چاہتے ہوں وہ ادھر ادھر دیکھ کر اس پر
دھاڑی

دیکھیں میڈم میں نے آپ سے پہلے ہی کہہ دیا
ہے کہ مجھے غلط مت سمجھیں میں آپ سے بہت پیار
کرتا ہوں آپ کا ایڈریس

اس سے پہلے کہ اس کی بات ختم ہوتی اور اس کا
تھپڑ خاش کے منہ پر پڑتا اس نے غصے سے اس کی
طرف دیکھا لگا ہوں میں ملامت غصہ دیکھ اور خوف
سب کچھ تھا جس نے خاش کو شرمندہ کر دیا
تمہیں دیکھ کر لگتا نہیں کہ اتنے مہذب شخص کے
چہرے کے پیچھے اصل چہرہ کون سا ہے آئندہ میرا رستہ
روکنے کی کوشش نہ کرنا ورنہ بہت برا ہوگا اس کے منہ
سے گویا چنگڑیاں نکل رہی تھیں ہاتھ بلا کر ٹیکسی روکی
اور اس کی طرف دیکھے بغیر ہی ٹیکسی میں بیٹھ گئی

خاش کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس کو کیسے
روکے اس نے بغیر کچھ سوچتے سمجھتے سے سر راہ روک لیا
تھا مگر اس کی آنکھوں میں کچھ ایسا تاثیر تھا کہ وہ اپنی
بے ساختہ قسوت پر ہنستا شرمندہ ہوتا کم تھا

نہیں میں تمہیں اب نہیں کھو سکتا کیسے
سمجھاؤں پہلی نظر میں ہی دل ہار بیٹھا ہوں اب اپنی
محبت کو نا کام حسرتوں میں شمار ہوتا ہوا نہیں دیکھ سکتا وہ
منہ میں بڑبڑایا اور گاڑی میں بیٹھ کر ٹیکسی کا تعاقب
کر رہے لگا جواب نکالوں سے او خیل ہو رہی تھی اس
نے سائیکسٹرو پر پاؤں کا دباؤ ڈال کر گاڑی کو مزید تیز کیا
اور ٹیکسی کے پیچھے لگا دیا اس پر ایک دھن سوار بھی کالی
دیر بعد گاڑی ایک متوسط علاقے میں رکی اور وہ ٹیکسی

2014

Digest.pk

ہم تو بس آپ کے پیچھے

جب وہ مجھے گھاس ڈالنے کی وہ مختلف لمبے میں بولا۔
ارے کیوں تم ابھی تک اس سے ملے بھی نہیں
اور ہمیں بے چین کر رکھا ہے اور گھاس کیوں ڈالنے کی
ہمارا بیٹا تو ایسا ہے کہ کوئی انکار کر نہیں سکتا عاصمہ بیگم
کے لمبے میں مان تھا۔

میں ان چکروں میں پڑنا ہی نہیں چاہتا میں
ڈائریکٹ اس کے گھر اپنا پر پوزل بھجوا کر اپنی محبت کی
سچائی اس پر واضح کرنا چاہتا ہوں نقاش کے لمبے میں
کچھ ایسا تھا کہ عاصمہ بیگم دل میں بیٹے کی دائمی خوشی کی
دعا مانگنے لگیں۔

امی وہ بہت اچھی لڑکی ہے آپ اس سے مل کر
بہت خوش ہوں گی مریم کی نام ہے اور اس کا ایڈریس
میں آپ کو بتاتا ہوں آپ پلیز جلدی کیجئے میں اسے
کھونا نہیں چاہتا۔ وہ عاصمہ بیگم کے نزدیک بیٹہ کران
کے ہاتھ تمام کر لاجست سے بولا کہ عاصمہ بیگم اس
کے سر پر ہلکی سی چپت رسید کر کے مسکرا دیں۔

عاصمہ بیگم روشانے کے ہمراہ اس کے گھر اپنا
مدعا لے کر گئیں تو پھر اپنی بات منوا کر ہی واپس
آئیں تیمور صاحب تو کچھ زیادہ ہی خوش تھے سکندر
صاحب ان کے پرانے محلے دار تھے اور ان کے دیرینہ
دوست تھے اب نئے رشتے کے روپ میں دیکھ کر
نہایت خوش تھے ان کا گھر انہما حول سب کچھ پرفیکٹ
تھا روشانے تو گویا وہاں اپنی دوست مریم کو دیکھ کر
نہال ہو گئی۔ اور اب نقاش کی خوب کلاس لے رہی
تھی۔

بھائی آپ تو بڑے مجھے رستم افگ میری فریڈ پر
میں دل ہار بیٹھے اور مجھے ہوا بھی نہ لگنے دی جیسی میں
کہوں کہ آپ مجھے کیوں خوشی خوشی یونیورسٹی چھوڑنے
آتے ہیں روشانے مان اسٹاپ بول رہی تھی اور نقاش
صرف مسکرتے پر ہی رہا تھا اس سے تو بھی خواب میں
بھی نہیں سوچا تھا کہ وہ اتنی جلدی اس کی ہو جائے گی

او کے بائے میں یونیورسٹی سے لیٹ ہو رہی
ہوں روشانے نے چیر کو دھکیلے ہوئے کہا اور اپنا بیگ
لینے کمرے کی طرف بھاگی

روشانے جلدی کرو آج میں تمہیں ڈاراب کو
دیتا ہوں نقاش بھی اس کے پیچھے چل پڑا تو تیمور
صاحب بور عاصمہ بیگم دونوں نے حیرت سے اسے
دیکھا۔ کھینکس بھائی جان میری اب دلی دعا ہے کہ
آپ کا انتظار جلد ختم ہو روشانے گاڑی سے اترتے
ہوئے شرارت سے بولی اور گیٹ کی طرف بھاگی
جہاں فریال مریم اور دوسری فریڈ اس کا انتظار کر رہی
تھیں کس کے ساتھ آئی ہو تم روشی؟

فری نے دل میں مچلتا ہوا سوال آخر کبھی ڈالا
فی نقاش بھائی ہیں میرے بتایا تو تھا کبھی ان کے ساتھ
آئی نہیں مان اس لئے دیکھا نہیں ہے ویسے روشی
ایک بات تو ماننی پڑے گی تم دونوں بہن بھائی ہو بہت
خوبصورت مریم تو جسمیلی انداز میں بولی تو فری نے بھی
دل ہی دل میں اس کی تائید کی

آج سنڈے تھا معمول کے مطابق جامنگ
اور ناشتہ سے فراغت کے بعد وہ لان میں پودوں کی
تراش خراش میں مصروف تھا پھولوں سے لگاؤ اس کو
ورثہ میں ملا تھا ان کے لان میں ہر رنگ کے پھول
تھے۔ نقاش اور تیمور صاحب لائے تھے اور ان کی
حفاظت بھی نقاش خود کرتا تھا مگر آج کل محف دشمن کی
وجہ سے کتنے دنوں کے بعد وہ اس کام میں تندی سے
مصروف تھا۔

چھوٹے صاحب آپ کو بیگم صاحبہ بلارہی ہیں
۔ ملازم کی آواز پر وہ ہاتھ جھانڈ کر لاؤنج میں گیا تو
عاصمہ بیگم نے بات شروع کی۔

ہاں بیٹا کب ملا رہے ہیں آپ ہمیں اپنی بہو
سے ہم تو انتظار کر کر کے تھک گئے ہیں۔

امی جان میں آپ سے اس کو تب ملواؤں گا مان

ہم تو بس آپ کے لئے ہیں
21
جولائی 2014

Digest.pk

کیا نکاح دیکھتی ہوں میں بھی کہ آپ میری مرضی کے بغیر کیا کرتی ہیں۔

کرلو جو کرنا ہے لڑکے کے میں کمی ہے جو تم بھر رہی ہو ہم نے نکاح کا اس لیے بالا کہ تمہاری بڑھائی اور دھوری نہ رہ جائے ہوش میں آ جاؤ اور خود کو سمجھا بھی لو مسرت بیگم کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اسکا گلہ بھی دبا دے وہ بارے ہوئے انداز سے انہیں دیکھتی رہی ابو کے سامنے تو بولنے کی بات ہی ناممکن تھی وہ جتنے اچھے تھے اتنے ہی اصولوں اور زبان کے پکے تھے۔

ابھی تو صرف نکاح ہی ہو رہا ہے ناں رخصتی تک کچھ بھی کیا جاسکتا ہے وہ کچھ سوچتی ہوئی پلٹ گئی جب کہ دروندے کے باہر بلا اور وہ این کی گفتگو فریال سن ہو چکی تھی اتنا بڑا دھوکہ اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا آنکھوں میں پھیلی نمی کو ہاتھ سے دگڑتے ہوئے وہ کمرے میں جا بند ہوئی کسی پر بھروسہ کرنے کا انجام بھی تو سہنا تھا۔۔۔ دونوں طرف نکاح کی تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں مریم بھی دل کھول کر تیاریوں میں مصروف تھی مریم بیگم اس کے بدلے ہوئے انداز کو اپنا دیا جانے والا کچھ سمجھ کر بے فکر تھی جو بھی تھا اب ٹھیک ہو رہا ہے۔

فریال بھی سب کامیوں میں پیش پیش تھی ویسے بھی اس نے کونسا وعدے قسمیں کئے تھے فالتو شے کی طرح تفریح کا ہی سوچا ہوگا یہ خیال اس کو جب بھی آتا دل کرتا وہ سامنے آئے اور اسے جان سے مار دے نکاح کے لیے جوڑا اور جیولری کا سامان دیکھ کر مسرت بیگم اپنی بیٹی کی قسمت پر بھتنا رشک کر لی کم تھا خدا خدا کر کے نکاح کا دن آیا فریال نے بو بھل دل کے ساتھ نکاح میں شرکت کی نکاح کے بعد مریم نے خود ہی نقاش سے نہ ملنے کا سوچ کر خود کو کمرے میں بند کر لیا

نقاش کی تو خوشی کا عالم ہی نہیں تھا وہ اسے حاصل کر چکا تھا یہ احساس ہی اسے سرشار کر رہا تھا اس

وہ بہت خوش تھا بہت ہی خوش اس نے اپنی منزل پائی تھی

ویسے بھائی مجھے یہ تو بتائیں کہ آپ نے اس کا غم کیسے پوچھا اور اس کے متعلق معلومات کیسے اکٹھی کیں روشنائی نے ایک اور ٹاپک چھیڑا تو نقاش اسے ہنس ہنس کے پہلی ملاقات اور اگلا کارنامہ سنانے لگا تھا اور روشنائی منہ کھول کر سنتی رہی۔

مسرت خاتون کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ان کی بیٹی کے لیے اتنا اچھا رشتہ آئے گا اس کے تو پاؤں زمین پر تک ہی نہیں رہے تھے انہوں نے اپنے نتیجے جاقب کیلئے مریم کو سوچ رکھا تھا مگر اب جاقب انہیں دور دور تک دکھائی نہیں دے رہا تھا

ای آپ نے مجھ سے پوچھے بغیر ہاں کیسے کر دی میں خدا خواست کوئی سوئی بھدی یا کوئی اپالچ تو نہیں ہوں جس کے متعلق آپ کو اتنا ڈر تھا کہ بغیر میری مرضی جانے ہاں کر دی مریم سے یہ اتنی جلدی برداشت نہیں ہو رہی تھی اور اب مسرت بیگم سے آکر پوچھ بیٹھی اونہ تمہاری مرضی تو میں جانتی نہیں مادہ جاقب تمہارے خوابوں میں ہے وہ کچھ نہیں دے سکتا تمہیں مان لو میری بت زندگی سنو رہ جائے گی تمہاری مسرت بیگم نے اپنے تئیں اس کا بھلا چاہا

جس جاقب کے خواب آپ خود مجھے دکھائی آرہی ہیں آج وہ نکلا ہے مجھے کچھ نہیں چاہیے سوائے جاقب کے وہ تمام تر تیز بھلا کر چلی

بہت لمبی ہو چکی ہے تمہاری زبان باپ کو پتہ چلا تو آکر کاٹ بھی دے گا خبردار جواب اس شخص جاقب کا نام بھی لیا تو اور ہم تو نکاح کا سوچ رہے ہیں اور ادھر تم یہ نیا ڈرامہ رچا رہی ہو مسرت بیگم جب سمجھ گئی کہ ان کی بیٹی اب پیار سے نہیں مانے گی تو انہوں نے بھی اپنا انداز بدل لیا

2014

Digest.pk

نے ابھی تک اپنی دہن کو نہیں دیکھا تھا رخصتی کی ڈیٹ
مجھے ماہ بعد ایگز امر ختم ہونے کے بعد مل گئی

نقاش کو پرنس کے سلسلے میں ایبروڈ جانا تھا
خوب صورتیت میں بھی وہ اسے بے حد یاد آتی تھی
پورے ایک ماہ بعد جب واپسی ہوئی تو بلا ارادہ ہی اس
کی انگلیاں دشمن جان کے گھر کا نمبر پر پریس کرنے
لگیں دو بار مل جانے کے بعد فون اٹھایا گیا
ہیلو کون؟ اس کی رسی آواز کانوں میں رس
مکھول گئی۔

یہ تو آپ ہی بتائیں کہ ہم آپ کے کون ہیں؟
شرارت سے بھر پور آواز پر فریال جزبہ بولی سوری
میں آپ کو نہیں جانتی روک نمبر وہ فون رکھنے ہی والی
تھی کہ وہ بول پڑا ارے واہ ادھر میں اتنا بے چین
ہوں اور ادھر آپ مجھے نہ جاننے کا دعوہ کر رہی ہیں
ایسا بھی کیا بات ہے رعنائی آواز میں شوخی برقرار تھی
اب کے بارہ وہ تھکی یہ آواز وہ پہلے بھی سن چکی تھی اوہ
نقاش صاحب آپ بات کر رہے ہیں سوری جی میں
نے آپ کا ٹائم ویسٹ کیا۔ میں آپ کی وائف کی
کزن ہوں آواز میں نمایاں طنز تھا وہ سنبھلا

تو کیا آپ مریم نہیں ہیں جی نہیں میں مریم نہیں
فریال بات کر رہی ہوں جسے آپ بے وقوف بنانا
چاہتے تھے بار بار رستے میں روک کے پیار کے
دعوے مجھ سے اور شادی کسی اور سے آپ کو شرم بھی نہ
آئی کب سے دل میں چھپا ہوا غبار وہ نکالنے لگی۔

کیا آپ مریم نہیں ہیں؟ میں نے خود آپ کا
نام دیکھا تھا آپ مریم ہی ہوں نقاش تو جیسے ساکت ہو
چکا تھا کبھی کبھی آنکھوں دیکھا دھوکہ بھی ہو سکتا ہے اور
کانوں سنا بھی آپ نے مجھے دھوکہ دیا میں آپ کو کبھی
معاف نہیں کروں گی اس نے روتے ہوئے فون بند
کر دیا۔ نقاش کی آنکھوں میں دھند سی چھانے لگی تھی
اس نے اندھا دھند ٹری گھر کے راستے پر ڈال دی

ہم تو بس آپ کے لیے

اب سب گر ہیں گھر جا کر ہی کھلیں گئیں
ارے بیٹا تم یوں بغیر اطلاع دئے ہی آگئے
عاصمہ بیگم نقاش کو یوں اچانک سامنے دیکھ کر حیران
ہوئیں مگر اس کے چہرے پر پتھر لیے تاثرات دیکھ کر وہ
پریشان ہوئی

اکی جان اس گھر میں مریم کے علاوہ کوئی دوسری
لڑکی ہے؟ ہاں مریم کی کزن فریال ان کے ساتھ ہی
رہتی ہے روشانے نے میگزین سائیڈ ٹیبل پر رکھتے
ہوئے کہا

وہ اپنا سر ہاتھوں میں پکڑ کر صوفے پر ڈھلے گیا
یہ کیا کر دیا میں نے اتنی بڑی بے وقوفی۔

اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا جو کچھ سوچا تھا
قسمت کے ایک وار سے سب کچھ ختم ہو گیا وہ کہتے کی
کیفیت میں تھا کہ عاصمہ بیگم کی کچھ انہونی کا احساس
ہوا کیا ہوا کچھ بتاؤ تو کسی اتنے پریشان کیوں ہو۔ اس
نے سر اٹھایا تو اس کی سرخ انگلیاں اس کی طرح دھکتی
ہوئی آنکھیں دیکھ کر سب کا دل دھک سے رہ گیا بیٹا
ایسے کیوں دیکھ رہے ہو وہ حقیقتاً فکر مند ہوئیں۔ جس
لڑکی کے لیے میں نے پر پوزل بھجوایا تھا وہ مریم نہیں
فریال ہے اس نے گویا ان کی سماعتوں میں دھماکہ کر
دیا۔ کیا یہ کیا کہہ رہے ہو تم؟

ہاں میں بالکل ٹھیک کہہ رہا ہوں ان کے پیروں
تیلے سے زمین سر کی میں فریال کو مریم سمجھ کر اس کے
گھر آپ کو بھجوایا یہ میں نے کیا کر دیا وہ لئے ہوئے
انداز میں بولا۔

روشانے کب سے خاموش کھڑی تھی حیرت
سے سب کی باتیں سن رہی تھی اچانک بولی مگر بھائی
آپ نے خود مریم کا نام لیا تھا اتنی بڑی غلطی کیسے ہوئی
آپ سے۔ اس نے پورا واقعہ دہرا دیا کہ اس کے
ہاتھ میں مریم کے نام کی فائل دیکھ کر وہ غلط فہمی کا شکار
ہوا عاصمہ بیگم اس کی اس قدر لاپرواہی پر کھول کر رہ گئی
تم نے اتنا بڑا فیصلہ بغیر کسی چھان بین کے کر لیا اس

2014 جولائی

Digest.pk

مجھے حیرت ہے میرے پاس کچھ نہیں بچتا
میں جب اپنی ذات سے تمہیں تفریق کرتا ہوں
اس سے پہلے کہ وہ مزید سوچوں میں الجھتا
موبائل کی تیز بپ نے اسے خیالوں سے چونکا دیا
اس وقت کس کا فون ہو سکتا ہے اس نے موبائل
کان سے لگایا

پہلو آپ نقاش بات کر رہے ہیں مسوائی آواز
بہت مختلط تھی رات کے اس پہر یادوں میں گم اس کی
مداخلت اسے بری طرح کھلی تھی جی محترمہ نقاش بات
کر رہا ہوں رات کے اس پہر آپ کو مجھ سے کون سا
ضروری کام پیش آ گیا ہے وہ تنگ آ کر بولا پلیز آپ
تارخس نہ ہوں میں مریم بات کر رہی ہوں مجھے اس
سے پہلے کہ اس کی بار پوری ہوئی وہ بچھ کر بولا
اوہ تو آپ ہیں مریم میں کوئی بات نہیں کرنا
چاہتا تھا۔ برائے مہربانی آئندہ فون مت کیجئے
گا۔

اور مجھ سے بھی کوئی ایسی ایسی بات مت کیجئے گا
مریم کی آواز نے اسے جلتے تو سے پریشاں کر دیا
مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ آپ ایسے کیوں بن کر رہے
ہیں بہر حال جو بھی ہے میں آپ سے ملنا چاہتی ہوں
اور میرا آپ سے ملنا بہت ہی ضروری ہے میں آپ کو
کسی بھی دعوے میں نہیں رکھنا چاہتی کل تجھے بچے
ہماری یونیورسٹی ہے عقب میں جو ریسنورنٹ ہے وہاں
آجانا وہ تحصیل سے بولتے ہوئے بغیر اس کی بات
سنے ٹھک سے فون بند کر گئی وہ موبائل ہاتھ میں لئے
کھڑے کا کھڑا ہی رہ گیا اس کی باتیں اس کوئی ابھمن
میں پھلج کر چکی تھیں وہ جانا تو نہیں چاہتا تھا مگر اسکی
دو معنی باتوں نے اسے جانے پر مجبور کر دیا تھا وہ
ریسنورنٹ کے قدرے تاریک کونے میں بیٹھ کر اس کا
انتظار کرنے لگا

ایک سکیم ذمی نسوائی آواز پر وہ چانک کر اسے
دیکھنے لگا مگر بن گھر جدید تاش والے لباس میں ملبوس

سے بات تو کرتے کچھ معلوم تو کرتے مگر اب کچھ نہیں
ہو سکتا تمہارا نکاح اب مریم سے ہو چکا ہے اب جو کچھ
تمہارے دل میں ہے اسے بھول جاؤ مجھے تم سے ایسی
بے وفائی کی توقع نہیں تھی عاصمی بیگم فون لے لے
کھیتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ ایک منٹ بھائی ذرا
ٹھہریں میں نے اپنے موبائل میں مریم کے منٹ
کرنے کے باوجود بھی اس کی تصویریں لی ہیں میں
ابھی لاتی ہوں آپ دیکھیں تو کسی کیا پتہ کس انڈر
شیڈنگ ہو روٹھانے یہ کہتے ہوئے جلدی سے
موبائل اٹھا لائی اور نقاش کو تھا دیا نقاش نے جیسے ہی
تصویر دیکھی ٹھک گیا وہ تصویر میں موجود تھی ہمیشہ کی
طرح مبہوت کر دینے والے حسن کے ساتھ مگر دلہن
کے روپ میں نہیں دلہن بنی مریم کے پہلو میں اس کی
رہی کسی امید بھی دم توڑ چکی تھی کھولتے ہوئے دماغ
کے ساتھ ہاتھ میں پکڑا ہوا موبائل دیوار کے ساتھ
دے مارا جو ٹکڑ کر جا بجا پر زوں میں تبدیل ہو گیا

کون کہا تھا ہے محبت خالی ہاتھ رکھتی ہے

اور اس شامیں ویران زندگی

سونے راتے ٹوٹا دل

یہ سب ملی محبت کی سوغات

ہمیں تو کچھ بھی نہ دیتے ہوئے

محبت نے سب کچھ دے دیا

کیا میں اس کو بھول سکتا ہوں اس کے بغیر اپنی
زندگی کی شروعات کر سکتا ہوں۔

رات چاروں طرف اپنے پر پھیلا چکی تھی جب
وہ کھڑکی میں کھڑا چاند تو نکلتے ہوئے اپنا دل مٹولنے لگا
اس نے ایک بل کے لیے اسے ہر منظر سے ہٹاتے
ہوئے سوچا مگر اسے یوں محسوس ہوا کہ اس کی سانسیں
رکنے لگی ہیں وہ اب نشے کی طرح اس کی رگوں میں
سراست کر چکی تھی اس کو بھلانا ناممکن تھا بے اختیار
اسے ایک شعر یاد آیا

جولائی 2014

Digest.pk

اٹھ کر ٹیبل پر بیٹھنے لگا اور شروع کر دے مگر یہ بات اتنی سہل نہیں تھی جتنی وہ سمجھ رہی تھی آپ کا کیا خیال ہے کہ حقیقت معلوم ہونے کے بعد میں نے یہ نہیں سوچا ہوگا بابا جان کے آپ کے والد کے ساتھ تعلقات کی وجہ سے اور ان کی عزت ختم ہونے کا سوچ کر مجھے یہ ممکن نہیں لگتا کیا آپ خود مجھ سے خلع نہیں مانگ سکتی نقاش جلدی سے بولا۔

جو مجبوری آپ کی ہے وہ وہی میری بھی ہے میں تو بہر حال ثاقب سے ہی شادی کروں گی مگر میں نے سوچا کہ مرد ہونے کے ناطے آپ آواز اٹھا سکتے ہو اس نے چالاکی سے اس کی مردانگی پر وار کیا وہ غصے سے کھول اٹھا

شٹ اپ مجھے طعنہ دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے طلاق کی ضرورت تمہیں ہے لہذا تم ہی کچھ کرو تو گویا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں آپ کے مجھے ڈانٹیں دینے کی کوئی ضرورت نہیں اور آپ خوش ہیں اس نے پانسہ پلٹا

میں نے تو ایسا کچھ نہیں کہا وہ بیٹھا اٹھا تھا تو چلو ٹھیک ہے اگر آپ نہیں چاہتے تو میں بھی اپنے موقف سے ہٹ جاتی ہوں وہ اٹھتے ہوئے بولی تو وہ حینکار بڑھان ہو اٹھا تھا وہ تو کچھ ایسا کرنا چاہتا تھا کہ سانب بھی مر جائے اور لاشی بھی نہ ٹوٹے مگر اسے لگ رہا تھا کہ ایسا ناممکن ہے لو کے ٹھیک ہے میں خود بھی تمہارے ساتھ اس نام نہاد رشتے میں بندھنا نہیں چاہتا میں خود تمہیں طلاق بھیج دوں گا جب پیار کیا تو ڈرنا کیا وہ ایک عزم سے کہتا ہوا اٹھ کر چلا گیا جبکہ مریم سرشار کھڑی گلاس لاؤر سے دیکھتی رہی

نقاش نے گھر میں بات کی تو طوفان کھڑا ہو گیا تیمور صاحب کا تو بس نہیں چل رہا تھا کہ نقاش کو اٹھا کر باہر پھینک دے تمہارا دام خراب ہو چکا ہے اسی لئے ایسی ہنگامی باتیں کر رہے ہو تمہارا کیا خیال ہے کہ جو

وہ ابھی خاصی خوبصورت تھی مریم نقاش نے سوالیہ انداز سے آہستہ آہستہ اور اثبات میں سر ہلاتی ہوئی اسکے سامنے چہرہ کھیل کر بیٹھ گئی

میں فرمائیے کیوں بلایا ہے آپ نے مجھے یہاں پر وہ دنیا جہاں کی بےزاری لہجے میں سو کر بھولا آپ ہیں ہی اتنے آدم بیزار یا پھر خود کو ایسا شو کر رہے ہیں وہ اسی کے انداز میں بولی

میرا ہائیڈینا معلوم کرنے کے بجائے جس مقصد کے لیے مجھے یہاں بلایا ہے وہ واضح کریں میرے خیال میں زیادہ بہتر ہوگا لہجہ سابقہ تھا ظاہر ہے وہی بات کروں گی آپ نے اپنا پر پزل میرے گھر کیوں بکھوایا جبکہ میرے خیال میں آپ نے مجھے دیکھا تک نہیں ہے وہ کام کی بات تک آئی

میں نے اپنا پر پزل آپ کے گھر بکھوایا تھا آپ کے لیے نہیں کسی اور کے لیے وہ باہر کی طرف دیکھنے لگا کسی اور کی طرف کہیں آپ کا اشارہ فریال کی طرف تو نہیں ہے وہ چونک کر بولی۔

ہاں مجھے غلط فہمی ہوئی تھی جس کا نتیجہ بھگت رہا ہوں اس کا دکھ پھر سے تازہ ہو گیا

گذاب تو مجھے اپنی بات واضح کرنے میں اور بھی آسانی ہوگی اس کی خوشی سے چمکتی آواز نے نقاش کو شکار کیا۔ کیا مطلب؟

بات تو بہت ہی سہل سی ہے آپ فریال سے شادی کرنا چاہتے ہیں اور میں ثاقب سے مگر بد قسمتی سے ہم دونوں ایک دوسرے کے ساتھ بندھ گئے ہیں مگر اب ہم مزید اس بندھن کو قائم نہیں رکھ سکتے وہ اس کو سمجھاتے ہوئے بولی

اور تو اس کا مطلب ہے ڈائی ورس۔ نقاش کو سمجھ آگئی تھی اس کی بات سائی کے دہاؤ کی وجہ سے میں اس رشتے پر راضی تو ہو چکی تھی مگر ثاقب کو چھوڑنا میرے بس میں نہیں ہے آپ مجھے ڈانٹیں دے کر اپنا اور میرا رشتہ صائب کر سکتے ہیں نقاش کا دل چاہا کہ

سمجھا کر تھک چکا ہوں مگر کوئی میری بات نہیں مان رہا
سمجھ میں نہیں آ رہا کہ کیا کروں سو بائیں کان سے
لگائے ناچارگی سے نقاش کی آواز ابھری
میں تو کسی سے بات بھی نہیں کر سکتی اب تو میرا گلہ
وہاں میں گئے

تم نے فریال سے بات کی وہ سمجھ رہی ہے میں
اسے دھوکہ دینا چاہتا تھا تم پلیز میری بات اس سے
کرنا وہ میں تمہاری اس سے بات تو نہیں کرنا سکتی اور
نہ ہی وہ تیار ہوگی مگر میں نے اپنی ملاقات کا سب کچھ
بتا دیا ہے مگر وہ ہماری کچھ مدد نہیں کر سکے گی وہ شروع
سے ہی ڈر پوک ہے مریم کے لہجے میں بے بسی تھی مگر
آگے سے کوئی جواب نہ ملا تو اس نے ایک فقرہ کہہ کر
سو بائیں بند کر دیا اب جو کرنا ہوگا مجھے ہی کرنا ہوگا میں
اتنی بڑی قربانی نہیں دے سکتی نقاش تھک کر سو بائیں کو
دیکھنے لگا مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ مریم نے جو معصوم ارادہ
کیا ہے وہ پورا بھی کرے گی یا نہیں۔

صبح سو کر اٹھا تو ایک نئی خبر سنی جو ناشتے کی ٹیبل پر
تیجور صاحب اور عاصمہ بیگم نے اسے نظریں چراتے
ہوئے کہا کہ مریم گھر چھوڑ کر چلی گئی ہے سکندر صاحب
کا فون آیا تھا وہ بہت شرمندہ تھے اور کہاں گئی ہے کسی کو
کچھ پتہ نہیں ہے۔ ہم نے اپنے بیٹے کے لیے کیا کچھ
نہیں کیا سوچا تھا مگر اتنی ذلت و رسوائی تو میں نے
خواب میں بھی نہیں دیکھی تھی عاصمہ بیگم ڈو پٹہ منہ پر
رکھ کر پھسک پھسک کر رو رہی تھیں وہ بے تاسر لگا ہوں سے
سے ان کی طرف دیکھتا رہا مریم سے اس جلد بازی کی
اسے تو فتح نہ تھی

ہم آپ سے بہت ہی شرمندہ ہیں وہ میرے سر
میں تو خاک ڈال کر چلی گئی مگر آپ کے لیے بھی
شرمندگی چھوڑ گئی مجھے گھر پہلے سے ہی پتہ ہوتا تو میں
خود اسے ثاقب کے حرا سنا دیتا مگر یہ ذلت تو نہ ہوتی
جوان بیٹی کے گھر چھوڑ جانے پر سکندر صاحب کے

تمہارا دل چاہے گا وہ کراہے اور ہم تمہارا ساتھ دیں
گے بابا جب میں کسی اور کو چاہتا ہوں تو کیوں اس کو
اسنے ساتھ باندھتا پھروں میں اس کیساتھ خوش نہیں
رہ سکتا آپ سمجھتے کیوں نہیں ہیں وہ ان کو سمجھا سمجھا کر
تھک چکا تھا تم نے پہلے ہمیں سکندر صاحب کے گھر
بھیجا ہم وہاں گئے یہاں تک تمہارا نکاح ہو چکا ہے
ان کی بیٹی سے اور اب تم کہہ رہے ہو کہ تم اس کو طلاق
دے رہے ہو تمہاری کچھ عزت بے عزتی ہونہ ہو مگر ہم
عزت دار لوگ ہیں اور ان کو یہ دکھ کیسے دے سکتے ہیں
میں کہہ رہا ہوں یہ خناس نکال دو دماغ سے اور بائیں
کر لے لے لے سانس لینے لگے عاصمہ بیگم گھبرا کر بھیجی
تیجور کی اور کبھی نقاش کی طرف دیکھ رہی تھی روٹانے
الگ گھبراہٹ ہوئی ایک کونے میں کھڑی تھی اس میں
صرف میری خوشی نہیں ہے بابا جی مریم بھی یہی چاہتی
ہے کہ میں اسے ڈاکیومنٹس دوں بس خاموش ہو جاؤ اور
اب ایک لفظ بھی اپنے منہ سے نہ نکالنا اور نکل جاؤ اس
گھر سے نا انجوار، نا لائق اسے مقصد کے لیے اس بیٹی
پر الزام لگاتا ہے یہی تربیت تھی تمہاری

تیجور غصے میں گھرے ہوئے نقاش کی طرف
بڑھ رہے تھے کہ عاصمہ بیگم نے بھٹک کر ان کا بازو
تھام لیا اور ان کی منت سماجت کرنے لگی آپ قصہ نہ
کریں آپ کی صحت کے لیے اچھا نہیں ہے اور
ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ ہم ان سے فریال کا ہاتھ
مانگ لیتے بس کر دیتے تم صرف خود غرض ہو کر اپنے
بیٹے کے بارے میں سوچ رہی ہو ان کے بارے میں
بھی سوچو کہ ایک بیٹی کو طلاق دینے کے باوجود وہ ہمیں
دوسری بیٹی کا ہاتھ دیں گے کبھی نہیں شادی کسی گڑیا کا
کھیل نہیں ہے میں سمجھاؤں گی نقاش کو وہ جذباتی ہو
کر کہہ رہا ہے ٹھنڈے دماغ سے سوچے گا تو ہماری
بات سمجھ میں آ جائے گی عاصمہ پر امید انداز میں کہہ
رہی تھی اور نقاش تن فٹن کرتا ہوا ستر حیاں چڑھ گیا
ممکن ہر ممکن طریقے سے گھر والوں کو اپنی بات

ہم تو بس آپ کے ہیں جواب

تقصیب اتنی نفرت ان کے دل میں اس کے لیے کیوں تھی مگر اس کی خدمت کا صلا اسے ان نفرتوں میں ڈوبنے کے نشروں سے ملا تھا۔

اسے مریم نے نقاش کی محبت کا یقین دلادیا مگر فریال ان دونوں کے بیچ میں نہیں آنا چاہتی تھی کہ جو بھی تھا وہ اب شادی شدہ تھا مگر اب جب اس کا رشتہ فریال کے لیے آیا تو مہمانی نے اسے قاتلے بغیر ہی فریال کے رشتے سے انکار کر دیا تھا اسے یقین نہیں ہو رہا تھا مگر یہ سب حقیقت ہی تھی۔

ماموں جان آپ نے مجھے دوسرے میں ایسا سوچ بھی کیسے لیا کہ میں آپ کا سر جھکھنڈتی آپ ایک بار مجھ سے کہتے تو وہ کب کی ٹھنڈی ہوئی جائے لے کر بہن میں چلی گئی ماموں جان میں چچا کے گھر جا رہی ہوں وہ مجھے آج آکر لے جائیں گے انہوں نے خود مجھے فون کر کے تیار رہنے کا کہا ہے آپ کو ابھی اس لیے بتا رہی ہوں کہ آپ رات جلد سو گئے تھے بھرم قائم رکھنے کے لیے وہ جھوٹ پر جھوٹ بولنے لگی تھی

جو تمہاری مرضی جیسا تمہارا دل کرے ویسا ہی کرو ہم کون ہوتے ہیں تمہارا فیصلہ کرنے والے ماموں جان کے بیگانگی سے کہنے پر بھی وہ اس امید پر ان کے پاس کھڑی رہی کہ کچھ تو پوچھیں گے مگر کافی دیر کے بعد وہ اپنی آنکھوں میں آنسوؤں کو دھکیلتے ہوئے وہ کمرے میں جکر اپنا سامان پیک کرنے لگی مہمانی کے ہاتھ پاؤں پھول رہے تھے اس کی اچانک روانگی پر اس نے تو تقریباً گھر کے سارے کام سنبھال رکھے تھے۔۔۔ اب کیا ہو گا وہ سر تقام کر سوچنے لگی تھی وہ چاچا کے ہمراہ چلی گئی چچا کے بے زار اور گریے دیئے والے درویش نے ان کو یہ ظاہر کر دیا کہ وہ یہاں اپنی مرضی سے گئی ہے چچا کے کہنے کا تو شاید بہانہ تھا

اس واقعے کو کئی ماہ گزر چکے تھے مگر نقاش کو یوں محسوس ہوتا کہ کل کی بات ہے فریال کا اس کے پیار کا

کندھے ڈھکے گئے تھے اور سر شرمندگی سے جھک گیا جو ہونا تھا وہ ہو چکا اللہ تعالیٰ جو ان نسل کو ہدایت دے اور گمراہ ہونے سے بچائے تیمور صاحب سے سکندر کی یہ حالت دیکھی نہیں جا رہی تھی جو غلطی میری بنی کر چکی ہے اب اس کا لڑا لہ ممکن نہیں وہ تو یہ بھی بھول چکی ہے کہ شادی شدہ ہے مسرت خاتون رنجیدہ ہونے لگی وہ شادی شدہ ہے نہیں بلکہ گئی کل رات ہی اس کی طرف سے خلع کا نوٹس آیا ہے اور وہ گئی اذالے کی بات تو آپ فریال کا ہاتھ ہمیں دے کر یہ کر سکتی ہیں کیوں کہ لوگوں کو پتہ ہے کہ نقاش اس گھر کا داماد ہے عاصم بیگم کوئی گلی گھنی رکھے بغیر ہی پولیس سکندر اور مسرت دونوں حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے

یہ کیسے ہو سکتا ہے ہم اس کی مرضی کے بغیر کے یہ کیسے کر سکتے ہیں اور نقاش راضی ہو گا اس پر کیا مسرت خاتون اچھے سے بولی۔

آپ نقاش کی مرضی کو چھوڑیں وہ ایسا ہی کرے گا جو ہم اس سے کہیں گے آپ صرف فریال بیٹی سے پوچھ کر ہم کو بتادیں تیمور صاحب نے بات ختم کوڑالی

فریال چائے بنا کر ماموں کے کمرے میں انکو دینے جا رہی تھی مگر کمرے میں ہونے والی گفتگو کے چند الفاظ سن کر وہ وہی رک گئی اس کا دستک دینا دل اس ک پہلو میں گر گیا میں نے تو سوچا تھا کہ ہماری بیٹی سے جو غلطی ہوئی ہے وہ ناقابل معافی ہے مگر اس کی عطا فریال کے ہاتھ میں تھی مگر میں پھر بھی بھول چکا تھا کہ اس کی اپنی بیٹی من کا لاکر چکی ہے تو پرہیز کیا امید

ان کی گفتگو کا کو یہ لفظ بھی اس کے پلے نہیں پڑ رہا تھا میں نے تو اسے بہت د سمجھایا کہ بیٹی ہماری عزت رکھ لو مگر اس نے تو مریم کا طعنہ دے کر ہی مجھے چپ کرادیا اب میں کیسے اس کا انکار اقرار میں بدلوں مہمانی کی باتوں نے اسے برف کی سل بنا دیا تھا

جولائی 2014

Digest.pk

ہم تو بس آپ سے ہیں

ملاقات اڑانا اس کا رشتے سے انکار کرنا سب خواب لگ رہا تھا محبت کرنے کی سزا ملی تھی یا یکطرفہ محبت کی وہ تو بالکل بھی نہیں سوچنا چاہتا تھا جتنا اس کے بارے میں سوچتا پرانے زخم پھر سے ہرے ہونے لگتے تھے

جنا میں نے تمہارے لیے یہ لڑکیا دیکھی ہیں جو پسند ہو بتا دو عاصمہ بیگم نے چند تصاویر اس کے سامنے رکھیں

مجھے شادی نہیں کرنی جب وہ نہیں تو کوئی بھی نہیں آپ کیوں یہ سب کر کے میرا دل دکھا رہی ہیں اس نے دیکھے بغیر ہی تصویریں صوفے پر پت پٹ دیں اور کیوں اس کے لیے خود کو روگ لگائے بیٹھے ہو جب اسے تمہاری پرواہ نہیں تو بھول جاؤ اس کو کیوں سراپ کے پیچھے بھاگ رہے ہو

بھاگ کہاں رہا ہوں میں تو سراپ کے پیچھے بھاگ بھاگ کر تھک چکا ہوں تکی داماد ہو چکا ہوں اس کے سیاست مجھے لہجے سے عاصمہ بیگم کا دل کٹ کر رہ گیا

اسی لیے تو کہہ رہی ہوں کہ شادی کر لو تو نئی زندگی میں مشغول ہو کر سب کچھ بھول جاؤ گے اگر تمہاری ان لڑکیوں میں کوئی پسند نہیں تو کوئی بات نہیں ناہید کے محلے دار ہیں بہت ہی اچھی لڑکی ہے پڑھی لکھی ہے اور سلیقہ شعار ہونے کے ساتھ ساتھ بہت پیاری بھی ہے مجھے ناہید نے سب تفصیل سے بتایا ہے میں خود جا کر لڑکی دیکھ کر آؤں گی دیکھو بیٹا مجھے مایوس مت کرنا مجھ سے اب یہ سب برداشت نہیں ہو رہا۔ وہ رقت زدہ لہجے میں کہتے ہوئے رو پڑی تو ناخن نے ان کے ہاتھ تمام کر چم لے

جیسے آپ کی مرضی آپ کریں مگر پلیز یہ آنسو پونچھ لیں

عاصمہ بیگم اپنے فرما بردار بننے کو دیکھنے لگیں جس کی خوشی کے لیے وہ ہر بل دعا گو تھیں

ناہید جو تیمور صاحب کی دور پار کی رشتہ دار تھی اس نے عاصمہ بیگم کو جس لڑکی کے بارے میں بتایا تھا روٹانے اور عاصمہ بیگم جب اس سے مل کر آئیں تو خوشی ان کے چہرے سے پھوٹ رہی تھی

بھائی لڑکی بہت ہی اچھی ہے آپ دونوں کی جوڑی بہت پیاری لگے گی سچی میں بہت خوش ہوں وہ وقتا فوقتا اپنی خوشی کا اظہار کرتی رہتی

آپ خود بھی جا کر لڑکی اوکے کر دیں مجھے امید ہے میں نے جو بہو پسند کی ہے آپ کو وہ بہت اچھی لگے گی چھوٹا سا متحول گھرانہ ہے ہمیں تو لڑکی کے سوا کچھ بھی نہیں چاہئے

سچی جلدی سے سب کچھ بھول گئے یہ لوگ اور میں چا کر بھی نہیں بھلا سکا

عاصمہ بیگم کو تیمور صاحب سے باتوں میں مگن دیکھ کر نقاش نے سوچا کیا میں کسی اور کیساتھ خوش رہا پاؤں گا نہیں بلکہ رہنے کی کوشش کر سکوں گا

لڑکی والوں کی رضا مندی لے کر تیمور والوں نے شادی کی تیاریاں شروع کر دیں تھیں دلہن کی سب چیزیں تو پہلے سے ہی تیار تھیں باقی ضرورت کا کام تیمور صاحب خود ہی کر رہے تھے نقاش نے بھی ان کا ہاتھ بٹھانے کی ضرورت محسوس نہ کی وہ خود کو ایک لڑکی تصور کر رہا تھا جو اپنے ماں باپ کی خوشی کے لیے قربان ہو رہی تھی

خدا خدا کر کے شادی کا دن بھی آگیا گولڈن شیر وانی میں اپنے مطرور نقوش اور ساحر پرستانی کے ساتھ وہ کوئی یونانی دیوتا لگ رہا تھا آنکھوں پر چھائی بیگم کی اور چہرے پر سچے پتھر لے تاثرات کے ساتھ کوئی اسے دیکھ کر یہی کہہ سکتا تھا کہ اس کی شادی مرضی سے نہیں بلکہ گن پوائنٹ پر کی جا رہی ہے

ثناح ناے پرسائن کرتے وقت دوسرا نام دیکھ کر اس کا ہاتھ ایک لمحے کے لیے رک سا گیا مگر اس

جولائی 2014

Digest.pk

کر آپ کے ساتھ چل رہی ہوں کچھ موقع ہی نہ ملا
دل کو زبان دینے کا تو پھر انکار کیسے کرتی وہ بھی جب
ماموں کی عزت کا سوال تھا یہ سب تو ممانی کی ہی
سازش تھی مگر چھوڑیں اس بات کو جو گزر گیا سو گزر گیا
جو کل آئے گا وہ صرف ہمارا ہے وہ ایک جذب سے
بول رہی تھی چلو اس بہانے یہ حقیقت تو سبھی کہ تم بھی
مجھ سے پیار کرتی ہو وہ اس کے رعنائی ہاتھ تمام کر
سرشاری سے بولا۔ اس میں بہانے کی کیا بات ہے جو
میرا ہے وہ میرا ہے اور اس کا اظہار میں پوری دنیا کے
سامنے کر سکتی ہوں۔ اتنی ہمت ہے تم میں وہ اسے
چھڑتے ہوئے بولا۔

ہمت پہلے نہیں تھی مگر اب آپ کی ہر اسی بہت
ہامت ہوں ایک احساس سا سرشار کر رہا تھا کہ کوئی تو
ہے جو میرا ہے جو میرا اعتماد میرا بھروسہ ہے اس کی
ہر اسی میں جو دکھ بھی ملے خوشی سے سہ لوں گی
بشرطیکہ وہ ہمیشہ ساتھ رہے تو پر دو گے میرا ساتھ تمام
زندگی تمام عمر پر لکھ رہی ہیں۔

اس نے امید کا دامن تمام کر نقاش کے سامنے
بھٹکی پہیلا دی جواباً اس نے فریال کا نازک سا ہاتھ
اپنے مضبوط ہاتھوں میں لے کر ایک تحفظ کا احساس
دلا یا پھر اس کے کانوں میں مدھم سی سرگوشی کی اب تو
میری دنیا تمہارے ہی ساتھ ہے تمہارے ہی ساتھ
زندگی کے ہر نقش میں رنگ بھرنے ہیں میں تو پہلے بھی
تمہارا تھا اب بھی تمہارا ہوں پورے تمام عمر تمہارا ہی
رہوں گا نقاش نے فریال کو رنگ پہناتے ہوئے دل
ہی دل میں سجدہ شکر بجالایا تھا پھر اس کریم کا شکر ادا کیا
جس نے اسے خالی ہاتھ نہیں رکھا تھا زندگی کی ہر خوشی
سے ہمکنار کیا تھا اور اب کسی چیز کی چاہ باقی نہیں رہی
تھی۔

قارئین کیسی لگی میری کہانی اپنی رائے سے
ضرور آگاہ کیجئے گا۔

نے جلدی سے سائن کر دیئے اور کسی اور کو زندگی کا
ہمسفر بنالیا آدمی رات گزر جانے کے بعد جب شادی
کا ہنگامہ تھا تو اس نے کلائی پر بندھی گھڑی پر نگاہ ڈالی
جو رات کے ساڑھے بارہ بج رہی تھی وہ تھکے قدموں
کے ساتھ کمرے کی جانب بڑھ رہا تھا کہ عاصم بیگم کی
آواز کے ساتھ چونک پڑا۔ آپ ابھی تک جاگ رہی
ہیں ہاں تمہارا انتظار کر رہی تھی جیسا میری تو دعا ہے کہ
پوری زندگی خوش رہو زندگی کا ہر لمحہ ہر لمحہ تمہارے
لیے خوشیوں کا پیغام بن کر آئے جیسا تم اپنی بیوی کو تحفہ
دینا مجھے بتا ہے کہ تم نے ابھی تک کچھ بھی نہیں لیا ہوگا
پھر وہ آہستگی سے کمرے کی جانب بڑھ گیا اور دروازہ
کھولا تو دلہیز پر ہی کھڑا رہ گیا پورا کمرہ گلاب اور
موتیوں سے بھرا ہوا تھا پھولوں کی مسکور کن مہک نے
ماحول کو خوشگوار بنایا ہوا تھا وہ مضطرب ہو کر ٹپکتے لگا تھا
کیا ہوتا اگر اس کی جگہ وہ ہوتی تو زندگی کا سفر
کتنی خوشی اور راحت سے گزر جاتا مگر وہ یہ سب سوچ
ہی سکتا تھا

کیا اپنی شادی کے روز آپ نے پیدل مارچ کا
عہد کیا تھا؟

شرارت سے بھر پور آواز پر وہ سرنگ کی طرح
اچھلا یہ آواز تو وہ لاکھوں گردنوں میں بھی پہچان سکتا
تھا تیر کی طرح وہ اس تک پہنچا اور جلدی سے ٹھوٹھٹ
اٹھا دیا مگر یہ کیا سامنے وہ پر پی چہرہ اپنے ٹھوٹھٹ
کے ساتھ براجمان تھی نقاش پر مارے خوشی کے سکتا ہو
گیا اتن تم وہ بڑی مشکل سے بولا۔

ہاں میں یعنی فریال نقاش تو کیسا لگا میرا سر پرانز
وہ لچلا ہوٹ شرارت سے دانتوں تلے دبا کر
بولی

سر پرانز۔ میرے رشتے سے تمہارا انکار کرنا اور
پھر اپنے چچا کے گھر چلے جانا وہ ناگہی سے بولا۔
میں نے بھی ابھی اظہار تو نہیں کیا تھا مگر جو محبت
آپ مجھ سے کرتے ہیں اس محبت میں میں بھی قدم ملا

ہم تو بس آپ سے ملنے کے لیے
جواب نمبر 128 جولائی 2014
Digest.pk

وہ دس روپے

تحریر۔ ملک علی رضا۔ فیصل آباد

شیرازہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین آپ سب کی خدمت میں ایک ایسی کہانی ہے جو آپ کے دل کو اچھی لگے گی اور ایک سبق آموز کہانی ہے میں نے اس کا نام۔ وہ دس روپے۔ رکھا ہے
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

یہ سعید تھا وہی طالب علم جس سے میں نے کالج میں دس روپے ادھائے تھے مجھ سے بڑا غلو میں سے ملا پوچھنے پر معلوم ہو کہ اسکے ایک رشتہ دار آرے میں جن کو لینے وہ وہاں آیا تھا کالج کی سہانی یادوں کا ذکر چمڑ گیا اور اس اقرب کے حوالے سے مجھے یاد آ گئے جو میں نے اس سے ادھائے تھے میری جیب میں اس وقت صرف پانچ روپے تھے میں نے مناسب سمجھا کہ فی الحال ان دس روپے کا ذکر مناسب نہیں۔

شاید وہ بھی مردنا تقاضا نہ کر رہا تھا میں نے سوچا کہ اس کے گھر کا پتہ معلوم کر لوں تاکہ وہاں جا کر اس کو واپس کر دوں گا چنانچہ اس کے گھر کا پتہ معلوم کر لیا پھر کافی دن گزر گئے میں اسے ادھار واپس دینا پھر بھول گیا۔

ایک دن میں بازار سے گزر رہا تھا کہ کسی نے پیچھے سے میرے شانے پر ہاتھ رکھ دیا مڑ کر دیکھا تو سعید تھا اب پھر مجھے ان دس روپوں کا خیال آیا حیرت کی بات تھی کہ میں گھر سے جو رقم لے کر آیا تھا وہ خریداری میں صرف کر دی تھی اب چند روپے باقی تھے میں اس سے گونہس گونہس کے باتیں کر رہا تھا۔

کالج میں ادنیٰ گروپ کی جانب سے کوئی تقریب تھی جس سے کچھ روز پہلے گروپ کے انچارج پروفیسر نے تمام لڑکوں سے کہا کہ وہ اپنے اپنے حصے کے چند روپے کی رقم جلد از جلد جمع کروادیں جو کہ دس روپے فی کس بھی چندہ وصول کرنے کے لیے ایک دن تحمین کر لیا گیا۔

سب لڑکوں نے اس دن دس دس روپے جمع کروائے میرے پاس اس دن اتفاق سے کوئی پیسہ نہیں تھا اس لیے میں نے ایک ہم جماعت سعید سے ادھار لے کر جمع کروائے تقریب منعقد ہوئی اسی گھبراہٹ میں دن گزرتے رہے یہاں تک کہ کالج کی سہانی زندگی سے رابطہ ختم ہو گیا۔

سب دوست گھر گئے میں بالکل بھول چکا تھا کہ میں نے کسی سے دس روپے ادھائے تھے جن کو واپس کرنے کا میں اخلاقی طور پر پابند ہوں نہ ہی اس نے بھی تقاضا کیا۔

کوئی چھوڑے قریب ایک برس بیت گیا تھا ایک دن میں ریلوے سٹیشن گیا جہاں ایک دوست کو الوداع کہتا تھا ہاں اچانک ایک شکا سا چہرہ نظر آ گیا جی ہاں

وہ دس روپے

جولائی 2014

جواب 130

دل میں ایک شخص ہی انھی دس روپے کا نوٹ مجھ کو آج کی طرح جا رہا تھا۔

میں واپس مڑا بازار کی بکری پر ایک پھولوں والی دکان تھی میں نے وہاں سے دس روپے کے بار لیے اور دو بارہ سعید کے مکان پر آ گیا اس کے گھر کھرام چھا ہوا تھا جوان بیٹے کی موت نے والدین سے بڑھاپے کا سہارا چھین لیا تھا۔

لوگ آ رہے تھے ان سے تعزیت کر رہے تھے میت کو غسل دیا جا رہا تھا تھوڑی دیر میں میت کی مسبری لگی میں رکھ دی گئی میں نے قریب جا کر دیکھا سعید سفید کفن اور سہادی غیند سوار تھا۔

میں نے وہ پھولوں کے بار اس کی میت پر رکھ دیے اور گرفتہ دل واپس آ گیا۔

قارئین دعا کیجئے گا کہ میرے دوست کو اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین یہ قارئین کیسے لگی میری داستان ضرور بتائے گا آپ کی قیمتی آراء کا بے چینی سے انتظار رہے گا امید تو ہے کہ سب کو پسند آئے گی مجھے آج بھی وہ دس روپے سانپ کی طرح ڈستے ہیں مجھے یہ احساس تو ہوا ہے کہ کسی سے ادھار نہ لوں اگر لوں تو اپنے وعدے کے مطابق واپس کروں میں اپنے رب سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے یہ دس روپے معاف کر دے جو دن رات تڑپاتے ہیں۔

قطعہ

آجا میں اپنے ہاتھوں سے تجھ کو سنوار دوں
تجھ پر جو اٹھیں گی پری نظریں اتار دوں
تو سوچ بھی نہ پائے گی میرے تصورات کو
سمندر کے قطروں سے بھی زیادہ تجھ کو پیار دوں
ریاض احمد

مگر دل ہی دل میں شرمندہ زور ہا تھا۔

سعید نے مجھے اس کے گھر آنے کا وعدہ کر لیا جب میں نے عنقریب اس کے گھر آنے کا وعدہ کر لیا جب بھی اس سے ملاقات ہوتی شوخی میں میری قسمت میری جیب میں دس روپے بھی نہ ہوتے تھے۔

ایک دن وہ مجھے بازار میں مل گیا وہ جلدی میں تھا اس نے مجھے بتایا کہ اسے یونیورسٹی میں داخلہ مل گیا ہے جاتے جاتے اس نے پھر مجھے یاد دلایا کہ میں نے اس کے گھر آنے کا وعدہ پورا نہیں کیا اس ملاقات کے چند روز بعد ہی ایک شب میں گھر میں لینا دیڈیون رہا تھا یونیورسٹی میگزین کا پروگرام آرہا تھا طلبہ اپنی نگارشات سنارہے تھے اب سعید اپنا افسانہ دس روپے آپ کے سامنے پیش کریں گے آواز میرے کانوں میں ٹکرائی میں نے وہ آواز فوراً پہچان لی یہ وہی سعید تھا جس سے میں نے دس روپے ادھار لیے تھے وہ اپنا افسانہ سنارہا تھا اور میں خود کورٹین میں گڑتا محسوس کر رہا تھا۔

اس نے افسانے میں انہیں دس روپیوں کا موضوع بنایا تھا جو اس نے مجھے ادھار دیئے تھے اس نے ان تمام ملاقاتوں کا اس میں ذکر کیا جو میری اور اس کی کالج چھوڑنے کے بعد ہوئی تھیں میں افسانہ سنتا جاتا اور خود کو مجرم محسوس کرتا جاتا تھا میں تو یہ سمجھ رہا تھا کہ سعید ان دس روپیوں کو بھول چکا ہوگا مگر آج افسانہ دیکھ کر مجھے حقیقتوں کا احساس ہو رہا تھا۔

میں نے پکا ارادہ کر لیا کہ صبح سب سے پہلا کام دس روپیوں کا کروں گا اگلے روز میں تیزی سے گھر سے نکلا سعید کے گھر کی راہ لی جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ کچھ لوگ اس کے گھر کے سامنے دری پر بیٹھے تھے۔

پوچھنے پر معلوم ہوا کہ رات کو سکوتر پر ریڈیو سٹیشن سے گھر آتے وقت سعید کی موٹر سائیکل ایک ٹرک سے ٹکرائی اس حادثے میں وہ اپنی جان کو بیٹھا میرے

میرا مان ٹوٹ جاتا ہے

تحریر: مس افشاں لاہور

شہزادہ بھائی۔ سلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین شازم کے ساتھ کیا ہوا کسی زندگی ملی رہا ہے وہ تو اپنی زندگی بھی اپنی مرضی سے نہیں جی سکتا ماں باپ کا سایہ سر سے اٹھنے کے بعد اسے ماموں کے گھر میں رہنا اور ان کا نقلی بچا کچا کھا کر جوان ہونا بہت ہی مہنگا بڑا کاش کہ اس کے ماں باپ ہوتے اور وہ اس گھٹ گھٹ کر جینے والی زندگی سے بچ جاتا اس کا پیار سے مل جاتا اور اس کی ہر خواہش پوری ہوتی اب اسے ماموں کے احسانوں کا بدلہ اتارنے میں پوری زندگی اپنی خواہشوں کو اپنی ماندر ہی دینا پڑا اس کا کوئی بھی اپنا نہیں ہے اگر ماں باپ پالیں تو ان کا اپنی اولاد پر کوئی احسان نہیں ہوتا مگر کسی اور کو کون اپنا بنا کر پالتا ہے خدا کسی کو کسی کا محتاج نہ کرے میں نے اس کہانی کا نام میرا مان ٹوٹ جاتا ہے رکھا ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی
اور وہ جواب عرض کی پانسی کو غور رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائر ٹرمز دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

بچپن سے باپ کی شفقت چمن مٹی اور دوھیال والوں نے دونوں ماں بیٹے کو گھر سے نکال دیا اور جائیداد پر خود قبضہ کر لیا ایسے مشکل وقت میں ماموں جان نے سہارا دیا شازم کی ماں سارا دن کام کرتی رہتی تاکہ بھائی کو بوجھ نہ لگے ماموں جان کی کرم لوازی تھی کہ انہوں نے بھی شازم اور اپنے بچے میں فرق نہیں سمجھا تھا۔

عادل اپنے سب بہن بھائیوں میں بڑا تھا اور سمجھدار بھی دوسرے بہن بھائیوں طرح اس نے بھی اپنے باپ کے شازم پر کئے جانے والے احسانوں کا ذکر نہیں کیا تھا اکثر و بیشتر وہ اپنے بہن بھائیوں کو شازم کے ساتھ بد سلوکی کرنے سے ڈانٹ دیتا تھا جس سے شازم کا مان بڑھ جاتا۔
جب تک شازم کی ماں زندہ رہی شازم کو کبھی یہ

میرے ہاتھوں کی ٹکیروں میں یہ عیب چھپا ہے محسن میں جس شخص کو چھو لو وہ میرا نہیں رہتا مجھے لگتا ہے محسن نقوی نے یہ شعر میرے انسان ہی لیے لکھا ہو پتہ نہیں کیا ہے جس کو بھی اپنا سمجھتا ہوں وہی ڈس لیتا ہے۔

یاد لیکن ہر چیز قربان کی ولا دینے ملی تو میں مر جاؤں گا شازم نے عادل بھائی کی گود میں سر رکھتے ہوئے کہا عادل اور شازم دونوں کزن ہیں اور ایک ہی یونیورسٹی میں پڑھتے تھے۔

شازم اپنی ہر بات اپنے ماموں زاد کزن سے شہیر کرتا تھا کیوں کہ اسے عادل بھائی پر اندھا اعتماد تھا اور عادل ہی آخری کرن تھی جو ہیپ کر سکتا تھا شازم کی کیوں کہ شازم اپنے باپ کی وفات کے بعد اپنے ماموں کے ہاں ہی رہتا تھا۔

میرا مان ٹوٹ جاتا ہے
جواب: 132
جداوی 2014
Digest.pk



نہیں ہوا تھا کہ وہ کسی کے کلاؤں پر ہل رہا ہے لیکن جب ماں کی متا چھن گئی تو پھر احساس ہوا کہ زندگی کیا ہے اور ماں کے ہوتے ہوئے زندگی کیا تھی۔

شازم کی ماں اس کے لیے سائبان تھیں ایسا سایہ جس نے دکھوں غموں محرمیوں کی شازم کو ہوانہ لگنے دی بہت برے وقت یہ چھوڑا ماں نے لیکن کس کا دل کرتا ہے اپنی اولاد کے لوگوں کے طعنوں اور باتوں کے لیے چھوڑے یہ تو مکافات عمل ہے جو کیا ہے اسے جاتا ہے کوئی پہلے تو کوئی بعد میں چندہ سال کی عمر میں ماں بھی تنہا شازم کو چھوڑ گئی کہتے ہیں کہ خدا اپنے بندے کو اتنی ہی تکلیف دیتا ہے جتنی اس میں برداشت ہوتی ہے۔

شازم اکثر خدا سے گلہ کرتا رہتا تھا کہ یا اللہ شازم کا اتنا ہی بڑا جگر ہے جو تم نے اتنے غم دے دیئے۔ نہ باپ رہا نہ ماں اور نہ ہی کوئی بہن بھائی اور جائیداد میسر کے بعد جس کالج میں عادل پڑھتا تھا ماموں نے اسی کالج میں شازم کا انڈمشن کروایا ممانی جان کو برا تو بہت لگا لیکن ماموں کے سامنے زیادہ بحث بھی نہ کر سکی لیکن شازم کو ہر وقت سنا رہتی تھی ایسی نازک چھوٹیشن ہوئی کہ کالج کے اخراجات بڑھ گئے تو شازم نے کالج چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا تو عدیل نے ہمت بڑھائی کہ شازم یاد کالج نہ چھوڑنا ایسا کرو پارٹ ٹائم جاب کر لو شازم نے عادل بھائی کی بات مان لی عادل نے اپنے ایک دوست کے میڈیکل سنور میں شازم کو جاب دلادی۔

یوں شازم کو ماموں جان کے آگے ہر چیز کے لیے ہاتھ نہ پھیلاتا پڑتا عادل کی سپورٹ سے شازم نے بی ایس سی کسپیٹ کر لی جن دنوں شازم نے بی ایس سی کا امتحان دینا تھا انہی دنوں عادل کی بہن نمرہ کے رشتے کے لیے گھر میں لوٹ آتے جاتے تھے۔

جو بھی آتا نمرہ کو اس کی سانولی رحمت کی وجہ سے

رجسٹر کر دیتا نمرہ پورے خاندان میں ہی ایسی تھی جبکہ اس کے دونوں بھائی بے حد خوبصورت تھے شازم بھی اسی گھر کا فرد تھا لہذا وہ یہ سب صورت حال سے آشنا تھا لیکن لڑکا ہونے کی وجہ سے اسے گھر کی ایسی باتوں میں کوئی خاص دلچسپی نہ تھی ایسی باتوں میں لڑکیوں کو دلچسپی ہوتی ہے۔

ممانی جان بہت پریشان رہتی تھی یہ تو میں جانتا تھا لیکن یہ نہیں جانتا تھا کہ ممانی جان میرے ساتھ کیوں پیار سے پیش آرہی تھی اس کیوجہ میں جاننے سے قاصر رہا مجھے اس سے کیا سروکار تھا مجھے تو سکون ہو گیا تھا کہ آج کل ممانی جان کی چلنی نہیں سننا پڑتی کہتے ہیں ٹاپ بھی وہی بچے کرتے ہیں جن کو کوئی گھریلو پریشانی نہ ہو ہر طرح سے سکون کی ہوا چلتی ہو اور غریب کے بچے نے ٹاپ کیا کرنا ہے دماغ سوچوں سے خالی ہوگا تو کچھ دماغ میں سمائے گا ناں اچھے ہوئے ذہن نے کیا ٹاپ کرنا۔

ممانی نے پیار سے بات کرنا شروع کی تو میں پچھلی باتیں بھول گیا اور سکون سے ہپروں کی تیاری میں لگ گیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ میں نے اپنے پورے کالج میں ٹھوڑے پوزیشن حاصل کی آج کل میں بالکل فری تھا میڈیکل سنور سے میں کافی حد تک سیکل ہو گیا تھا سیکری بھی پچیس ہزار ہو گئی شہر کا بہت بڑا میڈیکل سنور تھا پرفارمنس بھیس پہ مجھے میڈیکل سنور کا انچارج بنایا گیا۔

اسی میڈیکل سے ایک لڑکی اکثر ویسٹروڈ اکثر کی طرف سے ری کویڈ کئے ہوئے شیشہ اور مسابین کے لیے آتی تھی کیا کمال کی لڑکی تھی وہ جب بھی آتی میرے دل کے تار ہلا کر رکھ دیتی تھی دل کی دھڑک بے ترتیب ہی ہو جاتی اس ماہ جنہیں کے چہرے سے نظر ہفتی ہی نہیں تھی میں نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی طرف کھینچا جا رہا تھا۔

اب میں اکثر دعائیں کرتا کہ دو ماہ جنہیں جلدی

لائی 2014

Digest.pk

جلا کے راکھ کر گئی صبح کہا ہے حسن والوں سے اللہ بچائے

کوئی دل میں لیے ارمان چلا گیا
کوئی کھوئے ہوئے اوسان چلا گیا
حسن والوں سے کہہ دو نہ نکلیں باہر
دیکھنے والوں کا ایمان چلا گیا
مست نظروں سے اللہ بچائے
ماہ جمالوں سے اللہ بچائے
ہر بلا سر پہ آجائے لیکن
حسن والوں سے اللہ بچائے
ان کی معصومیت پہ نہ جانا
ان کے دھوکے میں ہرگز نہ آنا
لوٹ لیتے ہیں یہ مسکرا کے
ان کی چالوں سے اللہ بچائے

اُف کیا حسن تھا انتہا بھی حسن کی اسے دیکھ کر کوئی
بھی فدا ہو سکتا تھا میں تو پھر حسن پرست تھا حسن میری
کنز وری تھی مجھے حسین لوگ بہت پسند تھے میرا شمار
ہی ایسا ہے پائی سز - حوت - پائی سز - والے صبح
معنوں میں حسن کی قدر کرتے ہیں بس اب مجھ سے
مزید صبر نہیں ہو رہا مجھے گرین سنگل تو مل ہی گیا ہے
اب جب وہ دوبارہ آئی تو میں نے اپنا کارڈ دیا اور اس
کا نام بھی پوچھ لیا جی میرا نام دلآویز ہے سچ میں دلآویز
ہیں آپ میں نے زرب لب کہا - جی آپ نے کیا کہا
- نہیں میں نے کچھ نہیں کہا تو وہ مسکرا دی اور میرا کارڈ
لے لیا شام کو بار بار میری نظر موبائل کی سکرین پہ جاتی
لیکن نظریں ہر بار مایوس لوٹ آتی رات گزر گئی مگر کال
نہ آئی اگلے دن پھر وہی سلسلہ رہا پورا دن انتظار کرتے
گزر گیا مگر وہ نہ آئی رات پھر وہی حال تھا بار بار
سکرین دیکھتا ہر انجان نمبر کو بڑے پیار سے دیکھتا
دیتا لیکن بے شور آخر کار رات گیا وہ بچے ایک انجان
نمبر سے کال آئی میں نے کال اینڈنگ کی تو میری تو
مارے خوشی کے باجیس ہی کھل گئیں جب اس نے کہا

چکر لگایا کرے اب میں پروڈکٹ کے سلسلے میں بات
بھی کر لیتا تھا اور وہ بھی اُس اُس کے اب مجھ سے
بات کرتی تھی۔

اور ایک دن تو اس نے بات ہی بڑی عجیب سی
کی کہ شازم جی ہم آپ پہ اندھا اعتماد کرتے ہیں دیکھ
لیجئے گا ہمیں دھوکہ نہ دیجئے گا۔

میں اس کی اس بات پر چونک گیا آج اس نے
پہلی بار میرا نام لیا تھا آج جب اپنا نام اس کے منہ
سے سنا تو یہ احساس ہوا کہ دیکھنے والے نے کتنا
خوبصورت نام رکھا ہے۔

شازم کہنے والے کے کہنے میں ہی اتنا اثر تھا
شیریں لہجہ کمال تھا کہ شازم نام دنیا کا سب سے
خوبصورت نام لگنے لگا حالانکہ یہ نام ہر وقت میرے
کونیک بکارتے رہتے ہیں کہ شازم بھائی یہ دیں
شازم بھائی وہ دیں شازم بھائی یہ میڈیسن دیں شاید
یہی وجہ تھی کہ اس ماہ جنہیں کو بھی آسانی سے میرے نام
کا پتہ چل گیا تھا۔

جب اس نے یہ بات کی کہ شازم جی ہم آپ پر
اندھا اعتماد کرتے ہیں دیکھ لیجئے گا دھوکہ نہ دیجئے گا تو
میں انگشت بند اپنی پٹٹی آنکھوں سے اسے دیکھتا ہی
رہ گیا کہ اس نے بات کیا کی ہے میرا منہ کھلے کا کھلا ہی
رہ گیا تو وہ مسکرا کر بولی اے صاحب کہاں کھو گئے میں
ان پروڈکٹ کی بات کر رہی ہوں کہ آپ کے سنور
سے ایک نمبر چیز ملی ہے اس لیے آنکھیں بند کر آپ
کے سنور سے چیزیں لے جاتے ہیں۔

ہا۔۔ ہا۔۔ ہا۔۔ جی جی آپ نے ٹھیک کہا
۔ اسی طرح سلسلہ چلتا رہا وہ معنی باتیں ہوتی رہیں
ایک دن اس نے مجھے کہا شازم جی آپ بہت ظالم
ہیں۔ اتنا خفا خفا سا لہجہ تھا میں اس کے تیر کچھ گیا کیا
کہنا چاہتی ہے۔

لیکن مشرقی لڑکی ہونے کی وجہ سے کہہ نہیں
پارہی اس کی اس بات پہ میں مسکرا دیا۔ یاد کیا حسن تھا

جولائی 2014

135

Digest.pk

انکھپاتے ہوئے کہا۔

جی بھائی وہ اصل میں میرے میڈیکل سٹور پہ آتی تھی بلکہ ابھی تک آتی ہے بہت خوبصورت لڑکی ہے آپ بھی اسے دیکھیں شے تو بس دیکھتے ہی رہ جائیں گے عادیل بھائی میری اس بات پہ کھل کھلا کے ہنس دیئے یہ ناممکن ہے کہ میں کسی لڑکی کو دیکھوں اور دیکھتا ہی رہ جاؤں ایم جی بل یا ریا شازم پھر قبیلہ لگا کر ہنس دیا اچھا بتاؤ کب ملو ارے ہو اس حسینہ سے۔ جی عادیل بھائی جب آپ کہیں گے میں آپ کو ملوا دوں گا میں سچ کہہ رہا ہوں عادیل بھائی۔

دل الاویز سچ والاویز ہی ہے یار والاویز تو ہمارا شازم بھی کسی ہیرو سے کم نہیں ہے عادیل بھائی اگر آپ کو والاویز پسند آگئی تو پلیز ماموں ممانی کو میرے رشتے کے لیے منالینے گا۔

وائے ناٹ یار لیکن تو پہلے مجھے تو ملو ا جی بھائی جب آپ کے نام ہوگا تو میں آپ سے ملو ا دوں گا یار شازم نام کو چھوڑ نام تو کبھی بھی نہیں ملتا لیکن اپنوں کے لیے نام نکالنا بڑا تباہ تو یہاں کرنا ہی ملو ا دے کس نام ملو ائے گا کس جگہ پہ۔

جی بھائی آواری ہوٹل میں بلا لوں گا

دن۔ صبح تین بجے کا نام ٹھیک۔

صبح نہیں تین بجے دوپہر کا نام ٹھیک ہے۔

چلو ٹھیک ہے کنفرم ہو گیا۔

میں نے فوراً والاویز کو کال کی کہ دل آویز میں صبح تمہیں اپنے بڑے بھائی سے ملو اؤں گا ان کو پسند آگئی تو سمجھو رشتہ پکا پھر جٹ سنگھنی اور پٹ بیاہ ہوگا۔ اور ان کو تم پسند نہ آؤ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کیوں کہ میری پسند ہے ہی زبردست کہ کوئی رجیکٹ کر ہی نہیں سکتا والاویز بہت خوش تھی کہ چلو یہ چوری چھپے بات کرنے اور ملنے ملانے کا چکر تو ختم ہو سنگھنی یا شادی ہو جائے تو پھر محبوب کا برا ملاؤ کر کرنے کا لائنس مل جاتا ہے۔

ہم دونوں بہت خوش تھے ہمیں ہماری خوشیاں

دلاویز بات کر رہی ہوں دلاویز میں نے فرسٹ نام ہی یوں بات کی جیسے صدیوں سے جانتا ہوں اس ماہ جنہیں سے یوں کالز کا سلسلہ رہا مجھے ایس الگ رہا تھا کہ مجھے تو کسی غم نے چھو ہی نہیں جیسے میں دنیا کا سب سے کٹی بندہ ہوں میرے منہ سے بار بار خدا کا شکر نکل رہا تھا مجھے جب زیادہ خوشی ہوئی ہے تو میرے دل میں کہ خدا مجھ سے بڑی محبت کرتا ہے وہ مجھے دکھ دیتا ہی نہیں میں پرانے سب دکھ بھول جاتا ہوں اب اس کے بعد میرے ذہن میں آتا ہے کہ اللہ تیرا شکر ہے میں پاکستان میں رہتا ہوں یہاں تو بڑی آزادی ہے بہت سکون ہے کوئی ٹینشن نہیں ہے کوئی روک ٹوک نہیں ہے ہمارے ملک میں۔ میں اپنے غموں کی طرح پاکستان کو درپیش مسائل کو بھی بھول جاتا ہوں میں اور والاویز بہت ہی خوش تھے عادیل بھائی مجھے دیکھ کر بہت ہی خوش ہوتے تھے کہ شازم اب اپنی زندگی سے مطمئن ہو گیا ہے تقریباً یوں کرتے کرتے ایک سال کا عرصہ بیت گیا میں نے ایم ایس سی میں ایڈمیشن لے لیا عادیل بھائی ایم بی اے کر رہے تھے ان کا لاسٹ ایئر چل رہا تھا انہیں مجھ پہ پہلے ہی شک تھا کہ آخر ایک دن انہوں نے میری چوری پکڑ لی انہوں نے مجھے فون پہ باتیں کرتے ہوئے سن لیا تو مجھ سے کہا۔

ہوں تو شازم صاحب کی زندگی میں بہار آنے کی وجہ یہ محترمہ ہے۔ ارے شازم صاحب ہمیں بھی تو ملو ائے اپنی محبو پہ سے ارے عادیل بھائی ایسا کچھ نہیں ہے جیسا آپ سوچ رہے ہیں اچھا شازم صاحب وہ کیا ہے جو میں نہیں سوچ رہا بس جلدی سے بتاؤ میری بھائی کا نام میں نے آنکھیں اچکاتے ہوئے اور تاک سکوز کہ منہ کہ عجیب ایک سپریشن دیئے عادیل بھائی میری نیت بھانپ گئے تھے وال میں کچھ کالا کالا ضرور ہے بتادے یا بڑا بھائی ہونے کے ناٹے لگاؤں ایک چپت میں نے ہاتھ گردن کے نیچے رکھتے ہوئے

میرا ہان ٹوٹ جاتا ہے

جولائی 2014

جواب 436

Digest.pk

بھائی پہ زور ڈالنا شروع کر دیا کہ عادیل بھائی جائیں
ناں میرا رشتہ لے کر دلاویز کے گھر عادیل بھائی روز
ٹال دیتے اچھا آج جاؤں گا اچھا پہلے امی سے تو بات
کر لوں امی مانتی بھی ہیں یا نہیں ڈونٹ دہری میرے
یار ہم ضرور جائیں گے دلاویز کے گھر رشتہ لے کر بور
دلاویز اسی گھر میں دلہن بن کر آئے گی۔

عادیل بھائی کے منہ سے یہ الفاظ سن کر میں
خوش ہو جاتا اور دلاویز بھی خفا خفا سی رہنے لگی تھی صبح
سے بات بھی نہیں کرتی تھی اس کے دل میں یہی آتا
ہوگا کہ شازم شاید جھوٹ بولتا ہے یہ شاید مجھ سے ناظم
پاس کر رہا ہے شادی کہیں پہ ہی کروائے گا کوئی بھی
لڑکی ہو اس کے ذہن میں یہی بات آتی ہے جب کوئی
لڑکا لارے لگائے جائے کہ اسے گھر والوں سے آج
بات کروں گا کل کروں گا میرے گھر والے نہیں مانتے
یا میری مجبوری ہے بھلے لڑکا سچ ہی کہہ رہا ہو مگر لڑکی
کے دل میں ایک ہی بات آتی ہے مرد ذات ہے
دھوکہ دے دے گا۔

مردوں کی یہ بھی تو پراہل ہے پہلے کسی سے
بات کرنے کو کہہ رہے جاتے ہیں اس کی گلی کے چکر لگا لگا
کے جوتیاں گھس جاتی ہیں اور جب وہ معصوم ذات
اس فریجا ابن آدم کی باتوں میں آ جاتی ہے جیسے ہم
محبت کا نام دیتے ہیں اس موڈی مرض میں مبتلا ہو
جاتی تو آخر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ وہ اپنا دین
ایمان اسے سمجھتی ہے تو پھر کیا ہوتا ہے اسے محبت
کے بدلے محبت مل جاتی ہے۔

ارے نہیں یہ آپ نے کیسے سوچ لیا پھر اسے یہ
سننے کو ملتا ہے تم اتنی اچھی ہوئی تو میرے ساتھ ہی فری
ہوتی میں تو کسی شریف خاندان کی لڑکی سے شادی
کروں گا۔

اچھا پھر ان دعا بازوں کے ساتھ پتہ ہے کیا ہوتا
ہے اپنی محبوبہ جو انہیں کی ہوتی ہے اسے بد بخت ٹھکرا
دیتے ہیں اور پھر کسی اور کی محبوبہ سے شادی کر لیتے

ملنے والی تھیں۔
اگلے دن ہم دونوں کزن ہوٹل میں پہنچ گئے اور
دلاویز کا انتظار کرنے لگے آخر وہ زہرا جیسی آہی گئیں
کیا زبردست ڈریسنگ کی تھی وہی سوٹ پہنا تھا جو
دلاویز کی سالگرہ پہ اسے دلایا تھا ریڈ چوڑی پاجامہ
سکین فرائک ریڈ دوپٹہ کسی حور کی طرح لگ رہی تھی
میں نے اس کے چہرے سے نظریں ہٹا کر عادیل
بھائی کی طرف دیکھا جو کہ کھوپکے تھے ان کے حسن کو
دیکھ کر۔ دلاویز کو دیکھ کر یہ گانامہ سے اٹلا۔

تو نے ماری انگریاں رہے

دل پہ بھی گھنٹیاں رہے

میں نے عادیل بھائی کو دیکھ کر مسکرا دیا اور ہلکا سا
سر ہلایا کہ کوئی حال نہیں عادیل بھائی کا بھی میں نے
عادیل بھائی کے سامنے چٹکی بھائی کہ عادیل بھائی
آنکھیں تو جھپک لیں میں نے کہا تھا نہ کہ آپ دیکھیں
گے تو دیکھتے ہی رہ جائیں گے وہی ہوا نہ عادیل بھائی
خاموش ہی رہے۔

میں نے کھانے کا آڈر دیا عادیل بھائی تو جیسے
اپنے حواس کھو بیٹھے تھے میرے بارے میں تو بات کر
ہی نہیں رہے تھے رکھی سادھارن کر دیا میں نے
دلاویز کا پھر عادیل بھائی نے گھر کے بارے میں بتایا
اور اپنی تعلیم کے بارے میں بتایا اور یہ بھی بتایا کہ
شازم میرا کزن ہے بہت اچھا لڑکا ہے بچپن میں ہی
یتیم ہو گیا تو ہم نے پالا ہے ہمارے ہی گھر میں رہتا
ہے اور ہمیں ہی اس کی شادی کرنا ہے۔

مجھے عادیل بھائی کا یوں اپنے بارے میں
تعارف کروانا اچھا نہ لگا شازم میرا کزن کہنے کے
بھائے یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ شازم میرا بھائی ہے مجھے
قیم بھی کہتے تو کیا تھا لیکن شاید وہ دلاویز کو سب کچھ
سچ بتانا چاہتے تھے تاکہ بعد میں دلاویز کوئی اعتراض
نہ کرے ہم لوگوں کی ملاقات بہت اچھی رہی بھائی کو
بھی دلاویز بہت اچھی لگی اس دن سے میں عادیل

سے جب میں نے دیکھا کہ بی لڑکی یہاں سے ہٹے والی نہیں تو میں خود ہی اٹھ کر باہر جانے میں اپنی عافیت سمجھی مجھے اس کی اس حرکت پر بہت غصہ آ رہا تھا کیسے اتنے بھدے ہونوں پہ لپ اسٹک لگائے آنکھوں میں کا جل لگائے میرے پاس چلی آئی تھی جی کہتے ہیں جو بندہ خوبصورت نہیں ہوتا وہ شوقین بہت ہوتا ہے۔

ایسے ہی ہماری مہارانی صاحبہ ہر وقت سچ سنور کر گھر میں یوں شہلکی رہتی تھی میں نے تو کبھی اسے منہ ہی نہیں لگایا تھا کام مطلب سے بلاتا تھا اور دائرہ اس کی طرف دیکھنا بھی مناسب نہیں سمجھتا تھا کہتے ہیں کہ شکل اچھی نہ ہو تو بندہ کام ہی اچھے کر لے تو بندہ اچھا لگنے لگتا ہے لیکن یہاں تو کھانا ہی خالی تھا۔

میں نے یوں ہی پوچھا کہ نمبرہ آپنی گھر والے کہاں ہیں تو وہ بتانے لگی وہ شازم صاحب وہ عادل بھائی نے امی کو کسی لڑکی کے بارے میں بتایا تھا کافی دنوں سے ضد کر رہا تھا کہ دیکھئے گا امی جان آپ کو پسند آئے گی تو امی نے کہا کہ چلو دیکھ آتے ہیں۔

امی تو انگوٹھی بھی لے گئی ہیں عادل بھائی نے لا کر دی تھی کہتے تھے کہ امی آپ فوراً منگنی کی انگوٹھی پہنا دیجئے گا آپ کو دلادیز پسند آئے گی میرے تو مارے خوشی کے کال لال ہو گئے۔ آئی لو بو۔ عادل بھائی آپ تو واقعی گریٹ ہیں۔

میں نمبرہ کے منہ سے یہ خبر سن کر بہت ہی خوش ہوا اب تو مجھے نمبرہ کی شکل بھی اچھی لگنے لگی میں ہنس ہنس کے نمبرہ آپنی سے باتیں کرنے لگا لیکن نمبرہ نے یہ محسوس ہی نہ ہونے دیا کہ دلادیز اور میرے افسیہ کے بارے میں جانتی ہے مجھے لگتا ہے کہ عادل بھائی نے میرے اور دلادیز کے بارے میں گھر میں کسی کو نہیں بتایا میں نے بھی نمبرہ آپنی کو کچھ نہ بتایا اور اس کی فضول باتیں بھی ہنس ہنس کے سننا با میری نظریں تو باہر ہی جمی ہوئیں تھیں کہ کب مہمانی جان آئیں اور خوشخبری

ہیں ظاہری بات ہے آپ کی ٹھکرائی ہوئی لڑکی کسی سے تو شادی کرتی ہے ناں اس طرح آپ کی محبوبہ کسی اور کے پاس اور کسی اور کی چاہت آپ کو مل جاتی ہے خیر اصل بات کی طرف آتے ہیں۔

دلادیز اور میری اب بات بات پہ بحث چھڑ جاتی جس کے نتیجے میں ہم دو دو تین تین دن تک بات نہ کرتے آج بھی ایسا ہی ہوا میں بہت خفا تھا عادل بھائی میرے کمرے میں آئے تو میں نے عادل بھائی کی گود میں سر رکھتے ہوئے کہا۔ ہر چیز کھودی مجھے دکھ نہیں ہوا لیکن اگر دلادیز مجھے نہ ملی تو میں مر جاؤں گا عادل بھائی خاموشی سے کمرے سے نکل گئے اور مجھے کچھ نہ کہا میں جانتا تھا مہمانی جان غصے کی بہت تیز ہیں اسی لیے عادل بھائی کی بہت ہی نہیں ہو رہی تھی مہمانی جان سے بات کرنے کی مجھے اپنی ماں بہت یاد آرہی تھیں کاش میری ماں زندہ ہوئی تو مجھے ان کی منتیں نہ کرنا پڑتیں جب چھوٹا ہوتا تھا تو ماں کہتیں تھیں کہ بناد عا کرو خدا کسی کو کسی کا محتاج نہ کرے تب مجھے اتنی عقل نہیں تھی اور میں سچ بتاؤں میں نے کبھی یہ دعا بھ نہیں کی تھی کیوں کہ مجھے لفظ محتاجی کا پتہ ہی نہیں تھا اب تبھی آئی کہ محتاجی کیا ہوتی ہے سچ میں خدا کبھی کسی کو کسی کا محتاج نہ کرے۔

عادل بھائی روز نال دیتے تھے کہ آج جائیں گے کل جائیں گے اب تو میں نے کہنا ہی چھوڑ دیا تھا دلادیز کو بھی اب صفائیاں پیش نہیں کرتا تھا ایک دن جب شام کو میں کام سے تھکا ہوا گھر آیا تو گھر میں صرف نمبرہ تھی باقی گھر والے کہیں گئے تھے میں چپ چاپ اپنے کمرے میں آ گیا اور میں اپنے پاؤں کو جوتے کی قید سے چھوڑا رہا تھا کہ نمبرہ چلی آئی میں کچھ گھبرا سا گیا وہ بڑے کوفیڈ نہیں سے میرے پاس آ کے بیٹھ گئی میں نے نظریں چرا لیں جوان لڑکی تھی اچھا نہیں لگتا جوان لڑکی کا یوں کسی لڑکے کے کمرے میں آ کے بیٹھنا میں پریشان ہو گیا اس کی اس حرکت

جولائی 2014

Digest.pk

دیکھا وہ بالکا سا سر ہلا کر مسکرا دینے مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میرے ساتھ یہ کیا نیم ہو رہی ہے۔

مجھے عادل بھائی سے یہ امید نہ تھی کہ عادل بھائی میرے ساتھ ایسا کر سگے عادل بھائی ہی تو میرے محسن تھے لیکن میرے محسن نے میرے ساتھ کیا کیا ٹھیک ہی کہا ہے محسن نقوی نے۔

عمر گزری ہے تلاش محسن میں اے محسن عمر بیت گئی پر محسن کو کوئی محسن نہ ملا

مجھے عادل بھائی بہت مان تھا میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میرا بھائی میرا عادل بھائی میرے ساتھ ایسا کرے گا۔

یہ لفظ میرا بھی کیا چیز سے میرا بھائی میرا بھائی میرا دوست میرا کزن کہتے ہیں لیکن میرا کہہ کر بھی ہم اپنا نہیں سمجھتے کسی کو۔ عادل بھائی تو مجھے کہتے تھے کہ شازم تم مسکراتے بہت اچھے لگتے ہو پھر میرے بھائی نے میری مسکراہٹ کیوں تحسین لی بھلا کوئی بھائی اپنے بھائی کے ساتھ ایسا کرتا ہے میں کتنا مان کرتا تھا اپنے عادل بھائی پر مجھے سب نے دھوکہ دیا مگر عادل بھائی مجھے دھوکہ دیں گے یہ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا میرے بھائی نے میرا دل نہیں میرا مان توڑا تھا کیوں کہ دل نہیں ٹوٹا اگر دل ایک بار ٹوٹ جائے تو دوبارہ نہیں جڑتا یہ مان ہی تو ہوتا ہے جو بات بات پہ ٹوٹ جاتا ہے میرے بھائی نے بھی میرا مان توڑ دیا تھا مجھے اپنے بھائی پر بہت مان تھا۔

عجب حادثہ احباب ہے معدد میں محسن قدم قدم پہ میرا مان ٹوٹ جاتا ہے مجھے یوں لگ رہا تھا کہ جیسے کسی نے میرے سروں تلے سے زمین کھینچ لی ہو کسی نے سب مان توڑ دیئے ہوں میرے ارمانوں کا خون کر دیا ہو کوئی آرزو ہی نہ رہی تھی کچھ منہ سے نکل ہی نہیں رہا تھا۔

شکوہ کرنا میری عادت نہ تھی جسے ایک بار اچھا کہہ دیا وہ بھلا بنا کیسے ہو سکتا ہے نہ تو نہیں ہم

مٹائیں۔ آخر ممانی جان اور عادل بھائی اور ماموں جان اور شرجیل گاڑی سے اگلے ممانی جان کے ہاتھ میں مٹھائی کا ڈبہ تھا۔

میں نے جب ان کی گاڑی کی آواز سنی تو میں بھاگ کر باہر گیا عادل بھائی کو میں نے زور سے یک کیا عادل بھائی بالکا سا مسکرائے ماموں بھی مسکرائے ملے ہم سب ٹی وی لاؤنچ میں بیٹھ گئے نمرہ نے پلیٹ میں مٹھائی ڈالی اور سب کا منہ میٹھا کر دیا۔

میں نے دس گلا پکڑا اور عادل بھائی کے منہ میں ڈال دیا ماموں جس دینے اور کہا کہ عادل واقعی شازم کی پسند تو بہت زبردست ہے میں ماموں کی بات پہ شرمایا لو بھئی شازم ہمیں تمہاری پسند بہت ہی اچھی لگی یاد کرے گا عادل تمہیں ساری عمر واقعی تم نے عادل کے لیے بہت اچھا سوچا بھئی لڑکی والوں کو تو شادی کی بہت جلدی ہے لڑکی کی ماں بیمار ہے اور وہ جلدی شادی کرنا چاہتے ہیں۔

میں نے کہا کہ ہمیں کوئی اعتراض نہیں میں کچھ کنفیوز سا ہو گیا ماموں کی بات سن کر ماموں کیا کہہ رہے ہیں کہ میں نے عادل کے لیے بہت اچھا سوچا میں اس شیش ویش میں تھا کہ ماموں نے کیا کہہ دیا ہے شازم بیٹا میں چاہتا ہوں کہ عادل کی شادی کیسا اچھا ساتھ نمرہ کی شادی کے فرض سے سبکدوش ہو جاؤں میں نے کہا جی ماموں آپ نے ٹھیک سوچا لیکن مجھے ماموں کی بات کی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ ماموں کیا کہہ رہے ہیں۔

بیٹا میں نے تمہیں پڑھایا لکھایا اپنے بچوں میں اور تم میں کوئی فرق نہیں سمجھا تو بیٹا مجھے امید ہے کہ تم میرا مان نہیں توڑو گے۔

بیٹا ہم نے تمہارے کہنے پہ آؤیز اور عادل کا رشتہ طے کر دیا ہے۔ میں تو حیران ہی رہ گیا کہ ماموں نے یہ کیا کہہ دیا ہے میں نے عادل بھائی کی طرف

سب خوش ہو گئے ممانی جان نے زندگی میں پہلی بار میرا ہاتھ چومنا تھا۔

میں خاموشی سے وہاں سے اٹھا اور اپنے کمرے میں چلا گیا اور جی بھر کے رویا آج دکھ ہی اٹھتا تھا دلاویز تھی بے وفائی اس نے محبت کی نہیں دولت کی قدر کی مجھے بہت رونا آ رہا تھا میں ٹوٹ کر رویا۔

اس لیے ٹوٹ کر رویا ہوں میں اکثر محسن کچھ تو دل کھول کے بیٹھے کا قریب آئے میں رو رہا تھا کہ عادل بھائی ٹوک کر کے پھرے کمرے میں داخل ہوئے کمرے کی لائٹ آف تھی میں نے منہ پہ تکیہ رکھا ہوا تھا سونے کا بہانہ کیا عادل بھائی نے لائٹ آن کی اور میرے پاس آ کر بیٹھ گئے۔

کچھ دیر خاموشی ہی بیٹھے رہے پھر خاموشی کا قتل توڑا شازم بس کرو بے وفاؤں کے لیے آنسو نہیں بہاتے میں خاموش ہی رہا عادل بھائی نے تکیہ ہٹایا اور مسکرا کے تکیے کی طرف دیکھا اور بولے کیا بچپنا ہے شازم دیکھو تکیہ گھبرا کر دیا آنسوؤں سے لڑکیوں کی طرح رو رہے ہوا تھو شازم اور میری بات سنو دیکھو جب میں نے دلاویز کو یہ بتایا کہ تم ہمارے بھائی نہیں ہو تو اس کی نیت تب ہی بدل گئی میں نے تمہارے سہل نمبر سے اس کا نمبر لیا اس سے بات کی تو یار وہ پہلی بار ہی مجھ سے فری ہو گئی اور بولی کہ میں تو بھی کہ شازم بہت امیر لڑکا ہوگا مجھے محبت نہیں تھی شازم سے میں نے کہا کہ اچھا لڑکا ہے چلو اس سے ہی شادی کر لوں گی لیکن میں ایک ایسے لڑکے سے شادی نہیں کر سکتی جس کے پاس رہنے کے لیے اپنی چھت بھی نہ ہو۔

تویار میں نے سوچا کہ شازم سے جب اسے محبت ہی نہیں تو کیوں نہ میں اس سے شادی کر لوں یار مجھے دیکھتے ہی وہ لڑکی بھائی تھی کچھ فون کا ٹر سے ہم لوگ اتنا فریج ہو گئے کہ تمہارا سوچا ہی نہیں تمہیں یہ سب اس لیے بتایا کہ تم سارا الزام مجھے ہی نہ دے دو

کسی کو بے وفائی کے بدلے میں بے وفائی ہی دیں پھر اس میں اور ہم میں کیا فرق رہے گا۔

میں نے عادل بھائی سے کچھ بھی نہ کہا میں اٹھ کر اپنے کمرے میں جانے لگا ماموں جان کہتے بیٹا بیٹھو میری بات سنو بیٹا میں چاہتا ہوں کہ تمہاری شادی نمروہ سے کروں۔

جی ماموں جان یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں میں نے کبھی نمروہ آپلی کے بارے میں ایسا نہیں سوچا تو بیٹا اچھی بات ہے ناں سوچنا بھی نہیں چاہیے تھا۔

بیٹا پلیز انکار مت کرنا میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں پلیز میری لالچ رکھ لو ارے ماموں جان پلیز آپ مجھے شرمندہ مت کریں میں نے ماموں جان کے ہاتھوں پہ اپنے ہاتھ رکھ دیئے پلیز ماموں جان میری نمروہ آپلی سے شادی۔۔۔ میں اس سے پہلے کہ کچھ کہتا عادل بھائی بولی پڑے دیکھو شازم جب کسی کو یہ چلے گا کہ تمہارا کوئی گھریا رینک بیلنس نہیں ہے تو کسی نے بھی تمہیں اپنی بیٹی کا ہاتھ نہیں دینا تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم ابو کی بات مان جاؤ ہم تمہارے اپنے ہیں ہم تمہارا کبھی بھی برا نہیں سوچیں گے۔

ممانی جان بولیں ساری عمر ہمارے ہی ٹکڑوں ہی پلٹا رہا ہے آج اتنا سا کام ماموں نے کہہ دیا تو کیسے دونوں جواب دے دیا بیٹا پلیز مان جاؤ مجھے تم پر بہت مان ہے مجھے امید ہے میرا مان نہیں تو زور دے۔

کس نے ہم سے لہو کا خراج پھر مانگا جس نے ابھی تو سوئے تھے مقتل کو سر فرو کر کے

میں نے دل میں سوچا کہ مجھے مان ہی نہیں تھا کسی پہ خیر ماموں جان کے مجھ پہ احسان ہی بہت تھے انہوں نے مجھے کبھی نہیں ڈانٹا تھا میری ہر ضرورت پوری کی تھی میں نے ماموں جان سے کہہ دیا ماموں جان جیسے آپ مناسب سمجھیں ویسے ہی کریں میری کیا مجال جو میں آپ کا کیا نہ مانوں میرے اس فیصلے پہ

جولائی 2014

Digest.pk

میرا مان ٹوٹ چکا ہے

شادی کر کے علیحدہ گھر میں رہنے لگے عادیل بھائی
اور دلآویز اپنے گھر میں خوش تھے نمرہ بھی خوش تھی لیکن
میں۔۔۔ میری خوشی کا کیا۔۔۔ میری خوشی کا کیا۔۔۔ کچھ
لوگ بنتے ہی دوسروں خوشیوں کے لیے ہیں ان کی
اپنی کوئی زندگی نہیں ہوتی وہ کسی کے لیے جیتے ہیں
ایسے ہی کچھ میرے ساتھ بھی ہوا بس خدا کبھی کسی کو کسی
کھانا نہ کرے یہ احسانوں کے بوجھ سے بڑھ کر کوئی
بوجھ نہیں ہوتا بس سانس پوری کرتا ہے کر رہے ہیں
میں نے۔۔۔ بھی شادی کے بعد دلآویز کو نہیں بلایا بس
دل میں ہی دھن کر لیا اور لگتا ہے ساری زندگی ماموں
کے احسان اتارنے میں گزار جائے گی۔۔۔

ہر پھول کی قسمت میں کہاں شب عروس
کچھ پھول کھلتے ہی مزاروں کے لیے ہیں

شکوہ نہیں کسی سے کسی سے گلہ نہیں
نصیب میں نہیں تھا جو ہم کو ملا نہیں
قارئین کیسی گلی میری کہانی اپنی جیتی آراء سے
ضرور نوازے گا

غزل

اس کڑی دھوپ میں جلتے ہوئے پاؤں کی طرح
تم کسی اور کے آگن میں ہو چھاؤں کی طرح
تم تو واقف ہو میرے جذلوں کی سچائی ہے
پھر کیوں خاموش ہو پھر کے خداؤں کی طرح
میں تو خوشبو کی طرح ساتھ رہی ہوں تیرے
تم بھگتے رہے بے چین ہواؤں کی طرح
وہ جو برباد ہوئے وہی بدنام ہوئے ہیں
تم تو معصوم رہے اپنی اداؤں کی طرح
غم تو یہ ہے کہ ہمیں کوئی خوشی رہا نہیں
زندگی کاٹ رہے ہیں سزاؤں کی طرح
(نثار بھول، پکوال)

مجھ سے زیادہ قصور دلآویز کا ہے میں آنکھیں بند کئے
ساری باتیں سننا رہا کتنی بے وفا تھی یہ لڑکی عادیل اپنی
صغائی بیان کر کے چلا گیا۔

عادیل بھی اس کی حسن اداؤں اور چہرے کا
دہانہ ہو گیا تھا مجھے بہت دکھ ہوا کہ دلآویز کتنی بے وفا
لنگی میں نے تو سنا تھا کہ عورت بے وفا نہیں ہوتی تو کیا
دلآویز عورت ذات نہیں۔

وہ اکثر مجھ سے کہتی تھی

وفا ہے ذات عورت کی

مگر جو مرد ہوتے ہیں

بہت بے درد ہوتے ہیں

کسی بھنور کی صورت میں

گل کی خوشبو لوٹ جاتی ہے

سنوٹم کو قسم میری

روایت توڑ دینا تم نے تنہا چھوڑ کر جانا

نہ یہ دل توڑ کر جانا

مگر پھر یوں ہوا اک دن

مجھے انجان راستے پر اکیلا چھوڑ کر اس نے

محبت چھوڑ دی اس نے وفا ہے ذات عورت کی

روایت توڑ دی اس نے محبت چھوڑ دی اس نے

میں کافی دن باتم کرتا رہا اپنی محبت کا پھر دل تھا

سنجھل گیا تمام آرزوئیں ختم ہو گئیں۔

ماموں جان نے اپنے احسانوں کا اتنا بڑا بدلہ

مانگ لیا تھا میں جو اتنا حسن پرست تھا ایک ایسی لڑکی

سے شادی کر رہا تھا جسے میں دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتا

تھا اب وہ ہمیشہ کے لیے میرے گلے پڑ گئی تھی میں

چپ کر کے بغیر گلہ شکوہ کئے یہ کڑوا گھونٹ پی گیا لیکن

مجھے یہ پراہم تھا کہ ایک ہی گھر میں کیسے رہیں گے شکر

سے عادیل بھائی نے یہ کہہ دیا کہ ملازم اور نمرہ کو

علیحدہ گھر لے دیں۔

ماموں کو بھی عادیل بھائی کی یہ بات اچھی لگی

ماموں جان نے ہمیں علیحدہ گھر لے دیا نمرہ اور میں

جولائی 2014

41

میرزا مان لوٹ جا رہے ہیں

تیری جدائی مارگنی پردیسی

تحریر۔ ایم یقوب ڈیرہ غازی خاں

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خبریت سے ہوں گے۔ میں ادارہ جواب عرض کا مشکور ہوں کہ انہوں نے میری کہانیوں کو جگہ دے کر مجھے شکر یہ کاموقع دیا اور قارئین کا شکر گزار ہوں کہ وہ میری کہانی کو پسند کرتے ہیں اور میری حاضری افزائی کرتے ہیں آج پھر ایک کہانی کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضریہ درج ہوں امید ہے آپ کو پسند آئے گی میں نے اس کہانی کا نام۔ تیری جدائی مارگنی پردیسی۔ رکھا ہے اگر آپ چاہیں تو اسے تبدیل بھی کر سکتے ہیں دہرہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادھر و یا دھر ذمہ دار نہیں ہوگا۔

میں نے اس کے ساتھ مشقت کرتی جس سے ہشکل مزر ہر ہوتی رہی تھ برس کی عمر میں مجھے ایک سکول میں داخل کروایا گیا میں چھوٹے بہن بھائیوں کو سنبھالنے میں انی کا ساتھ دیتی پر انہری کر چکی تو ہم دادا جان کی وفات پر اپنے گاؤں گئے تو سب اصرار کرنے لگے کہ تم لوگ واپس آ جاؤ اپنے بھائیوں کی خواہش پر ابو نے واپس کا فیصلہ کر لیا تو ہم ایک بار پھر اپنے گاؤں آ گئے مقام نہیں تھا کسی کی حوصلی میں عارضی طور پر مقیم رہے پھر نئی جگہ خرید کر اپنا گھر آباد کیا۔

یہاں چاروں طرف ریت کے نیلے تھے جو دو دو کلو میٹر تک پھیلے ہوئے تھے میرے چاچاؤں نے جہاں زمین خریدی تھی وہاں سے تین کلو میٹر میری نانا امی اور نانا رہتے تھے۔

جہاں زمین خریدی گئی وہاں کے لوگوں سے اتنی واقفیت نہ تھی مگر جلد ہی وہاں آس پاس کے گھروں سے واقفیت ہو گئی جو ہماری طرح پنجابی تھے ان کے گھروں کی عورتیں بہت اچھی تھیں میں عالم شباب میں قدم رکھ چکی تھی مجھے سکول سے گھر

نام آسید ہے میرے دو بھائی اور ایک میرا بہن ہے ہمارا ایک غریب گھرانے سے تھا میرے ابو کا ایک گردہ کام نہیں کرتا تھا۔ مگر پھر بھی وہ اولاد کی خاطر محنت مشقت کرتے رہتے تھے میرے پیدا ہونے پہ نہ میرے والدین خوش تھے نہ ہی ابو کے بھائی سہیلیں اور دادی دادا کے چہرے بھی میری پیدائش پر مرجھا گئے تھے۔

میرے دادا کی زرعی زمین تھی جب اس جائیداد کی تقسیم کا مرحلہ آیا تو جھگڑے شروع ہو گئے پھوپھو اپنا حق مانگ رہی تھی اور بھائی اپنا اور دادا جان نے اس جھگڑے کو یوں ختم کیا جائیداد فروخت کر دی اور رقم کسی کو زیادہ اور کسی کو کم دے کر اپنی جان بخشی کر وائی ہم دہات میں رہتے تھے جب زمین نہ رہی تو مجبوراً ہمیں ہی گاؤں چھوڑنا پڑا اور ہم امی کے مینے گاؤں آ گئے۔

ہمیں اپنے عزیزوں رشتہ داروں سے جدائی ہو گئی میری عمر اس وقت تین سال تھی ابو یہاں زمینداروں کے کھیتوں میں مزدوری کرتے امی بھی

جداائی 2014

جلد 42

Digest.pk



Digest.pk

دوسرے کو دیکھتے رہے پھر اس نے خاموشی توڑی اور بولا یہاں محمد حسین ہے میں نے کہا میں ہوں میں تو جیسے بت ہی تھی پھر کہتا میں نے کچھ پوچھا ہے آپ سے میرے ابو کا نام محمد حسین تھا اتنے میں ابو آگئے۔

پوچھا کون ہے بنی میں نے کہا پتہ نہیں کوئی آپ کو بلا رہا ہے ابو نے کہا اچھا میں دیکھتا ہوں پھر میں اندر چلی گئی مجھے اک مل میں ہی کیا ہو گیا تھا اس کے سامنے میں اس کو کیوں دیکھ رہی تھی اس نے میری روح قابض کیوں کر لی تھی ایک منٹ میں مجھے کیا ہو گیا اس وقت میرے ماتھے پر پسینہ چھوٹ رہا تھا چھوڑی دیر بعد ابو اسی شہزادے کو اندر لے آئے میں نے اپنے ہاتھوں سے لسی کا گلاس اسے دیا دیتے وقت میری آنکھیں چار ہوئیں دل سے دل ملے اس وقت مجھے اپنے ماں باپ کا خیال نہ تھا نہ پتہ چلا کہ ابو نے کیا کہا ہے کہ بنی مہمان کو لسی کا گلاس دو یہ عنصر ہے میرے بہت پرانے دوست مظہر حسین کا بیٹا ہے پھر میں جا کر دوسرے کاموں میں لگ گئی ابو نے کہا بنی تم اور تمہاری ماں اس کے ساتھ جاؤ کھیتوں میں تمباکو کاشت کرنا ہے ان کے ساتھ ٹھوڑا سا کام کرو آؤ اور پھر میں اور امی اس کے ساتھ چلی گئیں۔

میرا دل چاہتا تھا کہ ہوئی وہ قدم بقدیم میرے ساتھ چلے زندگی کا سفر ختم نہ ہو اور نہ کبھی شام آئے نہ کبھی رات ہو اور ہمارے عہد و عیال ہوں کہیں وعدے ہوں ہمیں کوئی غم نہ آئے میں چلتے چلتے اسی شہزادے کے بارے میں سوچتی رہی ٹھوڑی دیر بعد ہم اپنے کام میں مصروف ہو گئے لیکن میرا وہم و گماں میری روح دل جان پہ عنصر ہی چھایا ہوا تھا اور وہ بھی کبھی نظریں اٹھا کر دیکھ لیتا تھا جب میں دیکھتی تو وہ کام میں مگن ہو جاتا یونہی دن کا ایک بج گیا وہ تمباکو کی بخیری ٹھیک کر رہا تھا جو

بٹھالیا گیا یہاں آکر بھی امی ابو کے ساتھ کھیتوں میں مزدوری کرتے میں بھی ان کے ساتھ جایا کر لی تھی۔

کچھ دنوں بعد ہی ابو نے بتایا کہ ہمارے ساتھ والی زمین کسی نے ٹھیکے پر لے لی ہے وہ ہمارے دور کے رشتہ دار ہیں دو بھائی اور ایک ان کا بھانجا ہے عنصر میں تعجب میں پڑ گئی کہ یہ لوگ کیسے ہیں دور سے دیکھتی رہتی جو سارا دن کام کرتے رہتے ان دنوں کاشت تمباکو کی کاشت کا ٹائم تھا۔

ہمیں یہاں آئے ہوئے تین سے چار ماہ ہوئے تھے پھر ہمارا آنا جانا لگا رہا ہم بھی اپنا کام کرتے اور وہ بھی کرتے رہتے میں اکثر انہیں دور سے دیکھتی رہتی تھی۔

پھر اسی طرح ان میں جو لڑکا تھا وہ بھی ہمیں دور سے دیکھنے لگا اور پھر ایک دوسرے کو دور سے ہی دیکھنے لگے پھر ہم گھنٹوں پھر ایک دوسرے کو دیکھتے تھے دور سے شکل و صورت تو دیکھائی نہ دیتی تھی مگر یہ لازمی ہوتا ہے وہ لڑکا مجھے اور میں اسے دیکھتے رہتے ہم میں ایک کشش تھی جو اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔

وہ اکثر سکول کے یونیفارم میں ہوتا تھا چار دن ہی گزرے تھے ایک دن ہمارے گھر کے دروازے پر دستک ہوئی میں دیکھنے گئی جب میں دیکھا تو میرے ہوش دھواں میں ہوئے اور میرا ذہن آف ہو گیا جیسے کسی نے میرے دل میرے ہوش زبردستی مجھ سے چھین لیے ہوں وہی یونیفارم میں ملبوس خوبصورت میرے خوابوں کا شہزادہ میری زندگی کا مالک میرے سامنے کھڑا تھا میں تو چند منٹ پہلے ہی اپنا سب کچھ اسی کے نام کر چکی تھی وہی تو تھا نہ سے بھی بولنے کی ہمت جا چکی تھی وہ بھی چپ تھا دونوں آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ایک

اولاد کو کبھی پریشان نہیں دیکھ سکتی اولاد جیسے بھی ہے
قدری مالاتی نافرمان ہو مگر ماں اپنے ساتہان میں
چھپا لیتی ہے امی نے میری خوشیوں کے لیے دعا کی
مجھے کل کا انتظار تھرا ت سوچوں وسواسوں میں گزر
گئی دل میں سوچتی کہ وہ میرا ہو جائے میں نے خود
کو جواب دیا وہ تیرا تو ہے تیرے ہی لئے بنائے خدا
نے اسے تیرے لیے ہی زمیں پر بھیجا ہے تیرا ہے
تیرا ہی رہے گا۔

اتنے میں اذان ہو گئی میں نے اٹھ کر وضو کیا
نماز پڑھی اور اللہ سے اپنے محبوب کو مانگا آج میری
زندگی اور موت کا سوال ہے اسے پروردگار میری
لاج رکھ لے تو بڑا مہربان ہے میری آنکھیں برس
پڑیں آج میرے آنکھوں نے کسی کے لیے بغاوت
کر لی پھر امی کو جگایا کہ اٹھو کام پہ جانا ہے مجھے تو
کسی کا انتظار تھا تا کہ میرا شہزادہ نظر آئے اور
آنکھوں کی پیاس بجھے پھر دل سے دل ملے آنکھوں
میں آنکھیں ڈال کر ساری زندگی گزر جائے کاش
ایسا ہوتا پھر کام کا ٹائم ہوا میں اور میری امی چل
پڑیں کچھ ہی دیر میں ہم وہاں پہنچ گئیں۔

غضر اور اس کے ساتھ اس کے دو ماموں
موجود تھے میں نے سب کو سلام کیا امی نے بھی
کیوں کہ ہم ایک دوسرے کے بہت قریب آجے
تھے کوئی ڈر خوف نہ تھا کیوں کہ ہماری بہت پرانی
واقفیت تھی اور دشمنی بھی جو سب دشمنی کو بھول چکے
تھے پھر آہستہ آہستہ سب ملنے لگے کام شروع ہو گیا
وہ کبھی مجھے دیکھتا میں تو اس پر ہی نظریں جمائے تھی
پھر مجھے موقع مل گیا میں پھر اس کے پاس گئی اور
آہستگی سے پوچھا مجھے میری بات کا جواب دو اس
نے کہا میں بھی تم سے پیار کرتا ہوں میں بھی ساری
رات تیری یاد میں سوئیں۔ کا میرا دل کہیں دل نہیں
لگا تھا ہر وقت تمہاری ضرورت محسوس ہوتی اگر
ساری زندگی ساتھ بیٹاؤ تو میں تمہارا ساتھ دیتا ہوں

زمیں پر بھری پڑی تھی۔
میں موقع کی تلاش میں تھی آخر مجھے موقع مل
ہی گیا اس کے پاس جانے کا میں اس کے پاس
جا کر بیٹھ گئی باقی سب لوگ گھور گھور کے دیکھ رہے
تھے میں ڈر رہی تھی کہ کیا کہوں آخر میں نے ہمت کر
کہہا غضر ایک بات پوچھوں۔

اس نے کہا جی پوچھیں اس کا پول جواب دینا
ایک بار تو دل کھائل ہو گیا میں۔۔ میں، میں ہلکا سی
ہوئی وہ غضر۔ جی کیا ہوا پہلے تو آپ ٹھیک تھیں یہ
اچانک۔۔۔ میں، کانپ رہی تھی میرا چہرہ سرخ
ہو گیا تھا پھر میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ آئی لو یو۔
پھر اس نے کہا میں نے سنا نہیں ذرا اونچا بولو اس
وقت میں نے ہاتھ چھوڑ دیا کہ باقی لوگ شک نہ
کریں۔

پھر میں نے کہا کہ۔ آئی لو یو۔ اس بار اس
نے من کر کہا کہ یہ کیا ہوتا ہے آپ نے مجھے گالی تو
نہیں دی میں نے کہا کہ نہیں میں تم سے پیار کرتی
ہوں اور کر لی رہوں گی۔

غضر نے یہ بتاؤ یہ لو یو کیا ہوتا ہے وہ جان
بو جھ کر بے وقوف بنارہا تھا پھر وہ بولا کہ سوچ کر
بتاؤں گا کل اس نے وقت مانگا تھا وہ جانتا تھا پھر
شام کے چار بج گئے سب لوگ اپنے اپنے گھروں
میں جانے لگے میرا دل کر رہا تھا کہ یونہی اس کو
دیکھتی رہوں ابھی رات نہ ہوا پھر سب سے اجازت
مانگی اور غضر سے اس نے الوداع کرتے ہوئے
مسکرا دیا تھا ہم پر قیامت سے زیادہ ارمان لگا دیا
تھا۔

کاش وہ یوں آج الوداع نہ کرتا پھر سب
اپنے گھروں کو چلے گئے شام کو پتہ نہیں کیا ہو گیا تھا
نہ کھانے کو دلی گرتا نہ سونے کو کرتا میری امی میری
ذات سے واقف تھی اس نے سب کچھ دیکھ لیا تھا تو
میں نے بھی امی کو سب کچھ بتا دیا تھا کیوں کہ ماں اپنی

ورنہ ابھی وقت ہے ہم چل جائیں میری جان میں تم سے وعدہ کرتی ہوں ساری زندگی تمہاری غلام بن کر رہوں گی ایک بار میرے ساتھ قدم بدم چلو۔۔

چلو چلیں آج اک نئی منزل کا رستہ دیکھیں یعوب شاید ہم بھی ایک ہو جائیں کسی کے نام زندگی کر کے پھر اس نے وعدہ کیا ان کا کام اب مکمل ہو چکا تھا کام کرتے کرتے چھ دن گزر چکے تھے۔

ہم نے ایک دوسرے سے ملنے کا وعدہ کیا پھر وقت اپنی ڈگر پر چلا رہا اس کے بنا ایک مل بھی رہنا مشکل ہو گیا تھا پھر اس کی یاد بہت ستانی کوئی ایسا موقع ملتا تو میں اسے دیکھتی ہر روز گھر کی دہلیز پر اس کا انتظار کرتی کاش کوئی ایسا قاصد اس کا کوئی پیغام دے خیر و خیر دے دو دن بعد اس کی خوشبو میرے سینے سے ٹکرانی پورے جسم کو معطر کر گئی جس کا انتظار تھا ہوا آیا ہوا تھا میں معمول کے مطابق گھر کی دہلیز پر بیٹھی اس کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

وہ آیا اور آتے ہی کہا مجھے پانی کا گلاس چائے میں نے کہا کہ میں قربان ہو جاؤں تیری خاطر مر جاؤں اتنے دن کہاں تھے۔

اس نے کہا گھر میں کچھ کام تھے اس لیے نہیں آسکا سواری میری جان۔ ناں بابا ناں اس میں سواری کی کیا بات ہے تڑپتے دل کو کچھ سکون ملا تری آنکھوں کی پیاس بجھی پھر میں نے کہا کہ یہ دوری ہم سے برداشت نہیں ہوتی تم اس کا کوئی حل نکالو ہو کچھ سوچنے لگا محبت ایسے بھی ہو چکی ہے وہ بھی چاہتا تھا کہ ہم ایک ہو جائیں لیکن کوئی ایسا حل نہیں مل رہا تھا میں نے کہا کہ اس کا ایک حل ہے کہتا وہ کیا میں نے کہا کہ اپنے والدین کو بھیج دو تمہارے گھر رشتے کے لیے عنصر نے کہا اگر تمہارے گھر والے انکار کر دیں گے پھر میرے والدین کی بے عزتی ہو جائے گی اب کچھ نہیں ہو گا میں اپنی امی سے بات

کروں گی میری امی کو ہماری محبت ہر پتہ ہے سب ہے میں تمہارے کہنے پر اپنے والدین کو تمہارے گھر بھیجتا ہوں آگے تمہارا کام ہے پھر دو دن کے بعد عنصر کے گھر والے آگئے میں نے ان کے لیے چائے بنائی ایسے میں عورتیں جب ملتی ہیں تو کہاں سے کہاں نکل جاتی ہیں رشتے ڈھونڈتے ڈھونڈتے وہ دور کے رشتہ دار جو بچپن میں اکٹھے کھیلتے تھے۔

میری امی اور عنصر کی امی ایسے ملیں جیسے پانی میں چھنی ملتی ہے خیر سارا دن باتوں باتوں میں گزرا پھر عنصر کی امی مجھے بار بار دیکھتی رہی عنصر کی امی نے میری امی سے رشتے کی بات کی تو میری امی نے کہا میری طرف سے ہاں ہے لیکن اس کا باپ گھر میں نہیں ہے میں کل آسہ کے ابو سے بات کروں گی پھر تین دن بعد پتا کر لینا۔

پھر عنصر کی امی چلی گئی میرے لیے سو سو اسے چھوڑ گئی پھر وہ تین دن گزرنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے میں نے امی کی منت کی پاؤں پکڑے اور کہا کہ اگر آپ لوگوں نے ہاں نہیں کی تو میں زہر پی لوں گی مر جاؤں گی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پھر امی نے مجھے بہت تسلیاں دیں میں خدا کے حضور دعائیں کر کے روتی رہتی اپنے پیار کے لیے شاید وہ رونا میرے کسی کام نہ آیا۔

پھر میرے ابو نے اپنا فیصلہ سنایا جب میرے کانوں میں ابو کی آوازوں میں امی کی زبانی سناتو مجھے یقین ہی نہیں ہوا میرے ہوش و حواس کھو گئے زمین گھومتی ہوئی محسوس ہونے لگی اور آسمان میرے سر پر گرتا ہوا محسوس ہو رہا تھا اور ایسا لگ رہا تھا کہ ابھی زمین پہنے گی اور میں اس کے اندر زندہ دفن ہو جاؤں گی اب کرب کا قہر میری روح دل و جان دماغ کز چٹ کر گیا میرے ابو نے کہا عنصر کے گھر والوں کو انکار کر دو میں نے آسہ کا رشتہ اپنے ابو کے سوتیلے کزن سے طے کیا ہے۔

جولائی 2014

جسب عرض 146

تیری جدائی مار گزرتی ہے

Digest.pk

فرنگی مہاراجی احسان مند رہی تھی۔
اب میں کسی اور سے پیار کرتی ہوں اور اس
کی نندی بننا چاہتی ہوں پھر وہ رونا ہوا وہیں چلا گیا
اور ایک ہفتے بعد میری شادی کی تاریخ طے ہوئی
ٹھیک پندرہ دن بعد میری شادی مگی اس نے اپنے
گہرے دوست شہباز کو بتایا اس نے اسے بہت
روکا پھر یونہی پندرہ دن گزر گئے پتہ ہی نہیں چلا پھر
میری مہندی کی رسم ہوئی جو ایک ہفتے بعد میرے
سسرال کی ذمہ داری کی تاپ پر میری پرواز تھی میں
آئے دن وقت کے ساتھ سوچو چار میں مگن رہتی
اب ہو گیا جو ہو گیا پھر شام سے رات ہو گئی میرے
سسرال والے مہندی کی رسم ادا کر کے واپس جا
چکے تھے۔

پھر آہستہ آہستہ سب سونے چلے گئے مجھے آج
کسی کے نام کی مہندی لگ چکی تھی میں کمرے میں
بیٹھی مہندی کو بڑے غور سے دیکھ رہی تھی کہ اچانک
دبوار سے کسی کے غپ لگانے کی آواز آئی میں بھی
کہ کوئی ملی وغیرہ ہو گئی میرے کمرے کا دروازہ کھلا
تھا جہاں سے باہر والا باغیچہ دیکھ سکتا تھا پھر
میں اپنے ہوش میں مگن بیٹھی تھی میرے گہروالے
چاچو وغیرہ سب سوچکے تھے جو خزانے لے رہے
تھے مجھے باہر سے آتا ہوا ایک شخص دکھائی دیا میں
نے پوچھا کون میرے پوچھنے سے پہلے وہ میرے
کمرے میں آچکا تھا۔

اور منہ کو رومال سے چھپایا ہوا تھا میرے
قریب آتے ہی اس نے اپنا نقاب اتار دیا وہ غصہ
تھا اس کے ہاتھ میں چاکو تھا اس کا ایک ہاتھ کٹا ہوا
تھا اس میں خون بھی بہہ رہا تھا اس نے کٹے ہوئے
ہاتھ سے میرے ہاتھ کو پکڑا اور چاکو سے اجمل کے
نام کی مہندی اتار دی اور اپنے بہتے ہوئے خون
سے میرے ہاتھ رنگ دیئے اور کہا کہ تو میری نہ سہی
کسی اور کی بھی نہیں ہونے دو۔

اس کا نام اس کا وہ نام تھا جس سے سادی لڑنا
چاہتا تھا اس کی ایک بہن تھی جو میری اچھی دوست
تھی وہ مجھے طرح طرح کی باتیں اپنے بھائی سے
دوستی کرنے کی کرتی جس میں وہ کافی حد تک
کامیاب ہو گئی شہباز جو ہمارا بڑا بڑا دوست تھا وہ غصہ کا
بہت گہرا دوست تھا اور اجمل کا واقف تھا شہباز
اجمل اور غصہ یہ تینوں آپس میں بہت گہرے
دوست تھے پھر ہر روز اجمل کی بہن میرے لیے کمر
والوں سے چوری مٹائی لے آتی تھی مجھے پتہ نہیں
کیا ہو گیا تھا۔

چند ہی دنوں بعد غصہ کا خیال رکھنے یا پوچھنے کا
بھی دل نہ کرتا میں ہر روز اجمل کی ہوتی جا رہی تھی
پتہ نہیں وہ مٹائی بڑھی ہوئی ہوئی یا پھر کوئی تعویذ
وغیرہ ان دنوں اجمل کو میرا اور غصہ کا پتہ چل چکا تھا
تو وہ خدا کا جوڑا تھا جو میں اجمل کے حصے میں آئی
تھی۔

پھر غصہ نے ہم سے ملنے کیلئے کہا میں نے
انکار کر دیا کہ میں نہیں مل سکتی اور آج کے بعد میرا
نام بھی نہ لینا اب میں کسی اور کی ہونے والی بیوی
ہوں۔ غصہ نے کہا یہ کیا بات ہوئی پہلے تم نے ہی
میرے ساتھ جینے مرنے کے وعدے کیے تھے میں نے
جس کیا میرے پیار کو بھول گئی ہیں۔

میں نے کہا کہ بھول جاؤ انہیں میرا اتنا ہی کہنا
تھا کہ غصہ کی آنکھوں میں غپ غپ کرتے ہوئے
آنسوؤں کی لڑی بہنے لگی جو اس کے رخساروں کو
چھوتے ہوئے میرے قدموں میں آ رہے تھے
شاید اس وقت میں اس کی چاہت پر اپنی جان
نچاؤ کر دیتی اب میں بہت سنبھلے رہی ہوں
تھی یہ محبت کی آگ میں نے خود ہی لگا لی تھی جو اب
اس سے بچ نکلنے کی کوشش کر رہی تھی پھر میں نے کہا
کہ میری مانو مجھے بھول جاؤ میں تمہارے پاؤں
پکڑتی ہوں ہم پر آخری احسان کرو میں سادی

مجھے آج پتہ چلا کہ واقعی غصہ مجھے بہت پیار کرنا تھا جو میں اسے کھونچتی تھی۔

پھر اس کا مارنا معمول بن گیا غصہ کے دوست شہباز سے کبھی کبھی بات ہو جاتی تھی میں اس کو سب حال دیتی رہتی جب اس کو پتہ چلا کہ میرے رہنے سے کوئی مار کھاتا ہے تو غصہ فوراً کراچی چلا گیا میرے شوہر کا پہلے جیسا حال تھا اکثر غصہ کے نام سے مارتا رہتا تھا اور شہباز غصہ کو فون پر حال احوال دیتا رہتا تھا میرا کبھی دلی کرتا کہ اب غصہ ہی میرا واحد تھا جو میرا درد میری مجبوری جانتا تھا آج چار سال گزر گئے اب میرے شوہر کو غصہ کے جانے کے بعد مجھے یہ ترس آیا مار پیٹ لم ہوئی حالات معمول پر آگئے مگر اب صرف غصہ کا انتظار ہے مجھے اس کی محبت پر یقین ہے وہ میری بات مانے گا۔

اب ہر وقت اس کی یاد ستاتی ہے اس پیار کی قسم ایک بار واپس آ جائے مجھے تیری جدائی مار گئی ہے پردہ کی میں بہت بے چین ہوں میری روح کا سکون ہے آج اتنے سال ہو گئے ہیں تجھے میری یاد نہیں آتی اگر پڑھ رہے ہو تو پلیز شہباز سے رابطہ کرو۔

قارئین یہ تھی میرے دوست کی کہانی آپ سے درخواست ہے کہ غصہ کی واپس کے لیے دعا کریں۔

میں کہاں تک پہنچا ہوں اپنی قیمتی رائے سے آگاہ کرو۔

غزل
کتاب آگاہیں شراب آگاہیں
بہی تو ہیں لاجواب آگاہیں
انہیں میں الفت انہیں میں نفرت
ثواب آگاہیں یا عذاب آگاہیں
کبھی نظر میں یا کی شوخی

پھر وہ چلا گیا اسے پیار کرنے پر میں نے ہی مجبور کیا تھا اور اب شادی کسی اور سے کر رہی تھی پھر دن گرتے گئے اور میرا جدائی کا وقت قریب آتا گیا ایک دن ایسا آیا کہ جس دن میری ذولی انٹرنیٹ تھی پھر غصہ کا پیغام آیا کہ بے وفا دھوکا باز میں تمہیں پورے گاؤں میں بدنام کروں گا تم اب تماشہ دیکھنا یوں وقت کے ساتھ میری شادی ہو گئی میں نے ایک خط لکھا جس کی تحریر یہ ہے شاید میں نہ کھیتی میری مجبوری تھی۔ مالی ذخیرہ غصہ۔

اسلام علیکم غصہ ہاں میں نے کبھی تم سے جھوٹ بولا تھا واقعی طور پر مجھے تیری محبت کا یقین ہو گیا تھا اس دن جب تم نے مجھے اپنے خون کی مہندی لگائی تھی میں اب شادی کر چکی ہوں آپ کے لیے میرے دل میں بہت جگہ ہے سمندر کی گہرائی سے بھی زیادہ اور میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ جو مجھے مل گیا ہے وہ بھی بے حد پیار کرتا ہے میری روح میری آرزو میری تمنا میرا شوہر ہے تمہارا پیار دینا ہوتا جا رہا ہے پلیز مجھے بھول جاؤ اور میں اپنی چادر بھیج رہی ہوں ایسا سمجھنا کہ میں تیرے قدموں میں ڈال رہی ہوں پلیز میرا گھر تباہ مت کرنا آپ کی نہ ہونے والی۔

پھر کچھ دن ہی گزرے تھے کہ میرا شوہر پہلے بہت جتنا تھا اب بدل گیا تھا۔

بات بات پر غصہ کرنا چھوٹی چھوٹی بات کو بڑا کرنا اس کا معمول بن گیا تھا تو میں بھولی گئی کہ میں نے ایک خط اور چادر شہباز کو دی تو وہ دے آیا تھا شادی کو دو ماہ ہی گزرے تھے ایک دن غصہ میرے گھر کے پاس سے گزرا تو میرا شوہر گھر آتے ہی برس پڑا میرا عاشق غصہ آیا تھا تجھے دیکھنے چل اس کو دیدار کروا میں نے کہا کہ میرا کوئی چکر نہیں سب کچھ اس نے مجھے اتنا مارا کہ مار مار کے میرا برا حال کر دیا۔

2014

Digest.pk

ہے وہ اپنا پھر کیوں یوں سنا رہا ہے
اسے کہہ دو کہ نہیں رہ سکتے بن اس کے
کیوں ہمیں وہ جیتے جی مار رہا ہے
وہ جانتا ہے کہ اس کے بن نہیں ہے گزارا
پھر کیوں وہ مجھے ہمیشہ کی طرح آزما رہا ہے
اب تو ہر طرف سے ہی ہار بیٹھی ہوں
کیوں وہ محبت میں بھی ہرا رہا ہے
خدا بھی جانتا ہے مانگا ہے ہر گھڑی اسے ہی
پھر بھی وہ کیوں اٹی چال چلا رہا ہے
میرے ساتھ خوش نہیں رہ سکتا خدا جانتا ہے
پھر کیوں وہ مجھ سے ہی بار بار پوچھ رہا ہے
محبت بھی کرتا ہے مجھے وہ مجھ سے بھی زیادہ
پھر وہ کیوں مجھے میری سوچ بدلنے پر مجبور کر رہا ہے
تی نہیں سکتی میں تو وہ وہ بھی نہیں سکتا چاند
پھر کیوں وہ مجھے ہماری ہی محبت میں آزما رہا ہے
(انتم نذیر چاند، دہاڑی)

بھی بھائی ہیں راز دل کے
کسی نے دیکھی ہیں کتاب آکھیں
کسی نے بالی سیراب آکھیں
وہ آئے تو لوگ مجھ سے بولے
حضور آکھیں جناب آکھیں
عجب تھا گفتگو کا عالم آکھیں
سوال کوئی جواب آکھیں
یہ مست مست ہے مثال آکھیں
یہ مصور کا کمال آکھیں
شراب رب نے حرام کر دی
مگر کیوں رکھی حلال آکھیں
برادروں ان پہ قتل ہوئے ہیں
خدا کے بندے سنبھال آکھیں
منظور اکبر تبسم

غزل

آج پھر کوئی ٹوٹ کے یاد آ رہا ہے

صحت اور طاقت حاصل کرنے کیلئے توجہ کریں

اگر آپ یا آپ کا کوئی عزیز کسی بھی بیماری میں مبتلا ہے تو اس کے علاج کیلئے ہم سے رابطہ کریں نیز مردوں اور عورتوں کے پوشیدہ امراض کا خصوصی علاج بھی کیا جاتا ہے۔
ہمارے ماہرانہ مشورے اور علاج کے لیے کامیاب اور خوشگوار زندگی بسر کریں
خط لکھیں یا موبائل پر مشورہ کریں

ڈاکٹر زاہد جاوید F-22 و ہاڑی 0314-6462580

تیری جدائی مار چھوڑے گی
2014 مئی

Digest.pk

محبت رنگ بدلتی ہے

تحریر۔ سیدہ جیہا عباس۔ مرالی چکوال

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
پیار بھی انسان کو کہاں سے کہاں تک لے جاتا ہے پیارا کر سچا ہو تو کبھی بھی ہار نہیں سکتا مگر جھوٹا پیار پیار نہیں
ہوتی ہوتی ہے اور اس ہوش میں آج جانے کتنے لوگ ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں یہ کہانی بھی ایسی ہی
ہے کہ جس سے بھی پیار کیا وہ ہی بدل گیا مگر حقیقی پیار تو وہی کرتا ہے جو زندگی بھر کا سا بھی ہوتا ہے میں نے
اس کہانی کا نام۔ محبت رنگ بدلتی ہے۔ رکھا ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی
ادارہ جواب عرض کی پاسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام
تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل قلمی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں
ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

اپنے ایک دوست کے ساتھ ایک ٹریفک حادثے میں
ہم سے چھڑ گیا اس حادثے نے ہمیں تو ڈر کر رکھ دیا۔
بھیا اور ابو کو ایسی چپ لگی پھر نہ ٹوٹی۔ اسی اور
قہقہوں کی جگہ اب سسکیوں اور آہوں نے لے لی
۔ درو بام پر خاموشی اور سنانے کے سائے اس قدر
گہرے تھے اور حوصلوں کے بند یوں ٹوٹے کہ زندگی
کا تصور ہی ختم ہو گیا بس کھاتے پیتے سوتے جاگتے ہم
روبوٹ بن گئے پھر اچانک میری ماہوس زندگی میں
ایک امید کی کرن نے اٹھرائی لی وہ بہار کا موسم تھا ایک
دن صبح میرے نمبر پر ایک نئے نمبر سے کال آئی
میں چونک افس جاب کرتی تھی تو نئے نمبر سے کال آنا
باعث حیرت کی بات نہ تھی میں نے کال پک کی تو
سلام کی خوبصورت آواز میری سماعتوں سے ٹکرائی اس
آواز میں کچھ ایسا سحر تھا کہ میں کئی لمحوں تک ساکت ہی
کھری رہ گئی۔۔

ہیلو۔۔۔ میرے فون سے مسلسل پکارے
جانے کی آوازیں مجھے دنیا میں واپس لائیں۔

میرا نام شہینا احمد ہے اور بہن بھائیوں
میں دوسرے نمبر پر ہوں مڈل گھرانے سے
تعلق ہے بچپن سے جوانی تک صرف اور صرف
مشکلات و مسائل میں گھرے پایا اپنے آپ کو اور اپنی
فیمل کو مگر مجھے آج بھی زندگی کے وہ چند سال یاد ہیں
جب ہم سب بہن بھائی اپنے والدین کے ساتھ تھے
ہر طرف سکون تھا۔

ماں باپ نے موسموں گرم سرد سے بچا کے رکھا
ہوا تھا مگر کہتے ہیں۔۔۔ ما۔ کہ بخت اور موسم ڈھلنے میں
وقت نہیں لگتا ہماری خوشیوں کو بھی نظر لگ گئی بڑے
بھائی اور بہن کی شادی کر دی۔ امی اور ابو پر سکون تھے
کہ چلو سب اچھا ہو رہا ہے بھائی اور بہن کے گھر اللہ
نے اپنی رحمت بھیجی ہماری خوشیاں اور بڑھ گئیں میں
اور چھوٹا بھائی ہر وقت ایجاب سے کھیتے اس کے ناز
اٹھاتے آپس میں مستی مذاق لڑائی جھڑکا کرتے چھ
سال بیت گئے کچھ اچانک وہ ہوا جس کا کسی کو گمان تک
نہ تھا یعنی میری جانو میرا دوست میرا محبوب بھائی

محبت رنگ بدلتی ہے

جولائی 2014

Digest.pk



جب تمہیں محبت ہوگی تب پوچھیں گے تم سے
عالیہ جو اپنے کزن سے بے پناہ محبت کرتی تھی اس
نے محبت کی صفائی میں کچھ کہنا چاہا لیکن میں اسے
ہیش کی طرح ٹوک دیتی۔

عالیہ تم بھول رہی ہو وہ تمہارا نامحرم ہے اور پھر
اسے کوئی دلچسپی بھی نہیں ہے تم میں۔ تم کیوں اپنے
والدین اور بھائیوں کو دکھ دیتی ہو۔

مگر جانے کیوں وہ بھی مجھ سے متفق نہیں
ہوتی تھی ہمیشہ فضا ہو کر چلی جاتی تھی اور آج مجھے عالیہ
کی وہی بات یاد آ رہی تھی۔ میں ایک اجنبی کی کال
کے لیے ڈب رہی تھی۔

مگر ایک ہفتے کے طویل اور بے قرار انتظار کے
بعد بھی اس کی جانب سے کوئی کال یا ایس ایم ایس نہ
آیا تو ایک رات دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر میں نے
ایک ایس ایم ایس کیا۔

اے شخص اب غلوں کے رشتے نہ کر تلاش

دنیا بے ثبات میں یہ نام کوئی نہیں
دھڑکتے دل کے ہاتھوں یہ ایس ایم ایس بھیج
کر بہت بے چینی سے اس کے جواب کا انتظار کرنے
لگی مگر اس کی جانب سے کوئی اسپانس نہ آیا دل بے حد
اداس ہو گیا۔

دن کا کھانا کھانا شام کی چائے پی ڈیز بھی امی
کے بے حد اصرار پر دو چار نوالے سے زائد نہ کر پائی
آخر اللہ نے میری سن لی اور رات نو بجے جیسے ہی میں
اپنے کمرے میں آئی اس کا ایس ایم ایس آ گیا۔

امبر کی طرح بے وہ یوں نہ چھو سکوں لیکن
ہاتھ جب بھی پھیلائے آگیا دعاؤں میں
یہ شعر پڑھ کر بے اختیار میرے چہرے پر
مسکان ٹھہر گئی۔

تو جناب کو ہماری طرح شعر و شاعری سے بے
شغف ہے۔ واہ۔۔۔

میں نے ایک ایس ایم ایس کیا کہ کچھ بھیج دیا۔

کیا کوئی ہے جو ہماری آواز سن رہا ہو پلیز بات
کریں وہی خوبصورت آواز میرے کانوں تک آئی۔
نچ۔۔۔ جی آپ۔۔۔ آپ کون۔؟ میں نے بڑی
مشکل سے جملہ گھل گیا۔۔۔

جی میں عالیان بات کر رہا ہوں پلیز میری اسد
صاحب سے بات کروادیں۔

یہ اسد صاحب کا نمبر نہیں ہے آپ نے غلط نمبر
ڈائل کیا ہے سسٹر۔ اب کے ہار میں نے کچھ کئی سے
جواب دیا۔

اوہو۔ ایم سوری میڈم آپ غصہ کیوں کرتی ہیں
غلطی میری ہے معاف کر دیں۔۔۔ اس نے بہت ہی
شائستہ لہجے میں معذرت کی۔ جواباً بے اختیار میرے
چہرے پر مسکراہٹ رقصاں ہو گئی۔ اس اوکے آجندہ
خیال رکھنا۔۔۔

اوکے میڈم میں خیال کروں گا بہت شکریہ اللہ
حافظ۔ اس نے کال ڈراپ کر دی۔

میں کئی ہل پونجی نوں کان سے لگائے بیٹھی رہی
دل کو جب سی بے قراری نے آن گھیرا من چاہ رہا تھا
کہ وہ مجھ سے بات کرے اس کی آواز بھی ہی اتنی
پیاری تھی میں ان لڑکیوں میں سے نہ تھی جو لڑکوں پر
دولت اور حسن کی وجہ سے مرنے لگی ہیں۔

نہ۔۔۔ ہی مجھے محبت پر یقین تھا میرے نزدیک
محبت دنیا کا سب سے فضول کام تھا جہاں پاکیزہ محبت
اور چاہت میرا خاصہ تھی وہیں آج کی لڑکیوں اور لڑکوں
کی فرینڈ شپ ہمیشہ میری تنقید اور ہٹ لسٹ میں
ہوتے دوستوں کزنز کا کچھ فیلو سب سے ہی کہتی کہ
سب سے یہی کہتی کہ یار محبت محبت کچھ نہیں ہوتی
سب بکواس ہوتا ہے۔

کیسی محبت کیسی چاہت کیسا عشق کہ لڑکیاں
والدین کے چوہیں، پچیس سالہ محبت اور شفقت کو پس
پشت ڈال کر چار دن کے وعدوں اور انجان فرد کی
خاطر سب کچھ کر رہی ہیں۔

محبت رنگ بدلتی ہے

جولائی 2014

Digest.pk

کسی کے طرف سے بڑھ کر نہ کر مہر دو گا ہرگز

کہ اس بے جا شرافت سے بڑا نقصان ہوتا ہے
اس کا جواب آیا۔۔

پاتے ہیں کچھ گلاب چٹانوں میں بردش
آتی ہے پتھروں سے بھی خوشبو کبھی کبھی

اب میں جواب دینے کا سوچ ہی رہی تھی کہ
اس کا نمبر میری سکرین پر جھنگانے لگا میں نے کچھ
جھجکتے ہوئے کال پک کی کچھ دیر تو ہم دونوں میں
سے کوئی نہ بولا پھر اس نے سلام کیا تو میں نے
دھیرے سے جواب دیا۔۔

میڈم کیسی ہیں کسے یاد کیا ہم غریبوں کو وہی
اعزاز وہی آواز جس نے گزشتہ ایک ہفتے سے میری
نیند اڑا رکھی تھی میرے بے قرار دل کو قرار آنے لگا میں
ٹھیک ہوا اور پلیز آپ مجھے میڈم مت کہا کریں۔ میں
نے درخواست کی۔۔

اچھا تو پھر کیا کہوں جی۔؟ وہ اسی سنجیدہ سے
لہجے میں بولا۔

میرا نام شہیناز ہے سب پیار سے مجھے گڑیا اور
شانی کہتے ہیں ہم تین بہن بھائی ہیں ایک بھائی فوت
ہو چکا ہے میری تعلیم ایم اے ہے اور میں نے کمپیوٹر
عربی ہسک اور تجویذ کے علاوہ کشیدہ کاری کا کورس بھی
کیا ہے آج کل ایک انٹرنیشنل کمپنی میں جاب کر رہی
ہوں میں نے اپنے بارے میں سب کچھ بتا دیا ہے
تا نہیں کیوں مجھے اس پر اعتبار سنا آنے لگا تھا۔ وہ
گریت یعنی آپ ماشاء اللہ پڑھی لکھی اور میچور لڑکی
ہیں اس نے کہا۔۔

آخر کو میں نے پوچھ ہی لیا آپ نے اپنے
بارے میں کچھ نہیں بتایا۔

میرا نام زریاب احمد ہے میں پنڈی سے تعلق
رکھتا ہوں ایم اے کر چکا ہوں اور اب آپ ہی
کے شہر میں میرا بزنس ہے میری پوری فیملی پنڈی میں
ہے۔۔ آپ کتنا عرصہ یہاں پر ہیں میں اس کی آواز

سننے کے لیے بات کو بڑھا رہی تھی۔۔

جی میں دس یا بارہ سال سے یہاں ہوں
جمہرات کو گھر چلا جاتا ہوں جہاں کا دن گزار کر ہفتے کی
صبح واپس آ جاتا ہوں۔ اب سو بھی جاؤ صبح فجر کے لیے
اٹتی نہیں ہوائی جان کی آواز سنتے ہی میں نے اللہ
حافظ کہہ کر فون بند کر دیا۔

میں بے حد خوش تھی کہ ایک طمانیت کا احساس
رگ و پے میں سرایت کرنا محسوس ہو رہا تھا پھر میں اس
کے بارے میں سوچتے سوچتے جانے کب نیند کی
آغوش میں چلی گئی اگلے صبح میرے لیے ایک نئی صبح تھی
بھائی کی موت کے بعد پہلی بار دل میں نئی امنگ نئے
جذبات اور احساسات نے سر اٹھایا۔

تیار ہو کر آفس کے لیے نکلنے وقت میں اسے گڈ
مورنگ کا صبح کرنا نہیں بھولی تھی اس نے بھی جواب
خوبصورت دعا سینڈ کی تھی۔

دن بہت ہی اچھا گزارا کام کے ساتھ ساتھ اس
کے خیالوں میں بھی کھوئے کھوئے شام ہو گئی
ذہان میں جن کے ستم پر خاموش رہتی ہیں
دلوں میں ان کے خلاف احتجاج ہوتے ہیں
برانہ مان کے بولے ہیں تلخ لہجے میں
ہم ایسے لوگ ذرا بد مزاج ہوتے ہیں
اس کی جانب سے ایک خوبصورت شعر پڑھ کر
میں نے بھی نائپ کیا۔

بادل جو گر جتے ہیں وہ برسا نہیں کرتے
فحش بھی حساس کا چرچا نہیں کرتے
آنکھوں میں بسا لیتے ہیں روٹھے ہوئے منظر
جاتے ہوئے لوگوں کو پکارا نہیں کرتے

میں نو بجے آپ کو کال کروں گا اس کا پیغام پڑھ
کر میں جلدی جلدی اپنا کام مکمل کرنے لگی پھر
پورے نو بجے اس کی کال آگئی کافی دیر ہم اذہر اذہر کی
باتیں کرتے رہے بہت دل چاہ رہا تھا کہ اس کو حال
دل سنا دوں مگر نا بھنے کیوں نہ ہو پانی بس اسید

جولائی 2014

Digest.pk

محبت رنگ بنی ہے

میں بولادیکھو شانی یہ محبت کچھ نہیں ہوتی میں بھی کالج اور یونیورسٹی میں لڑکیوں کے ساتھ پڑھا مگر کبھی ان فضول باتوں پر دھیان نہیں دیا نہ ہمیں کسی سے محبت ہوتی نہ کسی کو ہم سے ہوتی۔۔

محبت کی نہیں جانی ہو جاتی ہے بس مجھے بھی ہوگئی ہے محبت میں نے تقریباً رو دینے والے انداز میں کہا۔ اس نے مجھے بہت سمجھایا مگر میں نے کبھی میرا اصرار بڑھتا گیا جب دل بہت بے قرار ہوتا تو اس کے آفس چلی جاتی میری محبت بے پادلی کا دن وہ تھا جب اس نے مجھے بتایا کہ وہ شادی شدہ اور چار بچوں کا باپ بھی ہے۔

اس لیے وہ محبت کے چکر میں نہیں پڑنا چاہتا اس دن میں گھبرا کر بہت روئی جب بھی جو بھی مجھے پسند ہو مجھے ملنے سے پہلے ہی چھین کیوں جاتا ہے دو دن بخار میں تڑپتی رہی ڈاکٹر نے کہا ٹینشن ہے۔ امی ابو پوچھ پوچھ کر تھک گئے مگر میں کیا بتاتی میرا دل تو بہاروں کے موسم میں اجڑ چکا تھا دو دن وہ مجھے کال کرتا رہا مگر میں انکوری کرتی رہی۔ دن رات چھپ چھپ کر آنسو بہاتی رہتی۔

تیسرے دن اس کا پیغام ملا پلیز شانی مجھ سے بات کرو میں مشکل میں ہوں میں ساری نادانگی سارے دکھ بھول کر اس سے بات کرنے پر راضی ہوگئی محبوب جو تھا میرا پھر جو اس نے کہا سن کر مجھے اپنی سماعتوں پر کئی گھنٹے بھروسہ نہ ہوا

شانی میں بھی آپ کے بتا نہیں رہ سکتا میں بھی آپ سے بے پناہ محبت کرتا ہوں مگر کیا کرتا شادی شدہ ہوں چار بچوں کا باپ ہوں پورے خاندان کی امیدوں کا مرکز ہوں پھر عمر میں دس سال تم سے بڑا ہوں یہ ساری باتیں مجھے ہر بار اقرار کرنے سے روک لیتی ہیں میری بیوی شکی حراج ہے ویسے بھی میرا جینا حرام کئے رکھتی ہے۔

میں گھراور بچوں سے دور صرف اس

کے دیپ جلائے اس سے جنرل ٹاپس پر بات چیت ہوتی رہی شروع شروع میں میں اس کو وہ مجھے ایسے ایسے مذاق کرتے کہ ہنس کر میرا حال ہوتا اور وہ چپ چاپ میری ہنسی سنتے۔ سنو تم ہنستی بہت خوبصورت ہو ہمیشہ ہنستی رہا کرو۔ اچھا جی کس نے کہا میں نے شرارت سے کہا۔ ہم نے بقلم مسٹر ذریاب احمد نے بھی اسی لہجے میں کہا تو ہم دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

اب ہمیں فون پر بات کرتے ایک ماہ ہو چکا تھا ایک دن مجھے آفس ورکی کی وجہ سے اس ایریا میں جانا پڑا جہاں ذریاب کا آفس تھا میں نے اسے فون پر کہا کہ میں سی این جی کے سامنے ساجد کے گھر آئی ہوں اس نے مجھے فوراً کال کی اور کہا کہ چائے پلائے بغیر نہیں جانے دوں گا۔ سو اس کے بے حد اصرار پر میں مان گئی۔ اور اپریل میں ہماری پہلی ملاقات ذریاب کے آفس میں ہوئی۔ وہ بہت شرف النفس تھا گڈ لک لک چائے بسکٹ وغیرہ کے بعد وہ مجھے اپنی گاڑی میں ڈیراپ کرنے میرے آفس تک آئے میں بے حد خوش تھی اپنے خوابوں کے شہزادے کو اپنے سامنے بٹھا کر دیکھا اور اس سے باتیں کیں اب میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ ذریاب کو سب کچھ سچ سچ بتا دوں گی، پھر رات میں نے اسے سب کچھ بتا دیا۔

ذریاب آپ میری زندگی میں آنے والے پہلے مرد ہو جس پر میں نے اعتبار کیا ہے آپ جانتے ہو مجھے لڑکوں کی محبت پر بھی یقین نہیں تھا مگر نجانے کب کیسے آپ میرے دل میں سما گئے ہو اور چند ہی ماہ میں آپ سے یوں شناسائی ہوئی لگتا ہے کہ جیسے برسوں سے آپ کو جانتی ہوں دل بے اختیار آپ کے نام پر دھڑکتا ہے آپ کی کال دیکھ کر لیوں کو ایک نرم وگداز سی مسکان چھوٹنے لگتی ہے آپ سب سے الگ ہو بے مثال ہو۔ آئی لو یو۔ سوچو ذریاب۔

میری بات سن کر وہ کافی ٹھہرے ہوئے لہجے

2014

Digest.pk

محبت رنگ بدلتی ہے

دعا کی وہ نہ ملا شاید وہ میرا نصیب ہی نہ تھا۔ میں نے اپنے دن رات اپنے شوہر کے نام کر دیئے ہیں اس نے مجھ پر اعتبار کیا مجھے پیار دیا مان دیا چادر اور چادر بوندی کا تحفظ دیا عزت دی تو میں کیوں نہ اس کی عزت کروں۔ کیوں نہ دوں اسے چاہت محبت اور پاں محبت بھی شاید ہو ہی جائے۔

قارئین آپ میرے حق میں دعا کریں کہ میں اسے بھول کر صرف اور صرف اپنے شوہر سے محبت کروں اور ذریعہ اب بھی صرف اور صرف اپنے بیوی اور بچوں کا ہو کر رہے کیوں کہ اس میں دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے۔ کسی گلی عزیز بہنوں اور بھائیوں میری پہلی کاوش امید ہے آپ ضرور مجھے دوبارہ انٹری کا موقع دیں گے آپ کی قیمتی آراء کی منتظر ہوں۔

گلاب تو ہیں لاجواب آکھیں شراب آکھیں
 انہیں میں الفت انہیں نہیں نفرت آکھیں
 ثواب آکھیں یا عذاب آکھیں
 کبھی نظر میں بلا کی شوقی آکھیں
 کبھی سراپا ہیں راز دل کے آکھیں
 کبھی ہیں دل کی کتاب آکھیں
 کسی نے دیکھی ہیں سبیل حبیبی آکھیں
 کسی نے پائی سیراب آکھیں
 وہ آئے تو لوگ مجھ سے بولے آکھیں
 حضور آکھیں یا جناب آکھیں
 عجب تھا گفتگو کا عالم آکھیں
 سوال کوئی جواب آکھیں
 یہ مست مست بے مثال آکھیں
 یہ معصوم کا کمال آکھیں
 شراب رب نے حرام کر دی آکھیں
 حکم کس کی حلال آکھیں

کے رویے کی وجہ سے ہوں بہت عرصے بعد مجھے کسی سے بات کر کے سکون ملا ہے۔ زندگی زندگی گلنے لگی ہے شانی تم بہت ٹائس ہو۔ آئی لو جو۔ پلیز مجھے مت چھوڑنا یونہی ایک بے نام سے چپے بندھن میں بندھ کر میرا ساتھ دینا اور نہ میں اجڑ جاؤں گا۔

اس کے اقرار پر دل کی کلی پھر سے کھل گئی اب ہم تقریباً روزانہ ملنے لگے وہ میرا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر مجھے سامنے بٹھا کر دیکھا کرتا میری ہر فرمائش پوری کرتا اسے میری ہی فکر رہتی ایسے زندگی کے خوبصورت لمحے کتنی جلدی گزر جاتے ہیں اور اپنے پیچھے بس یادوں کی راکھ چھوڑ جاتے ہیں۔

ہمارے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا میرے گھر میں میری شادی کا ذکر چلا تو میں نے ذریعہ اب سے بات کی تو اس نے کہا کہ اگر وہ اچھے لوگ ہیں تو تمہیں شادی کر لینی چاہئے کیوں کہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ کیا میں اس کے بناتی پاؤں کی۔

پورا پورا دن اور پوری پوری رات جاگ جاگ کر جس سے احوال دل کیا کرتی میں نے روئے ہوئے کہا۔ پلیز مجھے اپنے سے جدامت کریں میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی پلیز۔ مگر نبانے اس کے من میں کیا سنائی اس نے بار بار مجھے کہا کہ شادی کر لو آخر تھک کر ایک دن مجھ سے کہا کہ اگر مجھ سے محبت کرتی ہو تو میری بات مان جاؤ بس اس دن مجھے ہارے مسافر کی طرح میں نے اپنے دل کا خون کر دیا اور ماں باپ کے فیصلے کو قبول کر لیا میری شادی بہت سنجیدگی اور خاموشی سے ہوئی کیوں کہ میں یہ چاہتی تھی میرے شوہر مجھ سے بے حد پیار کرتے تھے۔

آج بھی ذریعہ اب میرے لیے روتا ہے تڑپتا ہے اور اسے مجھے کھودینے کا ہچکتا ہوا ہے وہ وقت کے بے وقام گھوڑے کو اپنی طرف موڑنا چاہتا ہے مگر اب وقت گزر چکا ہے فیصلہ ہو گیا ہے ایک پیار کرنے والا دل مر چکا ہے میرے اسے ٹوٹ کر چاہا اس کی کھال نہ کھا

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✧ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✧ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریزیوم ایبل لنک
- ✧ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✧ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریج
- ✧ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✧ ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- ✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں
- ✧ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✧ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریج
- ✧ ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

✧ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

✧ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

لمبی جدائی

تحریر: آصف جاوید زاہد۔ 03046552827

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ پہلی ہی ملاقات سے محبت ہوئی اور پھر ایک دوسرے سے وعدے قسمیں کئے مگر کیا تھا پہلی بار ملنا اور پہلی ہی بار بچھڑ جانا شاید وہ بچھڑنا پہلا اور آخری تھا جو آج تک ملاقات نہیں ہوئی ایسی ہی یہ کہانی آپ کی خدمت میں لے کر آیا ہوں جس کا نام۔ لمبی جدائی۔ رکھا ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی اپنی ذرا سے ضرورت نواز لے گا۔

ادارہ جواب عرض کی پاس کی کوہ نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا راسخ ذمہ دار نہیں ہوگا۔

معاشرے کی برائیوں کو لوگوں کے سامنے لائے تاکہ لوگ دھوکے سے بچ سکیں اگر ایک انسان نے بھی میری ان باتوں سے کچھ سیکھ لیا تو میرا یہ لکھنے کا مقصد پورا ہوگا سوری قارئین بہت ناگم لیا آپ کا اب آئیے اصل کہانی کی طرف یہ میرے ایک دوست کی کہانی ہے آئیے اسی کی زبانی سنتے ہیں۔

چھ بہن بھائیوں سے میرا نمبر پہلا ہے ماں باپ کا خواب کہ بیٹا پڑھ لکھ کر دیکل بنے گا خدا کا دیا سب کچھ تھا گاؤں میں بہت عزت تھی میں آٹھویں کلاس میں پڑھتا تھا ہمارے ایک رشتہ دار کی شادی تھی ابو کے گزن نے مہندی سجا کے لے کر جانا تھا لہذا ہمیں بھی مہندی پر جانے کو کہا گیا۔ میں اور میری والدہ صاحبہ بھی مہندی میں شریک ہوئے مہندی شادی والے گھر پہنچی میں بھی دوستوں کے ساتھ بلاگلا کرتا ہوا ساتھ تھا کافی دیر ہم دوست ڈھول پر گھومر کھیلنے رہے اب مہندی لگانے کی رسم شروع ہوئی دسمبر کی رات گیارہ بجے

زندگی کا مقصد انجوائے کرنا نہیں ہے زندگی کا ایک مقصد ہے اللہ نے انسان کو کس مقصد کے لیے بھیجا ہے کہ وہ اس دنیا میں آئے اور انجوائے منٹ کر کے چلا جائے جو انسان رسول پاک ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر چلا اور انسانیت کی بھلائی کی گواہی اس نے زندگی کا مقصد پورا کر لیا اور جو لوگ زندگی کو انجوائے منٹ کا نام دے کر گزار دیتے ہیں یاد رکھیں کہ ایک دن اللہ کے حضور حاضر ہونا ہے۔

جس طرح زندگی کا ایک مقصد ہے اسی طرح جواب عرض کا بھی ایک مقصد ہے وہ مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو زندگی کے خلیب و فراز سے آگاہ کرنا جو برائیاں معاشرے میں ہو رہی ہیں ان کو قارئین کے سامنے لانا تاکہ قارئین ان سے سبق سیکھ سکیں میری قارئین سے گزارش ہے کہ وہ ہر سنواری کو محض دل بہلانے یا ناگم پاس کرنے کے لیے نہ پڑھیں بلکہ ایک سبق حاصل کریں ہر راسخ کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ قلم کی مضامین سے

لمبی جدائی 166 جلد 1
Digest.pk



Digest.pk

پتہ جب چلا جب صبح کے نو بجے ای نے اٹھایا کہ بیٹا شادی پہ بھی جانا ہے جلدی اٹھو مجھے کہا گیا کہ تم بارات کے ساتھ چلے جاؤ میں بہت خوش ہوا کہ اپنے خواہوں کی شہزادی کو خوب دیکھوں گا۔

جب وہاں پہنچا تو وہ مجھے نظر آگئی میں نے اپنی آنٹی سے پوچھا کہ یہ لڑکی کون ہے آنٹی نے بتایا کہ جاوید شہر سے مہمان آئے ہوئے ہیں اس کا نام عاتقہ ہے اور ساتویں کلاس میں پڑتی ہے اور تھوڑی دیر بعد میری اس سے بات ہوگئی میں نے اٹھارے محبت کر دیا اس نے بھی کہا کہ مجھے بھی تم پہلی نظر میں ہی اچھے لگے تھے میں بہت خوش ہوا۔

بارات بڑی دھوم دھام سے دلہن کے گھر پہنچی لیکن میں اپنی محبوبہ کوئی دیکھتا رہا مجھے پھر بات کرنے کا موقع مل گیا ہم دونوں کافی دیر ایک دوسرے سے باتیں کرتے رہے ایک دوسرے سے بہت وعدے کئے میں نے صاف کہہ دیا کہ اگر شادی کروں گا تو تم سے اس نے بھی کہا کہ جاوید میری جان میں بھی تم سے ہی شادی کروں گی ورنہ ساری عمر شادی نہیں کروں گی پھر اس نے کہا کہ اپنا نمبر مجھے دے دو کل ہم نے واٹس جانا ہے اور میں تم سے بہت جلد رابطہ کروں گی۔

اگلے دن میں نے اسے ایک گفت دیا اور اس دل کے ساتھ اور اس وعدے کے ساتھ کہ بہت جلد ہم دوبارہ رابطہ کریں گے پھر میں نے اسے رخصت کر دیا اور اس کے بعد میری ہر رات ایسے گزری کہ جیسے کوئی پرندہ اپنے محبوب سے چھڑ جاتا ہے اور وہ پرندہ رات کے پچھلے پہر چاندنی رات اور جھمکاتے تاروں کے ساتھ بہت تنہا ہو اور بہت اونچا اپنے محبوب کو ڈھونڈتا ہوا اپنی پرواز کو بیٹھتا ہو بالکل ایسا ہی میرے ساتھ ہوا میرے سب خواب چمکا چور ہو گئے میں جیسے مومنی مرضی جی جیلا ہو گیا۔

کا نام میری آنکھیں ایک حینہ سے جا کر ٹکرائیں دیکھتے ہی دیکھتے وہ ہو گیا جو میں نے بھی زندگی میں سوچا بھی نہ تھا صرف ایک بار آنکھیں ملانے سے مجھے محبت ہوگئی۔

اور اتنی شدت سے ہوئی کہ میں اپنا آپ بھول گیا جب میں نے اس سے نظریں ملایں تو خود کو اس کی طرف کھینچتا ہوا محسوس کیا۔

میرے ابو کے کزن کی شادی تھی ابو لوگ وہاں تھے اور ہمیں بھی کہا گیا تھا کہ آپ لوگ بھی وہاں آ جانا جب تک مہندی کی رسم ادا ہوتی رہی میں اس پری چہرے میں گم رہا میں نے سوچا کہ کاش وقت یہی پر رک جائے اور میں اس حسین چہرے کو دیکھتا رہوں لیکن یہ تو میری سوچ تھی وقت تو ایک سیکنڈ بھی نہیں رکتا اور بے لگام گھوڑے کی طرح بھاگ رہا ہے۔

سب کو کھانا پیش کیا گیا لیکن میری تو بھوک جیسے ختم ہو چکی تھی خواہش تو صرف اسے دیکھتے رہنے کی جب ای کے ساتھ دوسری شادی پہنچا تو جیسے گھوکھلا ہو چکا تھا بالکل ایسے جیسے کسی پرندے کے گھونسلے سے عقاب اس کے بچے لے جائے اور اس گھونسلے کو گھوکھلا کر دے اسی طرح اس حسین چہرے نے میرے سینے سے دل ہی نکال لیا سب نے مجھے کہا کہ آؤ ڈھونک پر گھوم رکھیں لیکن میرا دل نہیں جا رہا تھا وہ طرح طرح کی روشنائی مجھے اچھی نہیں لگ رہی تھی اور اس ہجوم میں بھی میں تنہا تھا وہاں سے گھر آ گیا اور اس کے خیالوں میں گھو گیا۔

وہ کون ہے کہاں رہتی ہے اس کا نام کیا ہے اسی خیالوں میں گم تھا کہ یہ شعر یاد آ گیا۔

تنتنی عجب ہے میرے اندر کی تنہائی جاوید ہزاروں اپنے ہیں مگر یاد تم ہی آتے ہو پتا نہیں کب خند کی دیوی مہربان ہوگئی اور

دہائی 2014

Digest.pk

لیسی جدائی

سکڑوں کے رستے پہ جسے لگا کر چلا گیا
 الٹا تھا جن سے جن کے میرے لیے وہ پھول
 اب کانٹے میرے رستے میں بچھا کر چلا گیا
 وہ بچ کر میری وفاؤں کو سر عام
 غیروں میں اپنی قیمت بڑھا کر چلا گیا
 اس کے گھر میں دیں گے چراغوں کو جگر کا خون
 میری زندگی کے چراغ بچھا کر چلا گیا
 سوچا تھا سائیں گے اسے داستانِ دل
 وہ میری ہی زندگی کا المیہ بنا کر چلا گیا
 (کشور کرن، چٹکی)

غزل

بدنِ حسن سے چور ہے
 پر خند ہم سے دور ہے
 اس کا خیال ساتھ ہے
 بڑی اداس رات ہے
 ہوا د غم کا زور ہے
 سمندروں کا شور ہے
 جدائیوں کی بات ہے
 بڑی اداس رات ہے
 ہر نظر شراب ہے
 اس کے لئے کا خواب ہے
 یہ کون سا عذاب ہے
 بڑی اداس رات ہے
 مجھے دلوں کی یاد ہے
 تھکا تھکا سا چاند ہے
 بڑی اداس دیکھی دیکھی بات ہے
 بڑی اداس رات ہے

آج آٹھ سال گزر گئے ہیں میں آج بھی
 عاشق کا انتظار کر رہا ہوں وہ لمبی جدائی دے گئی ہے
 اس کی یاد آئی جب بھی اس کی یاد نے میرے دل
 پرواز کیا میں نے نشے کا سہارا لیکر اس کو بھگانے کی
 ناکام کوشش کی میں نے کھانا پینا گھر بار سب کچھ
 چھوڑ دیا لیکن بھائی آصف جاوید کی بھرپور
 کوششوں کے بعد اب اپنی معمول کی زندگی گزار
 رہا ہوں۔

اور بھائی آصف کے کہنے پر نشہ بھی چھوڑ دیا
 ہے اور اپنا علاج کر رہا ہوں گھر والے کہتے ہیں
 شادی کر لو لیکن میں آج بھی اس کا انتظار کر رہا
 ہوں۔ کارکنِ کرام یہ بھی میرے دوست کی کہانی
 میرے دوست کو میرے سیل فون پر مشورہ ضرور
 دینا وہ شادی کرے یا پھر عاشق کا انتظار کرے
 انتظار رہے گا اللہ حافظ۔

دنیا کیا جانے میری محبت کی
 داستان کو خیانت
 ہم تو ان کو بھی دعا دیتے ہیں جو
 ہمارے نام سے نفرت کرتے ہیں
 (خیانت علی۔ کوٹلی)

غزل

آج تھا زندگی میں وہ آ کر چلا گیا
 وہ شخص میرا آشیاں گرا کر چلا گیا
 کہتا تھا خوشیاں بچ کر خریدوں گا تیرے غم
 مگر بھر کا غم میری زندگی کو لگا کر چلا گیا
 کبھی جو لگتا تھا ہواؤں میں میرا نام
 اب اپنے دل سے میرا نقش مٹا کر چلا گیا
 دنیا کی رونقوں میں کبھی جو ہمسر رہا

جولائی 2014

Digest.pk

لمبی جدائی

دیوانگی کہاں جا کے ٹھہری

تحریر۔ منظور اکبر تبسم۔ 03453487779

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
آپ کی دیکھی ٹگری میں دیوانگی کہاں جا کے ٹھہری لے کر قارئین کی نظر کر رہا ہوں پہلے کی تحریریں شائع کر کے حوصلہ افزائی کا بہت شکر یہ امید ہے یہ تحریر بھی شائع کر کے شکر یہ کاموقع فراہم کریں گے یہ بندہ ناچیز ہر وقت آپ کو خصوصاً آپ کی تحیم کے لیے دعا گو ہے میری طرف سے تمام دوستوں کو سلام
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا داراستر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

اصلیت کا منہ دیکھنے پر انسان غموں کی آگ میں سلجک
پر مجبور ہو جاتا ہے وہ اندھی اند توٹ کر جہاں سے بے
خبر اپنی سوچ میں گم سم رہتا ہے اس کے سامنے پیار
محبت کی قدر قیمت بالکل ختم ہو جاتی ہے۔
پھر کوئی اس کے سامنے پیار محبت کی جتنی بھی
قربانی دے دے اس کو اعتبار ہی نہیں آتا میری یہ کہانی
بھی ایسی ہی حالت کی ٹھکرالی ہوئی لڑکی کی کہانی ہے
جس نے ایک آستین کے ساتھ پرانہ حوالہ دیا اور
اپنی اور اپنے خاندان کی پروا کئے بغیر اس کے ساتھ
قدم ملانے پر تیار ہوئی۔

جب اس کو پتہ چلا کہ وہ تو جسمانی و ہوس کا
قائل ہے تو اس لڑکی نے اپنی عزت بچا کر اپنی محبت کو
بیمش کے لیے چھوڑ دیا آج خود کو دنیا کی کامیاب لڑکی
اس لیے سمجھتی ہے کہ اپنی عزت بچائی مگر بعض لوگوں کی
نظر میں بدنامی کا خوف بھی اپنے دل میں لیے جھپتی
ہے۔۔۔ آئیے کہانی اس کی زبانی سنتے ہیں۔

قارئین میرا نام صدف ہے میں نے ایک
متوسط گھر اسے میں آنکھیں ہونے جب بوش منہ لانا تو

سے کہنا بہت اداس ہوں تیرے جانے سے
بوسے تو لوٹ آنا کسی بھانے سے
ذرا کھنکھائی کسی ہم سے مگر
ایک بار دیکھ تو کسی کوئی ٹوٹ گیا ہے تیرے جیسے
انسان جب بنا سوچے سمجھے کوئی قدم اٹھاتا ہے
نہ کام ہونے پہ انتہائی غم ہوتا ہے اس
وقت اس کی آنکھوں میں آنسو اور غموں کا سمندر
نہ نہیں مارتا ہوا اس کو تر پاتا ہے وہ اپنی غلطی پہ اتنا
شرمندہ ہوتا ہے کہ اس کے دل میں حسرت پیدا ہوتی
ہے ابھی اس بے اعتماد نیا سے مائل توڑ کر اس جہاں کو
بیمش کے لیے چھوڑ کر ابدی نیند سو جاؤں۔

اس کا اعتبار اس حد تک اٹھ جاتا ہے کہ اس کے
گھر والے بھی اسکو نہ ہر گتے ہیں۔

زندگی میں ایسے انسانوں سے بھی واسطہ پڑتا
ہے جو ظاہری طور پر معصوم نظر آتے ہیں مگر باطن ایک
ہر یا ناگ بن کے ڈستار ہوتا ہے دور حاضر میں
نہ ان دو جیسے بول بولنے والوں پہ اتنا اندھا اعتماد کر
نیستا ہے کہ اپنا سب کچھ چھوڑ کر اس پہ اتنا دیتا ہے لیکن

2000 جولائی Digest.pk



Digest.pk

اپنے آپ کو ایک ہنسی ہنسی میں پایا مگر میرے ابو اچھائی تخت طبیعت کے مالک تھے۔ مجھ سے پہلے ہمارے خاندان کی کوئی بھی لڑکی سکول نہیں جاتی تھی مگر مجھے پڑھنے کا بہت ہی شوق تھا جب بچوں کو بستہ اٹھا کر جاتے دیکھتی تو دل میں ایک حسرت کی پیدا ہوتی کہ میں بھی سکول جاؤں اس حسرت کی تکمیل کے لیے میں نے ضد کی تو حسرت پوری ہو گئی قرعہ پرائمری سکول میں داخل کروادیا گیا ہمارے خاندان میں لڑکیوں کو حجاب وغیرہ نہیں کرنے دیتے تھے اس لیے پڑھائی کو زیادہ ترجیح نہیں دیتے مگر میں نے تمام ہر دم درواج کو توڑ دیا۔

خود اور دوسروں کے اندر شعور کو پیدا کرنا میرا مشن تھا پرائمری پاس کرنے کے بعد ہائی سکول میں داخلہ لیا اور میٹرک اچھے نمبروں سے پاس کر کے اپنے آپ کو ایک کامیاب لڑکی مان لیا مگر میرا دل کے بھی پڑھنا چاہتا تھا پھر والدوں نے کہا کہ گھر پر تیاری کرو اور پرائیویٹ امتحان دینا اس لیے گھر میں کتابیں اٹھائے بیٹھی تھی۔

میرے بڑے بھائی کی شادی ہوئی تو وہ اپنی بیوی کو لے کر اسلام آباد چلے گئے میرے بھائی کی وہاں اپنی جاب تھی میرے دل میں حسرت پیدا ہوئی کہ میں بھی اسلام آباد کے دیدہ زیب مقامات کی سیر کروں سو ہم اپنے بھائی کے پاس چلے گئے وہاں کے مقامات کی خوب سیر کی جن کے مناظر آج بھی میری نگاہوں میں گھومتے ہیں ہم وہاں تقریباً چوبیس دن رہے اس کے بعد گھر کی طرف لوٹے بھائی نے ہمیں اسلام آباد سے بٹھا دیا اپنے شہر اترنے کے بعد ہمیں اپنے گاؤں کی بس نظر آئی تو اس میں سوار ہو گئے میرے ساتھ میری آنٹی بھی تھی اس بس میں ایکی بھی تھا جب ہم بس سے اترنے لگے تو اس نے میرے ہاتھ میں اپنا نمبر پکڑا دیا میرا دل دھڑکنا شروع ہو گیا بدل نے تو چاہا کہ نمبر بھینک دو مگر فطرت کے

ہاتھوں مجبور ہو کر نہ پھینکا۔ میری آنٹی اس کو جانتی تھی مگر آزمانہ تو میں نے بھی تھا ہمیشہ پہلی بار نہیں آزمایا جاتا وقت کے ساتھ ساتھ اصلیت سامنے آتی ہے۔

یوں تو میرے ظلوں کی قیمت کچھ نہ تھی مگر کچھ لوگ نا آشنا تھے جو دولت پر مر گئے مین نے شام کے وقت عادات اسے کال کر دی یوں ہماری باتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا ہماری اکثر بات ایس ایم ایس پر ہی ہوتی تھی ہم رات کو کال پر بات کرتے تھے۔

وہ شکل و صورت سے بہت خوب صورت تھا اس کے گھر کا فاصلہ آدھے گھنٹے کا تھا ہماری قوم کا تھا وہ اپنے ابو سے ناراض ہو کر اپنی پھوپھو کے گھر رہتا تھا اس نے زمین بچا دی تھی۔

میں نے اس سے پوچھا کہ اس کی پہلے بھی کوئی دوست ہے تو کہتا کہ ہاں ایک نازش بھی ملتان کی مگر اب نہیں ہے وہ اپنی دوست سے ہر وقت گپ شب لگاتا ان سے رشتہ نہ ہو سکا مگر حسن پرست اب جسم پرست بن گیا اس نے اپنے خاندان کے بارے میں مجھے سب کچھ بتایا ہوا تھا۔

ایک ایک ہمارے گھر سے سامنے سے گزرا کیوں کہ ہمارا گھر روڑ کے بالکل ساتھ ہے یعنی روڑ سامنے سے گزرتا تھا میں نے اسے دیکھا تو کہنے لگا آپ کے گھائی ہوٹ مجھے بہت پسند ہیں مجھے اس بات سے اس کی اصلیت سامنے آنے کا دسواں پیدا ہو گیا مگر پیار کے ہاتھوں مجبور کر چپ رہ گئی وہ اپنے دوستوں کو میرے بارے میں بتانے لگا وہ نئے نئے نمبروں سے کالیں کرتا کہتا کہ میرے دوست کا نمبر ہے ہماری محبت کا اکثر لوگوں کو پتا چل گیا تھا۔

مجھ سے گھڑ کر گناہ ہو جاؤ گے
سودا گروں کے ہاتھوں خلام ہو جاؤ گے
تیرا ہر اک سے ملتا مجھے اچھا نہیں لگتا

ہر اب سے سوئے ہو جام ہو چاؤ لے

ایک دن ایکی نے مجھ سے پوچھا کہ آپ نے پہلے کسی لڑکے سے دوستی کی تھی تو میں نے بتایا کہ جب میں سکول جاتی تھی تو ایک لڑکا بائیک پر بہت تنگ کرتا تھا اس کے راستے میں سے میں اور میری دوست گزرتی تھی تو وہ اس راستے میں بائیک لے آتا میری دوست کے ساتھ اس کی دوستی ہو گئی اور وہ بالکل فون پر اس سے بات کرنے لگی وہ بالکل فون میں چارج کر دیتی تھی کیوں کہ ان کے ہاں لائٹ نہ تھی میں نے ایکی کو سچ بتا دیا مگر وہ کہتا کہ آپ بھی ساتھ شامل تھی لیکن ایسا بالکل نہ تھا میں نے اپنے آپ کو سچی بنائی کیونکہ کٹر نہ چھوڑی مگر وہ اپنی ضد پہ قائم رہا وہ لڑکا تھا اس کے دل میں کھوٹ تھی تو بہانے بنانا شروع ہو گیا اس نے مجھ سے غلط رویہ سے بات کرنا شروع کر دی اور وہ جان بوجھ کر اکثر مجھ سے ناراض رہتا تھا۔

پھر مجھے کسی نے اس کے دوستوں کا نمبر دیا تو معلوم ہوا کہ وہ کسی کزن کے ساتھ رہتا ہے وہاں اس کی کوئی دوست رہی تھی وہ تو ایسا غلیظ تھا کہ اس نے اپنے دوست کی بہن سے دوستی کر لی میں بھی اتنی پاگل ہو گئی تھی کہ سب جان کر بھی اسے کال کرتی اب گھنٹوں کال ہونے کے بجائے منٹوں پہ آگئی تھی میری کال سے ڈسٹرب ہوتا تو مصروف کر دیتا اس کا نمبر اکثر مصروف ہی رہتا۔

میں اندر ہی اندر جلتی رہتی میری نیندیں حرام ہو گئی تھیں

میری ساری میری تباہی ہے
اسی انجی سے میری کتنی شناسائی ہے
کتنی شدت سے چاہتی ہوں اسے میں
یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ ہر جانی ہے
اس کے گھر والوں کو پتہ چل گیا کہ ایکی کا میرے ساتھ تعلق ہے کیوں کہ میں خود اس کی پھوپھو سے بات کرتی تھی اس کے بھائیوں سے بھی بات کی

مردہ جیتے کہ وہ بہت برا لڑکا ہے اس کو چھوڑ دو کچھ بدنام ہونا چاہتی ہو مگر میں تو اس کی دیوانی ہو چکی تھی میں ایکی سے پوچھتی کہ تمہاری کتنی دوست ہیں تو کہتا مجھ سے قسم لے لو میری کوئی بھی دوست نہیں ہے ایک دن ایکی نے قرآن پر ہاتھ رکھ دیا کہ میں صرف تیرا ہوں محرم کا مہینہ تھا اس نے کلہ کی قسم کھالی کہ میں تیرا ہوں میرے دل میں کسی کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے میں اس قدر اس کی دیوانی ہو گئی تھی واپس لوٹ کر آنا مشکل ہو گیا تھا نہ تو میرا عاشق تھا نہ اسے مجھ سے محبت تھی بس میں ہی دل کے ہاتھوں مجبور تھی انسان انسان کو ملتا ہے تو کچھ خاص ہوتا ہے جس کی نظر کا طلسم انسان کی زندگی کو بدل دیتا ہے میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا وہ تو خود غرض انسان تھا وہ تو اپنا فائدہ جانتا تھا آج تک اس نے مجھے کوئی گفٹ نہ دیا گفٹ تو دور کی بات اس نے کال بھی نہ کی تھی میں خود اسے کال کیا کرتی تھی صرف ایک سال تک وہ میرے ساتھ ٹھیک رہا اس کے بعد اس کے بعد وہ بدل گیا اس وقت مجھے بھی لگتا تھا کہ وہ صرف میرا ہی ہے مگر جب میرا اندر ہاتھ وہ اپنی غلطیوں پر نام ہونے کے بجائے بڑھتا چلا گیا اس کے ہر جگہ دوست تھے اب تو اس کا نمبر چوبیس گھنٹے مصروف رہتا میں کال کرتی تو کہتا کہ کام بھی کرنے ہیں اور صرف پانچ منٹ بات کرتا اور بند کر دیتا میں جب اسے بار بار کال کرتی تو کہتا کہ تیرے لیے مصروف ہوں میں اسے ہزاروں کالوں کا لوڈ کروا کے تنگ کرتی کیوں کہ میرے پاس پیسوں کی کمی نہ تھی وہ اکثر میری کال لو کے کر کے رکھ دیتا اور بھی اپنے دوستوں کو موبائل تھا دیتا اس نے میری زندگی تباہ کر کے رکھ دی تھی مجھے لوگوں کی نظروں میں تباہ بدنام کر دیا تھا مجھے حد سے زیادہ محبت اور جنون ہو گیا تھا۔

کبھی لوگ تو بھی اچھے نہیں رہتے
جن سے بچ سیکھا ہو وہ بچے نہیں رہتے

دیوانگی کہاں جا کے پھوکی
جوان مرزا 163
2014 جولائی Digest.pk

کے بغیر سب کچھ کرتی رہی میں نے اسے ہزاروں کارڈ کروائے مگر آج تک اس کی کال نہ آنی لگی ہے وقفہ تھی میں جو اس کی عادتوں پر پروہ ڈالتی رہی اپنے اندر کو دیمک کی طرح چنوا کے بے بسی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو گئی۔

محبت اور چاہت کی شناسائی دے گیا
بڑی دردناک ہم کو تنہائی دے گیا
اس شخص کے نام سے تمہیں بھی رو تھیں
جو ہم سے چھڑ کو داغ جدا لی دے گیا
ایمی اور میری ایک مشترکہ دوست تھی ایک دن
ایمی نے مجھ سے روپے مانگے تو میرے پاس نہیں تھے
میں نے اپنی دوست کو اپنے گولڈ ناپس اور دو سو پانچ
دے دیے میں اس کے پر بدنام ہو گئی سوچا کہ اپنی
محبت کو پیٹہ ہر چیز دے کر پاؤں مگر اس سنگدل کی
فطرت بدلنا میرے بس کی بات نہ تھی اب سوائے
رسوائیوں کے میرے پاس کچھ نہ تھا ہماری مشترکہ
دوست نے مدد کر دی ہماری ساری باتیں اس کی کزن
کو بتا دیں اس نے میرا نمبر ایمی کے کزن کو دے
دیا میں نے ایمی کو سب بتایا تو ایمی نے اس کی خوب
بے عزتی کی لیکن وہ اپنی عادتوں سے باز نہ آئی مجھ پر
بھائی اسلام آیا وہ تھا تو میں ایمی کو خود ہلا کر ملتی تھی میری
کزن کے گھر لیبل لگی ہوئی تھی اڑاسے اور فلمیں مجھے
پسند تھیں دنیا کی نگاہ میں میں بے شک بدنام ہو گئی تھی
مگر ایمی کو جسمانی پیاس بجھانے کی طرف بھی مائل نہ
کیا تھا نہ ہی میں ایس بھی کر سکتی تھی میں اس سے بچی
محبت کرتی تھی جو کہ میں اپنی چاہت پانچیں سکتی تھی میں
اب اتنا ٹوٹ چکی تھی کہ میری حالت کو دیکھ کر سب
پریشان رہتے ایک دفعہ میں گھر کے سامنے کھڑی تھی
کہ وہ گزرا اور کہتا کہ جانا ہے میں نے کہا کہاں
جا رہے ہو کہتا کہ نہیں بھی نہیں اس کے ہاتھ میں ایک
رومال تھا میں نے چھینا چاہا مگر اسے نے نہ دیا میں
سوچتی کہ اس کی کوئی نشانی ہی رہ جائے میرے پاس

کیوں ایسا ہے کہ اعتبار کی ٹوٹی ہوئی دلیز پر
جو بہت ہی اپنے ہوں وہ اپنے نہیں رہتے
جب میں ایمی کو بہت زیادہ تنگ کرتی تو سچ بول
دیتا کہ میں نے صرف ملتان کی تازش سے محبت کی
تو ایک دن میری ماموں زاد بیاہ ہو گئی تو میں ہسپتال
میں لگی میں نے اسے بتایا کہ مجھے ماننا وہی پر میں نے
اس کے لیے اسپتال پر فہم لیا اور دوسرے تحائف بھی
مگر جب گاڑی میں آئی تو خالی تھی میں نے سب کچھ
اسے دے دیا ایک دفعہ میں اسٹورٹ کے لیے شہر گئی
تو سکول کے تیسرے گیٹ پر ایمی سے میری پانچ
منٹ کی ملاقات ہوئی میں اسے کوئی بھی کام کہتی وہ نہ
کرتا مجھے بہت محسوس ہوتا مگر میں عشق کی آگ میں
جل رہی تھی مجھے ایمی کے سوا کوئی نظر نہیں آتا تھا۔

عشق نہیں آسان بس اتنا سمجھ لیجئے

آگ کا دریا ہے اور ذوب کے جانا ہے

ایک دن ایک خبر میرے اوپر آساں بن کر گری
ایمی نے مل کی ملازم لڑکی سے شادی کر لی میں اب
بالکل ٹوٹ چکی تھی مجھے زمانے بھر سے نفرت ہو گئی تھی
مجھے اب خود سے انصاف ہی ہوتی کس آگ میں کو کوئی
ہوں جہاں مجھے صرف جھلٹا ہے ایمی نے اس لڑکی کو
پھونڈ دیا اور اس لڑکی سے اس کے بھائی نے شادی کر
لی وہ آج بھی گھر بسا رہے ہیں مجھے اس کا وہ اچھا رویہ
بھی یاد آتا ہے جب وہ مرزا کول بولک پسند کرتا تو میں
اپنی ہمراز لڑکیوں کے ہاتھ اسے بولکس بھگواتی میں
اسے بہت زیادہ چیزیں گفٹ کرتی تھی مگر وہ سب
اپنے دوستوں کو دے دیتا میں اپنے پاس کارڈ رکھتی
رہتا کہ اسے جب بھی ضرورت ہو میں اسے دے دوں
لیکن انیسویں اس بات کا کہ وہ میرے کارڈ سے اپنی
دوستوں کو کال کرتا کیا کی تھی اسے میری محبت میں جو
وہ اور لڑکیوں سے بات کرتا تھا میں اکثر اوقات رو کر
گزار لیتی تھی وہ مجھے جواب دینے دیتا تھا تم سے محبت
نہیں کرتا مگر اب مجھ پر کیا کر سکتی تھی میں انجام کی پرواہ

دیوانگی کہاں کے پڑی

جولائی 2014

16 جولائی

Digest.pk

لیکن جب آن ہوتا تو مصروف ہو جاتا جب سب کو پتہ چل گیا تو میں نے بھی چھپانا مناسب نہ سمجھا اور اس کی پھوپھو کو کہا کہ ایسی کو کچھ سمجھائے میری محبت ہارنی چلی گئی جب میں تنگ کرتی تو وہ نمبر ہلاک کروا دیتا میں نے تین ہزار کی دس سٹیکس لیں اور نمبر بدل بدل کر کال کرتی مگر جب وہ میری آواز سنتا تو کال کاٹ کر ہلاک کروا دیتا میں نے دس سٹیکس چینی کیں مگر سب ہلاک کروا دیں سب میرے پاس پڑی ہیں۔

تم کیوں بنے تھے دل کا سہارا جواب دو
اب کہاں ہے وہ پیار تمہارا جواب دو
کس کو مانا تھا اپنی وفاؤں پہ ہر گھڑی
کس نے کیا وفاتے کنارا جواب دو
ہم تو سہ نہ سٹیکس گئے جدائی کا غم
یہ قول تھا میرا تمہارا جواب دو
اک طرف زندگی اک طرف موت ہے
اب کس کی طرف کرو گے اشارہ جواب دو
میری زندگی کو روک بنا کر اسے پتا نہیں کیا ملتا
میں معاشرے میں بدنامی کا داغ اپنے چہرے پر
لگائے اس کی رازوں میں نہیں اس کی رازگتیں دیتی تھی
مگر وہ بے وفا معصوم لڑکیوں سے اپنی جسمانی پیاس
بجھا کر راتوں کو سکون حاصل کرتا تھا۔
مجھے آج بھی وہ سردی کی دات یاد ہے جب
میں اور میرا بھائی بھی کمرے میں تھا ابو بھی گھر میں تھے
میں نے اس کو کال کی تو بھائی کو پتہ چل گیا بھائی نے
پوچھا کس کو کال کر رہی تھی جب بھائی نے موبائل
چیک کیا تو اسے پتہ چلا کہ ایسی کو کال کر رہی تھی ابو نے
پوچھا تو میں نے سچ سچ بتا دیا۔

مجھے گھر میں ایک سال تک پابند کروا گیا سب
رشتہ دار چھوڑ گئے ایسی کی یاد۔ رو رہ کر ستانی مگر میں
اب تھک بارگتی تھی میرے پاس اب کچھ نہ رہا تھا جس
سے ایسا میرا بن جاتا میرا ایک کزن جو کہ ایم اے کر

مگر اس نے نہ دیا میں جہاں کہیں بھی جاتی تو اسے بتا
دیتی تھی مگر وہ میری محبت کا قیدی نہ بن سکا وہ جیسا
چاہتا تھا میں نے خود کو ویسا ہی بنا لیا تھا مگر میں جیسا
چاہتی تھی اسے ویسا نہ بنا سکی کاش وہ اپنی عادتیں بدل
کر میری زندگی کا حصہ بن جاتا مگر قدرت کو منظور نہ تھا
ہم ہی نہیں محبت کے قائل تصور تمہارا کوئی نہیں
تن کی پوجاری ہے ساری دنیا حق کی پوجاری
کوئی نہیں

ایک دن دن غلطی سے ایسی کی کال آئی تو میرا
فون وہیلنگ پر تھا کہ اس نے کہا کس سے بات کر رہی
تھی میں نے کہا اپنی دوست سے کہتا نہیں تم کسی لڑکے
سے بات کر رہی تھی مگر میں لاکھ سفائی دی وہ کسی طرح
نہ مانا تو میں نے طاہرہ کا نمبر دے دیا کہ اس سے خود
پوچھ لے اس نے مجھے چھوڑا اور اس سے دوستی کوئی وہ
اس سے ملاقاتیں کرتا اور اسے فون کرتا حالانکہ وہ
اپڑھ تھی۔

وہ مجھ سے جھوٹ ہی بولتا اور اسے سب کچھ سچ
ہی بتاتا طاہرہ ہماری ملازم بھی تھی میں اسے پوچھتی تو
وہ قسم کیا لیتی کہتی کہ وہ میرا بھائی ہے اور اسے گفٹ بھی
بھیجتی تھی اس نے اسے موبائل گفٹ میں دیا میں نے
غصے سے اس کی سم توڑ ڈالی اور ایسی سے کہا کہ اب وہ
اسے فون نہ کرے اب وہ مجھے کال نہ کرتا اگر میں کرتی
تو رسید نہ کرتا اسے کون سی میری خواہش تھی اسے تو دل
لگی بھی نہ تھی۔

میں نے طاہرہ کی بہن سے کہا کہ اسے روکو
اسے کال نہ کرے مگر وہ کون سی میرا لحاظ کرنے والی تھی
وہ دوسے ہی رہی مجھے بہت ہی غصہ آتا کہ کہیں میری
محبت کی جگہ نہ بدل جائے وہ چار پانچ کھینٹے دن رات
میں اسے کال کرتا تو میں بہت ہی روتی تھی وہ ڈسٹرب
ہو کر کہتا کہ بات مان جاؤ میں کہتی کہ تم اچھا نہیں
کرتے میں آپ کی بات کیوں مانوں وہ تھوڑی دیر
کے لیے نمبر آف کر دیتا۔

جولائی 2014

Digest.pk

میں جلتی ہوئی حالات کی تخیوں اور بے وفا کی وفا یاد کرتی صدف کی زندگی کی پٹی آپ جتی۔

جانے جاتے جاتے یہی کہوں گا کہ پتہ نہیں مصمص صدف تھیں کتنی لڑکیاں اپنا سب کچھ ایسے ہی جسمانی پیاس بھانے کے قائل انسانوں پر لٹا دیتی ہیں۔

آج کل تو دور انتہائی سمجھدار ہے اگر کوئی ایک دو بار آپ کے ساتھ ستم کرتا ہے تو آپ اسے چھوڑ کر اپنے خاندان کی آبرو کو بچاؤ۔

قادر مین جو لڑکے راہ چلتی لڑکیوں کو اپنا نمبر تمھاتے ہیں وہ بھی وفادار نہیں ہوتے ان کا مقصد صرف دھوکہ بازی ہوتی ہے خوبصورت ہائیک پر خوبصورت لباس زیب تن کئے ہوئے انسانوں میں وفا کی جھلک نظر نہیں آتی گاڑیوں کی سیٹوں کے پیچھے لکھے ہوئے موبائل نمبر پر کال کر کے بھی اپنا جیون بٹا بہت کریں۔

آج کل معاشرے میں جینا انتہائی مشکل ہو گیا ہے کسی کی زبان سے نکلے ہوئے ہمارے خلاف بات ہم کبھی برداشت نہیں کر سکتے۔

قادر مین آج بھی وقت ہے سنبھل جاؤ ان ظالم صفت دندلوں سے اپنی عزت بچاؤ تاکہ اگلے جہاں میں ہمیں رسوائی کا منہ نہ دیکھنا پڑے۔

صدف کے ساتھ بھی بے وفائی کی انتہا کرنے والے آخر میں انجام ہم سب اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے پتہ نہیں وہ کتنی لڑکیوں کو اپنی ہوس کا نشانہ بنا چکا ہے اور بھی بنائے گا۔

آپ کو میری یہ تحریر کیسی لگی اپنی آراؤں سے ضرور آواز پئے گا۔

آخر میں بھائی ملک ندیم عباس ڈھکو۔ رانا بابہ علی ناز لاہور۔ مہر عابد علی۔ دیکھریار۔ ریاض حسین تبسم چوہان۔ ان سب کو چاہتوں بھرا سلام اور یہ غزل ان کے نام

غزل

رہا تھا وہ مجھ سے انتہا کی محبت کرتا تھا۔

میرا نام اپنے ہاتھ پر لکھ کر مجھے دکھاتا مگر میں اس سے محبت نہیں کرتی تھی وہ مجھے اپنا سب کچھ سمجھتا تھا جبکہ میں نے تو اپنی کوسب کچھ سمجھا تھا اگر میں اسے محبت کرتی تو اپنی مجھے چھوڑ دیتا میں اس کے دل میں نفرت پیدا کرنا نہیں چاہتی تھی۔

یہ میرا وہ تھا کہ اپنی بھی مجھ سے محبت کرتا میں بس خود سے ہی کہتی کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے شاید میرے کزن کی آپس میری زندگی کو اور بھی مشکل کر گئی تھیں میرا کزن اپنی کولہ تھا میں سب رشتہ داروں کو ٹھکرا کر اپنی کو اپنا بناتی رہی۔

ہم اپنے کزنوں کے ساتھ رشتہ کرتے ہیں میرے دو کزن تھے ایک سے میرا رشتہ ہوتا تھا مگر وہ بھی میں نے انکار کر دیا آج میں تنہائی کی زندگی گزار رہی ہوں۔

انسان پلٹ کر آتا ہے سوری کرتا ہے مگر وہ مستعدل مجھے ہمیشہ کے لیے چھوڑ گیا تھا میرے کی قدر جو اہری کو ہوتی ہے ہر جگہ اب یہی کی یاد تلی آتی ہے اب دل تلی نہیں کرتا کہ کسی سے دوستی محبت یا شادی کروں میرے دل میں اب سوائے دکھوں کے کچھ بھی نہیں ہے بزرگوں کے قول ہیں جو تمہیں دکھ دے اسے چھوڑ دو اور جسے چھوڑ دو اسے بھی دکھ نہ دو۔

کچھ سوچ کر میں اپنا دل چھوڑا کیوں کرو وہ اتنی ہی کر سکا وفا جتنی اس کی اوقات تھی

قادر مین میں آج آپ پر یہ فیصلہ چھوڑتی ہوں جس نے بھی پلٹ کر بھی میری طرف نہیں دیکھا -- یہ پیغام پہنچے -- اس مگر کے ہر دلی کو۔ وادی محبت سے لوٹ کر جب کوئی آثار ہے۔۔۔ چار جیسے جرم کی عمر بھرتا۔ اپنی روح چھوڑ کر۔ خواب مگر سے بس جسم ساتھ لاتا ہے۔۔۔ اے رنگ برنگ خوبیوں کے دس جانے والو۔۔۔ یہ پیغام پہنچے۔۔۔

قادر مین یہ تھی دنیا زندگی کی ملکہ ہر شاہ تنہائی

دیوانگی کہاں جا کے میری جج صاحبزادہ 66

جولائی 2014

کھاب آنکھیں شراب آنکھیں
 یہی تو ہیں لا جواب آنکھیں
 انہیں میں الفت انہیں میں غرت
 ثواب آنکھیں یا عذاب آنکھیں
 کبھی نظر میں بلا کی شوخی
 کبھی سراپہ حجاب آنکھیں
 کبھی چھپائی ہیں راز دل کے
 کبھی ہیں دل کی کتاب آنکھیں
 کسی نے دیکھی ہیں جھیل جیسی
 کسی نے پائی سیراب آنکھیں
 وہ آئے تو لوگ مجھ سے بولے
 حضور آنکھیں یا جناب آنکھیں
 عجب تھا گفتگو کا عالم
 سوال کوئی جواب آنکھیں
 یہ مست مست بے مثال آنکھیں
 یہ مصروف کمال آنکھیں
 شراب دہ نے حرام کر دی
 مگر کیوں رکھی حلال آنکھیں
 ہزاروں ان پہل ہوئے ہیں
 خدا کے بندے سنبھال آنکھیں

نظم

بہار آئی مگر کیوں نہ تم آئے
 آتا تھا جس کو مگر کیوں نہ آئے
 سوچتے ہیں اب ہم
 کس آنے والے تم کیوں نہ آئے
 انتظار کرتے ہیں جن کا ہر پہل
 ہم کو یوں تڑپانے والے کیوں نہ آئے
 تنہائی کا عادی کر دیا
 اپنوں سے بھی بیگانہ کر دیا
 مجھے یوں پاگل کر دینے والے کیوں نہ آئے
 اگر آنا نہیں تھا تم کو
 کیوں جاتے ہوئے واہی کا اشارہ کر گئے تم
 دیکھو آج بھی ہم تیرا انتظار کرتے ہیں
 ان انتظار کے لمحوں کو ختم کرنے والے تم کیوں نہ آئے
 میں ہوں ادھورا بہت تمہارے بنا
 مجھے ادھورا کر کے جانے والے تم کیوں نہ آئے
 جلدی سے آ کر مجھے مکمل کر دو
 میں ہوں اداس بہت اسے میری جان
 مجھے جلدی سے آ کر اداس سے تبسم کر دو

غزل

یہاں ہل ہل چلتا پڑتا ہے
 ہر رنگ میں ڈھلتا پڑتا ہے
 ہر موڑ پہ ٹھوکر کھیتی ہے
 ہر حال میں چلتا پڑتا ہے
 ہر دل کو بھٹنے کے لیے خود سے لڑتا پڑتا ہے
 کبھی کبھی خود کو کھوتا پڑتا ہے
 کبھی چھپ چھپ کے رونا پڑتا ہے
 کبھی نیند نہ آئے پھولوں پہ
 کبھی کاتوں پہ سوتا پڑتا ہے
 (اے دل میں تھیں مری کینٹ)

غزل

زندگی درد کے شعلوں سے ہوا دیتی ہے
 محبت انسان کو پاگل بنا دیتی ہے
 بن محبت کے کوئی جی نہیں سکتا
 غرت بشر کو اندر سے جلا دیتی ہے
 کیوں ڈرتے ہیں لوگ بدعاؤں سے
 بد دعا مظلوم کی آسمان ہلا دیتی ہے
 محبت تیرے بس کی بات نہیں ہے تبسم
 میدان عشق میں کانٹوں پہ بچھا دیتی ہے
 (منظور اکبر تبسم، جنگ)

جولائی 2014

Digest.pk

دیوانی کہاں کے شہری

جھوٹی محبت

تحریر۔ ندیم عباس ڈھکو۔ 03377017753

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خبریت سے ہوں گے۔
 سرائیک بار پھر میں آپ کی بزم میں ایک دھمی شخص کی کہانی لے کر حاضر ہوا ہوں جیسے وفاؤں کے بدلے
 میں بے وفائی ملی اس کہانی کا نام میں نے۔ جھوٹی محبت۔ رکھا ہے امید ہے آپ اس کو اپنے شمارے میں
 جگہ دیں گے مجھے ایک بار پھر شکریہ کا موقع دیں گے۔
 ۔ دارہ جواب غرض کی پائیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں نام و مقامات
 تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل دشمنی نہ ہو اور ملاقات محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رانٹروڈ دار نہیں
 ہوگا۔

پھوپھو کی بیٹی تھی اکثر ہمارے گھر آتی تھی میری ماں
 سے کافی پیار تھا اسے اور امی جان بھی اسے بہت پیار
 کرتی تھی۔

وہ دب بھی آتی اکثر مجھے ہی تنگ جاتی اور مجھ
 سے ذہیر ساری باتیں کرتی وہ بہت معصوم سی تھی بہت
 جھوٹی بھائی شکل والی تھی خدا نے اسے آدہ۔ کاش۔ کاش
 میں اس کی جھوٹی باتوں میں نہ آیا ہوتا تو آج اس حال
 میں نہ ہوتا ایک دن وہ ہمارے گھر آئی اس دن میں گھر
 میں اکیلا تھا وہ آئی میں نے اسے بٹھایا اور کوک لے آیا
 وہ بوتل لی کر پھٹی گئی جاتے ہوئے مجھے سبک پھروٹے
 گئی جس کی تحریر کچھ یوں تھی

جان سے پیار۔ وقاص سلام محبت قبول ہو دل
 کے ہاتھو مجبور ہو کر آج میں نے قلم کا سہارا لیا ہے
 وقاص میں تمہیں بہت پیار کرتی ہوں آئی او یو۔

اگر تم نے میری محبت ٹھکرائی تو میں اپنی جان
 دے دوں گی پلیز خدا کے واسطے میری محبت کو قبول کر
 لو اب جازت چاہتی ہوں اس امید کے ساتھ مجھے
 مایوس نہیں کرو گے۔

دل تو بہت ہیں اپنے دامن میں تمہارے لیکن
 تو نے یو وفا کی کا لک ہمارے ماتھے۔ سجاد
 نہ جانے لوگ محبت کو کھیل کیوں سمجھتے ہیں
 کیوں کسی کے خوابوں کا خون کرتے ہیں
 آخر کیوں۔ کیوں کوئی بچے دل سے کسی کی محبت کسی کی
 چاہت کی قدر نہیں کرتا خدا کا واسطے کبھی کسی کے
 دل سے نہ کھیلو کبھی کسی سے جھوٹی محبت کے دعوے نہ
 کرو آج کل جو کچھ بھی ہے پیسہ ہے پیسہ ہے تو ہر چیز
 آپ کو آسانی سے مل جاتی ہے محبت چاہت سب اگر
 آپ کے پاس پیسہ نہیں تو کوئی بھی آپ کو محبت
 چاہت نہیں دے گا جھوٹی محبت کا ڈھونڈ کر لے
 والے تو بہت مل جائیں گے آج میرے پاس بہت
 پیسہ ہے اور اللہ کا دیا سب کچھ اور میں اپنی زندگی میں
 خوش بھی ہوں مگر اکثر جب مامی کی یادیں در کھٹکتی ہیں
 ہیں تو دل کی دیواریں بلا دیتی ہیں۔

میں نے بھی کسی کو چاہا تھا ہے انتہا چاہا تھا خدا
 کے بعد اس کو ہی اپنا سب کچھ ماننا تھا لیکن وہ بے وفا
 نقلی اور ایسا زخم دیا جو آج تک بھر نہیں سکا وہ میری

جھوٹی محبت 168 جولائی 2014 Digest.pk



Digest.pk

آیا تھا بلکہ میں اس لڑکے کے ساتھ جھگڑا اس کے بعد میری رانی سے ملاقات ہوئی تو میں نے وہ ساری بات اسے بتائی اس نے کہا کہ تمہیں مجھ پر یقین ہے نہ میں نے کہا ہاں مجھے خدا کے بعد تم پر یقین ہے تو وہ کہتی کہ تم کسی پر یقین مت کیا کرو کیوں کہ وہ سب ہماری محبت سے جلتے ہیں۔

میں نے اسے یقین دلایا کہ مجھے اس پر پورا یقین ہے اس کے بعد وہ چلی گئی ہمارے رشتہ داروں کی شادی بھی میں نے اپنے لیے بھی شاپنگ کی اور رانی کے لیے بھی ایک خوبصورت سا سوٹ خریدا اس دن ابھی تک میں نے رانی کو نہیں دیکھا تھا رات کے بارہ بجے پھوپھو ہمارے گھر آئی کہ رانی اور حر تو نہیں سے ہم نے کہا کہ نہیں تو وہ کہنے لگی کہ آج شام سے گھر میں نہیں ہے وہ کہتی کہ میں بھی تمہارے گھر ہوگی لیکن یہ سن کر ہم سب بھی پریشان ہو گئے اور پھوپھو کیساتھ ان کے گھر گئے۔

کچھ دیر میں گاؤں کی ایک عورت جو صاحب حیثیت تھی رانی کو لے کر آگئی اور کہا کہ یہ آج میرے بیٹے کے ساتھ بھاگ رہی تھی میں اس لیے اسے واپس لے آئی ہوں کہ میرے اور آپ کے بہت اچھے تعلقات ہیں۔

میں نہیں چاہتی کہ کسی بھی قسم کی کوئی بدخوابی ہو ہمارے درمیان یہ سن کر تو میں ایک بار چکر سا گیا کہ یہ بھی رانی کی محبت پھر میں اپنے گھر آ گیا دل چاہ رہا تھا کہ پھوٹ پھوٹ کر دونوں پوری رات جاگ کر اور روتے گزر گئی رانی کے لیے ہی سوچتا رہا رانی نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا بہت بڑا دھوکہ دیا ہے اس نے مجھے خیر صبح اٹھا اور سنی آ گیا یہاں ہر وقت رانی کی یاد ساتی ہے اس کی باتیں یاد آتی ہیں کہ کتنی بھولی لگتی تھی کتنی محسوس لگتی تھی۔

لیکن وہ اندر سے کیا تھی خیر ٹھیک دو ماہ بعد میں گاؤں گیا اور میری رانی سے کوئی ملاقات نہ ہوئی میں

خط پڑھ کر میں تو ہواؤں میں اڑنے لگا تھا کیوں کہ میں اس کے پیار میں پاگل ہوا جا رہا تھا لیکن اظہار اس کے ڈر سے نہیں کر رہا تھا کہ کہیں وہ برا نہ مان جائے یا انکار نہ کر دے خیر میں نے بھی کاغذ قلم اٹھایا اور اسے خط لکھا جس کی تحریر کچھ یوں تھی

روشنیوں کے تقدس کو تم چھوڑ مت دینا
اس پر خلوص رفاقت کو تم چھوڑ مت دینا
عہد کیا ہے تم نے ہر پل ساتھ دینے کا
گردش دوران میں تم چھوڑ مت دینا

جان سے پیاری رانی میرا محبت سے بھر اسلام قبول ہو رانی تمہارا محبت بھرا خط ملا پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی ہے رانی میں بھی تمہیں بہت پیار کرتا ہوں لیکن اظہار کرنے سے ڈرتا تھا کہ کہیں تم ناراض نہ ہو جاؤ رانی مجھ سے وعدہ کر دو کہ تم اس محبت کے سفر میں میرا ہر پل ساتھ دو گی کبھی تنہا نہیں چھوڑ دو گی اور اگر ہو سکے تو آج ہمارے گھر آ جاؤ اہی لوگ گھر میں نہیں ہیں اوکے جان اب اجازت چاہتا ہوں اللہ حافظ۔

خط لکھ کر میں نے ایک بچہ کو دیا کچھ سی دیر میں میری جان میرے پاس آئی ہم دونوں نے بہت سی قسمیں وعدے کئے وہ کافی دیر میرے پاس بیٹھی رہی پھر وہ اس وہم سے کہ ساتھ چلی گئی کہ وہ بارو آئے گی میری ٹھیکیں آنکھوں میں تیری تصویر ہو جائے سدا کروں تیری پوجا میری یہی تقدیر ہو جائے میرا محبوب ہے رستے میں دب سے ہے دعا

میری

یہاں آنے میں عزائم کی کوتاہی ہو جائے اسی طرح ہماری ملاقاتیں ہوتی رہیں میں شہر میں چاہ کر رہا تھا ہر شے بعد آتا اور رانی کے لیے ڈھیر ساری شاپنگ کر کے لاتا تھا۔

میری جتنی بھی تنخواہ تھی میں سب رانی پر خرچ کرتا رہا ایک دو بار مجھے کسی نے بتایا کہ رانی کے گاؤں میں اور کسی سے بھی تعلقات ہیں لیکن مجھے یقین نہیں

ہوئی محبت

جولائی 2014

76

Digest.pk

زلف بکھری تو سنوار دے اپنے ہاتھوں سے
ہم نے زلفوں سے آج کل کو بٹا کر رکھا ہے
بتا نہ دینا ہوا کو میرے گھر کا پتہ۔ کرن
اک کوٹے میں تیری یاد کا دیا جلا کر رکھا ہے

قلعے

شجر کی شاخ پہ اک تازہ پھول رہنے دو
کو چہ یار کی چہرے پہ دھول رہنے دو
میں اسے ڈھونڈوں اس کے شہر میں مگر مگر جا کر
میرے وعدوں میں کرن میرے کچھ اصول
رہنے دو

دور رہنے کا اس سے دل میں تہیہ کر لیا
اس سے ملنے کا ہم نے سخت رویہ کر لیا
دل کے شعلوں کو جو کیا سامنے اس کے
اور بھڑکانے کے لیے اس نے ہوا کو مہیا کر لیا

لب پہلے دو لفظ گرے اور کانوں میں دس گھول

برسوں سے جو دل میں چھپا تھا وہ افسانہ بول

گوئل ہی آواز سر ہلی سننے کو بے تاب تھے ہم
قیمت جن کی جان تھی میری وہ اور بھی ہوا نمول

شعر

میری تمام حسرتوں کا کر کے گریباں چاک
سرا نہیں وہ میری چھین کر ہی لے گیا کرن
کشور کرن پتو کی

دو دن بعد واپس آ گیا۔

ساتھ گزرے ہوئے لمحات بھلائے نہیں جاتے
میرے جھپٹے ہوئے نگلشن کو ویران بنا دیا
کچھتے تھے ہم جس کو زندگی کی طرح
وقت آنے پر وہ خاص اس نے کسی اور کو زندگی کا
ہمسفر بنا لیا

آج چھ سال ہو گئے ہیں اس بات کو لیکن میں
نے اس کی شکل تک نہیں دیکھی گھر والوں کے کہنے پر
میں نے شادی کر لی آج میرے پاس سب کچھ ہے
اور میں بانی زندگی میں خوش بھی ہوں۔

لیکن اکثر اس بے وقا کی یاد آتی ہے تو دغم تازہ
ہو جاتے ہیں عدم بھائی یہ بھی میری کہانی
تو قارئین یہ بھی وقاص کی کہانی جو آپ نے اس
کی نہ پائی سنی میں اسے لکھنے میں کہاں تک کامیاب ہوا
ہوں ضرور بتائیے گا۔

ہم تو موجود تھے راتوں میں اجالوں کی طرح
لوگ نکلتے ہی نہیں دھوڑنے والوں کی طرح
دل تو کیا ہے روح میں اتر جاتے

ہم نے چاہائی نہیں چاہنے والوں کی طرح
کوئی ملائی نہیں جس کو وفاداریت ہم
ہر اک نے دھوکہ دی کسی کو سزا دیتے ہم
یہ ہمارا ظرف تھا خاموش رہے اور نہ
داستان سناتے تو محفل کو رولاد دیتے ہم

غزل

اک وعدہ جو تم نے نبھا کے رکھا ہے
یہ بھی سچ وہ نہ بکھیر پاتا کے رکھا ہے
کچھ آنگن کی دیواروں پہ ہم نے لکھ کے تیرا نام
اس آنگن کو بھی جنت بنا کے رکھا ہے
وفا کی آس پہ تیرے در پہ آ گئے ہیں ہم
تیرے سامنے دامن پھیلا کے رکھا ہے

Digest.pk

جولائی 2014

جلد 1

جہونی بخت

محبت عذاب ماضی

-- تحریر: حاجی محمد انور لانگ۔ 03457091441

شہزادہ بھائی۔

ماہ اپریل کے شمارے میں میری ایک کہانی جنت کے بدلے نصیب شائع ہوئی جس پر قارئین نے مختلف رائے دی میرے منع کرنے کے باوجود بھی خواتین اور لڑکیوں نے میرے نمبر پر رابطہ کیا سب نے کہانی کو بہت سراہا اور ری اور مجھے بہت حوصلہ ملا۔ میں نے ایک جملہ شیطان کا لکھا تھا اس پر کسی نے اعتراض نہیں کیا سوائے سو نیار جنت آف فیصل آباد جنہوں نے مجھے شیطان سے مخاطب کیا بہر حال وہ میرے لیے قابل احترام ہیں اندر اندر سے مجھے جان مانتی ہیں مگر میں نہیں مانتا میری کہانی پر رائے دینے والوں میں محترمہ قاضی جی آف ای جی خان کا مشکور ہوں محترم خرم صاحب آزاد کشمیر سے کرن فیصل آباد سے محترمہ مریم صاحبہ مظفر آباد سے محترمہ منورہ لاہور سے محترمہ نازیہ لاہور سے محترمہ ندیم صاحبہ ساہیوال سے محترمہ سعدیہ صاحبہ گوجرانوالہ سے آپ اپنی کہانی جلدی مجھے ارسال کر دیں پلیز۔ محترمہ شہانہ صاحبہ وزیر آباد سے آپ کو فون کا کٹر کرتا رہتا ہوں محترمہ شاہد صاحبہ ڈی جی خان سے محترمہ شاہد فیصل آباد سے محترمہ سو نیار صاحبہ کراچی سے محترمہ طاہرہ صاحبہ مظفر آباد سے آپ نے کوڈ مانگ کر خاموشی اختیار کر لی رقم گئی آپ کا پتہ چل گیا۔ محترمہ متین گجرات سے بیٹا آپ کہیں تم ہیں میرا فیس بک اکاؤنٹ آپ نے کھولا کچھ لکھ دیا ہوتا محترمہ منیر صاحبہ آف تصور آپ کی کہانی ابھی تک نہیں ملی۔ محترمہ رضیہ آزاد کشمیر سے بہن آپ کی خواہش پر کہانی ترتیب دے دی پڑھ کر اپنی رائے سے نوازے گا۔ کہ میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں اور بھی بہت سے دوست احباب جو مجھے فون کرتے ہیں میسج بھیجتے ہیں آپ سب کا بے حد شکریہ اور عنایت میں مصروف انسان ہوں اور جواب دینے میں اگر کوتاہی ہو جائے تو غلطی و درگزر فرمائیے گا۔ یہ کہانی عجیب حالات و واقعات میں گری ہوئی ہے۔ یہ دو تین گھروں کی بایسیوں کی کہانی ہے یہ ایسی محبت میں رنگی ہوئی داستان ہے جہاں زندگی بار جاتی ہے زندگی کی پروا نہیں رہتی وہ مذاہب کی کہانی ہے ہندو اور مسلمان اس کے باوجود محبت مذاہب کی پروا نہیں کرتی اور پروا ان چڑھتی رات ہے اور وہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ دیا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔

ماہ اپریل میں میری ایک کہانی لگی جنت کے بدلے نصیب جس میں میں نے لڑکیوں کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ برائے کرم کسی بھی رائٹر سے رابطہ نہ کریں جو کچھ کہتا ہے ادارے کو لکھ

مجھ کو کیوں کہ رائٹر سے رابطہ کرنے کے بعد جو حالات پیدا ہو جاتے ہیں وہ یا تو تکلیف دہ ہوتے ہیں یا پھر دل دکھانے والے ہوتے ہیں اس کے باوجود بہت سی لڑکیوں نے مجھ سے رابطہ کیا اور

دولائی 2014

Digest.pk



Digest.pk

تک کال کرنے سے منع کر دیا کہ جب تک اس کی طرف سے کوئی مس کال یا میسج نہ آئے میں نے میسج میں لکھا کہ آپ کال بیک نہیں لکھیں گی بلکہ 6 8 7 لکھ کر میسج کرنا تاکہ مجھے معلوم ہو جائے کہ تم خود ہیوں میں نے وقتے وقتے سے کال کر کے اس سے کہانی لی۔

اس نے جو کہانی سنائی ہے وہ بہت ہی دلخراش ہے اور خلیب فراز میں پہلی ہوئی ہے میرا جی چاہتا تھا کہ وہ مجھے کہانی لکھ کر دے مگر اس کے پاس ٹائم نہیں تھا اس کی کہانی سننے کے لیے مجھے اکثر گھر سے باہر نکلتا پڑتا تھا کسی سنان علاقے میں جہاں کوئی آتا جاتا نہ ہو کوئی شور شرابہ نہ ہو کبھی کبھار کہانی سننے کے دوران وہ مجھے ہولڈ پر رکھ دیتی خادمہ سے بھی کچھ کہتی بچوں کی آوازیں بھی آتی تھیں جس سے اندازہ ہوا کہ وہ واقعی ایک باپردہ اور گھریلو خاتون ہے اور کتنی مجبور ہے میں نے اس سے کہانی لکھانے کی وجہ بھی پوچھی تو اس نے جو کچھ کہا میں وہ غلم بند اس لیے نہیں کرنا چاہتا کہ آپ کو جو سسٹمز ملتا ہے وہ کہیں کم نہ ہو جائے اور یہ خاتون ایک کردار کی سہیلی ہے اور وہ سارے حالات سے باخبر ہے اور کچھ حالات سے ناواقف وہ ابھی اسے جانتے ہیں مگر اسکی کہانی چھپنے کے بعد۔

یہ کہانی عجیب حالات و واقعات میں مری ہوئی ہے۔ یہ دو تین گھروں کی بایسوں کی کہانی ہے یہ ایسی محبت میں رنگی ہوئی داستان ہے جہاں زندگی ہار جاتی ہے زندگی کی پرواہ نہیں رہتی دو مذاہب کی کہانی ہے ہندو اور مسلمان اس کے باوجود محبت مذاہب کی پرواہ نہیں کرتی اور پرواہ ان چڑھتی رہتی ہے جب دودل ملتے ہیں تو نہ بجلی کو بندتی ہے اور نہ بادل گر جتے ہیں بس چپکے سے ہو جاتی ہے وہ جذبہ جو حضرت نے عطا کیا ہے وہ سر اٹھاتا ہے اور دل اٹھاتی ہیں لیتا ہے آنکھیں پجاری ترستی ہوئی اپنے

تبصرہ بھی کیا کسی نے کہا آپ نے بہت اچھا کام کیا کسی نے کہا کہ آپ کی باتیں ہمیں بہت ہی اچھی لگی جس کی وجہ سے ہم نے آپ سے رابطہ کیا ہے کسی نے کہا کہ آپ نے لڑکیوں کی بے عزتی کی ہے کسی نے مجھے شیطان بھی کہا ہے۔

سو نیا رحمت گھیل آباد سے نے مجھے شیطان کہا ہے میں نے وضاحت کرتے ہوئے کرتے ہوئے لکھ دیا ہے رائٹر سمیت ہر انسان کے اندر ایک شیطان ہے اس سے جنگ ہے اور ہم نے شیطان کو مارتا ہے بہر حال میں ہر کسی کے ریمارکس لکھوں اور بلا وجہ ایک اضافی صفحہ لگ جائے میرا لکھنے کا مقصد دل آزاری نہیں ہے۔

ایک قابل احترام بہن نے کہا کہ آپ نے جو لکھا ہے میں اسی کی وجہ سے مجبور ہو کر آپ سے رابطہ کر رہی ہوں میں پردہ دار لڑکی ہوں اور امید کرتی ہوں کہ آپ ہمیشہ تعمیری لکھیں گے اور یوں ان سے مجھے اک کہانی حاصل ہوئی ہے انہوں نے یہ کہانی کسی اور رائٹر کو سنانا چاہی اس نے کہا کہ یہ تمہاری کہانی نہیں لگتی یہ تو کوئی فلمی کہانی لگتی ہے جس وجہ سے اس قابل احترام بہن نے مجھ سے رابطہ کیا مگر رابطہ کرنے میں ہمیں بہت سے مسائل کا سامنا بھی کرنا پڑا اس کے میاں گورنمنٹ ملازم ہیں اور ان کی موبائل میں زد و گد اور ٹیلی نار کی سم ایکنٹ ہیں مگر جب میں کال کرتا تو دونوں نمبر مصروف لگتے کال کنٹیکٹ نہ ہوتی جبکہ نمبر مصروف نہ تھے اس کے میاں نے کوئی فنکشن موبائل پر لگا رکھا تھا تب میں نے ایک میسج کیا اور نیچے اپنا نام انور لکھ دیا اور وہ میسج اس کے میاں نے پڑھ لیا اور یوں میری اور اس قابل احترام بہن کی بات ہوئی تب بہن نے بتایا کہ میں آپ سے بات اس وقت کروں گی جب میرے میاں ڈیوٹی پر ہوں گے اور مجھے اس وقت

جو شاید ان کی فیملی سے قریبی تعلق ہوتا ہے شادی کی دھینگا منشی اور ہلڑ بازی عروج پر چلی جاتی ہے جس کی وجہ سے صبا اور نینا میں ایک محفل بھانے کا وقت مل جاتا ہے۔ جب صبا نے نینا کو ساحل کے بارے میں بتایا تو نینا کے اندر ایک سرسراہٹ جنم لیتی ہے اور اسے ایک خواہش پیدا ہوتی ہے کہ وہ ساحل سے بھی بات کرے گی اور اسے دیکھے گی نینا نے صبا سے اور بھی پیار و محبت کی تفصیل معلوم کی کہ وہ ایک دوسرے کو کس حد تک چاہتے ہیں۔

نینا کی ابھی تک کسی لڑکے سے دوستی نہ ہوتی تھی اور نہ ہی اس نے کسی کا انتخاب کیا تھا کول بھی نینا کے ساتھ ساتھ رہتی کیونکہ نینا اس روز بہت ہی پیاری و مسند دلگ رہی تھی اور اسی وجہ سے صبا بھی نینا سے دوستی کر بیٹھتی ہے۔ شادی کی رسومات ختم ہوئیں کئی بار لباس بدلے اور جاتے جاتے نینا نے صبا سے ایک فرمائش کر دی کہ یار مجھے اپنا محبوب دکھاؤ تو سہی کہ وہ کیسا ہے جو لوگ محبت کرتے ہیں یا محبت کی جستجو کرتے ہیں وہ ایسی فرمائش کرتے ہیں اب صبا غر سے پھولی نہ سائی اور کہا کہ میں ساحل کو دکھاتی ہوں صبا نے ساحل کو فون کیا اور اسے بلایا اور کہا۔

تم ایک بار ملنے آ جاؤ ساحل کو محبوب بلائے اور ساحل نہ جائے بھلا یہ ناممکن تھا ساحل آ گیا اور یوں ان کی ایک ملاقات ہو گئی صبا نے ساحل کو بتایا کہ یہ میری دوست نینا ہے ساحل نے ایک نظر نینا پر ڈالی اور ایک نظر صبا پر ڈالی تو دل اور آنکھوں نے اپنے اپنے ترازو میں دونوں کو رکھ دیا اور جیسے سارے سونے کی پہچان کرنے کے لیے کسوٹی پر رکھ کر سونے کی اصلیت جانچتا ہے بلکہ اسی طرح ساحل کی آنکھوں نے جانچ لیا اور نینا نے اس کے سینے میں دھڑکتے دل پر کاری ضرب لگا دی اور ساحل کے دل میں محبت ہو گئی۔

محبوب کا دیدار کرتی ہیں مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کہاں سے شروع کروں اور جو میں نے تمہید باندھی ہے وہ اس لیے ہے کہ آپ اس کہانی کو پڑھیں تو آپ کو آسانی ہو کہانی پڑھنے کی اور مجھے آسانی ہو کہانی لکھنے کی

ایک شہر میں ایک گھرانہ ہندو بستا تھا اس گھرانے میں ایک لڑکا جس کا نام ساحل تھا وہ وہی پیدا ہوا اور جوان ہوا ہندو لوگ مسلمانوں سے میل جول تو رکھتے ہیں مگر ایک دوسرے کو زیر استعمال چیزیں استعمال نہیں کرتے اگر ہندو مذہب کی کوئی چیز مسلمان استعمال کر لے تو وہ بلیا کا تصور کرتے ہیں اور اسے پھینک دیتے ہیں غلطی استعمال نہیں کرتے مگر اس کے باوجود پھر بھی انہوں نے ہو جانی ہے۔

نینا ایک مسلمان گھرانے کی ایک نہایت خوبصورت لڑکی ہے جس کا خاندان شہر میں رہائش پذیر ہے نینا کے کچھ رشتہ دار اس شہر میں آباد تھے۔ نینا کے کتنے بہن بھائی ہیں میں اس بحث میں نہیں جاتا بلا وجہ کرداروں کو کہانی میں ٹھونسا نہیں چاہتا نینا ایک روز اپنے رشتہ داروں کی شادی میں گئی شادی کی گہیا بھی میں اس کی ملاقات ایک صبا نامی لڑکی سے ہوتی ہے جو اس شادی میں شریک تھی آپ کو پتا ہے کہ لڑکیاں اس شادی میں تب جاتی ہیں جب بن ٹھن کر خوب زیب تن کیا ہوتا کہ دیکھنے والا دھنگ رو جائے اور اپنا دل تمام کر چمکتے جائیں ایسی ہی عادت لڑکیوں میں بھی ہوتی ہے کہ فلاں نے کیا کمال کا ڈریس پہنا ہے صبا بھی خوب بن سنور کر آئی تھی اور یوں صبا اور نینا کی ملاقات ہوتی ہے اور ان میں دوستی ہو جاتی ہے ہاتوں ہاتوں میں نینا نے صبا کو بتایا کہ اس کی دوستی ایک ہندو لڑکے ساحل سے ہے جو اس سے محبت کرتا ہے۔ ایک اور لڑکی کول وہ بھی نینا کے کنبلی بن جاتی ہے۔

جولائی 2014

Digest.pk

محبت عذاب مانگتی ہے

مشہوری کا ایک لاگو آتا تھا ایک ہی قمیض میں لڑکی اور لڑکے کا جسم چھپا ہوتا تھا اور اسی کو سامنے رکھ کر گفت و شنید ہوتی تھی بس یہی مثال نینا اور ساحل کی تھی رفتہ رفتہ ان کی محبت اپنی معراج کو چاٹتی ابھی تک دونوں کے خاندانوں میں ان کے پار کے قصے یا کہانیاں زیرِ عام نہیں ہوئے تھے مگر ہر محبت چھپ نہیں سکتی کتنے دن چھپے گی مہیا کو جب علم ہوا کہ میری محبت پر نینا نے ڈاکہ ڈال دیا ہے اور ساحل کو اس نے بھیج دیا ہے تب مہیا نے خلاف ہوئی جب کوئی کسی کی محبت پیار نہیں لیتا ہے تو بدلہ لینے کے لیے آخری قدم تک لوٹ چلے جاتے ہیں مہیا نے ساحل سے پوچھا۔

تم مجھ سے اب دور دور رہتے ہو آخر اس کی وجہ۔ ایک دو بار ساحل نے کچھ نہ بتایا چپ رہا مگر جب مہیا نے مجبور کیا کیونکہ مہیا کا خون ساحل اٹینڈ نہیں کرتا تھا کال کاٹ دیتا تھا وغیرہ وغیرہ مہیا نے اپنی برداری میں نینا کو بدنام کرنا شروع کر دیا روز کوئی نہ کوئی بات اڑا دیتی بات آخر پھیلنے پھیلنے نینا کے والدین تک جا پہنچی انہوں نے نینا سے پوچھا۔ مہیا نے ایسی باتیں کی ہیں جو ہمارے لیے بدنامی کا باعث ہیں اور وہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوا ہے پتاؤ اصلیت کیا ہے اس روز نینا نے کہا۔

ایسی کوئی بات نہیں اور والدین کو مطمئن کر دیا۔ والدین پھر بھی اولاد پر بہت اعتبار کرتے ہیں اور درگزر کرتے جاتے ہیں اولاد پر بلا وجہ شک بھی نہیں کرنا چاہیے جب تک کوئی شہوس ثبوت سامنے نہ آجائے۔

ساحل کا ایک دوست جس کا نام دانیال تھا وہ دونوں کا ہم راز تھا نینا کی پہلی ایک روز دوسرے شہر اپنے رشتہ داروں سے ملنے گئی ہوئی تھی اور چھ روز قیام کیا اسی دوران نینا کو ساحل کو ملنے اور رابطہ کرنے میں آسانی پہنچا ہوئی کوئلہ جو غلطی بہترین

کتنی بد نصیب مہیا تھی کہ جس نبی کا سہارا اس کے پاس تھا کلباڑی اس پر چل گئی اور مہیا دھڑام سے نیچے گر گئی مہیا کو اندازہ ہی نہ ہوا کہ میں نے یہ کیا کر دیا اپنی کنبلی کی خواہش پوری کرنے کے لیے جو قدم اٹھایا وہ قدم تو اتنا چھپ چلا گیا جہاں دوبارہ شاید مہیا کو پھر کتنے سال اور لگیں گے۔ نینا نے مہیا سے ساحل کا موبائل نمبر لے لیا۔ اور اپنے دل کے زخموں میں بانٹ کر پرے میں چھپا دیا نینا شادی سے فارغ ہونے کے بعد واپس اپنے گھر چلی گئی۔ نینا کے پاس بھی ایک موبائل تھا چوری چوری استعمال کرتی تھی یہ چوری چوری موبائل لڑکیاں کہاں چھپاتی ہیں جہاں پرواہیشن کا پتہ آسانی سے چل جاتا ہے بس وہی موبائل کی جگہ تھی ہے شک آپ بھی اپنی مجاہد سے پوچھ لینا کہ تم موبائل کہاں چھپاتی ہو میں زیادہ تفصیل نہیں بتاتا البتہ اتنا بتا سکتا ہوں کہ وہ نہایت محفوظ جگہ ہے نینا وہی سے موبائل نکالتی اور ساحل کو فون کر دیتی دعا سلام تو ہونگے کسی تعارف بھی ہو چکا تھا یوں روز روز کے رابطوں نے پیار و محبت پیدا کر دی اور دونوں میں پیار ہو گیا۔ انہوں نے عہد و پیمان بھی کر لیے کہ ان کے پیار میں خدا ب کبھی آڑے نہیں آئیں گے۔ ساحل نے نینا سے کہا۔

ہمیں تم سے پیار کتنا یہ ہم نہیں جانتے مگر جی نہیں سکتے تمہارے دنا تمہارے دنا اس کے جواب میں نینا نے ساحل سے کہا۔ تم بن صدیوں سے ایسی ہیں راتیں صدیوں سے لیے ہوئے دن آجائے لوٹ کر تم یہ دل کہہ رہا ہے

چند جملے ان کے درمیان حقیقت کا روپ دھار گئے اور وہ دو جسم اور ایک روح میں ڈھل گئے کیسا وہ کیف دہرور کا منظر ہوتا ہے جب یہ نوبت آ جاتی ہے ہم بھی کبھی کبھار کہتے تھے تو کیا موبائل کی

جولائی 2014

جواں عرصہ 176

محبت عذاب مانگتی

Digest.pk

پابندی کی وجہ سے کمزور ہو جائے گی مگر جو لوگ سچی محبت کرتے ہیں انہیں مذہب کی کوئی رکاوٹ نظر نہیں آتی نینا نے بھی کہہ دیا کہ اب میں واپس جانے والی نہیں مجھے اپنے پیار کو پانے کے لیے ہر قربانی ادا کرنے میں کوئی بھی ہچکچاہٹ نہیں ہوگی ابھی ساحل یہ سن پایا تھا کہ نینا نے دھمکی دی کہ وہ خود کو ختم بھی کر سکتی ہے اگر ساحل سے چھڑنے کا وقت آیا تو ساحل نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا۔

نہیں پاپا ایسا نہیں کرتا بہر حال ساحل نے اپنے والدین کو پاپا پاپا التجا کی کہ وہ نینا کے گھر جائیں اور رشتہ مانگیں مگر وہ لوگ نہ جاسکے۔

ایک روز ساحل خود نینا کے گھر چلا گیا اور اس کے پاپا سے بات کی اور نینا کا ہاتھ مانگا اور ساتھ ساتھ ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

میں نینا کو پانے کے لیے مسلمان بھی ہو جاؤں گا مجھے اپنے مذہب میں شمار کر لو اور نینا کو مجھے دے دو کبھی کبھی عاشق لوگ کتنے بہادر ہو جاتے ہیں جو انجام کی پرواہ کئے بغیر کود جاتے ہیں ساحل نے اپنا حال دل کہہ دیا پھر کیا ہو نینا کے بھائیوں نے دھمکی مار مار کر گھر سے نکال دیا اور بہت بے عزتی کی اور دوبارہ ایسی خواہش رکھنے پر برے انجام کے نتیجہ سے بھی آگاہ کر دیا۔ ساحل ایک بار سے اور لئے ہوئے جواری کی طرح گھر لوٹ آیا۔

ساحل کے واپس چلے جانے کے بعد نینا کے ابو نے اسے بہت مارا اور تھوٹھو کی کہ تو مسلمان ہونے کے باوجود ایک ہندو سے شادی کرنا چاہتی ہے نینا نے جواب میں کہا۔

اس میں کوئی برائی ہے میں تو ہندو نہیں ہو رہی پھر کیوں میری جان کے دشمن بن رہے ہو میں نے کوئی جرم نہیں کیا پاپا کہہ رہا ہے پاپا کیزہ پیار۔ میں

سبکی تھی ساحل سے ملنے چلی گئی کوئل نے نینا کو ساحل کے پاس بھیج دیا اور خود ایک جگہ انتظار کرنے لگی نینا ساحل سے ملی اور اس نے ساحل سے کہا۔

تم اپنے گھر والوں کو میرے گھر بھیجو رشتہ کے لیے کیونکہ میں اب تمہارے بنا نہیں رہ سکتی مجھے اپنی زندگی اور حوری ملتی ہے کیونکہ میرا وجود تمہارے بنا بوجھل لگتا ہے ساحل نے کہا۔

میں بھی خود اسی آگ میں جل رہا ہوں اور اگر تمہارے والدین نے میرے والدین کو نہ مانی تو پھر تمہارے اوپر پابندیاں لگ جائیں گی اور یوں ہم ملنے سے بھی رہ جائیں گے نینا نے رورہ کر ساحل کو واسطے دیئے کہ ہم یہاں تھوڑے دنوں کے لیے آئے ہیں پھر واپس گاؤں چلے جائیں گے لہذا تم جتنا جلدی ہو سکتے والدین کو کہو۔ ساحل نے اپنے ماں باپ سے اپنی محبت کا ذکر کیا تو وہ لوگ سچ پا ہو گئے کہ یہ تم کیا کہہ رہے ہو ایک مسلمان لڑکی سے تمہاری شادی کر دیں یہ کبھی بھی ایسا نہیں ہو سکتا ہم اقلیت میں ہیں اس طرح ہماری مسلمانوں میں دشمنی بن جائے گی اور ہمارا بیٹا دو بھر ہو جائے گا۔ لہذا بھگوان کے لیے تم ہمارے حال پر ترس کھاؤ اور یہ خواہش و باد مگر ساحل نے کہا۔

میں نینا کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میں اسے ہر حال میں پاؤں گا اور صبر سہا بھی نینا اور ساحل کی ٹوہ میں لگی رہتی اور مل مل کی خبر پھیلا دیتی مگر نینا کو ابھی صبا کی چالوں کا علم نہیں تھا وہ تو اپنے محبوب کے قرب میں روز بروز نہال ہوتی چلی گئی۔

ایک روز ملاقات میں ساحل نے کہا نینا میں تو ہندو ہوں اور تم مسلمان ہو کیا ہمارا ملاپ ہو سکتا ہے ساحل نے اسی انداز میں بات کی جیسے وہ نینا پر شک کر رہا ہو کہ نینا پیچھے ہٹ جائے گی یا مذہب کی

محبت غذا ہے

کس نے کیا مگر نینا نے کچھ بھی نہ بتایا۔ اور کم سم بیٹھی رہی اس حرکت پر نینا کے والدین نینا کے بارے میں سوچنے لگے کہ اب کیا کرنا چاہیے فون پر تو نینا اور ساحل کے رابطے تھے ساحل نے جب نینا کی یہ کیفیت دیکھی تو اس نے نینا سے کہا کہ میں تمہیں جیسے بھی ہو لے چلتا ہوں چاہے انجام کچھ بھی ہو ساحل نے دوستوں اور متعلق والوں سے پچاس ہزار اکٹھے کئے کہ وہ اپنا اور نینا کا پاسپورٹ بنا کر انڈیا چلے جائیں اور وہاں اپنی رسومات کے مطابق شادی کر لیں جب ساحل نے سارا انتظام کر لیا تو اس نے نینا سے کہا کہ وہ فلاں جگہ آ جائے میں تمہیں اس گمری سے کہیں دور لے جاتا ہوں نینا گھر والوں سے چوری چوری اپنا ضروری سامان پیک کیا اور چپکے سے گھر کو چھوڑ دیا ساری خاندانی رسم و رواج اور عزت کو روندھ کر اپنے محبوب کی طرف نکل گئی اور اس جگہ جا پہنچی جہاں پر ساحل نے آنے کو کہا تھا ساحل کے کچھ دوست بھی وہاں اکٹھے تھے ساحل نے منگل سوتر نینا کو پہنایا اور ماتھے پر سندور ایک انگلی سے ثبت کر دیا۔ نینا نے ساحل کے گلے میں بارڈالا اور وہاں پر چند تصاویر بھی دوستوں نے اتاریں قاعدے اور قانون سے ہٹ کر یہ شادی کی رسم ادا ہوئی۔

ادھر نینا کے بھاگ جانے کی خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی اور پولیس کو رپورٹ پہنچی گئی ساحل کی سیکورٹی کو ایک دوست لیک کرنا رہتا تھا جو صابک معلومات پہنچاتا تھا صابا کو بھی اطلاع ہو گئی کہ پولیس ساحل پر پھاپامار نے چلی گئی ہے اس کے دوست نے ساحل کو خبر دی کہ تمہارے اوپر پولیس کا چھاپا پڑنے والا ہے پولیس نے جگہ کو گھیرے میں لے لیا ہے مگر ساحل بھاگ گیا اور نینا اسی لباس میں کچلائی گئی منگل سوتر گلے میں لٹک

اپنے پیار کے بدلے ایک انسان کو مسلمان بنانے میں پیش پیش ہوں نینا کے ابو نے اس جواب کو گستاخی تصور کیا اور پھنٹروں کی بارش کر دی اور نینا بے حال ہو کر گر گئی۔ ایک بھائی نے بڑھ کر ابو کو ایک طرف کیا اور نینا کو اپنی ہاتھوں میں لے لیا اور کہا کہ اب چھوڑو حالات کے ساتھ ٹھیک ہو جائیگا کوئی بھاگ کر چلی تو نہیں گئی۔

یہ دغرائش واقعہ کی اطلاع صابا کو بھی ہو گئی اور اس نے خوب اس بات کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا اور اسے محبوب سے بدلہ لینے کی کوئی اور ترکیب سوچنے لگی کہ جس سے ساحل کے دل میں نینا کے لیے نفرت پیدا ہو جائے۔ اور وہ ادھر کا رخ چھوڑ دے اس دوران نینا نے خواب آور گولیاں بھی گلے سے نیچے اتار دیں اور اپنی زندگی کا خاتمہ بھی کرنا چاہا مگر بروقت علم ہو جانے پر اس کی جان بچ گئی۔ اب نینا کی محبت روز بروز بڑھتی چلی گئی جیسے روز و رات کی پیاس افطاری کے وقت تک تھپتھپے میں بڑھتی جاتی ہے۔

ایک روز ساحل اور نینا کی ملاقات ہوئی نینا نے ساحل کو کہا کہ اب مجھ سے نہیں رہا جانا پلیز مجھے بھگا کر لے جاؤ جہاں تم لے جانا چاہتے ہو مجھے اب کسی کی پروا نہیں ساحل نے کہا نینا اس طرح تمہارے خاندان پر ان کی عزت پر حرف آئے گا میں کیوں ایسا کروں ابھی ہم ایک دوبار اور کوشش کریں گے مگر نینا ہنسنے لگی اور اس نے پلیڈ نکال کر اپنے ہاتھوں کی میس کاٹ ڈالیں اور اپنے جسم پر چا بچا پلیڈ چلا دیا۔ اور خون بہنے لگا یہ دیکھ کر ساحل گھبرا گیا۔ اور اس نے اپنے دوست دانیال کو فون کر کے بلایا اور نینا کو ایک کلینک لے کر گئے اور اس کی فیسٹ ایڈ کروائی۔

نینا جب گھر پہنچی تو یہ حالت دیکھ کر گھروالے گھبرا گئے اور پوچھنے لگے کہ کیا ہوا کیوں ایسا ہوا

جولائی 2014

جواب نمبر 476

محبت عذاب ماضی

Digest.pk

کے ستم سے ملے جاتے ہیں نینا بھی مار کھا کھا کر
کنڈن بن گئی تھی اور وہ اپنے محبوب کی یاد دل میں
بسائے اس سے ملن کی آس پر زندہ تھی جب نینا کے
سسرال والوں نے دیکھا کہ نینا تو اس شادی پر
سمجھوتا نہیں کرنے والی تو کھسر پھسر کرنے لگے
تعوذ نہ کرنے پر لگ گئے مگر نینا پر کوئی اثر نہ ہوا اس کی
ضد بڑھتی چلی گئی اس کی امیدیں دم توڑنے کی
 بجائے اور پختہ ہوئی چلی گئیں۔

جب ملی ہوگی اسے میرے حالات کی خبر
جاناں

اس نے آہستہ سے دروازے کو ضرور
تھما ہوا

ادھر ساحل کو آخر پہنچ چلا گیا کہ نینا نے شادی
کمرلی ہے اسے کیا پتہ تھا کہ نینا نے کس حال میں
شادی کی ہے وہ وہاں خوش ہے یا کراہی تک پھیلی
کی طرح تڑپ رہی ہے بن پانی کے پھلی جیسے تڑپتی
ہے وہی حال نینا کا تھا مگر ساحل بے خبر تھا۔ اسے
پولیس کے چھاپے والی فلم بھی دماغ پر چل رہی تھی
وہ سوچتا رہا کہ کیسے پولیس وہاں تک پہنچی۔

ادھر صبا نے ساحل کو فون کر کے بتایا کہ تم نے
مجھے نینا کی خاطر چوڑ دیا اور نینا نے تمہیں مچھوڑ دیا
اور تمہارا مقدر کدھر گیا تم نے نینا کی خاطر مجھ سے
بے وفائی کی اور نینا نے تمہارے ساتھ بے وفائی
کی حالات کی ستم ظریفی کہیے کہ ساحل کے دل
میں نینا کے لیے غم و غصہ پیدا ہو گئی اور اسے دل سے
بھلانے کی ناکام کوشش کرنے لگا۔

محبت زندگی بدل دیتی ہے صاحب
اگر مل جائے تو بھی نہ ملے تو بھی
مگردونوں کی زندگی بدل گئی محبت پاتے
پاتے اور وہ بھی نہ مل سکی ادھر نینا کے رویہ پر
سسرال والوں نے خوب مارا مچا نینا کے دیور اندر
آئے اور انہوں نے بالوں سے پکڑ کر بہت مارا

رہا تھا اور سندور ہاتھ پر لگا ہوا تھا گھر والوں کی
عزت خاک میں مل گئی۔

ادھر صبا نے یہ خبر اڑادی کہ نینا پر پانچ چھ
لڑکوں نے بلا دیکر کیا ہے اور نینا بے ہوش ہو کر گر گئی
تھی سارے لوگ پولیس کے چھاپے پڑنے پر بھاگ
گئے نینا کے بھائیوں نے پولیس کی مدد سے ہسپتال
میں نینا کا میڈیکل چیک اپ کروایا تاکہ پتہ چل
سکے کہ کہیں نینا پر زیادتی تو نہیں ہوئی میڈیکل
رپورٹ ملنے پر واضح ہو گیا کہ نینا بالکل پاکیزہ
اور کنواری ہے اور اس پر کوئی زبردستی یا بلا دیکر نہیں
ہوا ہے۔ میڈیکل رپورٹ میں بے گناہی ثابت
ہو گئی اور یوں ساحل پرچہ سے بچ گیا اور کچھ عرصہ
غائب رہا ساحل کے والدین کو بہت ہی برا بھلا
کہا گیا محلے میں طرح طرح کی افواہیں گردش
کرنے لگی کہ ساحل کو پولیس پکڑ کر لے گئی ہے
اور چھ ماہ جیل ہو گئی ہے مگر جرم ثابت نہ ہونے پر
ساحل کے گھر والے مطمئن ہو گئے۔

نینا کو واپس گھر لایا گیا اور برادری میں ایک
مکنوار سے لڑکے سے شادی کر دی گئی مگر نینا نے
سسرال والوں کو صاف صاف کہہ دیا
یہ مجھے شوہر قبول نہیں ہے میں اس کی منکوحہ
نہیں ہوں میں تو ساحل کی بیوی ہوں میں نے منگل
سو تر پہنا ہوا ہے۔

رات کو جب اس کا شوہر کمرے میں آیا تو
اس نے نینا کو چھوٹا چابا مگر نینا نے فوراً اپنا دفاع
کرتے ہوئے کہا۔

دور ہو جاؤ مجھ سے مجھے ہاتھ مت لگانا اگر تم
نے مجھے ہاتھ لگایا تو میں تمہاری جان لے لوں گی
ایسی دشمنی دی تو وہ کارگر ثابت ہوئی اور پندرہ دن
تک نینا نے اپنے شوہر کو ہاتھ نہ لگانے دیا اور
بدستور کنواری رہی حیرانگی ہوئی ہے ایسی محبت پر جو
لوگ ایک دوسرے کو ٹوٹ کر چاہتے ہیں اور دنیا

ناک منہ سے خون بہنے لگا پانی کا ٹکاس تک نہ پینے دیا نینا بس چار پائی پر پڑی رہتی نینا نے خواب آور کافی تعداد میں گولیاں کھالیں اور بے ہوشی کی حالت میں اسے اٹھا کر ہسپتال لے گئے مگر موت بارگئی اور زندگی ایک بار پھر جیت گئی خدا جانے ساحل نے کیا کیا ہو گا وہ تو نینا کو بے وفامان بیٹھا تھا اور بہت افسوس کرتا رہتا کہ نینا نے بے وفائی کی حد کر دی۔ جب ایسے حالات ایک موڑ پر آ جاتے ہیں تو بدگمانیاں پیدا ہوتے دیر نہیں لگتی۔ سارے وعدے قسمیں ایک خواب نکلتے ہیں اور وہ ایک دوسرے کی شکل دیکھنے کو بھی گناہ سمجھتے ہیں مگر دل کے نہاں خانوں میں محبت کی چمکاڑی ٹھنڈی رہتی ہے وہ سمجھ نہیں سکتی۔

آخر کار پانچ چھ ماہ بعد نینا کو طلاق ہو گئی اور وہ اپنے میکے کے گھر آ گئی وہ آکر اس نے اپنے محبوب کی سالگرہ چودہ اگست منائی ایک کانا منگوائی تقسیم کی لوگوں نے سمجھا کہ طلاق پانے کے بعد اس نے خوشی اور جشن منایا ہے مگر اس کے اندر کی کیفیت کو کوئی نہیں جانتا تھا۔ نینا نے اپنے محبوب کی سالگرہ کا اہتمام کیا تھا مگر ساحل کو یہ خبر نہ ہوئی کہ اس کی محبوبہ طلاق پانے کے باوجود بھی اس کی سالگرہ منا رہی ہے۔

ہماری بھی جدائی کامل وہ پوچھے اگر تو کہنا ہوش بس اتنا ہے کہ تم کو یاد کرتے ہیں چونکہ نینا کے پاس رابطہ کے لیے موبائل چھین گیا تھا اور وہ ساحل سے رابطہ نہیں کر سکتی تھی آخر ایک روز اس کی کزن نے موبائل نینا کے ماتھے پر دیا تو اس نے ساحل سے رابطہ کیا ساحل نے انجینیئر جاکر کال انینڈ کی ورنہ وہ نینا کی کال سمجھ کر بھی بھی انینڈ نہ کرتا۔ نینا نے اپنا حال دل سنا والا اور بتایا کہ اسے کوئی اور شخص اپنے پاس نہیں رکھ سکتا۔ سوائے ساحل کے ساحل نے جواب کہا۔

جواب مجھے تیری ضرورت نہیں ہے تم نے ایک بار شادی کر لی بس آپ تو میرے قابل نہیں تو پلیز ہے گندی ہے۔ مگر نینا نے بار بار قسمیں کھائیں بھگوان اور خدا کے واسطے دیئے کہ تیری نینا اب بھی پاکیزہ ہے کنواری ہے تیرے واسطے اپنے ساحل کے واسطے پلیز آ جاؤ میں ایک بار پھر تمہارے لیے منتظر ہوں مگر ساحل نے کوئی اعتبار نہ کیا اور بہت کچھ کہتا گیا۔ اور نینا بے ہوش ہو کر گر گئی۔ اس کی کزن نے اٹھایا پانی دیا اور وہ بوہمی مگر نینا پیچھے سے شرابور کم سم پڑی آنکھیں کھولے جیسے توڑے میں کوئی چلا جاتا ہے کیفیت بن گئی کزن نے سہارا دیا اور سب کو بتایا کہ یہ حال ہے اس کا خدا را اس کی زندگی کو مت برباد کرو اسے ساحل کے ساتھ جانے دو۔ مگر اب دیر ہو چکی تھی ساحل نینا کی زندگی سے نکل گیا اس نے شادی کر لی ایک لڑکی خوشی سے اور وہ یہ شہر چھوڑ کر اپنے شہر چلا گیا۔ جب نینا کے والدین کو علم ہو گیا کہ ساحل نے شادی کر لی ہے اور وہ اپنی زندگی میں بہت خوش ہے تب ان کو قدرے سکون ملا۔ نینا کو بتایا گیا کہ ساحل نے ایک لڑکی۔ خوشی سے شادی کر لی ہے اور وہ کہیں دور نکل گیا ہے۔ تب نینا نے کہا کہ اب میرا رشتہ کرو اب میں ہوش میں آ گئی ہوں مجھے پتہ چلا ہے کہ یہ محبت کواں ہے دھوکہ ہے فریب ہے۔

بے وفائی تو یہاں سب ہی کرتے ہیں ساحل آپ تو سمجھدار تھے کچھ تو نیا کرتے خیر نینا ساحل سے مایوس ہو گئی اس نے خود دوسری شادی کی آفر والدین کو پیش کر دی اندر اس کے والدین نے ایک جگہ پڑھا لکھا بندہ تلاش کر کے اس سے شادی کر دی نینا اب اس موجودہ شوہر سے خوش ہے پچھلی زندگی کو بھول چکی ہے۔ عذاب ماضی سہ سہ کر اب ہوش ملا ہے کہتی ہے

جولائی 2014

جواب نمبر 180

محبت عذاب ماضی

Digest.pk

جو گزر گیا سو گزر گیا
 وہ غزل کی اک کتاب تھی
 وہ گلشن میں اک گلاب تھی
 ذرا دیر کا کوئی خواب تھا
 جو گزر گیا سو اداس دھوپ
 سمیٹ کر کہاں واہیوں میں اتر گیا
 اسے اب نا دے میرے دل کی سدا
 سو گزر گیا یہ سفر بھی کتنا تادیل تھا
 یوں وقت کتنا قاتل ہے
 کہاں لوٹ کر کوئی آئے گا
 جو گزر گیا سو گزر گیا
 (عبدالرحیم لاسی، آدم پیر)

غزل

میں سر شام چراغوں کو بچھا لیتا ہوں
 ساتھ اپنے تیری یادوں کو بھی سلا لیتا ہوں
 بند آنکھوں میں تنہائی کا تصور لے کر
 صرف خیالوں میں تمہیں دہن بنا لیتا ہوں
 بند کمرے میں رات کے اس پہر میں لینا
 میں تاروں سے تیری سچ سچا لیتا ہوں
 تو میرے ساتھ ہو چاہے خیالوں میں سہی
 ایسے لمحات میں دنیا کو بھلا لیتا ہوں
 میں گناہ گار اپنی بخشش کے لیے
 نام پہ تیرے غیروں کی دعا لیتا ہوں
 رات کی تنہائی میں دیکھنے نہ تجھے کوئی اور میرے سوا
 تمہیں دل تھا خانوں میں چھپا لیتا ہوں
 جب ہو جائے احساس تنہا میں اکیلا ہوں
 غائب پھر رو دو کے اشکوں میں مزا لیتا ہوں
 (سید عارف شاہ، جہلم شہر)

میں راہ بگلوں کی تیری ہمیشہ میرے چاند
 اگر کبھی میری یاد آئے تو بتا
 (احمد نذیر چاند، وہاڑی)

میں تو ایک سراب کے پیچھے بھاگتی رہی اپنی زندگی
 برباد کرتی رہی والدین کی عزت کو تار تار کیا شکر
 ہے کہ میرے رب نے مجھے پاکیزہ رکھا۔ پاک
 صاف جیسے ایک نشتر دوشیزہ ہوتی ہے فصل
 زندگی تو مجھے اب ملی ہے میں نے بہت گناہ کئے
 ہیں میں اپنے رب سے معافی مانگوں گی اپنے
 مجازی خدا سے معافی مانگوں گی۔ اور میں اپنے
 خاندان والدین کو کبھی دوبارہ اذیت سے دوچار
 نہیں کروں گی۔

یاد ماضی عذاب ہے یارب

اب تمہیں لے مجھ سے حافظ میرا

جس تو سدا سے مجھے کہانی ملی ان کی یہ خواہش
 ہے کہ خفا تو کہاں ہے کتنے بال ہو گئے تیرا ات پتہ
 نہیں پلیرینا تو اگر یہ کہانی پڑھے تو رابطہ کرے اس
 نمبر پر یا کوئل کے نمبر پر ہم بہت منتظر ہیں تیرا حال
 جاننے کے لیے کاش یہ کہانی کے چھپنے سے ہمیں
 اپنی نینا کا ات پتہ معلوم ہو جائے۔

غزل

وہ روٹھ جاتا ہے اکثر شکوہ کیے بغیر
 ہم بھی تو سہہ لیتے ہیں شکایت کیے بغیر
 ہم سوچتے رہے محبت بے لوٹ ہوتی ہے
 یہ بونکی ہو جاتی ہے عنایت کیے بغیر
 تو کتنا نادان ہے اتنا تو سوچ لے
 جنت کب ملتی ہے عبادت کیے بغیر
 قصور ان کا نہیں تصور ہمارا ہے وسم
 ہم نے بھی محبت کی ان کی اجازت لیے بغیر
 (وسیم اینڈ ابرام احمد، گلگت منڈی)

غزل

نہ گلہ کیا نہ خفا ہوا
 یہی راستے میں جدا ہوا
 تا دو بے وفا نہ میں بے وفا

جولائی 2014

Digest.pk

محبت عذاب ہے

پیار کی جیت

-- تحریر: نزاکت علی رسول پورہ 03427815193

قارئین میں پہلی بار ایک کہانی آپ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا ہوں یہ کہانی میری اپنی آپ جیتی ہے جس میں میرا ہم سفر مجھے مل نہ پایا اور ہم جدائی کی آگ میں ہی جل رہے ہیں وہ الگ میں الگ تڑپ رہے ہیں خدا سے دعا ہے کہ وہ ہم دونوں کو ہمیشہ کے لیے ملا دے پھر ہم کبھی بھی جدا نہ ہوں مگر میں نے اس کہانی کا نام پیار کی جیت رکھا ہے امید ہے آپ میری حوصلہ افزائی کریں گے ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں

جب سولہ سال کی عمر کا ہوا تو میں نے میں میٹرک پاس کر لی آگے نہ بڑھا۔ کلاس گھر کے کام کاج میں حصہ لینے لگا۔ اپنے ابو اور بھائی کے ساتھ کھیتی باڑی کرنی شروع کر دی۔ اسی طرح کام چلتا رہا اور میرا پیارا اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھا وہ میری قریبی رشتہ دار ہے لیکن میں اس کا نام شیئر نہیں کر سکتا۔ وہ بھی مجھے چاہتی ہے لیکن کچھ لوگوں کو ہماری محبت کا پتہ چل گیا جس کی وجہ سے ہم میں رکاوٹیں چل رہی ہیں لیکن ہم دونوں ایک دوسرے کی سانس سے سانس لیتے ہیں ہماری محبت پانچ سالوں سے چل رہی ہے میری جان کی بہن کو بھی پتہ ہے۔ لیکن وہ بھی راضی ہے اس کی امی بھی خوش ہے لیکن کچھ لوگ ہمارا رشتہ ہونے میں خوش نہیں ہیں ہم نے ایک دوسرے کے ساتھ وعدے کئے ہیں۔ ایک بار وہ ہمارے گاؤں آئی میں سکول سے آیا تو پتہ چلا کہ تمہاری امی آئی ہے میں دل میں بہت ہی خوش ہوا کہ میں اپنے محبت کا اظہار کروں گا۔ شام کو میں نے ایک لیٹر لکھا اور اس کو دے دیا

اس نے لکھا کہ میں تو پہلے ہی تمہیں پیار کرتی ہوں آئی لو جو جان من میں آپ کی ہوں۔ اور آپ میرے ہیں اور میں آپ کی ہی رہوں گی میں نے اس کے ہاتھ چوم کر۔ آئی۔ لو۔ یو۔ کہا اور یہ شعر سنایا۔

چشم سورتج کی ہوتی ہے اور چلتا ز میں کو پڑتا ہے

قصور آنکھوں کا ہوتا ہے تڑپنا دل کو پڑتا ہے

پھر اس نے یہ شعر مجھے سنایا

پتہ نہیں کیوں تیری وفا پاتا یقین ہے اے این ورنہ حسن والے تو خود سے بھی وفا نہیں کرتے

آخر کار رات کے آٹھ بج گئے ہم نے ایک دوسرے کو جانے کی اجازت دے دی۔ وہ اپنے کمرے میں چلی گئی لیکن خدا کی قسم ہم نے ابھی تک کوئی بھی غلطی نہیں کی جس سے ہمارا پیار برباد ہو جائے۔ وہ کہتی ہے کہ میں آپ کی امانت ہوں امانت میں خیانت نہیں ہو سکتی۔ قارئین کرام کہانی میری زندگی میں ابھی تک چل رہی ہے۔

جولائی 2014

جواب نمبر 182

پیار کی جیت

Digest.pk

میرے لیے کئی بار دھتے آئے لیکن میں نے اپنے ماں باپ کو اور بھائیوں بہنوں کو کہہ دیا ہے کہ میں نے ابھی تک یہاں کہیں بھی شادی نہیں کرنی تو وہ چپ ہو جاتے ہیں۔

لیکن میری امی خود ہی کہتی ہے کہ میں نے اپنے بیٹے کی شادی جلدی سے کرواد لیکن میں اپنی ایس کی یادوں میں کھویا رہتا ہوں۔

کبھی کبھی سو بائیں یہ ایس ایس سے بات ہو جاتی ہے لیکن کبھی فون پہ بھی ہو جاتی ہے لیکن میں اس کی یاد میں ہی رہتا ہوں۔

یہ غزل میں نے اس کی یاد میں ہی لکھی ہے کبھی ملے تو اسے یہ کہنا

بہت نفرت گرا رہی ہوں

کئے دنوں کو بھار رہی ہوں

وہ اپنے وعدے سے پھر گیا ہوں

میں اپنے وعدے بھار رہی ہوں

کہیں ملے تو اسے کہنا

ندول میں کوئی ملال رکھے

ہمیشہ اپنا خیال رکھے

وہ اپنے سارے غم مجھ کو دیدے

تمام خورشیدوں کو ایس سنبھال رکھے

یہ غزل مکمل ہوتے ہی اس نے مجھے ایس ایم ایس کیا کہ جان میں تم سے ایک بات کہنا چاہتی ہوں میں تم کو بتاؤں گی۔

پھر آپ مان جائیں گے کیا بتاؤں جان تم اپنی امی اور ابو کو میرا رشتہ لینے بھیجا۔

میں نے کہا کہ اچھا بیچ دو لگا لیکن تم اپنے امی ابو کو متا لینا پر اس کا ابو تو تین ماہ سے فوت ہو گیا ہے میں نے امی اور ابو کو کہا تھا۔

انہوں نے کہا اچھا ملے جائیں گے آپ کی خوشی میں ہماری خوشی سے میں بہت خوش ہوں اور اپنی جان کو ایس ایم ایس کیا اور کہا کہ میرے امی ابو نے کہا ہے دو

دن کے اندر اندر جائیں گے۔

لیکن میں تو انتظار میں ہوں کہ پتہ نہیں کون سا وہ دن ہو جس دن مجھے کوئی خوش خبری ملے کہ میرا رشتہ میری جان سے ہو گیا ہے۔

قارئین سے گزارش ہے کہ میرے لیے دعا کرتا کہ میری شادی اسی سے ہو جائے۔

میں ریاض بھائی کا شکر گزار ہوں کہ مجھے بھی تھوڑی سی جگہ رسالے میں ملی میری یہ پہلی کہانی ہے امید کرتا ہوں کہ سب کو پسند آئے گی اپنی رائے سے ضرور نوازے گا شدت اسے انتظار رہے گا

ذخروں بھالی نہیں جسم کا کوئی کونہ

ہم رہیں نہ رہیں ہم پرست دئے کوئی

کچھ قارئین کو سلام پیش کرتا ہوں

آپ کی کشور کرن کو سلام، شاخرام ملکوالی کو محبتوں بھرا سلام، عاشق حسین ساجد کو محبتوں بھرا سلام، حکیم ایم جاوید حکیم چوہدری کو محبتوں بھرا سلام، کرن کو محبتوں بھرا سلام، شاز یہ جاوید شازی کو محبتوں بھرا سلام، مس افشاں کو محبتوں بھرا سلام، نامید کو محبتوں بھرا سلام، راز راز کیہ مان والہ کو محبتوں بھرا سلام، اسے آرا حیلہ کو محبتوں بھرا سلام قبول ہو

ہمیں اپنی محبت سے اتنا تو یقین پاؤ
اگر ہم مر بھی جائیں تو وہ کسی کا نہیں ہوگا

۱۔ ایسی چٹھی ہے ہماری دیدار کی
دل کہیں لگتا نہیں ایسی اکھ مستانی میرے پار کی
۲۔ کبھی آنسو نہیں چھپتے نہ کرکوشش چھپانے کی
یہ آنسو جیت جائیں گے تیرے لیے ہر خوشی زمانے کی

وہ چڑھائی کا جس پر تھا آشیانہ

ہم ہیں آوارہ کبھی اپنا نہیں لھکانہ

..... ریاض احمد لاہور

جولائی 2014

Digest.pk

سب کچھ کھودیا

تحریر: ڈاکٹر سدرہ معین آباد

شہزادہ بھائی۔ السلام ورحمہ۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
 سب کچھ کھودیا۔ رکتا ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی اپنی رائے سے ضرورت نوازے گا
 اور وہ جواب عرض کی پائی کی کوہ نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام
 تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت بخش اتفاقہ ہوگی جس کا ادارہ دیا داسٹر فم۔ دار نہیں
 ہوگا۔

دل بیٹا اٹھ جاؤ تاہم دیکھو دن کے بارہ بج رہے ہیں آج ہم نے بازار بھی جانا ہے۔
 ہوں۔۔۔ ماما کی سے سونے دیں ناں ہفتہ میں یہ ہی تو ایک دن آتا ہے مجھے نہیں جانا کہیں بھی آپ جائیں۔
 ٹھیک ہے بیٹا میں جارہی ہوں تاہم کر لیں۔
 امی کے جانے کے ایک گھنٹہ بعد وہ اٹھی فریش ہو کے ٹاہتہ کیا۔
 قارئین کرام میں بتاتی چلوں میں نے بہت کھاتے پیتے گھرانے میں آنکھ کھولی اپنے والدین کی لاڈلی بیٹی اپنے کروڑ پتی باپ کی اکلوتی وارث میں جو بھی اپنے والدین سے کتنی میری فرمائش پوری کرتے مجھے اپنے والدین سے بہت پیار تھا ہم لوگ بہت اچھی زندگی گزار رہے تھے۔
 میرے پاپا کی خواہش تھی کہ میں ڈاکٹر بنوں میں ان دنوں ایف اے کی تیاری کر رہی تھی اور بہت دل لگا کر پڑھ رہی تھی ہمارے پیپروں میں دو دن باقی تھے خوب دل لگا کر تیاری کی اور پیپر دے دیئے۔ میں

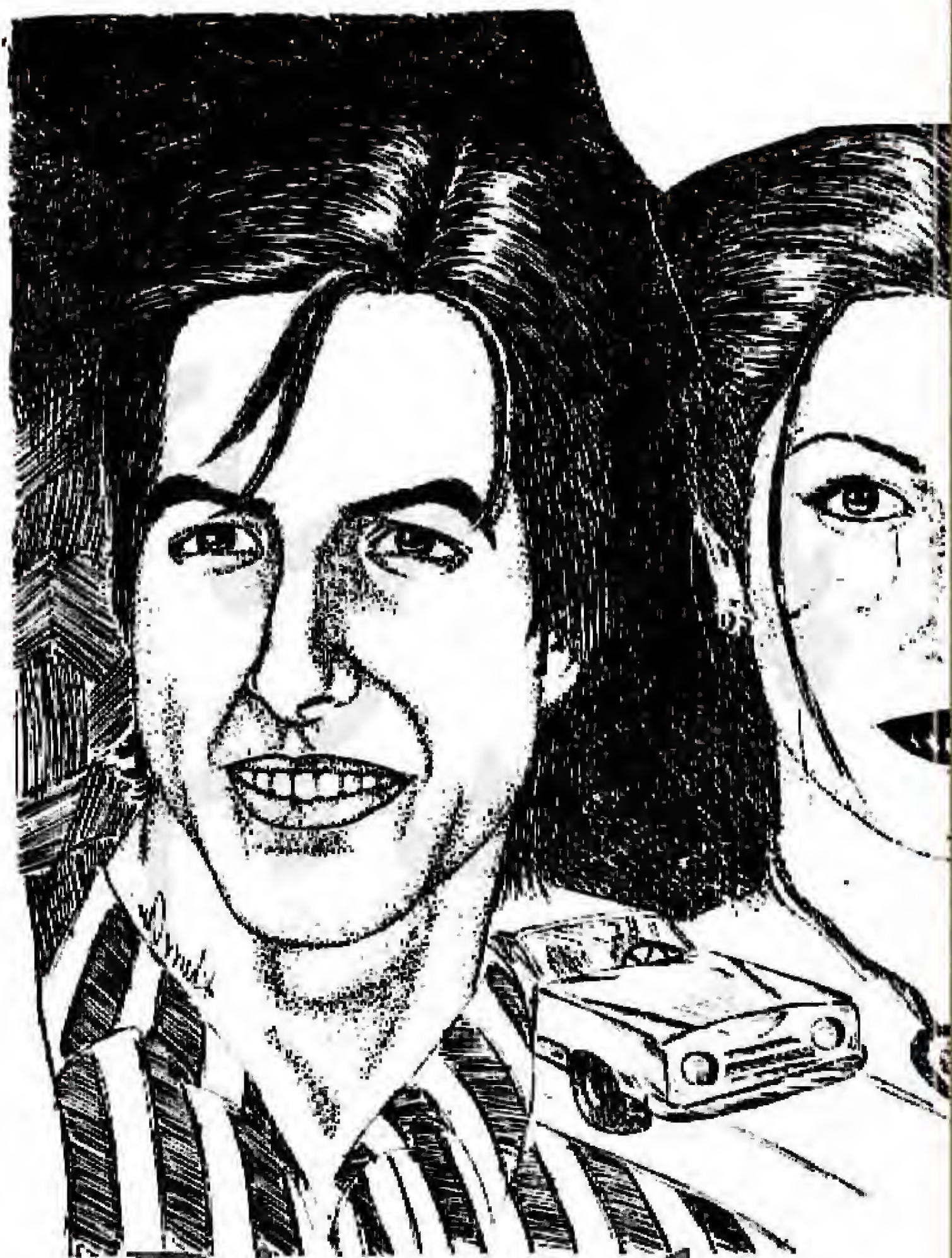
اپنے والدین کی خواہش پوری کرنا چاہتی تھی۔
 مجھے خشق و محبت سے سخت نفرت تھی اگر کوئی اپنے پیار کی ستوری سنا تا تو ممکن ہونے کے بجائے اس کا مذاق اڑاتی میں بہت ہی خوشی زندگی گزار رہی تھی لیکن میری خوشیاں تو عارضی تھیں۔۔۔ مائے۔ میں نے 12th کے امتحان دیئے اور فری ہو کر گھر بیٹھ گئی ان دنوں میرے ماموں کی بیٹی کی شادی تھی اسلام آباد میں بہت خوش تھی کیوں کہ میں پورے دس سال کے بعد ماموں کے گھر جا رہی تھی۔
 ہم نے خوب شاپنگ کی اپنے لیے اور اپنی کزنز کے لیے اگلی صبح ہم اسلام آباد پہنچے یہاں آکر مجھے بہت اچھا لگ رہا تھا میں اپنے ماموں لوگوں سے ملی اور بہت خوش تھی آج مہندی تھی ہر کوئی تیاریوں میں مصروف تھے۔
 میری کزن جس کی شادی تھی کہتی کہ دل تم تو بہت بڑی ہو گئی ہو اور سب سے بڑھ کر خوبصورت میں ہوئی کہ تم بھی کسی سے کم نہیں ہو پھر میرا کزن جو ہر وقت مذاق کرتا رہتا جیسے پیار سے شو کہتے۔

جولائی 2014

Digest.pk

سب کچھ کھودیا

جولائی 2014



Digest.pk

پکڑ لیا اور بولا میں گھبرا گئی کہنے لگا دل میں تم سے کچھ
کہنا چاہتا ہوں۔

میں تم سے پیار کرتا ہوں میں چونک گئی یہ میرا
نام کیسے جانتا ہے میرے ہاتھ پر پسنے آنے لگے گھبرا
نہیں میں تمہیں کچھ نہیں کہتا جب سے تمہیں دیکھا ہے
نہوں کو چمن آتا ہے نہ راتوں کو خیند آتی ہے پلیز میری
محبت کو مت ٹھکرانہ میں مر جاؤں گا۔

میں سوچ رہا تھا کہ تم سے اٹھارہ کروں دل تم
میرے من میں سا گئی ہو ساری رات خیند نہیں آتی میں
پتھر کی بنی اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

اچانک میرا کزن شوآ یا میں جلدی سے بھاگ
کر اپنی کزن کے پاس جا کر بیٹھ گئی وہ بولی دل کیا ہوا
تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نہ ہاں بس سر میں درد ہے
پھر میرے ذہن میں ساحل کی باتیں گھومنے لگیں
دیکھنے میں ساحل بھی بہت خوبصورت تھا میرے دل
میں بھی ساحل کے لیے جگہ بنتی جا رہی تھی۔

پھر میری کزن کو رخصت کیا گیا ہم ایک
دوسرے کو چود نظروں سے دیکھ لیتے پھر ساحل نے
ایک بچے کے ہاتھ ایک کاغذ کا ٹکڑا بھیجا میں نے کھول
کر دیکھا اس میں لکھا تھا آج رات دس بجے میں
چھت پر تمہارا انتظار کروں گا اگر تم نہ آئی تو میں خودکشی
کر لوں گا۔

میں یہ بڑھ کر پریشان ہو گئی اور سوچنے لگی کہ
اب کیا کروں اگر نہ گئی تو ساحل خودکشی کر لے گا پتہ
نہیں میں ساحل کے بارے میں اتنا کیوں سوچ رہی
تھی کب مجھے ساحل سے پیار ہو گیا تھا میں اپنے آپ
سے سوال کرنے لگی نہیں میں ایسا نہیں ہونے دوں گی
مجھے ساحل کے پاس جانا ہوگا جب میں نے ناختم دیکھا
تو رات کے دس بج چکے تھے میں جلدی سے اٹھی اور
سیڑھیوں کی جانب چلتے گئی اور چھت پر چلی گئی جب
وہاں گئی تو ساحل پہلے سے ہی میرا انتظار کر رہا تھا
ساحل جلدی سے میری طرف دیکھ کر بولا دل مجھے

وہ بھی میری خوبصورتی کی تعریف کر رہا تھا میں
مسکرا دی مہندی کی تقریب بھی برسوخوشی کا سماں تھا
سب لوگ تیار ہو کر ہال میں جا چکے تھے۔

میں ابھی کمرے میں تیار ہو رہی تھی کہ اچانک
میرا کزن شوآ یا اور بولا دل ابھی تم تیار نہیں ہو گئی ہو
جلدی آؤ سب لوگ تمہارا انتظار کر رہے ہیں اوکے بابا
آپ چلو میں ابھی تیار ہو کر آتی ہوں پھر میں نے ہلکا
لائٹ پنک ٹکڑا ڈریس پہنا اور ہلکی سی جیولری اور تیار
ہو کر بیڑھیوں سے نیچے اتر رہی تھی کہ سب کی نظریں
مجھ پر تھیں۔

میرا کزن میرے پاس آیا اور بولا کہ دل تم بہت
خوبصورت لگ رہی ہو ایسا لگتا ہے جیسے آسمان سے
بری اتر آئی ہو دل آج ضرور تم کسی کا دل ٹکا لو گی میں
ہنسی۔۔۔ ام۔۔۔ ہو۔۔۔ بس کرو۔ شو میں پھر اپنی کزن
کے پاس بیٹھ رہی۔

سب لوگ ڈانس کر رہے تھے اور میں بڑی
دلچسپی سے سب کو دیکھ رہی تھی میری کزن کو مہندی
لگائی سب کو کھانا کھلایا گیا۔

ایک اجنبی چہرہ مجھے بڑی غور سے دیکھ رہا
تھا میری جب بھی نظر پڑتی تو وہ لڑکا مجھے پہلے ہی دیکھ
رہا ہوتا اور مسکرا رہا ہوتا مجھے بہت غصہ آیا اور میں نے
اپنی کزن سے پوچھا کہ وہ لڑکا کون ہے وہ بولی کہ وہ
میرا کزن ہے ساحل ہے اپنے ماں باپ کا اکلوتا
وارث پھر رات گئے تک ٹنکشن ہوا اور تقریباً دو بجے
تک تقریب ختم ہوئی اور سب سونے کی تیاری کرنے
لگے میں اپنی کزن کے ساتھ سو گئی۔

اصلی صبح بارات آئی تھی صبح دس بجے بارات آئی
اور پھر وہی لڑکا کمرے میں آتا اور مسکرا کے چلا جاتا
ایک دم شور ہوا کہ بارات آگئی بارات آگئی سب لوگ
باراتوں کو دیکھ کہنے کے لیے گئے میں کمرے سے
باہر آئی تو اچانک وہی لڑکا سامنے آ گیا میں کمرے
میں اکیلے تھی جلدی سے کمرے میں آیا اور میرا بازو

جولائی 2014

Digest.pk

تمہارا انتظار کر رہا ہوں جلدی آؤ میں جلدی سے تیار ہوئی اور ساحل کی بتائی ہوئی جگہ پر پہنچ گئی۔

آج موسم بہت پیارا تھا ہر طرف بادل چھائے ہوئے تھے پھر زور کی بارش شروع ہو گئی ساحل نے میرا ہاتھ پکڑ کے کہا دل مجھے بارش بہت پسند ہے۔

کہو کالی گھٹاؤں سے ذرا جھوم کے پرے کسی کے چہرے پہ زلف نکھری اچھی لگتی ہے ابھی ہم باتیں کر رہے تھے ایک لڑکی آئی اور ساحل سے بولی ڈارلنگ آؤ ہارٹس انجوائے کریں پھر ساحل اس لڑکی کے ساتھ بارش میں نہانے لگے۔

مجھے بہت غصہ آیا اور میں بہت پریشان بھی ہوئی اور پھر میں گاڑی میں بیٹھی اور گھر چلی آئی کمرے میں لیٹ کر بہت روئی کہ ساحل نے ایک بار بھی نہ سوچا کہ دل کے دل پہ کیا گزرے گی میں ساری رات روئی رہی مگر بہت تیز بخار بھی ہو گیا تھا ممانی کمرے میں آئیں میرے ماتھے پہ ہاتھ لگا کر کہا کہ دل تمہیں تو بہت بخار ہے۔

میں نے کہا نہیں بس سر میں درد ہے صبح ساحل آیا اور کہنے لگا کہ دل تمہیں کل کیا ہو گیا تھا کیوں چلی آئی تھی گھر دل یاد تم اس لڑکی کی وجہ پریشان ہو یا روو میرے کالج کی لڑکی ہے اور تمہیں برداشت کرنا پڑے گا کیوں کہ میری بہت سی دوستیں ہیں اور پھر تم کہہ بھی سکتی تھی کہ ساحل میں تم سے پیار کرتی ہوں میرے علاوہ کوئی تم سے بات کرے میں نہیں چاہتی کہ تم کسی کے ساتھ کھو مووہ بولتا رہا میں اس کے آگے روئی رہی ساحل نے ایک بار بھی مجھے چپ نہ کروایا میں نے کہا ساحل میں تمہارا پیار ہوں پھر ساحل نے سوری کی میں نے بھی حاف کر دیا۔

پھر ہم گھومنے چلے گئے کیوں کہ میں ساحل سے پیار کرتی تھی میں اس سے غصہ کبھی نہ کر سکتی تھی۔ ہزاروں بھی روئے تو منائیں گے تجھے نگر دیکھ عبت میں شالہ کوئی دوسرا نہ ہو

یقین تھا تم ضرور آؤ گی میری محبت کا جواب محبت سے دو گی میں تمہارے بغیر اب نہیں رہ سکتا مجھے دل میں چھپا لو مجھے اپنے سے دور نہ کرنا ساحل بولتا رہا میں چپ چاپ سنی رہی۔

اس کی آنکھوں میں اپنے لیے پیار نظر آیا دل میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں پلیز دل میں تمہارے پیار میں پاگل ہو گیا ہوں پلیز دل تم بھی کچھ بولو نہ مجھے ساحل کی باتیں سن خوشی ہو رہی تھی کہ مجھے بھی کوئی سچے دل سے چاہنے والا ہے۔

پھر میں نے بھی ساحل سے اظہار محبت کر دیا ہم بہت خوش تھے پھر ہم نے ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھائیں ہمیشہ ایک ہونے کے وعدے کئے پھر ساحل نے میرے ہاتھوں پہ کس کی۔

اُف ہونرم ٹیوں کو میرے ہاتھوں کو چوم کر کہنا ہو گئی ضد پوری کوئی دیکھ نہ لے اب تو جانے دو پھر تقریباً رات دو بجے میں نے ساحل سے اجازت مانگی اور واپس کمرے میں لیٹ گئی بہت کوشش کی سونے کی لیکن نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی میں اپنے دل میں ساحل کے سینے سہانے لگی نا جانے کس پہر نیند نے مجھے اپنی آغوش میں لے لیا صبح ہوئی ناشتے کے بعد ممانی لوگوں سے اجازت مانگی ممانی بولی کہ آپ لوگ چلے جائیں دل کو یہاں ہی رہنے دیں ممانے کہا ٹھیک ہے بھابی مگر دل سے تو پوچھ لیں ممانی نے مجھ سے پوچھا مگر میری تو خوشی کی کوئی انتہا ہی نہیں تھی پھر ممانی لوگ چلے گئے۔

میں نے یہاں بہت انجوائے کیا ہر روز ساحل کے ساتھ گھومتی صبح شام باتیں کرتی اب ساحل کے بغیر میں ایک منٹ بھی نہیں رہ سکتی تھی میرے دل میں ساحل کے لئے بہت پیار تھا یہاں تک کہ کھانے پینے کا بھی ہوش نہ تھا راتوں کو نیند نہیں آتی تھی ٹھیک کہتے ہیں عشق اندھا ہوتا ہے میں بھی ساحل کے پیار میں پاگل ہو چکی تھی ساحل کی کال آئی بیلو میں پارک میں

اور ماما میں بہت تھکی ہوئی ہوں پھر میں اپنے کمرے میں آگئی اور پھر ساحل کو کال ملائی۔

ہیلو کیسے ہو ساحل۔ جی میں ٹھیک ہوں تم ریلوے اسٹیشن چھوڑنے کیوں نہیں آئے تھے۔ وہ تھوڑا سا کام تھا اس لیے نہیں آئے۔ کاتھا پھر ہم ساری رات باتیں کرتے رہے اسی طرح ہماری بات فون پہ ہو جاتی تھی۔

میں ساحل کے عشق میں اس حد تک چلی گئی تھی کہ واپس آنے کا کوئی راستہ نہ تھا دن رات ساحل کے پیار میں سو جاتی رہتی کھانے پینے کا بھی ہوش نہ رہتا میں ہر روز ساحل سے کہتی کہ جلیز ساحل تم اپنے گھر والوں کو بھیجو پر وہ کہہ کر نال دیتا کہ ابھی بہت ناگم پڑا ہے اور دل بھی میں نے پڑھنا ہے ساحل بہت بدل گیا تھا اور میرا بچہ ہائی میں دل نہیں لگتا تھا۔

ہر لحظہ میں تیرا کس بسا ہے
اک چاند سا چہرہ مجھے پڑھنے نہیں دیتا
ماما نے مجھے لڑا اس دیکھ کر کئی بار پوچھا کہ بٹی کیا بات ہے کیوں چپ رہتی ہو میں ادھر ادھر کی باتیں کر کے نال دیتی تھی۔

اب ساحل کی بہت کم کال آتی تھی ہر وقت نمبر دیننگ پر ہوتا میں پوچھتی تو کہتا کہ دوست کی کال تھی پھر چھوٹی چھوٹی باتوں پر مجھ سے جھگڑتا ہماری محبت کو تین سال ہو گئے تھے مگر اس کے گھر والے نہیں آئے تھے بلکہ ساحل مجھ سے بات بھی بہت کم کرتا تھا۔

ایک دن ہمارے گھر میری شادی کی بات چلی شادی میرے تایا کے بیٹا احسن سے کرنا چاہتے تھے میں بہت زیادہ پریشان تھی پھر میں نے ساحل کو بتایا مگر اس نے سنی ان سنی کر دی شاید اتنے مجھ سے محبت نہیں تھی۔

پھر ایک دن ساحل کی کال آئی کہتا کہ میں نے گھر والوں سے بات کی ہے مگر وہ نہیں مان رہے اور ساتھ ہی کال بند کر دی اور پھر میں بہت روئی پھر ماما

پھر ہم سارا دن گھومتے رہے رات کے کھانے کے بعد ساحل نے اجازت مانگی تو ممانی بولیں ساحل بیٹا دیکھ رات بہت ہو گئی ہے تم آج ادھر ہی رہ جاؤ ساحل ٹھہر گیا رات گئے تک ہم باتیں کرتے رہے پھر ممانی جان اپنے کمرے میں سونے کے لیے چلی گئیں اور شو بھائی بھی اپنے کمرے میں چلا گیا میں بھی اپنے کمرے میں چلی آئی۔

میں کمرے میں آئی ہی تھی کہ ساحل بھی میرے پیچھے ہی چلا آیا اور کہنے لگا مجھے بھی اپنے کمرے میں سونے کی اجازت دے دو میرے لاکھنچ کرنے پر بھی وہ نہ گیا پتہ نہیں اس کے ذہن میں کیا شیطان آگیا تھا آج ہم ایک چھت کے نیچے ایک بی بستر پر ساری رات نہ ساحل خود سو یا نہ ہی مجھے سونے دیا۔

آخر ہم چار کی ساری حدیں پار کر گئے صبح ہوئی تو میں کسی سے آگاہیں نہیں ملا رہی تھی پھر میں ساحل سے کہا کہ ساحل اب ہم ایک دوسرے کے بہت ہی قریب ہو چکے ہیں تم ایسا کرو اپنے گھر والوں کو میرے گھر رشتہ لینے بھیجو ساحل بولا کہ ٹھیک ہے پھر میری چھٹیا کسم ہو گئیں اور میں نے کل واپس جانا تھا میں نے ساحل کو بھی بتایا لیکن اس کے آج تیور بدلے لگ رہے تھے۔

میں ساحل سے دور نہیں جانا چاہتی تھی مگر ساحل کو کوئی پرواہ نہ تھی نہ جانے ساحل ایسا رویہ کیوں کر رہا تھا میں نے ساحل سے کہا کہ مجھے روکو گے نہیں تو کہتا نہیں یا رشتہیں جانا ہو گا اور دیکھنا میں کتنی جلدی تمہیں دلہن بنا کولاؤں گا۔

میرنا آئیں آنکھیں تو اک بات کہوں جان
اب تم سے بچھڑنے کا امکان بہت ہے
پھر وہ دن بھی آگیا جب مجھے ساحل سے دور جانا پڑا سب لوگ مجھے اسٹیشن پہ بیٹھانے آئے تھے مگر ساحل نہ آیا بہت میسر ہوئے مگر اس کا کوئی بھی جواب نہیں آیا پھر میں لاہور آگئی ماما۔ پاپا سے ملی کھانا کھایا

جولائی 2014

Digest.pk

سب کچھ ٹھوڑا

ہوں ہاں ساحل میں تیار ہوں پھر میں اٹھ کر اپنے ماما۔ پاپا کے کمرے میں آئی جو بہت گہری نیند سوئے ہوئے تھے میں ان کو دیکھ کر بہت روتی اور پھر میں گھر سے باہر نکل آئی اور ساحل کے پاس آئی اگلی صبح ہم اسلام آباد پہنچ گئے۔

ہم نے ایک ہوٹل میں ناشتہ کیا اور تھوڑی دیر بعد ہم ساحل کے گھر پہنچ گئے جب گھر داخل ہوئے تو اس کے گھر والوں نے مجھے دیکھ کر اس سے بولے کہ ساحل لے جاؤ اسے جو اپنے ماں باپ کی تدبیر سکی وہ تمہاری کیا بنے گی اگر تم اسے نہیں چھوڑ سکتے تو تمہاری آنے والی سسل بھی ایسے ہی کرے گی ہم تمہیں اپنی جائیداد کے الگ کر دیں گے اور تم ہمارا مراہوامت دیکھو گے ساحل کو اور مجھے دھکے دے کر باہر نکال دیا میں روتی رہی۔

ساحل مجھے لے کر ایک کرائے کے مکان میں آگیا ہمیں ایک ہفتہ ہو گیا تھا مگر میں ساحل کے ساتھ بغیر نکاح کے رہ رہی تھی اور پھر ساحل بھی مجھ سے لھک طرح سے بات نہیں کرتا تھا پھر ایک دن ساحل باہر کچھ سامان لینے گیا ایک لڑکی آئی اس کے ہاتھ میں لفافہ تھا دل یہ آپ کے نام ہے۔

جی میرے نام ہاں ساحل بھائی نے بھیجا ہے لیکن ساحل تو ابھی باہر گیا ہے لڑکی لفافہ دے کر چلی گئی میں نے اسے کھولا تو ایک لیٹر نکلا میں نے اسے پڑھنا شروع کیا جس پر لکھا تھا۔

ہیلو دل مجھے معاف کر دینا میں نے تیرا دل توڑا ہے میں تمہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر جا رہا ہوں دل میں اپنے والدین کو نہیں چھوڑ سکتا میں ہی تو ان کا سہارا ہوں ابھی بھی کچھ نہیں بگڑا تم اپنے گھر واپس لوٹ جاؤ اور اگر ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا آپ کا بھرم ساحل۔

میں یہ سب پڑھ کر بہت روتی اپنے آپ کو مارنے لگی نہیں ساحل نہیں تمہارے ساتھ نہیں کر

نے مجھے روتے ہوئے دیکھ لیا تھا میں نے ماما سے کچھ نہ چھپا سکی ماما کو سب کچھ بتایا ماما بولیں کہ بیٹی دل اگر ساحل کے گھر والے آئیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے میں بہت خوش ہوئی۔

میں نے ساحل سے بات اور کہا کہ میرے گھر والے مان گئے ہیں لیکن آج ساحل مجھ سے وہ کہہ گیا جو میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی اس نے کہا ساحل جہاں تمہارے گھر والے نہیں وہاں رشتہ کر لو میں تم سے شادی نہیں کر سکتا میں یہ سن کر رونے لگی کہ پھر کیوں مجھے اپنے قریب کیا تھا جب دھوکہ دینا تھا کیا تمہیں مجھ سے پیار نہیں ہے کیوں میری زندگی برباد کر کے رکھ دی ہے لیکن ساحل فون بند کر چکا تھا۔

میں روتی رہی پھر کافی دن ساحل کا فون نہ آیا پھر میرے والدین نے میرا رشتہ تہہ کر دیا میری منگنی کر دی میں ساحل سے کہتی کہ ساحل پلیز مجھے مت چھوڑو میں تیرے بغیر مر جاؤں گی پھر ایک رات ایسی بھی آئی کہ جو مجھ سے میری ساری خوشیاں چھین کر لے گئی ساحل کی کال آئی اور کہا کہ دل میں آج رات بارہ بجے تمہیں لینے آؤں گا ہم کورٹ میرج کر لیں گے میں نے کہا کہ ایسے کیسے ہو سکتا ہے۔

دیکھو دل اگر تم نہ آئی تو میں کو کشتی کر لوں گا اور اگلی صبح تم میرا مراہوامت دیکھو گی اپنے گھر کے سامنے اور ساتھ ہی کال بند کر دی۔

میں یہ سن کر رونے لگی اسے خدا تم نے مجھے کس مشکل میں ڈال دیا ہے یا مجھے کس بات کی سزا مل رہی ہے میں کیا کروں کہاں جاؤں ایک طرف میرے ماں باپ ہیں اور دوسری طرف میرا پیار میں اپنے والدین کو بھی نہیں چھوڑ سکتی اور ساحل کے بغیر بھی نہیں رہ سکتی بہت سوچنے کے بعد میں نے ساحل کے ساتھ جانے کا فیصلہ کر لیا رات بارہ بجے ساحل کی کال آئی ہیلو دل تیار ہو گیا۔

میں تمہارے گھر کے سامنے تمہارا انتظار کر رہا

والدین سے معافی مانگ لینا وہ ضرور تمہیں معاف کر دیں گے پھر ساری رات میری روتے ہوئے گزر گئی صبح ہوئی تو باباجی نے مجھے اسٹیشن سے نکلنے کے لئے کہا اٹھایا اور واپس چلے گئے میں سارے راستے سوچتی رہی کہ پتہ نہیں میرے والدین مجھے معاف کر دیں گے یا نہیں جب میں گھر کی طرف بڑھی تو میرے محلے کے لوگ میرے گھر کے پاس جمع تھے اور رونے کی آوازیں آرہی تھیں۔

میں نے جلدی سے سب سے پوچھا کہ کیا ہوا ہے جب میں اندر گئی تو کفن میں چھپے چہرے ایک سے کپڑا اٹھایا تو میرے پاپا تھے دوسرے سے اٹھایا تو میری ماما تھیں۔

میں کبھی ماما کا چہرہ چوتھی ہوں اور کبھی پاپا کا میں زور زور سے چیخ رہی تھی میں تو پاگل ہو گئی تھی ماما پلیز مجھے معاف کر دیں پاپا مجھے اکیلا چھوڑ کر مت جائیں مجھے اتنی بڑی سزا نہ دیں پاپا اٹھو آپ کے بغیر میرا کوئی نہیں ہے آپ کی انکولی لاڈلی بیٹی آپ کے پاس ہمیشہ کے لیے آگئی ہے آنکھیں کھولیں اے اللہ یہ میرے ساتھ کیا ہو گیا ہے ماما۔ پاپا آپ لوگ میری آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتے تھے آج میں رو رہی ہوں مجھے گلے سے لگا میں بہت ٹوٹ چکی ہوں پاپا جس کے لیے میں آپ لوگوں کو چھوڑ کر گئی تھی اس نے میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے میں کبھی ماما کے منہ چومتی اور کبھی پاپا کے ہر پاپا مجھے کس کے سہارے چھوڑ کر جا رہے ہیں آپ پھر میرے ماما۔ پاپا مجھ سے ہمیشہ کے لیے دور چلے گئے۔

اور لوگ انہیں منوں منی کے نیچے دبا کر آگئے میں روتی رہی سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے میں گھر میں اکیلی رہ گئی۔

پھر میرے تایا جان نے میرا رشتہ اپنے بیٹے اسد کے لیے لے لیا اور شادی ہو گئی میں اسد کا بہت خیال رکھتی اسد بھی مجھے پیارا تھا لیکن میری ساس

سکتے تھے مجھے اکیلا چھوڑ کر نہیں جاسکتے ساحل میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی تم نے میرے ارمانوں کا گلا گھونٹ دیا تم میری خواہشوں کے قاتل ہو تم نے میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے اگر تمہیں مجھ سے محبت تھی تو کیوں مجھے گھر سے قدم اٹھانے پر مجبور کیا کس منہ سے واپس جاؤں گی میں بھی تو اپنا گھر بار والدین سب کچھ چھوڑ کر آئی تھی تم بے وفا ہو تم نے ساتھ بیٹھنے مرنے کی قسمیں کھائیں تمہیں کہاں گیا تیرا وہ پیارا تم صرف میرے جسم کے پیاسے تھے تم مطلبی تھے کاش میں تم پہ اتنا اعتبار نہ کر لی کاش میں اپنے گھر سے یہ قدم نہ اٹھاتی۔

میں روتی چلائی اس گھر سے باہر نکل آئی میری تو دنیا اجڑ چکی تھی ایسے بڑے شیر کی سڑکوں پہ آگئی بھوک سے نڈھال تھی کرتی اور بھی خود کو سنبھالتی پاگلوں جیسا حال ہو گیا تھا بال بکھرے ہوئے تھے اور ایک جگہ فٹ پاتھ پہ آکر بیٹھ گئی مجھے میرے والدین بہت یاد آ رہے تھے میں مسلسل رونے جاری تھی دبیر کی سخت سردی سے جان نکل رہی رہی تھی پیروں میں جوتا بھی نہ تھا میں نے خود کشی کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا اور دریا کے کنارے کھڑی ہو گئی۔

میں جیسے ہی دریا میں چلا تک لگانے لگی ایک بابا نے چھپے سے میرا ہاتھ پکڑ لیا بیٹا یہ کیا کر رہی ہو بابا چھوڑ دو مجھے جانے دو مرنے دو مجھے ایسی زندگی سے تو مرنا ہی اچھا ہے میں رونے جا رہی تھی کہ بابا نے میرے سر پہ ہاتھ رکھا اور کہا چلو میرے ساتھ میرے گھر بابا نے مجھے اپنے بارے میں بتایا میں اس کے ساتھ چلی گئی اس نے کہا تادیا پھر میں نے بابا کو اپنی داستان سنائی اور گڑ گڑا کہ روتی بابا اس دنیا میں کوئی کسی کا نہیں ہے۔

بزرگ بابا نے میرے سر پہ ہاتھ رکھا اور مجھے واپس گھر جانے کو کہا نہیں بابا مجھ میں گھر کیسے جاؤں اپنے والدین کو کیا منہ دکھاؤں گی نہیں بیٹا اپنے

قارئین یہ قسمی دل کی کہانی کیسی لگی آپ کو اپنی رائے سے ضرور نوازے گا۔

آخر میں قارئین کے لیے جوڑ کیا اپنے گھر سے غلط قدم اٹھاتی ہیں ان کو میرا پیغام ہے کہ خدا را ایسا نہ کریں کہیں وہ نہ ہو کہ محسوم دل کی طرح روتی رہے اور اپنے والدین کے مقدس رشتے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کھودیں۔

آخر میں جواب عرض کی پوری نیم کو سلام انشاء اللہ آئندہ بھی اک نئی کاوش کے ساتھ حاضر ہوں گی آپ کی دعاؤں کی طلبگار۔

پچھڑ کے مجھ سے میرے حبیب راتھ جانا تو لوٹ آنا

ان وادیوں کی پہاڑ راتیں نہ کاٹ پانا تو لوٹ آنا

کون منائے گا تجھے اس پرانے دیس میں میرے سوا

یونہی کسی سے لڑائی جھگڑے میں روٹھ جانا تو لوٹ آنا

کبھی دل کی گہرائیوں سے چاہ کر تو دیکھو تیرے رستے کی دھول نہ بن جائیں تو کہنا

اس وقت کی دلیر پہ سونا کے نصیب
اس سکتے کے عالم میں رونا کے نصیب
انجم دل آئینوں کی طرح ٹوٹ جاتے ہیں
تینہ کو آنکھوں میں سونا کے نصیب
محمد خان انجم

جہیں ہر وقت وہ گزرا زمانہ یاد آئے گا
نہ ہوں گے ہم تو ہنسنا ہنسنا یاد آئے گا
ہمانے جب کرے گا کوئی تم سے بچ نہ ملے کے
نہیں، اک اک اپنا ہاتھ آئے گا

میرے ساتھ بہت برا سلوک کرتی مجھے ہر چھوٹی چھوٹی باتوں پر طعنے دیتی مجھ سے لو کرائی جیسا سلوک کرتی سارا دن کام کرواتی سب کا بچا ہوا کھانا رات کو دیتی میں یہ ظلم برداشت کر لیتی ہوں کبھی اسد سے گلے نہیں کیا میں ہر روز اپنے والدین کی تصویر کو دیکھ کر روتی رہتی ہوں کیوں کہ میرے پاس ساحل کی بے وفائی ہے دن رات ستاتی ہے جس انسان کے لیے میں نے اپنا آپ جاہ کیا اپنے والدین کو چھوڑا اس نے مجھے دھوکہ دیا آج سوچتی ہوں کہ کاش مجھے ساحل سے پیار نہ ہوتا میں اس کے لیے اپنے گھر سے یہ قدم نہ اٹھاتی جب یہ سوچتی ہوں تو آنسوؤں موتیوں کی شکل میں گرتے ہیں کاش میں اپنے آنے والے وقت کے بارے میں سوچ لیتی۔

آج پورے دو سال ہو گئے ہیں مجھے ساس اور ند کے طعنے سنتے ہوئے میرے لیے دعا کریں کہ خدا میری خوشیاں مجھے نصیب کرے۔

(۱) اے عشق تو نے تو رولا کے دکھ دیا
پوچھ میرے بچپن سے کتنی لاڈلی تھی میں۔

(۲) ہوا تو مجھے بھی کچھ نہیں

تھوڑے سے ارمان ٹوٹے ہیں

تھوڑے سے خواب بکھرے ہیں

تھوڑے سے لوگ پچھڑے ہیں

ہوا تو مجھے کچھ نہیں

تھوڑی سی نیندیں اڑ گئی ہیں

تھوڑی سی خوشیاں چھن گئی ہیں

تھوڑا سا بچپن گنوا یا ہے

ہوا تو مجھے کچھ نہیں

بس اپنا آپ گنوا یا ہے

آنکھوں کو پرنا سکھایا ہے

محبت کا سل پایا ہے

ہوا تو مجھے کچھ نہیں

کسی اپنے نے رولا یا ہے

زہر

تحریر: محمد خان انجم۔ 0347.6373135

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین میں ایک ایسی داستان آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں جیسے پڑھ کر آپ کی روح تک کانپ جائے گی ایک سچے حقیقت کہانی جس کا نام میں نے۔ زہر۔ رکھا ہے۔ امید ہے سب کے دل میں اتر جائے گی اور اس پر عمل کر ایسی برائیاں جن سے ہماری نوجوان نسل کی زندگی تباہ و برباد ہو رہی ہے ان کو روک لیا اور ان کو ایک نئی زندگی دیتا کہ وہ بھی اس دنیائے دنیا میں اپنی اچھائی پیش کر سکیں
ادارہ جواب عرض کی جاسی کہ نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔

اپنے پیاروں کا دکھ اپنے سینے میں دفن کر کے خود بھی مٹی کی آغوش میں ہمیشہ کے لیے دفن ہو گئے۔

ہے کوئی میرے سوالوں کا جواب دینے والا
خدا را مجھے بتائیے یہ زہر کس انسان سوچ کر تخلیق کر دیا
ہے۔ جواب عرض کے اوراق کو بغور مطالعہ کرنے والوں کروڑوں قارئین میں سے کون بولے گا کوئی نہیں کوئی نہیں مجھے اس قاتل زہر کا سوراخ چاہئے یہ زہر کدھر سے آتا ہے کیوں آتا ہے کیسے آتا ہے ہمارے قائد کے خیالوں کی رنگوں میں کون یہ زہر اتارتا ہے اور کیوں اتارتا ہے۔

کچھ تو بولو یا رو کچھ تو کہو چند ماہ پہلے اپنے گاؤں سے کسی کام کے سلسلے میں لدھے والے پاپور جانا پڑا اکثر ہی شہر کا چکر لگتا تھا میرا چونکہ الیکٹرونکس کا کام ہے سامان وغیرہ لینے کیلئے دوسرے تیسرے دن شہر جانا پڑتا ہے مجھے اس دن میرا مطلوب سامان دینا پاپور سے منسلک میں نے کوچ کے ذریعے اوکاڑہ شہر روانہ ہو گیا کیوں کہ وہ ہمارا ضلع ہے اور کافی بڑا ہے مین ملتان دروازہ اب واقع کافی ترقی کر چکا تھا۔

کو انسانی ڈھانچے میں ریڑ کی ہڈی کی تخلیق حیثیت حاصل ہے۔

دنیا کی پیڑائز ہو گئی ہے لیکن ریوٹ انسان کے ہاتھ میں ہی ہے۔
ضرورت ایجاد اور تخلیق کی ماں ہے تو واقع ہی ہے لیکن بعض ضرورتیں ہم نے ایسی مرتب کر ڈالی ہیں جو اس چار دن کی زندگی کو چار لکھوں میں تبدیل کر دیتی ہیں انسان خود رب کائنات کی اہول افضل و اعلیٰ اور پاکیزہ تخلیق ہے۔

مگر انسوس صدا انسوس آج کا انسان بے راہ روی کا اتنا گردیدہ و چکا ہے کہ ہم ایسے سوچ بھی نہیں سکتے کہ ہم ایک مہذب معاشرے کا قیام بھی عمل میں لائیں گے انسانی خون کا ایک قطرہ کروڑوں اربوں روپے سے بھی بالاتر ہے لیکن واہ رے انسان تم نے اس خون میں وہ زہر اندھیل دیا ہے جس نے اس خون کا ہر کوڑی کے بھاؤ سے بھی کم تر کر ڈالا ہے اے اشرف المخلوقات میرا قلم رد و کرتم سے سوال کر رہا ہے میری تم آنکھیں لٹاؤں کے تخت جگر دیکھ رہی ہے جو

جولائی 2014

Digest.pk

زہر



Digest.pk

ہیں اب تو اہا انہیں بھی بازار میں بھیک مانگنے بھیجے لگا ہے اس کو پتے ہوئے پندرہ سال ہو گئے ہیں اب وہ چل پھر نہیں سکتا اس لیے وہ گھر میں ہی رہتا ہے۔

کیا تم یہ نہ ہر چھوڑ نہیں سکتے۔ نہیں باؤ جی اب تو ایک گھنٹہ پڑی نہ ملے تو بدن وقتا ہے کیا تم کو اپنی چھوٹی بہنوں کا بھی ذرا خیال نہیں آتا جب وہ بڑی ہوگی تو ان کا مستقبل کیا ہوگا آج کل لوگ قابل بھروسہ نہیں رہے کیا تمہاری غیرت گوارہ کر لے گی جب وہ بچیاں جوان ہو کر مانگیں گی۔

باؤ جی یہ بھی پتہ ہے لیکن اس حادثہ نے مجھے بالکل ناکارہ کر دیا ہے اب میں کوئی اور کام نہیں کر سکتا اچھا تم ایسا کرو مجھے اپنے باپ کے پاس لے چلو میں اسے کہوں گا کہ جاکو کو کوئی کام سیکھنے دو میں تمہارا علاج بھی کرواؤں گا تم بالکل ٹھیک ہو جاؤ گے اور یہ نہ ہر بھی پینا چھوڑ دو گے۔ ماں بابا۔ ماں۔ بابا مجھے بہت مارے گا اور تم کو بھی برا بھلا کہے گا۔

نہیں جکو یا مجھے تم اپنے گھر لے چلو تمہارا ابا کچھ بھی نہیں کہے گا میں اس کو سنجال لوں گا وہ خوف زدہ ہوا لیکن میں نے کہا یہ دیکھو میں پاس کتنے ہزاروں روپے کے نوٹ ہیں میں سب تمہارے ابا کو دوں گا۔

میں نے لالچ دیا تا کہ وہ کھل کر پاؤڈر خریدے اور جی بھر کے چیتا رہے اور تم کو میں اپنے ساتھ لے جاؤں گا اتنے پکڑے لے کر دوں گا اور یہی اپنے والا الیکٹرونکس کا کام بھی سکھاؤں گا پیسوں کے لالچ میں آ کر وہ مجھے اپنے گھر لے جانے پر رضامند ہو گیا بس شاپ سے نہر کا پل تقریباً دو کلو میٹر تھا میں نے اسے آٹو رسکس میں بٹھایا تو لوگ مجھے عجیب و غریب نظروں سے دیکھنے لگے۔

لیکن میں کسی کی بھی پروا نہ کئے بغیر جکو کے گھر کی طرف بڑھ رہا تھا ہم نے ریلوے لائن کا پھاٹک کر اس کیا تو لائن کے ساتھ ساتھ چلتے گئے تھیں ڈی دور

بیس لاکھ روپے پر ہمارا سامان با آسانی مل جاتا ہے سردی شدیدی میں اوکاڑہ شاپ پر اترا رکش میں بیٹھنے ہی والا تھا کہ ایک تقریباً پچیس سالہ جوان انہی پر چلتے ہوئے میرے سامنے آ کر روکا۔

اللہ کے نام پر دے جا بابو۔ اللہ تیرے سارے کام آسان کر دے گا میں نے سر سے لیکر پاؤں تک اس کا بخور جائزہ لیا اس کے باقی جسم کی نسبت اس کے ہونٹوں کا رنگ عجیب تھا جیسے پھلہری کے نشان ہوتے ہیں ابھی وہ ہاتھ پھیلائے کھڑا تھا کہ قریب سے ایک اور لڑکا گزرا اور اپنی آواز میں بولا باؤ جی یہ پیتا ہے اس کو کچھ مت دیجئے گا۔

کیا پیتا ہے۔ میں نے اس سے سوال کر ڈالا باؤ جی پاؤڈر باؤ جی بیرون اور اب تو یہ شیشہ بھی پینے لگا ہے مجھے قدر غصہ بھی آیا لیکن میں نے بڑے حوصلے کیساتھ اس مانگنے والے کو ایک سائیڈ پر بلایا اس سے کچھ پوچھا شروع کر دیا۔

تمہارا نام کیا ہے۔ وہ حیرت سے مجھے دیکھے جا رہا تھا اپنا نام بتاؤ شاباش میں تم کو بہت سارے پیسے دوں گا اچانک اس کے لبوں نے حرکت کی۔ جاکو۔ یہ کیا نام ہوا پورا نام بتاؤ۔ جکیر۔ یعنی جہانگیر ادھر شہر میں ہی رہتے ہو۔ ہاں۔۔۔ کون سی جگہ گھر ہے تمہارا۔ وہ نہر والی پل ہے ماں ادھر ہی رہتا ہوں کیوں پتے ہو یہ نہ ہر۔ باؤ جی یاروں بطیموں دوستوں نے لگا دیا تھا۔ کتنے بہن بھالی ہو۔ ماں باپ کیا کرتے ہیں وہ جی ماں تو مرچکی سے اور میں اکیلا ہی ہوں چھوٹی چار بہنیں ہیں اور باپ بھی چیتا ہے میں سارا دن مانگتا ہوں کوئی دس روپے دیتا ہے کوئی پانچ اور کوئی زیادہ بھی دیتا ہے۔

جب کھانے کا ٹائم ہوتا ہے قلف ہوٹلوں سے بچا کچا کھانا لے جاتا ہوں وہی کھا لیتے ہیں۔ اور تمہاری بہنیں کیا کرتی ہیں جی وہ ابھی چھوٹی ہیں ایک بارہ سال کی ہے اور کوئی آٹھ سات اور پانچ سال کی

فروخت کرنا پڑے۔ بابا جی یہ تو ظلم ہے ان کا کیا قصور
اگر ان کو خیرات وغیرہ نہیں ملی تو یہ لو ہزار کالوٹ اور
جکو جا کر ہوٹل سے کھانا لے کر آؤ اور میں نے آگے
بڑھ کر دونوں بچیوں کے سر پر پیار دیا تو وہ دونوں
دھاڑیں مار مار کر رونے لگیں۔

بنت حوا کی یہ دو بھئی کو نہیں مجھے اپنی بہنوں جیسی
لگ رہی تھیں نا جانے دوسری دونوں کہاں تھیں۔

وقت کے بہتے ہوئے ظالم دھارے نے انہیں
ماں کی ممتا سے پہلے ہی دور کر دیا تھا ورنہ شاید آج ان
کا یہ حال نہ ہوتا بڑی بڑی روم فرسٹا دستائیں جنم
لیتی ہیں دیکھی بھی اور ان کو ظلم بند بھی کیا لیکن آج مجھے
یوں لگ رہا تھا کہ جیسے میں بھی جکو اور ان دونوں
بچیوں کا قوی مجرم ہوں ہم تو اس قوم کے ہیرو تھے
ہماری رگوں میں بھی نسل آدم کا لہو تھا مگر آج ہم خود ہی
اپنے ہاتھوں سے اس خون میں یہ زہر مار رہے ہیں
کہیں بڑیوں کی صورت تو کہیں انجکشن میں ڈال کر
اپنی رگوں میں پیوست کر رہے ہیں۔

کیوں آخر کیوں۔ میری آنکھیں پر سنے لگیں
نجانے کتنی ہی دیر میں وہاں کھڑا اپنے منیر کو ملامت
کرتا رہا چانک مجھے جکو نے آواز دی کہ باؤ جی آ جاؤ
آپ بھی کھانا کھا لو وہ شاید آج کتنے دنوں بعد کتنے
سائوں بعد ایسا کھانا دیکھ رہا تھا۔

نہیں یاد جکو تم لوگ کھا لو تمہیں سخت بھوک لگی
ہوئی ہے اور اپنی بہنوں کو بھی اور اپنے باپ کو بھی دو۔

اے رزاق اپنے رزق کی تقسیم دیکھ لے
تھپک کے اس نے لال کو بھوک سلا دیا

وہ بوڑھا مجھے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا
تھا اچانک بولا چل اوسے بابو اپنی راہ پکڑ۔ ان کو
ہزاروں کے ٹوٹ نہ دکھا ورنہ یہ دھند انہیں کریں گے تو
کتنے ہزار ہم کو دے سکتا ہے۔

بابا جی تم سب لوگ میرے ساتھ چلو میں تم
سب کا خرچہ اٹھاؤں گا میرے پاس اتنا کھانا ہے سب کچھ

مجھے ایک جھونپڑی سی نظر آئی جس طرح عام خانہ
بدوش کی رہائش ہوتی ہے ہم دونو چلتے چلتے جھونپڑی
کے پاس پہنچ چکے تھے۔

جسپ میں نے اس جھونپڑی کا جائزہ لیا تو اندر
ایک یورھا تھیں جو بڈیوں کا ڈھانچا زیادہ اور انسان کم
نظر آتا تھا مجھے کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگا
اس کے ہونٹ بھی جکو کی طرح تھے شاید یہ زہر ہی ایسا
ہے اس نے بڑی مشکل سے لبوں کو حرکت دی جکو یہ
باؤ کون ہے اور ادھر کس طرح آیا ہے۔

اسلام علیکم بابا جی۔۔۔ والیکم اسلام۔ کون ہے تو
میں جکو کا دوست ہوں دوست۔ ہاں دوست۔ کیا تو
بھی پتا ہے۔ نہیں۔۔۔ پھر ادھر کیا لینے آیا ہے۔ میں
اسے پہچانا چاہتا ہوں بابا جی۔ ناں۔۔۔ ناں۔۔۔ ناں
۔۔۔ باؤ جی اسے اور مجھے ایک گھنٹہ پڑی نہ ملے تو ہم
ٹوٹ ٹوٹ کر مر جائیں گے جا تو اپنا راستہ پاپ۔ اور
اسے دھندہ کرنے دے جا۔۔۔ جا۔۔۔ جاتے ہیں
دو بچیاں بھی اسی جھونپڑی میں آگئیں ننگے پاؤں مٹی
سے کندے اچھے بال اور کسی سے مانگ کر زیب تن
کیے ہوئے کپڑے جو ان کے جسم کو آدھا ڈھانپ
رہے تھے۔

اہل دل اور اہل قلم ان بچیوں کی حالت دیکھ کر
ٹوٹ تو جائیں گے مگر ان کا باپ کسی وحشی دہندے کی
طرح ان کو ڈانٹنے لگا حرام زادو پوتا آج پھر خالی ہاتھ
آگئیں تو کیا سارا شہر آج بھوک ہی سو گیا تھا جو
تمہارے ہاتھ کچھ نہیں آیا۔

دونوں بچیاں ڈر اور خوف کے باعث سہم گئیں
ان کی آواز نہیں نکل رہی تھی اتنی شدید سردی میں
ٹھنڈی دونوں بچیاں ظالم باپ کے انسانیت سوز
رویے صرف رونے لگیں میرے اندر کے انسان نے
مجھے سر۔۔۔ پاؤں تک پہنچوڑ کر رکھ دیا تھا میرا دل چاہتا
تھا کہ جکو کو بھی اور ان ننھی بچیوں کو بھی اس سنگدل
انسان سے خرید کر لے جاؤں چاہے مجھے اپنا آپ بھی

اب مان جائے گا بالانکہ اس دن مجھے کوئی اور کام نہیں تھا صرف ان لوگوں کی خاطر آسمان کھل جا رہا تھا جب میں رکشے سے ٹھہر کے پاس اترا تو پیدل ہی گیسے کی طرف جانے لگا میری نظر دور دور تک گئی لیکن مجھے خیمہ نظر نہ آیا میں شدید پریشانی کے عالم میں اس مسئلہ پر پہنچا لیکن وہاں خیمے کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔

تھوڑا آگے چلا تو دوڑ کے کوڑے کے ڈھیر سے کچرا چن رہے تھے ان سے پوچھا کہ کچھ دن پہلے یہاں ایک خیمہ تھا ان لوگوں کا کچھ پتہ ہے وہ کدھر گئے ہیں۔

باؤجی وہ جو جگو کو خیمہ تھا۔ اس کی بات کر رہے ہو۔ ہاں ہاں وہی جگو جگو کا خیمہ باؤجی آج سے دس دن پہلے جگو کا باپ زیادہ پینے کی وجہ سے مر گیا تھا اس کے بعد جگو اور اس کی بہنوں کا کچھ پتہ نہیں کہ وہ لوگ کدھر ہیں۔

اومانی گارڈ۔ میرے سارے خواب نوٹ گئے پھر میں نے سارا دن پورے اوکاڑہ شہر کی خاک چھان ماری مگر مجھے جگو نہ مل سکا شام کو ماپوس اپنے گاؤں لوٹ آیا ایک بار پھر میری اور نصیر کی جنگ شروع ہو گئی کبھی سوچتا میں مزید اس کے باپ کی منت سماجت کر لیتا اس دن تو اس کی جو زندگی تھی وہی تھی جگو اور ان معصوم بچیوں کا تو کچھ بن جاتا۔

اب جگو کا پتہ نہیں کیا حال ہوگا سوچتا اگر اس دن میں اسے اپنا ایڈریس دے آتا تو ہو سکتا تھا جگو باپ مرنے کے بعد سیدھا میرے پاس آ جاتا بہر حال اب کیا ہو سکتا تھا میں نے تو اپنا فرض نبھانے کی ہر ممکن کوشش کی مگر ان کی لوگوں کی قسمت۔ شہر شہر جا کر جگو کو تلاش کرتا رہا کہ کبھی نہ کبھی نہیں تو ضرور ملے گا مجھے فسوس اس بات کا ہے کہ ہم کب بدلیں گے کیوں کہ خدا بھی اس قوم کی حالت بدلتا ہے جو قوم اپنی تقدیر خود بدلتا چاہتی ہے۔

خدا بھی اس قوم کی حالت کو نہیں بدلتا۔

میں جگو کو اپنا شمار کرو بناؤں گا بلکہ اپنا چھوٹا بھائی بنا کر رکھوں گا لیکن ان معصوم کلیوں کو مست ردلو جو ان جہان جگو ابھی تو یہ سب چھوڑ دے گا لیکن پانچ دس سال اور پیتا رہا تو تمہاری طرح یہ بھی چار پانی پر بیٹھ جائے گا آج اس کے سدھرنے کے دن ابھی باقی ہیں میں اسے عزت دوں گا نام دوں گا یہ کل کو جگو نہیں رہے گا بلکہ الیکٹرونکس کے نام سے جانا جائے گا یہ اپنی بہنوں کی شادیاں بھی کرے گا نہ بد دعا میں لو ان چھوٹی چھوٹی بچیوں کی۔ بابا جی۔ ناں۔ باؤ۔ ناں۔ تم ہمارا وحشتناک خراب کردے کوئی کسی کو نہیں کھلاتا ہمیں نہیں چاہیں تمہارے دس ہزار جا چلا جا۔

اچھا جگو تم میرے ساتھ جاؤ گے جگو نے ایک نظر اپنے ظالم باپ پر ماری اور سہم سا گیا مجھے کوئی جواب نہ دے۔ کا مان جاؤ بابا جی اور تم سب لوگ میرے ساتھ چلو۔ اچھا باؤ تم ابھی جاؤ میں ادھر ہی ہوں میری باقی دو بیٹیاں آتی ہیں تو میں ان سے بھی پوچھوں گا اگر سب کا مشورہ ہوا تو ہم سب تیرے ساتھ ضرور جائیں گے۔

میرا نصیر تو مطمئن نہیں تھا لیکن اس امید پر کہ شاید میری اتنی سی ہمت ان معصوم کلیوں کا مستقبل سنوار دے میں نے آخری نظر سب پر ڈالی جگو سے ہاتھ ملایا اور ان دونوں بچیوں کے سر پر پیار دیا اور وہاں سے اس امید کے ساتھ لوٹ کر شہر اپنا سامان لینے کے بعد گھر چلا گیا۔

کچھ دن میں نے دوبارہ ادھر آؤں گا تو یہ سب لوگ میرے ساتھ جانے پر تیار ہو جائیں گے جگو کی آنکھوں میں میں نے کافی امید دیکھی تھی وہ میرے ساتھ آنا چاہتا تھا لیکن باپ کا فیصلہ کرنے پر دم کیا میں شام کو اپنا سامان لے کر اپنے گاؤں واپس آ گیا کام میں کچھ زیادہ ہی بڑی رہا۔

دو مہینے بعد مجھے یاد آیا تو میں ان لوگوں کا معلوم کرنے اوکاڑہ چلا گیا مجھے بڑی امید تھی کہ جگو کا باپ

اچھی باتیں
 سب سے زیادہ عقل مند وہ
 شخص ہے جو اچھی طرح اپنی بات
 کو ثابت کر سکے
 علم ایک ایسی چیز ہے جو کبھی
 بڑھی نہیں ہوتی
 دل ایک آئینہ ہے اگر وہ برائی
 سے پاک ہے تو اس میں خدا نظر
 آتا ہے
 ہاں باپ کی طرف سے
 دیکھنا بھی ایک عبادت ہے
 تم اور انسان جڑواں پیدا
 ہوتے ہیں
 کسی کا دل نہ دکھا تو بھی دل
 دکھتا ہے
 کسی کو نصیحت نہ کر کیوں کہ بے
 وقوف سنتا نہیں اور عقل مند کو اس
 کی ضرورت نہیں ہے
 ہنر جوانی کے دھوکے پہنا جا کیوں
 کہ بوڑھا ہونے سے پہلے بھی کئی
 جوان گزر چکے ہیں
 آخرت کا کام آج کر دنیا کا
 کام کل
 محمد اعجاز احمد محسن
 لطیف
 سردار کا پڑوسی مرد یا سردار ان کے
 گھر گیا اور پوچھا لاش آگنی اتھاتا
 اسی وقت لاش ایک بڑی سی
 ایسولینس میں آگنی سردار دھنس کر
 بولا
 لو ہوسو، کئی لمی عمر اے مرحوم دی
 شاہد اقبال تھو کی
 لڑکیوں کے ٹاپ جھوٹ
 اے مجھے تم سے بہت قیامت ہے
 (جھوٹی)
 ۲۔ تم میری زندگی کی پہلی اور آخری
 پسند ہو
 (استغفار)
 ۳۔ سو بائبل نون سائیلٹ پر تھا جانی
 (توبہ لڑکی کا فون وہ بھی سٹیلٹ پر
 ۴۔ ہماری شادی ضرور ہوگی
 (خواب میں)
 ۵۔ تمہارے والدین میرے
 والدین ہیں جان
 (شادی سے پہلے)
 ۶۔ اگر تم نے مجھے سے شادی نہ کی
 تو میں کنواری ہی بیٹھی رہوں گی
 (ایک باونک)
 ۷۔ اگر تم نہ ملے تو میں مرجاؤں گی
 (کسی اور پر)
 ادا علی عرف ندیم عباس
 جو تمہاری خاموشی سے تمہاری
 تکلیف کا اندازہ نہ کر سکے اس
 کے سامنے زبان سے اظہار کرنا
 صرف لفظوں کو ضائع کرنا ہے
 ملک علی رضا
 محبت
 بھولی بسری یادوں کو ہم پھر سے
 یاد کرنے لگے ہیں
 فونی ہوئی راہوں پہ ہم پھر سے
 چلنے لگے ہیں
 تیرے ملنے کی خوشی میں جان
 جاں
 گرتے گرتے سنہلنے لگے ہیں
 زندگی بوجھ لگنے لگی تیرے سن
 دیکھ تیرے پیار میں ہم مرنے
 لگے ہیں
 کرتے ہیں تم سے اقرار محبت
 محبت ہاں محبت تم سے کرنے لگے
 ہیں
 عابدہ رانی گو جرانوالہ
 اقوال ندریں
 ہم تم میں سے بہت وہ ہے جس
 سے اس بات کا اطمینان ہو کہ وہ
 برائی نہیں کرے گا
 ہم اعمال کا اعتبار نیتوں کے
 مطابق ہوتا ہے
 ہم تمہارے اعمال ہی تمہارے
 حاکم ہیں
 ہم جو اللہ اور اس کے رسول پر
 ایمان رکھتا ہو اس سے کبہ دو کہ

ہر دلی کی تکریم کیا کرے
ہذا جو شخص دولت کے جتنا قریب
ہوتا ہے اللہ اس سے اتنا ہی دور ہو
جاتا ہے

.....درنا محمود قریشی

لطیفہ
ایک آدمی ک کو رخ پر دھتا تھا ایک
دن اس کا گزر کسی قبرستان سے ہوا
اچانک اسے قبر سے ٹھوکر لگی تو
کہنے لگا مجھے کیا قبر تھی کہ یہاں
خبریں ہی خبریں ہیں

.....ایم عمر فاروق چانڈیو
بے زبان لفظ

کچھ لفظ ہیں بے زباں سے
کچھ راستے ہیں استحسان سے
کچھ دھڑکنیں ہیں بے چین کی
کچھ خیالات ہیں عجیب سے کچھ
انجھنیں ہیں دل کی کچھ جھگڑے

ہیں نصیب کے
کچھ ریشمیں ہیں تم سے
کچھ شکوے ہیں تقدیر سے
کچھ اپنوں نے زخم دیئے
کچھ تقدیر بھی تھے غریب سے
کچھ تیری محبت ہم کو لے بیٹھی
کچھ ہم بھی ٹھہرے بد نصیب سے
.....عابدہ درانی گوجرانوالہ

اچھی بات

ایک آدمی نے ٹوٹے ہوئے پھول
سے پوچھا کہ جب تمہیں توڑا گیا
تو تمہیں دکھ نہ ہوا تھا پھول نے
ایک خوبصورت جواب دیا جب

میں نے توڑنے والے کی خوشی
دیکھی تو میں اپنا دکھ بھول گیا

.....محمد آصف دکھی

اچھی باتیں

ہذا اپنا کردار عظیم بنان چاہتے ہو
تو پہلے اپنا اخلاق اچھا بناؤ
ہذا اگر آپ برف کی طرح صاف
شفاف ہو تو بھی تہمت سے نہیں
بچ سکتے

ہذا آسان کی عقل پر کوئی چیز بیٹھ
جائے آسانی سے نہیں اترتی
.....محمد آصف دکھی

ایک سردار اپنے بیمار بھائی کو مار رہا
تھا کسی نے پوچھا کیوں مار رہے ہو
اس نے کہا اگر یہ دوائی نہ کھائے تو
اسے مار مار کے کھانا

.....محمد آصف دکھی

28 مئی کو شب معراج 16 جون کو
شب برات 1 جولائی کو رمضان
سے 2 اگست کو عید الفطر ہے اور
16 اکتوبر کو عید اشنی ہے آپ سب کو
مبارک ہو اللہ سے دعا ہے کہ یہ
خوشیوں کے دن سب کو نصیب
فرمائے آمین، یاد رکھنا سب سے
پہلے میں نے دس کیا ہے آپ
سب کو.....شاہد اقبال چوکی

غزل

اکثر چوٹ کھاتی ہے محبت
مسکراتی ہے
اپنا گھر لٹاتی ہے محبت

مسکراتی ہے
زمانے کی اذیت سے اگر دو

چار ہوں بھی تو

محبت کھٹکتی ہے محبت

مسکراتی ہے

اپنی بے وفائی کا اثر تم بھی
ذرا دیکھو

محبت بڑھتی جاتی ہے محبت

مسکراتی ہے

کبھی ہنسنا کبھی رونا کبھی پانا
کبھی کھونا

کیا کیا رنگ دیکھاتی ہے

محبت مسکراتی ہے

کبھی مسکان ہونٹوں کی
کبھی تحریاں آنکھوں کی

جب بھی یاد آتی ہے محبت

مسکراتی ہے

درد و غم کی غلغلی شہر و دل

میں ہے لیکن

پر دکھ کو چھپاتی ہے محبت

مسکراتی ہے

دسمبر کی بارش اور بخ بست

ہواؤں میں

من میرا جلاتی ہے محبت

مسکراتی ہے

کبھی دیکھی جو بھولے سے

تیری تصویر بچپن کی

غم جہراں بڑھاتی ہے محبت

مسکراتی ہے

سیدہ جیا

عباس۔ مرالی تالہ کنگ

جولائی 1999
Digest.pk
گلدستہ

شاہدہ رانی کی ڈائری

آنسو پکوں کا بندھن توڑ کر
ٹکے تو بے تاب ہیں دل بے
اختیار ہو رہا ہے سانسیں بھی
سی ہیں زندگی جینے کا مقصد ختم ہوتا
جا رہا ہے راستہ بہت دشوار ہے
منزل کا کہیں دور دور تک نام و
نشان نہیں پاؤں لڑکھڑاہے ہیں
اندرا اندھیاں چل رہی ہیں زندگی
میں تیرا ساتھ تھا تو ہر دور میں تھی ہر
طرف بہا تھی سب کچھ اچھا لگتا تھا
کوئی بھی دکھ نہیں تھا۔ لیکن جب
سے تم گئے ہو تو سب کچھ ختم ہو گیا
ہر سوادا سی سی چھائی ہوئی ہے ہر
چیز بے رونق ہوئی ہے تم تو شاید
بھولے سے بھی مجھے یاد نہ کرو لیکن
تم کیا جانو کہ کوئی تیرے بن کتنا
اداس ہے تیری آواز سے مجھے کتنا
پیار تھا ایک ایک ہل گن کر گزارتی
تھی لگتا ایسے تھا جیسے تیرے بن
کبھی بھی جی نہیں پاؤں گی تیرا اتنا
پیار اتنی جلدی ختم ہو گیا بہت جلد
ٹکال دیا مجھے اپنے دل سے شاید تم
تو بھول بھی چکے ہو کتنی بڑی غلطی
کی ہے میں نے تم پر اختیار کیا تم
سے پیار کیا اس میں میرا بھی کوئی
قصور نہیں تھا پیار تو خود بخود
ہو جاتا ہے شاید جو حسرت تھی وہ

پوری ہو گئی تھی اتنا چاہنے والا جو مل
گیا تھا لیکن پھر پھنر بھی گیا ہمیشہ
کے لیے مجھے اکیلا چھوڑ گیا۔ ان
ظالموں کے پاس۔

زندگی میں انسان کیا کیا
کھوتا ہے اور کیا کیا پاتا ہے اس
بات کا اندازہ بہت آگے جا کر
ہو جاتا ہے میں اپنے قیمتی رشتوں
کو کھونے کے ڈر سے ان کے ہر
حکم پرست تسلیم ختم کرتے رہی
لیکن آج پہلے گئے گئے فیصلے پر
پچھتا رہی ہوں کہ میں نے اپنی
زندگی داؤ پر لگا دی میں نے قیم
بچوں کو ماں کا پیار دینے کی فرض
سے اپنی زندگی کا مقصد ہی کھو دیا
آج تک سب کچھ پاس ہے لیکن
جو جا رہا تھا جو نہ مل سکا اس کی آرزو
اس کی خواہش بھی دل سے آج
تک نہیں مٹ سکی شاید وہ بھی مٹ
جاتی اگر ان کی طرف سے توجہ اپنا
ہونے کا احساس اپنی قربانی کا
صلہ مل جاتا تو شاید آج اس موڑ
پر نہ ہوتی لیکن آج کل کون مانا
ہے قربانیوں کو کون جانتا ہے کسی
کے ارمانوں کو کیوں نہیں کوئی کسی
کے بارے میں سوچتا میرا یہ لکھا
لکھاتا بھی میری شاعری کرتا بھی
ان لوگوں کو برا لگتا ہے کیوں نہیں

یہ سوچتے آخر میری بھی تو کوئی
زندگی ہے مجھے بھی اپنی مرضی سے
گزارنے کا پورا حق ہے
کیوں نہیں یہ لوگ سوچتے۔

شاہدہ رانی گوجرانوالہ

سُف دیکھی کی ڈائری

بہت تکلیف دہی ہے جب
کوئی اپنا دکھ دیتا ہے مجھے تو سب
نے ڈسا ہے کس کس کا نام لوں
بس زبان پر قفل لگائے پھرتا ہوں
چھوٹی چھوٹی بات پر آنسو نکل
آتے ہیں دل زخمی ہو گیا ہے کہ
چھوٹی سے چھوٹی بات بھی دل کو
زخمی کر دیتی ہے میرے آنسو مجھ
سے یہ شکایت کرتے ہیں کہ یار
بہیں بنا دستک دے کیوں بلاتے
ہو ان کو یہ کیسے بتاؤں کہ یہ دل
اب کوئی دکھ سننے کے قابل نہیں رہا
یہ دنیا بھی کیسی دنیا ہے۔ بھائی
بھائی کے خون کا پیاسا بن گیا ہے
جائیداد کے لیے ایک دوسرے کے
ایسے دشمن بن گئے ہیں جیسے اپنی
ماں کی ایک ہی کھوکھ سے نہ جہنم لیا
ہو ویسے میں دل خون کے آنسو
روتا ہے جب میں ولععات
سنتا ہوں جسم کا تب اٹھتا ہے کہ ان
لوگوں نے دنیا کو گمیا سمجھ رکھا ہے
انہیں قیامت نظر نہیں آتی ہے یہ

دلائی 2014

جواب 2014

میری زندگی کی ڈائری

Digest.pk

بات نہیں کرنا چاہتی پھر میں نے
ہوئے دل سے واپس آ گیا میری
دعا ہے جہاں رہو خوش رہو آمین
مقتضود بلوچ خانوال

میر کی ڈائری

آئی ایس۔ مجھے محسوس ہوا
بہت پسند ہیں تم بھی بہت محسوس
ہو اس لیے میں تم سے حد سے
زیادہ پیار کرتی ہوں مگر آئی ایس
مجھے تمہاری خاموشی سے بہت ڈر
لگتا ہے میں تمہیں ہر بار لیسٹر لکھتی
ہوں مگر تم جواب دینا بھی گوارہ
نہیں کرتی میں ہر بار لکھتے ہوئے
سوچتی ہوں کہ تم جواب دو گی یا
نہیں کیا بات تم کو اچھی لگے گی
میں ہر بار یہ سوچتی ہوں کہ تم دو
دن بعد ہی میرے لیسٹر کا جواب دو
گی مگر سوچ سوچ ہی رہ جاتی ہے
آئی ایس مجھے بہت دکھ ہوا کہ تم
نے ایک لفظ بھی نہیں لکھا کاش تم
یہ ہی کر دیتی کہ عالی اللہ باجی
سجہ یہ کو صبر دے آمین۔ دوست
ہو نہیں ہوتا جو خوشی میں شامل ہو
بلکہ دوست ہو سے جو غموں میں بھی
شامل ہو آئی ایس کوئی میں تو دشمن
بھی شامل ہو جاتے ہیں مگر غموں
میں ہی دوستوں اور دشمن کی پہچان
ہوتی ہے آئی اسی تم دونوں نے
کیوں کیا یہ سب میرے ساتھ
کاش تم ایک لفظ ہی کہہ دیتی کاش
کاش۔

کے لیے آ رہا تھا اور آپ نے کہا تھا
کہ آپ میرے کزن ہو میں نے
کہا تھا کہ ٹھیک ہے لیکن میں نے
یہ کہا تھا کہ میں آپ کو کیسے پہچان
پاؤں گا تو آپ نے کہا تھا کہ میں
سفید ٹکڑے یونیفارم میں ہوگی اور
ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ میرے
دائیں بازو کی کمانی میں سفید رنگ
کی واضح ہوگی اور میں نے کہا تھا
کہ ٹھیک ہے یعنی آپ نے مجھے
اپنی پہچان کروائی میں سب سمجھ گیا
میں نے بھی بتایا کہ میں بلیک
سوٹ میں ہوں پھر میں آپ کے
بتائی ہوئی جگہ پر پہنچ گیا اور
میں نے آپ کو ایس ایم ایس کیا
اور نے کہا میں نیچے آ رہی ہوں
جب میں نے اسے دیکھا تو میں
نے اسے پہچان لیا تھا کیوں کہ
اس کے ہاتھ میں واضح تھی پھر مجھے
روم میں لے گئی آدھے گھنٹے کی
ملاقات ہوئی کوئڈرنگ پیا میں
اپنے آپ کو دنیا کا سب سے خوش
قسمت انسان سمجھ رہا تھا پھر نجانے
آپ کو کیا ہوا آپ اچانک بدل
گئی میرا تصور کیا تھا میں نے کیا
غلطی کی تھی جو مجھے اس طرح چھوڑ
دیا اس کے بعد آپ نے مجھ سے
راہ طے ہی ختم کر لیا پھر دوسری ملاقات
ہوئی جب اس کی ایمر جیسی ڈھول
تھی میں نے پوچھا کہ میڈیکل
کے کون سے دوڑے ہوتے ہیں
اس نے کہا پتہ نہیں میں تم سے

لوگ دولت کو ہی اپنا خدا مان بیٹھے
جس میں ہاتھ جوڑ کر اپیل کرتا ہوں
ان دوستوں سے جو دولت کے
لیے جان کی بازی لگا دیتے ہیں نہ
ماں کا خیال رکھتے ہیں اور نہ باپ
کا احترام کرتے ہیں جنہوں نے
کتنی شفقت سے ان کو پال پوس
کر بڑا کیا بھائی کا احترام
کریں جس نے ایک ہی کوکھ سے
جنم لیا ہے بچپن میں ایک ساتھ
کھیلے ہیں میں تو اپنی زندگی سے
ویسے ہی خفا ہوں بس رب سے
یہی دعا کرتا ہوں کہ میری وجہ سے
کسی کا دل نہ ٹوٹے کیونکہ سانس
کی دوڑی کا کوئی پتہ نہیں کہ کب
کٹ جائے امید ہے کہ میری
باتوں پر عمل کریں گے۔

محمد آصف دہی شجاع آباد

مقتضود بلوچ کی ڈائری

میری زندگی کے نہ جانے
کس سونچے میری اس سے
ملاقات ہوئی تھی پتہ ہی نہیں اس
نے مجھ سے کیا جادو کیا تھا کہ میں
اس کے عشق میں چور چور ہو گیا
لیکن مجھے افسوس اس بات کا ہے
کہ اس نے مجھے چھوڑ کیوں دیا
آخر مہاراقصور ہی کیا تھا میری
کون سی خطا تھی بس میری یہی
غلطی تھی کہ میں نے اس سے دوستی
کی تھی کتنی خوبصورت وہ شام تھی
جب میں اس کے فٹ پاتھ لے

ہر بار میں ہی یاد کرتی ہوں
میری خواہش ہے کہ اس بار
تم بھی یاد کرو
تم پاس ہو کر دور ہو جاتے

بڑے ماہر ہو دل دکھانے
میں۔۔۔۔۔ عافیہ گوئل، جہلم

فوجی شاہد کی ڈائری

میں نے زندگی میں کب سے دوستی
سنجیلا ہے میری زندگی دکھ درد غم
میں ہی گزری ہے میری عمر تیس
سال ہے آدمی میں عرصہ چھ سے
ملازم ہوں سکول سے میٹرک کے
بعد آرمی میں اتر ہو گیا میرا بچپن
سے ہی شوق تھا کہ میں بڑا ہو کر
فوجی بنوں سو بن گیا غم یہ نہیں کہ
کسی نے پیار میں دھوکہ دیا ہے
ایسی کوئی بات نہیں ہے غم یہ ہے کہ
ہمارے ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے
ہر طرف فون جو کچھ ہمارے درمیان
ہو رہا ہے اکثر یہ کہانی پڑھنے سننے
میں آتی ہے کہ اس لڑکے کو لڑکی
نے دھوکہ دیا اس لڑکی کو لڑکے نے
دھوکہ دیا یعنی کہ چھوڑ دیا مار دیا
عزت لوٹ لی مطلب نکال لیا ایسا
کیوں ہوتا ہے صدیوں سے یہ
کہانیاں چلتی آرہی ہیں اب تک
یہ بھی ہوتا رہا مگر کوئی سمجھتا ہی نہیں
جواب عرض میں بھی یہ کہانیاں ہیں
مگر میں جب بھی پڑھتا ہوں
پریشان ہو جاتا ہوں کیوں ایسا ہو

رہا ہے تم پڑو پیار کے چکروں میں
اگر کرنا ہی ہے تو دوستی کرو جو
پاکیزہ رشتہ ہے میں یہ نہیں کہتا کہ
پیار ختم ہو گیا ہے پیار کرو مگر کسی کو
بدنام نہ کرو کسی کی عزت سے نہ
کھیلو کسی کو دھوکے میں مت رکھو
کسی بھی معصوم دل دے مت کھیلو
حق سچ واجدوں پیار ہوئے ختم
کدی سلام نہیں ہوندے
جے نیت دج کھوٹ نہ ہوئے خود
دار نیلام نہیں ہوندے
لج رکھ دے جیڑے شگت دی
ہندے اوو عام نہیں ہوندے
نکھیں کہیں خون دج فرق ہوندا
اے شاہد سارے نمک حرام نہیں
ہوندے

فوجی شاہد احمد ساگر

ایم ڈی سی کی ڈائری

آج میں بہت خوش ہوں
میری آپلی اپنے بچوں کے ساتھ
عمر کرنے آئی ہوئی ہیں اور اللہ کا
شکر ہے عمرہ کر کے واپس
باخیریت اپنے گھر کشمیر پہنچ گئی ہیں
میں اپنے رب کا بہت شکر گزار
ہوں میں ان کو یک دن گھومنے
پھرانے لے گیا انہیں سمندر دکھایا
میری دعا ہے کہ جو مسلمان حج یا
عمرہ کی خواہش رکھتے ہیں اللہ پاک
ان کی یہ دلی خواہش جلدی پوری
کرے اور اپنے پیارے حبیب کا
روضہ دیکھنا نصیب فرمائے میں

اس قابل تو نہیں ہوں کہ کسی کی
خدمت کروں لیکن اللہ نے مجھے
یہ شرف بخشا ہے کہ میں سب کے
لیے دعا کر سکتا ہوں سو بنے کے
روشنے پہ اللہ میری دعا کو قبول
فرمائے آمین۔ ایم ڈی سی احمد

امداد علی کی ڈائری

میں نے تیرے انتظار میں
اپنی زندگی برباد کر دی تو نے وعدہ
کیا تھا کہ تو میری ہے پھر تو نے
کسی اور کو اپنی زندگی کیوں دکھایا
تیرے پاس میرے سوال کا
جواب ہے تو تو نے میرے ساتھ
بے وفا کی کیوں کی تیرے پاس
کوئی جواب ہے اب میں نے
تیری وجہ سے سب کچھ چھوڑ
دیا اور وطن کی حفاظت کے لیے
پاک فوج جوائن کر لی اب میرا
ایک ہی مشن ہے غازی یا شہید
اب میری ایک ہی تمنا ہے کہ
زندگی میں تیری ملاقات نہ ہو بے
وقا ہو ہر جاتی ہو تم تم نے میری
محبت کی قدر نہ کی میرا انتظار نہ کیا
میرے سوالوں کا اگر جواب دے
سکتی ہو تو مجھے جواب عرض کے
ذریعے جواب دو جواب عرض
سے ہی ہم ملے تھے بے وفا سدا خو
ش رہو میں تنہا ہوں تنہا تھا تنہا ہی
رہوں گا

امداد علی عرف ندیم عباس

ایم ظہیر کی ڈائری

جولائی 2014

جولائی 2014

میری زندگی کی ڈائری

Digest.pk

اپناں میں رہ کر کچھ ایسے
دُخم کھائے
کہ ہمیں تو اب اپنی ذات
سے ڈر لگتا ہے
محمد وقاص مان فورٹ عباس

شہر شمس کی ڈائری

مجھے آج بھی یاد ہے آسمان پر
گہرے بادل چھائے ہوئے تھے
تو تم نے مجھے گلے لگا کر کہا تھا
جب میں تمہیں ملتی ہوں تو تیری
جھیل سی گہری آنکھیں اور تیرے
دامن میں چپ جانے کو میرا دل
مچلتا ہے میں نے کہا کہ وقت کا
پیسہ ایک ساتھ نہیں گھومتا تو
میرے دل میں اتر گئی ہے تو نے
بہت وعدے اور قسمیں کھائیں
تھیں اور میں تو تیری ہی زمین بولتا
تھا کیوں کہ میرا اور تیرا پہلا پیار
تھا میں بھی دنیا سے بے خبر تھا
تیرے سانگ ہی چلتا رہا لیکن تو
بے وفا نکل تو نے میری گردن پر
دار کیا میں سب کچھ بھول گیا مجھے
بڑی گہری چوٹ لگی میں بہت روتا
ہوں تو بے وفا ہے تو نے میرے
ارمانوں کا کون کیا سے تھے
میرے پیار کی قدر نہیں کرتی آگ
بے وفاسنگ دل بے رحم اب میں
بھی تھے بھول جاؤں گا
محمد ہاشم دووا قلندر، اوٹھل بسیلہ

ہلیز یونہی حسین احساس بن کر
میرے ساتھ ساتھ رہنا کیوں کہ
جس دن آپ کے ساتھ کا احساس
مر گیا اس دن جیا مر جائے گی
میری زندگی کو نیا موڑ دے کر چھوڑ
مت جانا آپ کے تصور کے بنا
اب تو سانس لینا بھی دشوار ہو گیا
ہے میری پیاس ہے وہ بجھتی ہی نہیں
مگر آس ہے کہ ٹوٹی ہی نہیں ہے
مجھے کسی کی خاطر چھوڑ کر مت جانا
مجھے معلوم ہے کہ آپ کے دل
میں میرے لئے بہت پیار ہے مگر
اصل پیار شاید کسی اور کے لیے
ہے جو بھی ہو میری زندگی ہو میری
جان ہو میری خوشی ہو آپ کی
خاطر میں نے سب کچھ داؤ پر لگایا
ہے ہلیز میرا ساتھ دینا

سودہ جیسا عباس - مرالی

محمد وقاص کی ڈائری

بات دن کی نہیں مجھے رات
سے ڈر لگتا ہے گھر کچا ہے مجھ
برسات سے ڈر لگتا ہے اسی نے
تخفے میں دیئے مجھے خون کے آنسو
مجھے اب آس کی ہر سوغات سے
ڈر لگتا ہے
چھوڑ پیار کی باتیں کی باتیں
کوئی اور بات کر اب تو پیار کی ہر
بات سے ڈر لگتا ہے میری خاطر وہ
کہیں بدنام نہ ہو جائے
اس لئے اس کی ہر ملاقات
سے ڈر لگتا ہے

یہ محبت بھی بڑی عجیب چیز
ہے اس کو حاصل کرنے کے لیے
انسان اپنی جان تک بھی داؤ پر لگا
دیتا ہے یہ محبت انسان سے وہ کام
کرواتی ہے جو کبھی انسان نے
سوچے بھی نہ ہوں میرے بچان میں
تمہیں بہت یاد کرتا ہوں یاد بھی
کیوں نہ کروں میں تم سے پیار جو
کرتا ہوں اگر میں تم سے اس وقت
اپنی محبت کا اظہار کر دیتا تو آج
یوں تنہا نہ ہوتا آج خودکشی کرنے
پر مجبور ہوں جب بھی دل اداس
ہوتا ہے اپنی ڈائری سے باتیں
کرتا ہوں کیوں کہ یہی وہ سہارا
ہے جس سے میں دل کی بات کرتا
ہوں میری ہم راز ہے نہ اس لیے
میری دعا ہے کہ تو سدا خوش رہے
آمین۔ آخر میں اپنی پیاری سی
بہن کو سلام آئی مس یو مائی سسٹر
ایم ظہیر عباس جتدا ٹک

سیدہ حبیب کی ڈائری

میری زندگی کا ورق جان
جی آپ کے نام سے آپ جانتے
ہو میں نے کس قدر ٹوٹ کر آپ
سے پیار کیا ہے میں نے زندگی
میں بڑے دکھ سہے ہیں حالات
رہانے کے ستم مجھ پر ٹوٹ کر
برسے اور پھر آپ میری زندگی
میں بہار بن کر آئے بس ایک ہی
ملاقات پر دل زندگی آپ پر وار
دیئے سب کچھ آپ کے نام کر دیا

مختصر اشتہارات

میری عرض ہے اپنے استاد سے کہ وہ مجھے ملے لاہور نہیں آتے..... استاد خالد جی قصور میری درخواست ہے منظور اکبر اور حافظ شفیق سے کہ وہ دوبارہ جواب عرض کی گمری میں لوٹ آئیں ان کا بہت شکریہ..... قمر عباس کشمیر مسکراہٹ روح کا دوزخ کھول دیتا ہے روتی ہوئی عورت اور بختے ہوئے مرد پر بھی بھروسہ نہ کرو خوبصورت چہروں پر نہ جاؤ کیوں کہ خوبصورت چہرے اکثر دل کے کالے ہوتے ہیں..... شاہد اقبال خلک کے کے نام اسے کہنا مجھے خواب سے بیدار مت کرنا فراق و ہجر کے دن رات کو دشوار مت کرنا زمانہ تو زمانہ ہے سے گلہ کیسٹا جب زمانہ آنکھ میں رکھنا حدوں کو پار مت کرنا..... شاہد اقبال خلک کسی بھی لڑکی کی عزت کو مت اچھا لو ورنہ کل کو تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی ہو سکتا ہے میں جن کی بات کر رہا ہوں وہ سمجھ گئے ہونگے..... سمیرا رمان شگم امین کے نام

محبت بھی کیا چیز ہوتی ہے جب ہو بانی ہے تو زندگی خوش گوار گزرتی ہے جب محبت جدا ہوتی ہے تو زندگی غم میں گزرتی ہے..... سردار خان مستولی اتنے دنوں سوچا نے نہیں آیا جلتی ہوئی آگ کو بجھانے نہیں آیا کہتا تھا ساتھ جنس کے ساتھ مریں گے اب روٹھ گئی ہوں تو منانے نہیں آیا..... مس فوزیہ کنول کلشن پور قارئین کے جان عرصہ دراز سے ایک عرض پیش کی تھی وہ بھی پوری نہیں ہوئی اللہ جانے کب پوری ہوگی محمد صفدر دیکھی گلستان کالونی کراچی

وہ اکثر مجھ سے کہا کرتا تھا زندگی تیرے نام کر نجانے زندگی میرے نام کر کے خود کس کا ہو گیا..... ندیم عباس ڈھکو ایس کے نام یہ سچ ہے کہ ایس تم بے وفا نہیں ہو سوچو جو یاسین آغا زئی تیرے نام سے کرتا تھا اس کا اب کیا ہوگا تم تو چلی گئی کسی غیر کی بانہوں میں..... محمد یاسین ماہو آنہ میری تنہائی کو دور کئے والے مجھ

سے چھوٹے وعدے کرنے والے مجھے چند دن کی خوشیاں دے کر ہمیشہ کے لیے غم دینے والے مجھے چھوٹی سی عمر میں برباد کر دیا آج مجھے خود سے نفرت ہو گئی ہے..... منظور اکبر بھسم اسے دک تھک کر رونا ہے تو جی بھر کے رولے اس دنیا میں بھکا کوئی دیرانہ نہ ملے گا..... اشفاق دیکھی ڈوکوند ایم تنہا کہاں گم ہو گئی ہو میں تم سے دور ضرور ہوں مگر دل سے دور نہیں ہوں اگر محبت کرتا ہو تو دل سے یاد رکھنا میں بہت جلد آ جاؤں امیری گول منول جانے من تیرا عباس..... لہداد علی عرف ندیم عباس تنہا ایف زید کے نام ایف میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں اپنی جان سے بھی زیادہ پیار کرتا ہوں تم میری زندگی ہو میری جان..... محمد زبیر شاہد ملتان پنجاب ایس کے نام جان میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں اور کرتا ہی رہوں گا..... محمد غنی انک آمنہ کے نام بے بسی کا وقت آپکا ہے

جولائی 2014

جواب 2014

مختصر اشتہارات

Digest.pk

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✧ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✧ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✧ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریچ
- ✧ ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ✧ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریزیوم ایبل لنک
- ✧ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✧ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریچ
- ✧ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✧ ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- ✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

میں نے جواب عرض

کہوں پڑھنا شروع کیا

جواب عرض میری کرل
فریڈ کو بہت پسند تھا تو اس کی وجہ
سے مجھے بھی پڑھنا پڑا اس نے
اپنے ساتھ ساتھ میرے دل میں
جواب عرض کی جگہ بھی بٹائی لی
دونوں کو لو پو

..... تبسم یونس لاہور
میری منیجر اکثر پڑھتی تھیں
میں موقع کی تلاش میں رہتی
کیوں کہ مجھے جواب عرض کے
شعر پڑھنے کا بہت شوق تھا جب
منیجر کا اس ٹائم کے بعد آفس جانی
تو میں ایک کونے میں بیٹھ کر پڑھتی
تھی اکثر مجھے اس کی وجہ سے مار
بھی پڑتی تھی میں نے سکول چھوڑ
دیا مگر جواب عرض سے دوستی کر لی
..... رہماء جبار خانیوال

ایک دن میں نے کپیوٹر آن
کیا تو میرے دوست نے ائی میل
کیا ہوا تھا میں نے کھولا تو جواب
عرض کے بارے میں بہت کچھ تھا
میں نے فوراً بازار جا کر خرید لیا اور
اب میں اپنے دوستوں کو بطور
گفٹ کرتا ہوں اور میرے پاس
آئن لگی ہوئی ہے

..... رؤف مشتاق لاہور
میرے دکھ جواب عرض
کے علاوہ یہ کسی نے نہیں سنے اب

سے میں نے اسے اپنا محبوب بنالیا
ہے آئی لو پو جواب عرض

..... سونیا کراچی
میں نے جواب عرض تب
شروع کیا جب مجھے آپ کی نے
بطور گفٹ پیش کیا اور اس دن سے
مجھے اس سے پیار ہوا ہے اب تو ہر
وقت میرے ہاتھ میں جواب
عرض ہی رہتا ہے

..... محمد ناظم یاسین کراچی
میں نے جواب عرض سے
تب دوستی کی جب میں لاہور سے
کوئٹہ جا رہا تھا تو لمبے سفر کی وجہ
سے میں نے ٹائم پاس کرنے کے
لیے خرید اس میں میرے ناموں
نام تھا سو مجھے بہت خوشی ہوئی اب
میں ہر ماہ ہی خریدتا ہوں

..... نذیر ظفر سرریا بکوئٹہ
میں نے بھی اپنے دکھ شہیر
کرنے کے لیے جواب عرض
کا سپار لیا تو مجھے اس آگیا اب
یہ مجھے کبھی پریشان نہیں ہونے دیتا
..... ارشاد چھانکا مانگا

میرا بدم میرا دوست میرا
ساتھی میرا پیار میرا ہمراز
میرا سب کچھ جواب عرض آئی لو پو
آل ٹائم جواب عرض
..... خاور خلیل چٹوکی

میں نے جواب عرض تب پڑھنا
شروع کیا جب میں سارا دن روٹی
رہتی تھی تو میں نے جواب عرض کا
سپار لیا اس لیے مجھے اس سے پیار
ہو گیا ہے اب میں ہوں اور میرا
جواب عرض ہے میں نے کبھی بھی خود
کو تنہا نہیں سمجھا دنیا کے ہر دکھ میں کر
سہ لگتی ہوں کیوں کہ جواب عرض
من لیتا ہے اس نے مجھے حالات کا
مقابلہ کرنا سکھا دیا ہے
..... برقیہ یار یاض

میں نے جواب عرض تب
پڑھنا شروع کیا جب مجھے میرے
کچھ رشتہ دار چھوڑ گئے تو میں نے
جواب عرض کا سپار لیا اور ہر ماہ
اپنا ہر دکھ اسی کو سناتی ہوں

..... روینہ ناز لاہور
میں نے جواب عرض اس
وقت پڑھنا شروع کیا جب میں
جون کے مہینے میں اتنا بزدل و گزار
نہیں پاتی تھی تو سوچا کہ کوئی ایسا
ناول ہو جس کو پڑھنے سے میرا دل
خوش ہو جائے تو میں نے جواب
عرض پڑھنا شروع کر دیا

..... عیسیٰ چٹوکی
میں نے جواب عرض تب
شروع کیا جب میرا محبوب مجھے
سے ہمیشہ کے لیے دور چلا گیا تب

میں نے جواب عرض کیوں پڑھنا
..... 2014
Digest.pk

ہوں کیوں کہ جواب عرض بن لیتا ہے
اس نے مجھے حالات کا مقابلہ کرنا
سکھا دیا ہے
اقرار یا ضلالت ہو

میں نے جواب عرض تب
پڑھنا شروع کیا جب مجھے میرے
تجسسی رشتہ دار چھوڑ گئے تو میں نے
جواب عرض کا سہارا لیا اور ہر ماہ
اپنا ہر دکھا اسی کو سناتی ہوں
عاصمہ پروین۔ لاہور

میں نے جواب عرض اس
وقت پڑھنا شروع کیا جب میں
جون کے مہینے میں اتنا بڑا اون گزار
نہیں پاتی تھی تو سوچا کہ کوئی ایسا
ناول ہو جس کو پڑھنے سے میرا دل
خوش ہو جائے تو میں نے جواب
عرض پڑھنا شروع کر دیا۔

.....مس رسالہ لاہور
میں نے جواب عرض تب
پڑھنا شروع کیا جب میرا محبت
میں دل ٹوٹ گیا پھر مجھے دوسری
محبت جواب عرض ملی۔ اب یہ
میرے ساتھ دس سال سے محبت
نہا رہا ہے اور جواب عرض مجھے
دھوکہ نہیں دے سکتا یہ میری سب
خوشیاں سب غم ٹال لیتا ہے۔ اب
میں خوش ہوں
شاہد رفیق سہو جسوکانویں۔

پڑھنا شروع کیا جب میں ایک
دوست کو ملنے گئی تو اس کے پاس
بہت سارے جواب عرض تھے
اسے دیکھ کر مجھے بھی جنون ہوا اور
تب سے آج تک کوئی ماہ ایسا نہیں
جس میں نے جواب عرض نہ خریدا
ہو

.....کول آزاد کشمیر
میں نے جواب عرض تب
شروع کیا جب میرا دکھ مجھے اندر
ہی اندر کھانے لگا اور ایک دن میں
نے اسے پڑھا تو دل میں اتر گیا
اور اس نے میرا ہر دکھ مجھ سے دور
کر دیا تب سے آج تک میں نے
اسے اس نے مجھے نہیں چھوڑا

.....کامران بہاولپور
جواب عرض نے مجھے ایک
ایسا سماجی دیا کہ میں اسے کبھی بھی
نہیں چھوڑ سکتی کیوں کہ اس کی وجہ
سے تو مجھے پیار کرنے والا ایک
مسیحا ملا ہے اور اس نے ہم دونوں
کو ملایا ہے جواب عرض میری اور
میرے پیارے محبوب کی جان
ہے

.....نوزیہ شہزادی
میں نے جواب عرض تب پڑھنا
شروع کیا جب میں سارا دن روتی
رہتی تھی تو میں نے جواب عرض کا
سہارا لیا اس لیے مجھے اس سے پیار ہو
گیا ہے اب میں ہوں جواب عرض
ہے میں نے کبھی بھی خود کو تنہا نہیں
سمجھا دنیا کے ہر دکھ میں کمر بستہ رہتی

میں کسی کے آگے کیوں روؤں
جب جواب عرض نے میرے
دکھوں کو ہلکا کر دیا ہے تو پھر یہ ہی
ہوتا ہے میرا بہترین دوست

.....راشدہ چوکی
مجھے جواب عرض پڑھنے کا
جنون اس وقت ہوا جب میں کالج
میں بیٹھا بہت ہی بوریت محسوس کر
رہا تھا اس وقت ایک لڑکی ایسے
جواب عرض میں مصروف تھی کہ
اسے کسی کی کوئی بھی خبر نہ تھی میں
نے اس سے لیکر پڑھا تو اچھا
لگا تب سے میں جواب عرض کا
دیوانہ ہوں

.....محسن رسالہ لاہور
میں نے جواب عرض تب
پڑھنا شروع کیا جب مجھے میرا
پیارا چھوڑ گیا تھا اور مجھے اس کی یاد
کلم کرنے کے لیے کسی ایسی چیز کی
ضرورت تھی کہ جو مجھے اس کی یاد
سے غافل کر دے تو میں نے
جواب عرض کا سہارا لے لیا

.....خورپہ پری
میں نے جواب عرض تب
شروع کیا جب میں سارا دن
اپنے ڈیرے پر بیٹھ بیٹھ کر تنگ
آگیا تھا ایک دن شہر جا کر خریدہ
اور پڑھنا شروع کر دیا تب سے
میں ہوں اور میرا دوست جواب
عرض ہے

.....عقلمان راولپنڈی
میں نے جواب عرض تب

میں نے جواب عرض تب

ولائی 2014

Digest.pk

پشیدہ اشعار

جس دھج سے کوئی قتل میں گیا وہ
شان سلامت رہتی ہے
جان تو آتی جانی ہے اس جان
کی کوئی بات نہیں
..... محمد آفتاب شاد کوٹ
تمنا سے نہیں تجائی سے ڈرتے ہیں
پیار سے نہیں رسوائی سے ڈرتے ہیں
..... ذوالفقار
جب خوشیوں کا موسم اتنا مختصر تھا
تو میرے درد کا موسم کیوں اتنا
طویل
..... فزکار شیر زمان۔ پشاور
قدم قدم پہ وفا کے اہالے اور بھی تھے
محبتوں کے ہزار دوائے اور بھی تھے
تیری عادت پسند آگئی مجھے
ورنہ اس شہر میں دل والے اور بھی تھے
..... خلیل احمد ملک
یہاں سفارشی تھا اس بے وفا کا تو
اسے دل نادان اب منہ چھپا کے
روتا
..... عاصم شہزاد سکھیکھی
جب رات آدمی بولی ہے تو دنیا
مست ہو جاتی ہے
..... میری تمکین آنکھوں میں تیری
تصویر بولی ہے
..... رخسار افضل سیالکوٹ
اک آنسو سب کہہ گیا دل کا حال
میں سمجھا تھا یہ ظالم بے زباں ہے

..... محمد منی غازی، انک
بے نشان منزلوں کے سفر میں لگاؤ
گئے تو جان لو گئے ضیافت
محبت کے مسافر کیوں رات کو سوتا
بھول جاتے ہیں
..... ضیافت علی چوکی مونگ
وہ میری قسمت میں نہیں یہ سنا ہے
لوگوں سے
..... پھر سو جاتی ہوں قسمت تو خدا لکھتا
ہے لوگ نہیں
..... ٹوبہ حسین بھون
دل کے ارمان آنسوؤں میں بہہ
گئے
..... ہم وفا کر کے بھی تجھا رو گئے
..... رانا نوید شہزاد حافظ آباد
عجب کی بات ہے عادت غضب
کی ہے اپنی
..... محبت ہو یا نفرت ہم فوٹ کر کرتے ہیں
..... حماد ظفر بادی
ہم تو وہ انا پرست ہیں جو ہار کے
بھی کہتے ہیں بادی
..... وہ منزل ہی بد نصیب ہے جو ہم کو
نہ پاسکی
..... قمر اعجاز گوندل
حال جب بھی پوچھو خیریت
بتاتے ہو ہادی لگتا ہے محبت چھوڑ
دی تم نے
..... حماد ظفر بادی گوجر

بات چھوٹی سی بھی افسانہ بنا دیتی
ہے تم کتابوں پہ میرا نام بھی لکھانہ کرو
..... راتے لطیف مسعود کاش
نہ جانے کیوں اسے دل مہربان
سمجھتا
..... وہ دوست ہے تو بس اتنا کہ اجنبی
کم ہے
..... محمد صفدر کراچی
گل بھی ان سے ہوتا ہے شکایت
جن سے بولی ہے
..... جفا بھی ان سے بولی ہے محبت
جن سے بولی ہے
..... فائزہ مشتاق کراچی
مدتوں بعد اس نے پوچھا کہاں
رہتے ہو
..... میں نے کہا اپنی سواات میں رہتا ہوں
..... بشارت علی پھول
..... جدھر بھی دیکھو گے تم کو نظر میں ہی
آؤں گا
..... ہمارے پیار کی خوشبو پہ اعتبار کرو
..... پرنس عبدالرحمن کجھر
..... سب کچھ ہے میرا بس تم نہیں
..... میرے مقدور میں
..... کاش کچھ بھی نہ ہوتا میرا بس تم
..... ہوتے میرے مقدور میں
..... ندا علی عباس
..... اب میری وضاحت میں صداقت
نہیں گفتی

پشیدہ اشعار 208 جوا ب پرس 208
2014 دلائی
Digest.pk

اب اپنی محبت کی صفائی نہ دیا کر
..... شہینہ سناٹا
میں چاہوں تو ابھی تم سے رشتہ توڑ
دوں
پر میں بزدل ہوں مجھے موت سے
ڈر لگتا ہے
..... عاصم شہزاد چوکی سکھائی
نہلے ہوئی اسے جان سے زیادہ
چاہئے لگے تنہا
شروع سے ہی نظر انداز کرتے تو
آج تنہا نہ ہوتے
..... وقاص تنہا، جزا نوالہ
یہ تو اچھا ہے دل صرف سنتا ہے
دل اگر بولتا تو قیامت ہوتی
..... عمران علی شیر انصاری
میری موت کا ان کو بتانا ان لفظوں
میں
تمہارا صدیوں سے جو ارمان تھا
پورا ہوا
..... ثوبہ حسین کہو نہ
شکوہ۔ اپنی یادوں کو میز سکھا دوں
دستک بھی نہیں دیتا دل میں اتر
جاتا ہے
جواب شکوہ۔ اوئے کیوں لگاتے
ہو میری یاد پہ گستاخی کا الزام
اپنا گھر ہو تو کون پوچھ کہ آتا ہے
..... سیف الرحمن تنہا
مالی نے پھول اور پودے لگائے
باغ میں
ہر جل رہے ہیں تیری نفرت کی
آگ میں
..... ذخمی انیس

تو آئے تو تیری نظر اتاریں ہم
خود کو پھینک دیں تیرے سر سے
دار
..... محمد عرفان ملک راولپنڈی
تجھے سوچ کر میں اکثر چاند سے یہ
کتنی
..... سیدہ امامہ غنی کہو نہ
بھی کبھی تو میں زندگی سے ہار
لیتا ہوں
..... سردار اقبال خان مستوئی
گرہ کفن کھول کر میرا دیدار کر لو بند
ہو گئی ہیں وہ آنکھیں جنہیں تم اکثر
ستایا کرتی تھی
..... محمد ذیشان ایک
چمڑے کے ہم سے پھر کسی کے بھی نہ
ہو سکو گے تم
..... صبا ملک اٹکند آباد
افسوس کہ میرے آنسو بھی تیری
چاہت کو خرید نہ سکے
اور لوگوں کی ہنسی نے تجھے اپنا بنا لیا
..... بشارت علی پھول باجوہ
اسے کہنا کہ تیری بے وفائی نے
میرا یہ حال کر دیا ہے میں نہیں روتا
لوگ مجھے دیکھ کر روتے ہیں
..... عمیرہ ایبٹ آباد
ڈوبی ہیں اپنی انگلیاں اپنے ہی لبوں
میں

یہ کالج کے فکروں کو اٹھانے کی سزا
ہے
..... عابد علی آرزو
آج تو ہم بیگانے ہیں کبھی ہم بھی
تیرے اپنے تھے
نوٹ کہ ہو گئے ریزہ ریزہ جو دل
میں دیکھے سننے تھے
..... عابد علی آرزو ننگانہ صاحب
مل ہی جائے گا کوئی ہم کو بھی نوٹ
کر چاہئے والا
انصیب کی بات ہے اب ساری
دنیا تو بے وفا نہیں ہے
..... محمد زبیر شاہد، ملتان
ہماری ادا تو صدا مسکراتے کی تھی
اسے دوست
زندگ ویران ہو گئی کسی سے دل
لگانے کے بعد
..... وسیم احمد تنہا میاں پنوں
میرے دل کے آئینے میں ہے
تصویر میرے پار کی
جب سر کو ہچکاتا ہوں تو دیکھ لیتا
ہوں
..... وسیم احمد تنہا
کی حمد سے تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح قالم
تیرے ہیں
..... حق نواز لہیل
کرو گے یاد گزرے زمانے کو
ترسو گے ہمارے ساتھ اک ہل
نبھانے کو پھر آواز دو گے ہمیں
پوچھیں پلانے کو اور ہم کہیں گے
دروازہ نہیں ہے قبرستان کا باہر

آنے.....
 ٹوپیہ حسین کیونہ.....
 جفا جو عشق میں ہوگی وہ جفا ہی نہیں
 اگر ستم نہ ہو عشق میں تو کافر ہی نہیں
 وسیم احمد تہا میاں پنوں
 لٹ گئی سر بازار وفا کی پونگی
 بک گئے ہم کسی مجبور کے زیور کی طرح
 ربیعہ فیصل مجید مندرہ
 نہیں فرصت یثقیں مانو ہمیں کچھ
 اور کرنے کی
 تیری یادیں تیری باتیں بہت
 مصروف رکھتی ہیں
 محمد افضل سائیدال
 ہم تو سمجھے تھے کہ اک زخم ہے بھر
 جائے
 کیا خبر تھی رگ جان میں اتر جائے
 گا
 ندیم عباس مہا ہوا
 جنت کی طلب پھر راتی ہی نہیں
 ماں کے قدموں کو جب چھو لیتا
 ہوں
 حافظ شفیق عاجز
 بہت تکلیف دیتے ہیں تیرے
 قہقہے تیری یادیں تیری باتیں
 فقط اتنا ہی کہنا ہے لوٹ آؤ تو اچھا
 ایم وکیل عامر مہا ہوا
 مت کرو وفا کی امید ان پھوچے
 چہروں
 کیوں کہ پھول خوشبودار ہوتے
 ہیں وفا دار نہیں

سایم شہزاد بانڈوال
 میری خاموشی سے غم ناراض مت
 ہوا کرو اے دوست
 حالات سے بارے ہوئے لوگ
 اکثر خاموش ہی رہتے ہیں
 فوجی شاہد احمد رسول نگر
 جتنا جتنا کہ محبت دکھا دکھا کے خاموش
 بہت قریب سے لوٹا ہے ہر کسی نے مجھے
 محمد آفتاب شاد
 ہر شخص نے پیکا ہے مجھے پیاس
 بجھا
 دلیر پونے ہوئے ساغر کی طرح
 ہوں
 ابولیس سہیل تہا بلوچ
 سب مجھے ہی کہتے ہیں کہ تو اے
 بھول جا رانی
 کوئی اتے کیوں نہیں کہتا کہ وہ
 مجھے یاد ہی نہ آیا کرے
 رانی اسلم راو پلندی
 ہستی کو محبت میں فنا کون کرے گا
 یہ فرض زمانے میں ادا کون کرے گا
 ہاتھوں کی ٹکڑوں کو ذرا دیکھو تو
 محسن یہ دیکھ میرے ساتھ وفا کون
 کرے گا
 ارشد محسن پوہلہ
 چھٹرا کچھ اس اداسے کہ رت ہی
 بدل گئی
 اک شخص سارے شہر کو بران کر گیا
 بشارت علی پھول
 تو بھی نہ جان سکا میرے خیالات

کوسب نے ہی روند ڈالا میرے
 جذبات
 دل تو دیوانہ تھا تیرے لیے لیکن تو
 نے بھی چل ڈالا میرے
 احساسات
 عابدہ رانی گوجرانوالہ
 درد غم کے افسانے بنیاں نہیں
 ہوتے دکھوں کے زخم عیاں نہیں
 ہوتے
 دل زخمی ہے میرا تیرے پیار میں
 خوشبو کے خزانے ہم پہ مہرباں
 نہیں ہوتے
 عابدہ رانی گوجرانوالہ
 مسکرا کے جینا تو نہیں بھی آتا ہے
 اے دوست
 کاش کوئی ہوتا میری مسکراہٹ
 کے چہچہے میرے درد کو سمجھنے والا
 آمنہ شہزادی جہانیاں
 کسی نے ہم سے کہا تیری آنکھیں
 بہت خوبصورت ہیں میں نے کہا
 کہ تیرا بارش کے بعد موسم پیارا ہو
 ہی جا
 محمد اعجاز محسن
 ہم غریب اچھے ہیں دنیا دار لوگوں
 سے شاید ہم اپنے خواب ضرور
 توڑتے ہیں کسی کا دل نہیں
 شاید اقبال، خشک
 میں گرا تو لوگ بہت تھے
 سوچتا ہوں کہ اٹھانے آئے تھے
 کتنے
 اشفاق دیکھی
 قیامت سے پہلے ہی قیامت

جولائی 2014

Digest.pk

پسندیدہ اشعار

دیکھی
تیرا دل کے چھڑ جانا اور قیامت کیا
ہو
..... اشتاق دہکی
تم بن زندگی اور حوری ہے ایسا رشتہ
ہے تم سے الفت کا
تمہیں چاہا تو یہ جانا جان زندگی
دوسرا نام ہے محبت کا
..... محمد خادم جنگ
اس کے نرم ہاتھوں سے چیزیں
پھسل جاتی ہیں یاسین
میرا دل بھی لگا ہے اس کے ہاتھ
خدا خیر کرے
..... محمد یاسین ملبو آنہ
چھڑنا ہے تو الفاطمہ دست و موٹہ و علی
ہمارے واسطے لہجہ ہی بہت ہے
..... سونو گوندل، جہلم
سو پار کہا دل سے چل بھول بھی جا
اسے
ہر بار صدا آئی تم دل سے نہیں کہتے
..... پرنس مظفر شاہ پشاور
تیری یاد میں رہتا رہتا ہوں دن
رات مسلسل اتنی سادوں میں نہیں
ہوتی برسات مسلسل
..... حافظ شفیق کوٹلی
سب خدا سے مانگ لیا تجھے مانگتے
کے بعد اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ
میرے اس دعا کے بعد
..... محمد شعیب رسول
ہر کسی کی وفا کی آس چھوڑ دو حیدر
جو روٹھ سکتا ہے وہ بھول بھی سکتا
ہے

..... حافظ محمد حیدر رضالدھے والا
عید جب آئی تو سب ایک
دوسرے کے گلے ملے
جب اس کی یاد آئی تو خود ہی رو
پڑھے
..... عطاء اللہ علی آباد
دکھ درد کی سوغات ہے دنیا تیری
اشکوں بھری برسات ہے دنیا
تیری
..... ساجن
..... عطاء اللہ تربت
بھڑاتی تو نہ تھی شہر کے بازاروں
میں مجھے کھونے والے تو نے کچھ
دیر تو مجھے ڈھونڈا ہوتا
..... پرنس مظفر شاہ
جب آیا تو خیال تیرا آیا آنکھیں
بند کیں تو خواب تیرا آیا
سو پار بھی خدا سے ہاتھ اٹھا کر مانگا
تو نام تیرا آیا
..... ذوالفقار
مت بہا آنسو بے قدروں کے
لیے طوفی جو قدر کرتے ہیں وہ
روئے نہیں دیتے
..... حکیم طفیل طوفی کویت سٹی
کاش تو دیکھ سکتی مجھے رات کے
اس پہر میں کتنی دے دردی سے
تیری یاد میری خند چرا لیتی ہے
..... ایم ظہیر عباس انک
کچھ ظالم لوگ کہتے ہیں زنی
وہ بے وفا ہے اس کو بھول جا
..... محمد ذکریا زنی منڈا محل
اس نے پیار کا کھیل بھی نفرت
سے کھیل کر بار ظالم میری حسرت

سے کیسا کیسے اس کے ہاتھوں
بر باد نہ ہوتے زندگی میں پہلی بار
محبت سے
..... منظور اکبر تبسم جھنگ
کیوں تو اچھا لگتا ہے
وقت ملا تو سوچیں گے
..... قمر عباس کشمیر
کون کس کے ساتھ کتنا خلص ہے
وقت سب کی اوقات بتا دیتا ہے
..... محمد یاسین
ہمیشہ جنگ کے ملا کرتے ہیں جو
عالی ظرف ہوتے ہیں
سرائی بھی سرنگون ہو کر بھرا کر لی
ہے
..... محمد ہاشم دووا قائد
کیا کشش تھی اس کی آنکھوں میں
مجھ سے میرا دل لڑ پڑا مجھے وہ شخص
جانے
..... سونو گوندل، جہلم
کن لفظوں میں بیان کروں میں
اپنے درد کو دوست سننے والے تو
بہت ہیں سمجھنے والا کوئی نہیں
..... ایم نعیم شانگلہ
جب وقت آیا تو وہ بک چکا تھا اے
دوست
مجھ کو امیر ہونے میں ذرا دیر ہو گئی
(آصف وصال..... بنوں)
روتے رہے تڑپتے رہے اس کی یاد
میں ایسے ہی چلتے رہے
دیوار بن کر کھڑے ہوئے اپنا ہم
بے نشان کی منزل کی طرف چلتے
..... عطاء اللہ علی آباد

جولائی 2014

Digest.pk

پسندیدہ اشعار

شعری بیگانہ اپنے پیاروں کے نام

کیا ہے دردِ فکر چھا سا گیا ہے اس
دل کے اندر اک نیا رُخم سا ہے
سردار خان مستوفی

پارمان کے نام

اقرار کر گیا بھی اقرار کر گیا ہر بار
اک عذاب سے دو چار کر گیا
رستہ بدل کر بھی دیکھا مگر وہ شخص
دل میں اتر کے ساری حدیں پار
کر

محمد وقاص مان

ایف لاہور کے نام

بھی سو رُخم بھر جاتے ہیں لہوں
کے گزرنے پر
بھی اک رُخم انسان کو پوری عمر
رانا
تکلیفِ حقیقی ملوثی کویت

ای جان کے نام

کد پانی ہر سانس تیرے نام
کرتے ہیں اپنا دل و جان تیرے
نام کرتے
تم بھی کیا یاد کرو گی ماں شاعری کی
ہر غزل تیرے نام کرتے ہیں
حسن علی شہرانی لاہور

زیبہ کے نام

ہم اپنی طرف سے کہیں چاہتے
ہیں پر مگر آپ کا کوئی بھروسہ نہیں
ہے نگاہوں میں اپنی محبت بھری

مے نیند میں چلتے ہوئے بھی بن
تیرے ایسا اندھیرا تھا میرے اندر
پار ڈر لگا عشق کے سورج کو نکلتے
ہوئے بھی

غلام کوٹ سادق آباد

بی کراچی کے نام

کوئی ابرام لگا کر تو سزا دی
ہوتی پھر میری لاش سر عام جلادی
ہوتی اگر نفرت ہے تو کیوں دیا تھا
پیارا اتنا پہلے ہی میری اوقات بتا
دی ہوئی

محمد اکرم لاہور

منظر شاہ کے نام

جن کی یاد میں ہم دیوانے ہو گئے
وہ ہم سے ہی بیکانے ہو گئے
شاید انہیں تلاش ہے اب نئے
دوست کی ان کی نظروں میں ہم
پرنے ہو گئے

برنس منظر شاہ شاہد

ایم کراچی کے نام

را لہو جتنا راکھتے ہو ہمیں دب
تک زندہ ہیں ہم اسے دوست
مجھے یقیں ہے ایک دن تم بھی
روٹھ جاؤ گے ہمیں آغوش میں دیکھ کر
محمد آصف علی دہلی

سردار خان مستوفی کے نام

مقدر میں لکھا ہے کراں دل میں

دراں منور کے نام

کاش خوشیوں کی کوئی دکان
ہوتی اس دکان کی کوئی پہچان ہوتی
تمام خوشیاں تیری جھولی میں ڈال
دیتے چاہے اس کی قیمت میری
جان ہوتی

افغان محمود رکن سنی

محمد علی کے نام

ماں تو اور بھی قسم کر گیا مجھ کو
سمیٹی تھی جس نے میری
کرچیاں محسن

محمد عرفان ملک راولپنڈی

مرید عباس کے نام

سلطان دی ہے دفائی بھی
تمہیں ظالم زمانے نے
کہ تم جو سیکھ لیتے ہو ہمیں پ
آزماتے ہو

سید عمارت کاظمی

نادیہ پنڈی کے نام

ہمیں پتہ کہ تیری محبت میں
زیر تھا لیکن تیرے پلانے میں
خلوص اتنا تھا کہ ہم ٹھکرانہ بن گئے
ملک بشارت مری

ایس خاں پور کے نام

نر گھڑاتے ہوئے بھی اور
سنبھلتے ہوئے بھی اس کے در پردہ

ولائی 2014

Digest.pk

ہے مگر آپ کا کوئی بھروسہ نہیں ہے
..... اقصیٰ علی فرازہ کوئی

نام کے نام

آرزو یہ نہیں کہ ہم کا طوفان تل
جائے
فکر یہ ہے کہ تیرا دل نہ بدل جائے
..... ایم عاصم شاہر مینا

ریاض کے نام

ہم اپنی محبت کا دلاتے ہیں
یقین تم بھی تو کہو میں تیرا ہوں
یہ کون سی کا ہوتا ہے کبھی
ہاتھ پکڑ کر ملا دو

کوئی ایسا ہے

شہزادہ عاصم کے نام

جنت میں ہو ٹھکان آپ کو سدا
خوشیوں سے بھرا ہے گھرانہ آپ
کا

..... حماد ظفر مادی

کسی اپنے کے نام

افکلوں کی بناوٹ ہم کو نہیں آتی
کثرت سے یاد آتے ہو سیدھی سی
بات

..... جنیل طیف اللہ جوگیاں

ایم اور کسزہ کے نام

تم با اقل زندگی بھی ہو ایم
خوبصورت بھی اور بے وفا بھی
..... عام فرید حاوید جگرہ

کسی اپنے کے نام

بے چین رہتی ہے ہر دم میری نظر
ڈھونڈتی ہے تجھے ہر جگہ ادھر ادھر

اپنے پیاروں کے نام

نظر آتے تھے ہر گھڑی تو ہی تو
دکھتی ہوں میں جدھر بھی جدھر

..... عامہ رانی، گو جراتوال

دست کے نام

جبر لازم ہے تو پھر وصل کا وعدہ کیا
یہ خزاں دست یہ بہاروں کا لہاو کیا
نہم دے کر نہ تم درد کی شدت پوچھو
دور تو دور ہے تم کیا زیادہ کیا
..... آمنہ شیرانی، جمانیاس

حماد ظفر کے نام

خدا نہ کرے آپ کو کوئی غم ملے
انہی خوشی آپ کو ہر دم ملے
جب بھی آئے کوئی بھی غم آپ کی
طرف تہادو عا ہے کہ اس کو راستے
میں ہم ملیں
..... قمر انعام مرزا گو جگرہ

اشفاق بیٹ کے نام

زیر سے زیادہ خطرناک ہے محبت
کہ اس میں انسان مر کے جیتا ہے
..... دلانا بایرانی ناترا لا نور

سویت اس کے نام

یہ میری دعا ہے کہ مفر کیا یہ میرے
آنسوؤں نے اثر کیا
تجھے مانگ مانگ کر تھک گئے
میرے ہونٹ بھی میرے ہاتھ بھی
..... رائے اطہر مسعود آکاش

لیس کے نام

بھولا دھنگا تجھے بھی ذرا صبر تو کرو
رنگ میں ہے ہو کچھ وقت
تجھے

..... رانا نذر عباس منڈی بہاؤ الدین

محمد احمد جانی کے نام

بعد مرنے کے بھی اس نے نہ
چھوڑا دل جانا محسن
اور ساتھ والی قبر پر پھول پھینک
جاتا
..... محسن علی فرید ناؤن ساہووال

حماد ظفر مادی کے نام

رابطہ ضروری ہیں اگر حلق رکھتے
ہو
اگا کر بھول جاتے ہو پو پوے سوکھ
جاتے
..... رانا نذر عباس منڈی بہاؤ الدین

اسے وفا کے نام

گھر سے جب ہم نکلے تو دل میں
لاکھوں ارمان تھے اک طرف باغ
ہی باغ تو دوسری طرف قبرستان
تھے پاؤں جو پڑے قبروں پر تو
مردوں کے یہ جاننا تھے جتنے
والے دیکھ کر چل بھی ہم بھی
تھے انسان

..... این اسے کاوش ساہووالی سرگودھ

ایس سمندری کے نام

نظریں ڈھونڈ رہی ہیں میری اس
کو ادھر ادھر ابھی کل ہی تو آیا تھا وہ
مجھے

..... شفقت علی سمندری

یا سکین کے نام

خیال تیرا ہے سانسوں جیسا
جو نہ آئے تو میرے جواں

جولائی 2014

Digest.pk

..... لقمان حسن اور واسا میل خان

خرم شیراز سمیع کے نام

جو دل نہیں درد ہے اس سے
پیار کرو لیکن جو دل تمہیں پیار
کرے اسے درد نہ دو کیوں کہ
ساری دنیا کے لیے تم ایک ہو اور
ایک کے لیے تم ساری دنیا ہو
خرم شیراز سمیع

ثوبیہ حسنین کے نام

تیری غمزدہ زندگی میں خدا کرے
بہار آئے تیری بے چین رون کو
نہیں قرار آئے
تو مایوس ہے جس کے لیے زندگی
سے اچانک ہی ملنے میری دعا ہے
تیرا دلدار آئے
خاندہ رانی گوہر انوال

آمنہ کے نام

زندگ کے کسی روز پر خود کو تباہ مت
سمجھنا میں تج سے ساتھ ہوں مجھ کو
خود سے جدا مت سمجھنا
عمر بھر ساتھ دینے کا وعدہ کیا ہے
میر نے زندگی نے اگر وفات کی تا
بے وفا مت سمجھنا
میر احمد بلخی

اسحاق انجم کے نام

وہ اگر روٹھ بھی گیا تو مٹا ہوں گی
اتنا پیار ہے وہ جس سے کوئی رشتہ
بھی نہیں
ضمیمہ نقلمن پور

محمد اعظم کے نام

چلو اک ہل کے لیے یہ دنیا چھوڑ
دیتے دو ہل جسے لوگ موت کہتے ہیں

..... حسن رضا نیکانہ صاحب

اپنی ماں کے نام

اک ہستی ہے جو ماں میری جو آن
سے بھی بڑھ کر شان ہے میری
رب کرے حکم رو بند و کر دوں
کہ وہ کوئی اور نہیں ماں ہے میری
..... حسن علی لال بوی

اقصد علی فراز کے نام

کاش ایسی جی آئے کوئی تنہا میری
دور کھڑے سر میرے سینے پہ بیٹھ
جگانے کے
..... رئیس مظفر شاہ پشاور

ایس سحر کے نام

پھول تمہاری یادوں کے مٹاتے
ہیں گے زندگی رہتی تو ملتے رہیں
کے جب بھی تمہیں میری یاد
سمائے شدت سے پھر ہم خوابوں
میں بھی تم سے ملنے دہیں گے
..... سیف الرحمن زخمی سالکوت

بھولی یادوں کے نام

ہوتی ہے بڑی ظالم اک طرف
محبت
وہ یاد تو آتے ہیں یہ یاد نہیں کرتے
..... مسکان نقلمن پور

آصف جاوید کے نام

کہنے کو تو بہت سی باتیں ہیں جاوید
مختصر لفظوں میں میری آخری

..... خواہش
..... نسreen سائیدوال

کسی اپنے کے نام

میں خود کو ہار چکا ہوں کسی کو کیا
معلوم میں اٹ چکا ہوں محبت میں
کوئی کیا
..... محمد اسحاق انجم نقلمن پور

لی لاہور کے نام

اس سے بڑھ کر میں بد نصیب نہیں
ہو سکتا تیرے شہر میں رہ کر تیرا
دیدار نہیں ہو سکتا
..... عرفان رباض لودھراں

موس خان کے نام

بکھر رہی ہے میری ذات اس کہنا
ملے تو میری یہ بات میرے
حالات اسے کہنا
اسے کہنا کہ بن اس کے دن نہیں
کھتے سک سک کے کھتی ہے
میری ہر رات اسے کہنا
..... حلیل احمد ملک شیدائی شریف

دوستوں کے نام

زندگی میں اتنا نازک مت بننا کہ
کوئی پھول سمجھ کر توڑ لے
دورا تاخت مت بننا کہ کوئی کانٹا
سمجھ کر چھوڑ دے
..... ندیم عباس ڈسکو سائیدوال

جہاد ہادی کے نام

تمہی کا ساتھ مل جائے میری تقدیر
بن جائے میں بن جاؤں مصور
کوئی میری تصویر بن جائے

جولائی 2014

Digest.pk

.....ذکر شاعر زمان مثنوی

جان زید کے نام

وہ عجب شخص تھا جاوید جسے سمجھ کر
بھی نہ سمجھ سکے
مجھے چاہتا بھی بہت تھا مجھے چھوڑ کر
بھی چلا گیا
.....تہ صنف جاوید زائد سا بیہوال

عاشق سحر کے نام

عمر ہوا ہم نے دوستی کو زندگانی
سے اتناال پیچھا تم سے مل کر
احساس ہوا اک دوست ضروری
ہے برسوں پہلے دوستی کے تعلق
نے مجھے دکھ دیا تھا فری آج تم سے
مل کر یہ رشتہ استوار کرنا چاہتی ہوں
.....رب بعد ارشد مندی ہماؤ الدین

منصور بلوچ کے نام

دوستی چیز نہیں ہے بنانے کی نہیں
عادت نہیں بھاننے کی
اس لیے کم یاد کرتے ہیں آپ کو
کچھ رشتوں کو نظر لگ جاتی ہے
زمانے کی
.....محمد صابر یور نوالہ

ماریہ عباس کے نام

شدت تم میں تو پھر بھی چمک
جانتے ہیں کون کسے یاد رکھتا ہے عمر
نہر تو با وقت کے ساتھ خیالات بھی
بدل جاتے ہیں
.....ادرا علی مانگا منڈی لاہور

عاقب علی کے نام

وہ مجھے چھوڑ گیا تو یقین آیا

کوئی شخص ضروری نہیں مانسو کے

سوا

.....عافہ کوندل جہلم

محمد مشتاق کے نام

میں بھڑکی تہائی آپ کو نصیب نہ ہو
کوئی بھی غم آپ کے قریب نہ ہو
رب آپ کی زندگی میں اتنی
خوشیاں بھر دے کہ آپ سے بڑھ
کر کوئی خوش نصیب نہ ہو
.....عابد علی آرزو سا ننگہ حلی

کے ملک کے نام

اپنے سوا پیچھا مابھی ہے ہمیں آج
نیک خالہ
سوار لے چکے ہو میرے دل کی
تلاشیاں
.....ملک ارشد قاندہ آباد

نزاکست علی کے نام

دور دور کر دلات دینا چپ رہ کر سزا
دینا
نہ دے سکو فتنی تو غم ہی سہی بس
ایک وعدہ کر دے کہ زندگی میں ہم کو
بھلا نہ دینا
.....نصافت علی بیوی مولک

ایم فیاض کے نام

وفا کے بدلے وفا کا منہ محال ہے
وفا باز سے وفا کرتا ہی کمال ہے
.....بشر محمد بھٹی فونی بستی

کامران شاہ کے نام

چلو اس کا کہیں تو خدا کا احسان
لیتے ہیں فرار

وہ موت سے نہیں مانا تو موت سے

ہانگ لیتے ہیں

.....سیدہ امانہ علی راہوالینڈی

ایمن چکوال کے نام

یہ سب راستے کے ساتھی ہیں انہیں
آخر چھوڑنا ہے
چلو اب گھر چلیں ساغر بہت
آوارگی کر گئی

.....محمد صندھ روکھی کراچی

رانا عرفان کے نام

دل میں عمیر تھی اپنی آنکھوں میں
مانگ خواب
خود کو ہی دھوکہ دیا خود سے ہی
شرارت کی گئی

.....محمد رشوان سلاٹوالی

صبا سکھر کے نام

سراووں کے بعد رابطہ کرنا انہیں
بات نہیں
پاس رہ کر بھی رہتے دور ہو
.....شاد احمد ٹھٹھکی

بیس کے کے نام

اس دل کو تم سے چار رہے گا تم
سے ملنے کو دل بے قرار رہے گا
تم چلے جاؤ چاہے ہم سے
کتنا ہی دور پھر بھی ان نگاہوں کو
تہہ ہارا اتھا رہے گا

.....شاہد اقبال ٹنک

دے رہی ہیں یہ تجھے صدائیں
اک ہر تو آ کے دیکھ بارش مکی یہ
ہوئیں ہیں تجھے بلائیں
(ایہودا) (گوبرا نوالہ)

جولائی 2014

Digest.pk

دُکھ درد ہمارے

”دُکھ درد ہمارے“ کالم کے لئے جو قارئین بھی اچانک شائع کرنا چاہتے ہیں وہ اپنے دُکھ غم کو تحریر کرنا اور اپنے شائقین کا رونا دھن کی کافی بھی ارسال کریں۔ ”دُکھ درد ہمارے“ کالم کے لئے جن قارئین کے شائقین کا رونا دھن کی کافی ہر اہل دل آئے گی ان کو ”دُکھ درد ہمارے“ کالم میں جگہ نہیں دی جائے گی۔ ایسے تمام قارئین کے آئے ہوئے خطوط طابع کر دیتے ہیں۔ ایڈیٹر

میری زندگی کی کہانی ایک شیب و فراز کا مجموعہ ہے، کبھی خوشی تو کبھی غم۔ میرے ساتھ کچھ ایسا ہوا کہ میں ایک بہت ہی امیر ماں باپ کی بیٹی تھی۔ بچپن سے ہی ہر چیز میرے وہ کتے ہیں کہ سونے کا بیج منہ میں لے کر پیدا ہوا، وہی اسی حساب تھا میرا۔ ماں باپ کی بیکلی اولاد تھی لہذا سب سے زیادہ لادار بچہ بھی حاصل کیا۔ جب میں تین چار سال کی تھی تو اللہ نے مجھے ایک بھائی دیا۔ پھر میں بھائی کے ساتھ گھر ہو گئی اس کو انعام اس کے ساتھ کھلتی، اسے پیار کرتی حتیٰ کہ بھائی بھی مجھ سے بہت مانوس ہو گیا۔ پھر اچانک وقت کی آمد ہی ایسی پئی کہ ہماری تمام خوشیاں اڑا کر لے گئی۔ ہوا کچھ یوں کہ میں ابھی کوئی دس گیارہ سال کی تھی اور بھائی آٹھ نو سال کا تھا کہ اب ایک بزنس ورلڈ کے سلسلے میں بیرون ملک گئے اور وہاں اپنا کام بنانا کر رہے آ رہے تھے کہ راستے میں جہاز کرائش ہو گیا اور وہاں میں پر اتالی کر گئے۔ ہم لوگ گھر میں اپنے کم کاف میں بیٹھے تھے کہ اچانک دروازے پر

دھتک ہوئی دیکھا تو کچھ لوگوں نے ایک چار پائی پر ایک لاش کو ڈالا ہوا تھا اور انہوں نے بتایا کہ یہ آپ کے ابو کی لاش ہے۔ میں تو سنتے ہی بے ہوش ہو گئی۔ خیر ہوش میں آئی تو بہت سارے لوگ ہمارے گھر میں بیٹھے ہوئے ہیں تھے اور پھر ابو کا گھر دفن ہوا اور ساری رسومات کے بعد سب لوگ چلے گئے یوں ہماری یہ پادری کا سلسلہ شروع ہوا۔ ابو کا کاروبار ختم ہو گیا کیونکہ کوئی سنبھالنے والا نہیں تھا۔ امی نے تھوڑا وقت دیا جس سے تھوڑا بہت کاروبار چلتا رہا اور تارا گھر بھی چلتا رہا۔ امی نے بہت زیادہ محنت کی اور ہمیں پڑھایا لکھایا اور پھر جب شادی کا وقت آیا میری منتقلی ہوئی پھر شادی کا مقررہ وقت آیا شادی ہو گئی۔ سسرال کافی اچھے کھاتے پیتے تھے اور اچھے لوگ تھے۔ میرا شوہر تو بہت اچھا اور مجھ سے بہت پیار کرتا تھا۔ شادی کے ایک سال بعد مجھے جیسا ہوا۔ جیسا جب دو سال کا ہوا تو جڑواں بیٹیاں ہوئیں۔ بیٹیاں ابھی نو ماہ سال کی ہوئیں تھیں کہ اچانک ایک دن ٹیبل ٹون آیا۔ میں نے باب

سنا تو کوئی کہہ رہا تھا کہ یہ بشارت ملے گی گھر ہے تو نے کہا جی ہاں تو میں نے کہا آپ بشارت ملی کی کیا لگتی ہیں۔ میں نے کہا میں ان کی بیوی ہوں۔ اس نے کہا آپ کے شوہر کی لاش ہسپتال میں پڑی ہے آپ آ کر وصول کر لیں۔ میری تو دنیا ہی اجڑ گئی اور میں بے ہوش ہو گئی جب مجھے ہوش آیا تو میرے سر سے پوچھا تو میں نے سب کچھ بتایا اور وہ سب بھی رونے لگے۔ دھونے لگے اور پھر ہر گھر ہسپتال پہنچے وہاں سے لاش وصول کی اور گھر آ کر دفن دفن کیا۔ کچھ عرصہ لوگوں کا آنا جانا رہا۔ اب ابھی ہم اس صدمے سے باہر نہیں نکلے تھے کہ ایک دن پولیس اور اس نے کہا کہ آپ یہ بھڑائی کر دیں کیونکہ یہ گھر اب آپ کا نہیں رہا۔ پتہ چلا کہ ہماری فیکٹری کے شیجر نے تمام کاروبار اور تمام جائیداد اپنے نام کر دانی ہے اور یوں ہم بددرد ہو گئے اور آج تک اس خیال میں ہیں کہ ابھی روٹی مل جاتی تو کبھی بھوکے موتے ہیں۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ میری مشکلات کو آسان کرے۔ (نور ہادیہ، لاہور)

Digest.pk

رشتے ناٹے

”رشتے ناٹے“ کالم کے لئے ہر ماہیت سے رشتے وصول ہوتے ہیں۔ جو خواہ بین الاقوامی رشتے، فوری شائع کروانا چاہیں وہ اپنے شائق کا روز کی نوٹو کاپی بھی ارسال کریں۔ رشتے ناٹے کالم میں اپنے رشتے شائع کرانے کے لئے اپنے خطوں کے رشتے ارسال کرتے وقت اپنے شائق کا روز کی نوٹو کاپی ضرور ارسال کریں۔ جن رشتوں کے ہمراہ شائق کا روز کی نوٹو کاپی نہیں ہوگی وہ رشتے شائع نہیں کئے جائیں گے۔ ایڈیٹر

☆..... مجھے ایسا رشتہ چاہئے جو مجھے اپنے پاس رکھے۔ کیونکہ میرے والدین فوت ہو چکے ہیں۔ میری عمر 30 سال سے زائد آ رہی ہے۔ کسی پڑھی لکھی لڑکی کا رشتہ درکار ہے جو سرکاری ملازم ہو اور رسوم و رسالت کی پابند ہو۔ (خواجہ احمد - مائسورہ)

☆..... میری عمر 22 برس ہے، 6 فٹ قد، رنگ گندمی، سارے جسم اور تعلیم یافتہ ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ اب شادی کر لوں لیکن کوئی لڑکی پسند نہیں آتی۔ میں چاہتا ہوں کہ لڑکی خوبصورت ہو، میرے جیسی باشعور ہو، عزت کرنا جانتی ہو، صرف شوہر کو محبت کرنا جانتی ہو، روپے پیسے کی ریل تیار ہے، ساری زندگی مبارک بن کر رہے گی، ذاتی مکان، پلاٹ زرعی رقبہ گاڑی، ٹینس سب کچھ ہے۔ نہ ملازمت کی فکر نہ پیسے کا ڈر خود مختار لڑکیاں بھی رابطہ کر سکتی ہیں۔ حال ہمارے اور وقت گزرا لڑکیاں قسمت نہ کریں۔ (آصف سانول)

☆..... میں 37 سالہ بٹوا ہوں

☆..... میری ملازم ہوں، اچھا بڑا تنخواہ ہے، ذات پتہ۔ مجھے ایک حافظ قرآن لڑکی کا رشتہ درکار ہے جس کی عمر 30-35 سال ہو۔ بیوہ، کنواری کی کوئی قید نہیں۔ حافظ قرآن ہونا ضروری ہے۔ اپنے مکمل کوائف مع تصویب اس پر ارسال کریں۔ (مسرت خان - ممبئی - خیرا بکسی)

☆..... عمر تیس سال، قد پانچ فٹ تین انچ، رنگ سانولا، تعلیم بی اے، کاروبار اپورٹ ایکسپورٹ، ذاتی کوٹھی، گاڑیاں، ملو کر چاکر، روپے پیسے کی کمی نہیں۔ یہ کوائف میرے ایک بہت اچھے دوست ہیں جس کا اخلاق بہترین ہے۔ انسان دوست اور مہربان طبیعت کا مالک ہے۔ اس کے لئے کسی پڑھی لکھی کم تر کم ایف اے ہو، جس کا اخلاق اچھا، بڑوں کی عزت کرنا جانتی ہو اور چھوٹوں پر شفقت۔ ایسی لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ والدین یا خود مختار لڑکیاں رابطہ کریں۔ (چودھری عاشق علی اعوان - چک 95، ضلع ساہیوال)

☆.....

Digest.pk

ملاقات



نام: غیاث علی
عمر: 19 سال
مشغل: سوشل ورک کرنا
پتہ: ڈاک خانہ چوکی
موبک: تحصیل و ضلع کوٹلی، آزاد کشمیر



نام: آصف جاوید
عمر: 18 سال
مشغل: کرکٹ کھیلنا
مطالبہ کرنا
پتہ: چیک نمبر 142، سب گمز گل فورڈ
تحصیل چک بھرہ، ضلع فیصل آباد



نام: یاشن غریب
عمر: 22 سال
مشغل: فلمی دوستی کرنا
پتہ: شیخ سائیکل
ورکس، چک 9، عبدالحکیم، تحصیل میاں
چنوں، ضلع خاندوال



نام: صداقت علی
عمر: 14 سال
مشغل: فلمی دوستی کرنا
پتہ: ڈاک خانہ کوٹ
ماجمی خان، تحصیل چوکی، ضلع قصور



نام: کوکمر ندیم شوکت
عمر: 23 سال
مشغل: فلمی دوستی کرنا
پتہ: مکان نمبر 4F
مکتبہ انجیلہ کوک، کالونی THT، کوہ نور، راولپنڈی



نام: منظر عباس تنہا
عمر: 18 سال
مشغل: فلمی دوستی کرنا
پتہ: چک 9
عبدالحکیم، خاں آباد، تحصیل میاں
چنوں، ضلع خاندوال
نام: ذکیل خان
عمر:



نام: جسم یادون
عمر: 17 سال
مشغل: سوشل ورک کرنا
پتہ: چک نمبر
355WB، ڈاک خانہ خاص، تحصیل
دنیام، ضلع لودھراں



نام: اکرم اشفاق بیٹ
عمر: 25 سال
مشغل: جواب عرض
پڑھنا، فزلیں سننا
پتہ: پیسٹ بکس نمبر 334، اڈالہ سوی



نام: بشیر سائول بھاس
عمر: 20 سال
مشغل: فلمی دوستی کرنا
کرکٹ کھیلنا
پتہ: مہراں ٹریڈرز، مین بازار، آب آباد
14 کیسٹ، تحصیل ٹیکسلا، ضلع راولپنڈی



نام: عدنان احمد
عمر: 20 سال
مشغل: فلمی دوستی کرنا
پتہ: ڈاک خانہ خاص
ٹکسٹ ڈالا، تحصیل و ضلع منڈی بہاؤ الدین



نام: زاہد ساغر انصاری
عمر: 24 سال
مشغل: فلمی دوستی کرنا
پتہ: چوہان، ڈاک
خانہ خاص، تحصیل و ضلع جہلم



نام: عیاض محمود پرہیسی
(دینی واسے)
عمر: 22 سال
مشغل: فلمی دوستی کرنا
پتہ: بہنام کوٹلی، بہرام، ڈاک خانہ
میاں، تحصیل سوہاوا، ضلع جہلم



نام: نظام عباس زاہری
مشغل: 20 سال
مشغل: جواب عرض
پڑھنا، فلمی دوستی کرنا
پتہ: زاہری الیکٹریک ورکس، جینظیر آباد، سندھ



نام: محمد عامر بلوچ
عمر:
مشغل: فلمی دوستی کرنا
پتہ: معرفت محمد رفیق
جہانی، جمرک سائیت، ڈاک خانہ
جمرک، تحصیل و ضلع لودھ



نام: عیاض محمود پرہیسی
(دینی واسے)
عمر: 22 سال
مشغل: فلمی دوستی کرنا
پتہ: بہنام کوٹلی، بہرام، ڈاک خانہ
میاں، تحصیل سوہاوا، ضلع جہلم

Digest.pk



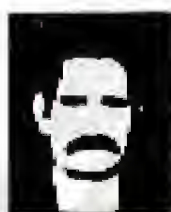
نام: ماسے حسین عباس
کمرل
عمر: 24 سال
مشغلہ: فنی کام کرنا

پتہ: C-229 این بلاک، مازل ٹاؤن، لاہور



نام: شیر اختر
عمر: 17 سال
مشغلہ: کرکٹ کھیلنا اور پڑھنا

پتہ: لڈو ڈاک خان سید، تحصیل کھاریاں، ضلع گجرات، مل مسطہ



نام: محمد حنیف عابد
وکی دل
عمر: 17 سال
مشغلہ: فنی دوستی کرنا

پتہ: یارک سینٹر، ریلوے روڈ، خانپور، تحصیل خان پور، تحصیل یارخان



نام: فیض احمد صدیقی
عمر: 27 سال
مشغلہ: وکی کتابیں پڑھنا

پتہ: کوٹ ہیزل، ڈاک خان خاص، تحصیل صادق آباد، ضلع رحیم یارخان



نام: محمد نوید قریشی
عمر: 17 سال
مشغلہ: فنی نوک دوستی پتہ: مسیت ٹولی، موضع شاد نال، تحصیل ضلع میراں شہر

پتہ: کوٹ ہیزل، ڈاک خان خاص، تحصیل صادق آباد، ضلع رحیم یارخان



نام: ایم بیال قیس
عمر: 17 سال
مشغلہ: فنی دوستی کرنا پتہ: محلہ مباری، تحصیل بھٹی، ضلع قصور

پتہ: کوٹ ہیزل، ڈاک خان خاص، تحصیل صادق آباد، ضلع رحیم یارخان



نام: سفیان ملت حسین
نوٹاشی
عمر: 18 سال
مشغلہ: جواب عرض پڑھنا

پتہ: مقام لڈو، ڈاک خان سید، تحصیل کھاریاں، ضلع گجرات



نام: محمد عمران
عمر: 28 سال
مشغلہ: سیر سیاست پتہ: مقام دادہ

پتہ: رسالہ، ڈاک خان سید، تحصیل کھاریاں، ضلع گجرات



نام: سید حنان احمد
عمر: 19 سال
مشغلہ: جواب عرض پڑھنا، فنی کام کرنا

پتہ: نزد سبزی منڈی، ٹائیپ ٹاؤن، جام پور، ضلع راجن پور



نام: الطاف ملت حسین
نوٹاشی
عمر: 50 سال
مشغلہ: خدمت فنی، جواب عرض پڑھنا

پتہ: لڈو، ڈاک خان سید، تحصیل کھاریاں، ضلع گجرات



نام: انجم ہادی خرونگ
عمر: 18 سال
مشغلہ: دوستی کرنا اور شاعری کرنا

پتہ: اڈا شریف آباد، گٹھارہ سکول، تحصیل احمد پور سیال، ضلع جہنگ



نام: عمران خان
عمر: 16 سال
مشغلہ: کرکٹ کھیلنا، جواب عرض پڑھنا

پتہ: گاؤں اکبر پور، ڈاک خان چلوہ، تحصیل پیر درہ، ضلع سیالکوٹ



نام: واسف علی ادا نمیں
عمر: 19 سال
مشغلہ: مصحف کرنا، فنی دوستی کرنا

پتہ: سندھ ہائیڈرو پاور، میریادو



نام: محمد شہباز
عمر: 24 سال
مشغلہ: فنی دوستی کرنا پتہ: گاؤں طبع آباد

ڈاک خان گرین کوٹ، تحصیل ضلع قصور



نام: شعیب قریشی
عمر: 18 سال
مشغلہ: ایس ایم ایس کرنا، فنی دوستی کرنا

پتہ: ڈاک خان کھیل، رازیک، تحصیل راسو، ضلع کوہستان



نام: احسان اللہ عادل
عمر: 23 سال
مشغلہ: اپنی یادوں کی ازبکی لکھنا

پتہ: گاؤں پیوڑی، ڈاک خان درویش، تحصیل ضلع چترال



نام: انصار امین
عمر: 18 سال
مشغلہ: جواب عرض پڑھنا اور کھانا پکانا

پتہ: ڈیرہ حبیب پور، پتہ نمبر 145، ایبٹ آباد



نام: محمد شمیم
عمر: 16 سال
مشغلہ: فنی کھانا پکانا، فنی دوستی کرنا

پتہ: گاؤں خاص، ڈاک خان خاص، تحصیل پوٹیاں، ضلع قصور

Digest.pk

ملاقات

نام: ارمان محمود
عمر: 18 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرتا
پتہ: چیک نمبر 34
گ-ب، ڈاک خانہ خاص، تحصیل
جڑانوالہ، ضلع فیصل آباد

نام: محمد خورشید اجپٹی
عمر: 17 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرتا
پتہ: گاؤں مالکین
تحصیل رز خانہ لاہور، ضلع کوہاٹ

نام: ساجد رضا
عمر: 28 سال
مشغلہ: سوشل ورک کرتا
پتہ: ساجد محمود ولد
گلاب خان، بکنڈ چرواہا، تحصیل و ضلع
جہلم

نام: یحییٰ احمد طاہر
عمر: 21 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرتا
پتہ: محلہ بڑی مسجد
الہور پٹ، گاؤں ملتان خورد، تحصیل تلہ
مٹک، ضلع پکوہا

نام: سید مہرا نذرانی
عمر: 18 سال
مشغلہ: میوزک سنس
پتہ: ڈاک خانہ
راولپنڈی تحصیل نصیر آباد ضلع مظفر آباد
آزاد کشمیر یاٹری بیورو

نام: مظفر باویج سہ سولی
عمر: 18 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرتا
پتہ: سب ٹوک، ضلع
خامان، بلوچستان

نام: سیف الرحمن تنہا
عمر: 18 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرتا
پتہ: مہر یاسین کریانہ
سنور، وارڈ نمبر 9، محلہ اسلام آباد، شاہ
کوٹ

نام: منظور عباس
عمر: 20 سال
مشغلہ: مطالعہ کرتا، قلمی
دوستی کرتا
پتہ: گاؤں بریج، ڈاک خانہ خاص،
تحصیل فتح جنگ، ضلع ونگ

نام: ضیا بلال دین دانی
عمر: 23 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرتا
پتہ: گاؤں پچول،
ڈاک خانہ راتول، تحصیل بنوں، ضلع
کوہستان

نام: بشیر چاوال
عمر:
مشغلہ: شعر و شاعری
کرتا
پتہ: ایم ای بی ہال، لکھنؤ نیشنل

نام: ندیم جان کوپانگ
عمر: 23 سال
مشغلہ: کرکٹ کھیلنا،
قلمی دوستی کرتا
پتہ: سواتی سی او سی آباد، درود، موہڑہ،
ضلع مظفر آباد

نام: ناصر علی
عمر: 35 سال
مشغلہ: قلمی دوستی، مطالعہ
کرتا، سپر سچاست
پتہ: چیک نمبر 99/9-L، جوسے دی
جھوک، ساہیوال

نام: جونا احمد خاں بلوچ
عمر: 18 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرتا،
تقریری گفتگو، مطالعہ کرتا
پتہ: چیک نمبر 99/9-L، جوسے دی
جھوک، ساہیوال

نام: خدیجہ طہان جونیہ
عمر: 29 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرتا
پتہ: معرفت محمد
دلیاس، ہاؤس نمبر 1، ہاک نمبر 40، نذر
نیو مارکیٹ، 2-G-8، اسلام آباد

نام: طاہرہ ارباب خان
عمر: 23 سال
مشغلہ: سوشل ورک
کرتا
پتہ: Post Box No. 38122
Shj, AR - 7126291

نام: محمد جنید ہاشمی
عمر: 16 سال
مشغلہ: کرکٹ کھیلنا،
جواب عرض پڑھنا
پتہ: محلہ قاضیان، ڈاک خانہ اکبر پور،
ضلع نوشہرہ، چنار

نام: محمد عابد علی یوسف
عمر: 21 سال
مشغلہ: سوشل ورک
کرتا
پتہ: قلعہ شہید یحیٰ، ڈاک خانہ، نواب،
ضلع ننگر سارنگ

نام: محمد رفیق
عمر: 20 سال
مشغلہ: میوزک سنس،
دوستی کرتا
پتہ: F-HDC MFS، اسلام آباد

Digest.pk

ملاقات



نام: نادر حسین بلوچی
عمر: 20 سال
مشغلہ: فلمی دوستی کرتا
پتہ: چک والہ دلاور

لاک خانہ چک نمبر 135/EB، تحصیل
عارف والہ، ضلع پاک پتن



نام: ایم شہزاد
عمر: 18 سال
مشغلہ: فلمی دوستی کرتا
پتہ: کھن کے، ڈاک

خانہ پھول، تحصیل چوکی، ضلع قصور



نام: خالد فاروق آسی
عمر:
مشغلہ: دوستی، شاعری
پتہ: دی لائٹ پیگ
سکول، جلی پور، ملٹ کالونی، فیصل آباد



نام: ریاض احمد
عمر: 40 سال
مشغلہ: محبوب کی یاد
پتہ: باغیانہ پورہ دلاور



نام: طاہر حسین
عمر: 23 سال
مشغلہ: فلمی دوستی کرتا
پتہ: مکان نمبر 88/9
جلی نمبر 59، محلہ مسلم اتحاد کالونی،
تاجپورہ، روڈ، عازری آباد، دلاور



نام: رئیس صدام حسین
عمر: 18 سال
مشغلہ: سٹڈی کرتا
پتہ: رنجیس برادری سرورس شیش، ڈاک

خانہ خلی خان، تحصیل چوکی، ضلع پاک پتن



نام: رئیس ارشد
عمر: 22 سال
مشغلہ: سوشل ورک
پتہ: رنجیس برادری سرورس شیش، خان

بیل، تحصیل لیاقت پور، ضلع رحیم یار خان



نام: کلید احمد ساجن
رخسار
عمر: 22 سال
مشغلہ: فلمی دوستی کرتا
پتہ: گورنمنٹ باقی سکول کونڈ، قلات

ضلع کیچ، تربیت نگران



نام: شاہد اقبال شنگ
عمر: 22 سال
مشغلہ: فلمی دوستی کرتا
پتہ: گاؤں مری، ضلع
ڈاک خانہ جندری، تحصیل، ضلع کرک



نام: ملک افضل ساگر
عمر: 22 سال
مشغلہ: جواب عرض
پتہ: گاؤں اچاں خود چک نمبر 13 آر
بی، تحصیل سی مندو آباد، ضلع شیخوپورہ



نام: عداد علی عرف
نوریم عباس تھا
عمر:
مشغلہ: شعر و شاعری
پتہ: ڈاک خانہ تالکی، تحصیل کسری، ضلع
میرپور خاص



نام: سید اشفاق حسین نقوی
عمر: 25 سال
مشغلہ: سماجی کام کرتا
پتہ: طوڑی مشریت، محلہ کونڈ محمد شفیق، پراٹھا

آدمچائے روڈ، موٹا مین آہن گوچر الزوالہ



نام: حبیب اللہ
عمر: 30 سال
مشغلہ: فلمی دوستی کرتا
پتہ: خلیب سیٹری
سٹور، لالہ سولی



نام: تنہا محمد مراد شادی
عمر:
مشغلہ: فلمی دوستی کرتا
پتہ: جبار ٹوٹو سٹور، چٹان روڈ، ڈاک

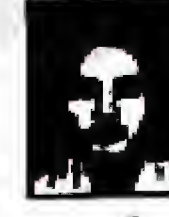
خانہ دوست محمد، ضلع جعفر آباد



نام: محمد یوسف جاوید
عمر: 20 سال
مشغلہ: فلمی دوستی کرتا
پتہ: مسرقت عوامی ٹیوڈ
ایجنسی، کھن پور



نام: تنویر احمد گوندل
عمر: 20 سال
مشغلہ: فلمی دوستی کرتا
پتہ: حماد سینٹری سٹور
چمچ روڈ، لالہ سولی



نام: بلال آواز
عمر: 18 سال
مشغلہ: کرکٹ کھیلتا
پتہ: ویم جنرل سٹور
نزد خان غنی مسجد، لے والہ، بکر



نام: عبدالغفار
عمر: 17 سال
مشغلہ: فلمی دوستی کرتا
پتہ: حماد سینٹری سٹور
چمچ روڈ، لالہ سولی

Digest.pk

خلافت

نام: عبدالغفور گل
نمبر: 19 سال
مشغل: شعر و شاعری
پتہ: بمقام گلزار،
ڈاک خان خاص، تحصیل پٹنہ ضلع اوک

نام: مختصر علی ملک
نمبر: 22 سال
مشغل: فلمی دوستی کرنا
پتہ: پوسٹ بکس نمبر
213 پاک کمپ پٹنہ، حیدر آباد سندھ

نام: ساجد عباس ساغر
نمبر: 18 سال
مشغل: فلمی دوستی کرنا
جواب عرض پڑھنا
پتہ: شاخ سانگیل ورس، پک 9 ب
عبدالحکیم ڈاک خان خالق آباد

نام: سفیر اداس موہری
نمبر: 23 سال
مشغل: فلمی دوستی کرنا
سامی کام کرنا
پتہ: گاؤں موہری، ٹکھوٹ، ڈاک خان
دستی، تحصیل بہک، ضلع مظفر آباد

نام: ایم علی گبول
نمبر: 23 سال
مشغل: جواب عرض
پڑھنا
پتہ: جالب گوٹھ سید حیات، شیر گراہی،
ضلع لیہ

نام: محمد افضل جتو
نمبر: 20 سال
مشغل: سامی کام کرنا
پتہ: اٹھم کھڈ پٹنہ
گورنمنٹ ہائی کالج، تحصیل پٹنہ
ضلع میانوالی

نام: عدیل شیر دوستی
نمبر: 16 سال
مشغل: کرکٹ کھیلنا
مطالعہ کرنا
پتہ: گورنمنٹ کالج منگیر، ڈاک خان
خاص، ضلع بہکر

نام: یزدادو قیصر بہاء
نمبر: 23 سال
مشغل: سامی کام کرنا
پتہ: بمقام خیل پیران، تحصیل
خوشاب

نام: قدیر عباس دانی
نمبر: 18 سال
مشغل: فلمی دوستی کرنا
پتہ: ایڈ کوادر 116
برگینڈ، بنوں کیٹ

نام: ذوالفقار علی مستوی
نمبر: 18 سال
مشغل: کرکٹ کھیلنا
پتہ: گوٹھ محمد بخش
مستوی ہاری شاخ، اوستا، ڈاک خان
مزداد ساگر کی پانی شاخ، ضلع مظفر آباد

نام: رئیس ساجد کاش
نمبر: 18 سال
مشغل: فلمی دوستی کرنا
مطالعہ کرنا
پتہ: رئیس برادر سروس، شیش، خان بیلہ،
تحصیل لیاقت پور، ضلع رحیم یار خان

نام: ایم اکرام الحسن
نمبر: 20 سال
مشغل: فوٹو دوستی
پتہ: گلی نمبر 2، عبادت ٹاؤن، فورٹ
جی

نام: محمد شفیع اللہ
نمبر: 28 سال
مشغل: دوستی کرنا
جواب عرض پڑھنا
پتہ: ڈی ایس جی 298، پٹنہ
سندھ، انٹر پورٹ، میر پور خاص

نام: اعظم حسین ساگر
نمبر: 19 سال
مشغل: فلمی دوستی کرنا
شعر و شاعری کرنا
پتہ: پک نمبر 40MB، ڈاک خان 41MB،
نزد پٹنہ، تحصیل ضلع خوشاب

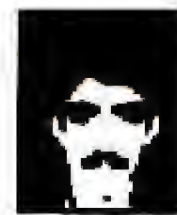
نام: ارشد حفیظ
نمبر: 25 سال
مشغل: شعر و شاعری کرنا
کرکٹ کھیلنا، فلمی دوستی کرنا
پتہ: غلام مصطفیٰ سیکورٹی گارڈ، پوسٹ
بکس نمبر 6875، الہ آباد، ضلع اتر پردیش

نام: ڈاکٹر محمد ایوب بوہڑ
نمبر: 25 سال
مشغل: مطالعہ کرنا
پتہ: گوٹھ ذوالفقار
آباد باری شاخ، اوستا، ضلع بہکر
آباد، بلوچستان

نام: زیب ظہور احمد
نمبر: 19 سال
مشغل: شعر و شاعری
پتہ: نیو پاکیزہ ہوٹل، کوٹہ روڈ، کوٹہ
میشل، نزد ریلوے مراد آباد، نصیر آباد

نام: عارف حسین
نمبر: 22 سال
مشغل: فلمی دوستی کرنا
جواب عرض پڑھنا
پتہ: موضع مہو، تحصیل وادی، تحصیل کوٹ
ادو، ضلع مظفر آباد

Digest.pk



نام: ایم ایس شوہد
عمر: 50 سال
مشغلہ: 12 سنیہ، قلمی
دوستی کرنا
پتہ: ایل سی ایس آفس، تربت



نام: محمد حسین
عمر: 27 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
پتہ: حضرت مالک داد
فلورز، پشور، تحصیل سوئی گیس لینڈ،
لوچستان



نام: محمد انور ساگر
عمر: 24 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
جواب عرض پڑھنا
پتہ: محلہ لڑی آباد، ڈھادڑ، ضلع بولان،
لوچستان



نام: عمران رشید
عمر: 16 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
پتہ: گلزار پبلک سکول
ڈیوہل، تحصیل دریاخان، ضلع بکر



نام: داہد محمود ساقی
عمر: 18 سال
مشغلہ: جواب عرض
پڑھنا، قلمی دوستی کرنا
پتہ: گاؤں کوٹ پیاری، واک خانہ کس
کندوزہ، تحصیل ضلع بھمبر، آزاد کشمیر



نام: محمد وی کورمانہ
عمر: 26 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
پتہ: بہتقام لکڑ پاتوال،
ڈاک خانہ، سیکسکی منڈی، ضلع حافظ آباد



نام: ملک ہاشم پڑھان
عمر: 18 سال
مشغلہ: جواب عرض
پڑھنا اور کہانی لکھنا
پتہ: چک نمبر 11 ایم ایل، تحصیل
بھلووال، ضلع سرگودھا



نام: داہد عامر خان
عمر: 20 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
جواب عرض پڑھنا
پتہ: گاؤں کوٹ پیاری، واک خانہ
کندوزہ، تحصیل ضلع بھمبر



نام: عبدالصمد مجول
عمر: 22 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
پتہ: جلاب موٹو
سیدھا سہ، شہر کراچی، ضلع میر



نام: مبارک حسین آمانی
عمر: 18 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
پتہ: جاوید اقبال کے
لی ایلی سٹری سکول، وارا نمبر 3، غوری
مڈ، شہر حجاب پور سندھ



نام: جنید اقبال
عمر:
مشغلہ: شعر و شاعری،
پڑھنا، سن کرنا
پتہ: بھلہا نگلی نزد حبیب بینک، غور فشتی،
تحصیل ضلع انک



نام: نیل احمد بکول
عمر: 20 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
پتہ: جلاب موٹو
سیدھا سہ، شہر کراچی، ضلع میر



نام: ایم ایم شہبازی
عمر: 22 سال
مشغلہ: کرکٹ کھیلنا،
قلمی دوستی کرنا
پتہ: ہاؤس نمبر 18F-A، ٹیل بازار،
جہانگیر روڈ، کراچی



نام: یونس محمد یوسف مجید
عمر: 24 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
جواب عرض پڑھنا
پتہ: محلہ انڈلی ڈھادڑ، ضلع بولان



نام: راجہ مختار احمد راسی
عمر: 35 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
رہبر سیدنگ مشین
ڈیڑ، لی آل روڈ، ضلع لیہ، پنجاب
پاکستان



نام: امین مراد انصاری
عمر: 40 سال
مشغلہ: جواب عرض
پڑھنا، قلمی دوستی کرنا
پتہ: 33 سنگل سٹوری لال مارکیٹ، بکٹر
5F نیو کراچی



نام: شاہد فہد قادری
عمر: 18 سال
مشغلہ: جواب عرض
پڑھنا، قلمی دوستی کرنا
پتہ: بہتقام داریل گادری، ناگپور خاص،
تحصیل ضلع ریا، ملتان



نام: محمد ہاشم مانا
عمر: 19 سال
مشغلہ: SMS کرنا
پتہ: چک نمبر
15115 رحمان ٹاؤن، ڈاک خانہ
فہم، تحصیل جیلہ، ضلع حافظ آباد

Digest.pk

ملاقات

بجھے شکوہ ہے

- بجھے شکوہ ہے** (حیدر-جہلم)
 نے میرے پیا کر قدرونہ کی اور وہ
 کسی اور کے ساتھ اب زندگی گزار
 رہی ہے۔ (مطلوب مسین ہر دلی۔
 لاہور)
- بجھے شکوہ ہے** (آن لڑکیوں سے جو
 دل لگا کر بے وفائی کر جاتی ہیں اور
 دوسرے کا دل توڑ دیتی ہیں۔ (محمد
 بال باری۔ رنجی حویلی)
- بجھے شکوہ ہے** (ایس سے کہ وہ اب
 مجھ سے بھروسہ نہیں کرتا۔ دل کی
 بات دل ہی میں رکھتا ہے۔ اب
 بدل گیا ہے۔ (خلیل احمد سنگ۔
 شیدائی شریف)
- بجھے شکوہ ہے** (اپنی دوست S سے کہ
 اس نے جواب عرض پڑھنا چھوڑ دیا
 ہے۔ ایس جی جواب عرض تو دگی
 دلوں اک سہارا ہے۔ (احمد نجی۔
 کالا باغ)
- بجھے شکوہ ہے** (ان لڑکیوں سے جو
 پیار میں دھوکہ دیتی ہیں۔ وہ پیار
 نہیں ہاتھ پاس کرتی ہیں۔ (نوید اختر
 سحر۔ کبیر وال)
- بجھے شکوہ ہے** (ایسے لوگوں سے جو
 دل کو دل نہیں سمجھتے توڑ دیتے ہیں۔
 (اشرف ڈگھی دل۔ نکانہ صاحب)
- بجھے شکوہ ہے** (ان لوگوں سے جو
 محبت کر کے آدھے راستے میں چھوڑ
 جاتے ہیں۔ کسی کے دل میں آگ
- لگا کر بھول جاتے ہیں۔ (خوب
 صدام مسین ڈاٹر۔ ہدایاں)
- بجھے شکوہ ہے** (ان لوگوں سے جو
 محبت اور دوستی کو محض مذاق سمجھتے
 ہیں۔ ان کا احترام نہیں کرتے۔
 (رنجس علی حیدر۔ خان پلہ)
- بجھے شکوہ ہے** (اپنے دوست سے جو
 کہ میرے چاچو ہیں اس نے بھی
 بھی مجھے فون ٹیک نہیں کیا۔ (بابا
 جان۔ کراچی)
- بجھے شکوہ ہے** (جواب عرض سے کہ وہ
 ہماری تحریروں کو شائع نہیں کرتے۔
 (گلشن ہار۔ تحفہ قریشی)
- بجھے شکوہ ہے** (اپنے کزنوں سے جو
 ذیلی کی میٹنگ سے شرکت نہیں
 کرتے۔ میٹنگ کے رزلٹ کو تسلیم
 بھی کرتے ہیں۔ (خان انسر
 خاکسار۔ دنیا پور)
- بجھے شکوہ ہے** (ان لڑکے لڑکیوں سے
 جو جھوٹ کا سہارا لے کر لوگوں کو
 دھوکہ دیتے ہیں اور پھر نکر جاتے
 ہیں۔ (عصمت علی غامی بلوچ۔
 دہلی)
- بجھے شکوہ ہے** (بے وفا R کی یادوں
 سے جو ہر لمحہ مجھے تڑپاتی ہیں، رلاتی
 ہیں ستاتی ہیں۔ (حافظ یحیٰ بن شفیق۔
 خاندوال)
- بجھے شکوہ ہے** (اپنی کزن S سے کہ وہ
 مجھ سے پیار نہیں کرتی۔ (عدین
 سے
- حیدر۔ جہلم)
 اپنے آپ سے کہ
 دوست مجھ سے ناراض کیوں ہو
 جاتے ہیں۔ (محمد خورشید اجپٹی۔
 بالکین)
- بجھے شکوہ ہے** (حیدر سے جس نے
 دہلی چا کر صرف ایک بار کال کی پھر
 کال نہیں کی۔ (عامر امتیاز نازی۔
 کلر سیداں)
- بجھے شکوہ ہے** (ان لوگوں سے جو
 دوستی کو غلط نام دیتے ہیں اور ان
 سے جو کسی سے دوستی نہیں کرتے
 ہیں۔ (شوکت علی وفا۔ مانی پورک)
- بجھے شکوہ ہے** (زیڈ سے جو بے وفا
 مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ (مہر ریاض
 احمد زیڈ۔ جزا وال)
- بجھے شکوہ ہے** (موجودہ جواب عرض
 سے کہ میں باقاعدگی سے لیٹر لکھ رہا
 ہوں لیکن مسلسل ردی کی نذر کیا جا
 رہا ہوں۔ (مجید احمد جانی۔ ملتان)
- بجھے شکوہ ہے** (ہر اس انسان سے جو
 دوسروں کے دلوں کی قدر نہیں
 کرتے اور بڑی بے دردی کے
 ساتھ دل کے ٹکڑے کر کے اسے
 تڑپاتا ہوا چھوڑ دیتے ہیں۔ (عثمان
 غنی انجم۔ قبول شریف)
- انکار جیسا لذت اقرار میں کہاں
 پوچھتا ہے شوق غالب اس کے نہیں
 نہیں

بجھے شکوہ ہے 224 جواب بخش

Digest.pk

ماں سے پیار کا اظہار

- ۱۔..... ماں کہنے کو تو بہت چھوٹا سا لفظ ہے لیکن یہ اپنے اندر محبتوں کا ایک لامحدود ذخیرہ جمع رکھتا ہے جو صرف ماں کی قدر کرنے والا ہی اس بات کو سمجھ سکتا ہے۔ (عہد نئی۔ قولہ شریف)
- ۲۔..... ماں ہی تو جنت میری ماں ہی تو بر خوشی ہے ماں کے بغیر زندگی کسی کام کی تو نہیں ہے۔ (مسٹر ایم ہرشد و فاضل۔ گوجرانوالہ)
- ۳۔..... ماں دنیا کی عظیم ہستی ہے جس کا کوئی بدل نہیں نہ ہی کوئی اس جیسا عظیم رشتہ سے دنیا میں مگر ہم قدر نہیں کرتے ماں کی۔ خدا ارادہ کر دیا کرو۔ (عہد الرحمن گجر۔ نین و نچھ)
- ۴۔..... میں اپنی ماں سے بے پناہ پیار کرتا ہوں اور میری زندگی کی خواہش ہے کہ میں اپنے باپ کو حج کروا سکوں۔ (طارق محمود مہر۔ ڈنگ)
- ۵۔..... میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں۔ دعا ہے میری زندگی میں ماں کو مل جائے۔ (مظہر علی مکی۔ نور شاہ)
- ۶۔..... ماں تجھے سلام۔ اگر زندگی میں کامیابی چاہتے ہو تو اپنی ماں کی خدمت کرو۔ (عمران خواجہ۔ بلوچستان)
- ۷۔..... میری ماں میرے لئے جنت ہے آج اس کی دعاؤں سے میں اس مقام پر ہوں۔ (نظام الدین۔ ذریعہ مراد جلالی)
- ۸۔..... ماں تیرے جانے کے بعد ہمیں کچھ ایسا لگتا ہے کہ ہماری دنیا ختم ہوگئی۔ ماں تم دنیا تو چھوڑ کر چلی گئی تھی مگر ہمیں روتا ہوا چھوڑ گئی تھی۔ ہماری دعا ہے کہ تم کو جنت الفردوس میں خدا کریم جگہ دے اور تمہارے سارے گناہ معاف کر دے۔ (امجد علی کروٹانہ۔ لکھنؤ پانوالہ)
- ۹۔..... ماں جیسی ہستی دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ (داصل مغل۔ واہ کینٹ)
- ۱۰۔..... ماں دنیا کا بہت مسکین پھول ہے اسے پیاری والدہ دنیا سے نہ کوئی آہانہ آدے داتیرے ماں دل۔ (محمد ابرہمان احمد)
- ۱۱۔..... ماں کی دعا اور جنت کی ہوا میں کوئی فرق نہیں اگر کسی کو جنت کی ہوا چاہئے تو ماں کی دعا لے لے۔ (پرنس مظفر شاہ۔ پشاور)
- ۱۲۔..... ماں کی محبت مستحکم ہے ماں کے پیار میں ذرا سی بھی ملاوٹ نہیں ہے ماں کی محبت بالکل پاکیزہ و شفاف ہے ماں کی چاہے جتنی اونلاویں ہوں مگر ماں کی محبت کم
- ۱۳۔..... نہیں ہوتی۔ (عہد الوہید ابرہر۔ آواران)
- ۱۴۔..... ماں ہی تو ہے جو اس دنیا میں ایک سچا رشتہ ہے جو بغیر لائی کے اپنا فرض نبھاتی ہے میری ماں اللہ تعالیٰ تجھے سلامت رکھے۔ (عباس علی کبیر۔ ٹیکہ اری)
- ۱۵۔..... میں تو کچھ بھی ہوں اپنی۔ اس کی بدولت ہوں ماں کے بغیر نہ ہی زندگی ناممکن ہے میری ماں ہی میری زندگی ہے یہ اسی کی دعا ہے۔ (مظہر عباس انجم کبیرہ)
- ۱۶۔..... کوشش میری ماں آج میرے پاس ہوتی اور آج میں اتنا تھکا نہ ہوتا۔ دنیا کے ظلم ستم کا شکار نہ ہوتا۔ میں زندہ لوگوں میں شامل ہوتا۔ (محمد فخران اگوان۔ شیخوپورہ)
- ۱۷۔..... ماں تیرے قدموں کے نیچے جنت ہے ماں میرا کوئی غامی نہیں۔ (محمد احمد انان اللہ۔ پورے والہ)
- ۱۸۔..... میں اپنی ماں سے بہت زیادہ پیار کرتا ہوں۔ (محمد اشرف زنگی۔ دل۔ جھنگلی)
- ۱۹۔..... میں اپنی ماں سے ساری دنیا سے بڑھ کر پیار کرتا ہوں۔ (ناہارہ۔ ناہارہ)
- ۲۰۔..... ماں دوسری دنیا کی انمول چیز ہے ماں کی قدر کرنا کہ دوسری دنیا میں تمہاری قدر نہ ہو سکے۔

Digest.pk

کیا آپ ایک اچھے دوست ہیں؟

نہیں اس کا تو میرے دوست ہی بتا
سکتے ہیں۔ (ماجد علی اعوان ٹھیری۔
کراچی)

میں اچھا دوست ہوں اور میں کو شش
کرتا ہوں کہ میری وہ سے میرے
دوستوں کو کوئی تکلیف نہ ہو، مجھے
اپنے دوستوں سے بہت پیار ہے۔
(انیم اسلم بروہی۔ حسن پیر پوسٹ)

میں اچھا دوست ہوں
دوست نہیں اچھا اخلاق ہوتا ہے اگر
آپ کا اخلاق اچھا ہے تو آپ کی
دوستی بھی لا جواب ہے اور لوگوں کو
صرف اخلاق سے متوجہ کیا جاسکتا
ہے۔ (عثمان علی۔ قبول شریف)

میں اچھا دوست ہوں یا
نہیں یہ تو میرے دوست ہی بتا سکتے
ہیں۔ ویسے میرا سب سے اچھا
دوست ملی ہے۔ (مطلوب حسین
یو۔ سی۔ لاہور)

میں اچھا دوست نہیں ہوں
یعنی میں کسی کی دوستی کے قابل نہیں
ہم نے اگر کسی سے دوستی کی یا کسی
نے ہم سے کی سب دعوے
لو جو دوست رہے اب وعدے
اور حورے رہے اسی لئے ہم دوستی
کے قابل نہیں۔ (شہزاد سلطان
کیف۔ انکوئٹ)

اعوان۔ شیخ پور)
میں اچھا دوست میں واقعی
ایک اچھا دوست ہوں اور ہم
دوست ایک دوسرے کی مدد کرتے
رہتے ہیں۔ (محمد اقبال احمد۔
عبدالمکیم)

میں اچھا دوست میں ایک
اچھا دوست ہوں آزمانا مفت ہے۔
(سید احمد اس۔ پنجکوت)

میں اچھا دوست میں اپنی
طرف سے تو اچھا ہوں مگر پتہ نہیں
دیا دالے کیا کہتے ہیں ہاں میرے
کچھ دوست ہیں جو اچھی طرح بتا
سکتے ہیں کہ میں کیسا ہوں۔ (مہرینہ
بشیر گوندل۔ گوجرہ)

میں اچھا دوست ہوں مگر تمہارا
ہوں کہ مجھے زبان کے ساتھ بہت
ملے ہیں مگر دل کا ساتھ کوئی نہیں
لا۔ مجھے جھوٹے وعدے دے دے
کرنے والے لوگوں سے شدید
نفرت ہے۔ (محمد افضل اعوان۔
گوجرہ)

میں اچھا دوست ہوں اس
کی تفصیل اگر پوچھنی ہو تو میرے
دوست ساجد عباس اعوان صاحب
حافظ آباد سے پوچھ لینا کہ میں واقعی
اچھا دوست ہوں۔ (محمد ہارون قمر
اعوان جی پور ہزارہ)

میں اچھا دوست ہوں یا

میں اچھا دوست نہیں ہوں
کیوں کہ میرے نظریات صرف
تخاص اور دیر پا دوستی کے ہوتے ہیں
اور یہ چیز اب اس دور میں ناممکن سی
ہو گئی ہے۔ (احمد نبی دگی۔ کالا
بارغ)

میں اچھا دوست ان
دوستوں کے لئے جو کسی کو دکھ نہیں
دیتے کسی کی عزت خاک میں نہیں
ملاتے، ہر سو خوشبودن کے شجر لگاتے
ہیں، نفرتوں کا خاتمہ اور محبتوں کا
پیغام عام کرتے ہیں۔ (مجید احمد
جانی۔ ملتان)

میں اچھا دوست ہوں لیکن
کچھ لوگ ایسے ہیں جنہیں دوستی کی
قدر نہیں کیونکہ جب انہیں ملے
دوست ملتے ہیں تو پرانوں کو بھول
جاتے ہیں۔ (شاہ کنول۔ چکوال)

میں اچھا دوست میں اچھا
دوست ہوں یا برا اس کا فیصلہ
میرے دوست ہی کریں گے مجھے
کوئی آزمانے کے لئے دوستی کرنا
چاہتا ہے تو ویٹم۔ (ہونا دگی۔
پرباد پور)

میں اچھا دوست میں خود کو
اچھا نہیں کہہ سکتا جب کوئی دوسرا کسی
کو اچھا نہ ثابت کرے میرے
دوست مجھ کو ایک اچھا کہیں گے تو
میں خود کو اچھا کہوں گا۔ (محمد لقمان
کلیا)

کیا آپ ایک اچھا دوست ہیں؟

Digest.pk

جواب 226

آئینہ روبرو

اپریل کا سالانہ پہلا اسلامی صفحہ بڑھا ایمان تازہ ہو گیا پھر کہانیوں کی طرف گیا جن کی کہانیاں اچھی تھیں ان کے نام یہ ہیں ویران زندگی آپنی کشور کرن، ویران گلشن ایم جاوید نسیم، چو بدری، تیرے انتقاد میں ماسر انصاری لاہور، تقدیر کی جیت خرم شہزاد مغل، عشق مزا ہے ندیم عباس ڈھکو، ہائے محبت ایم عاصم شاہ کر، مجھے جواب عرضی سے جنون کی حد تک محبت ہے آخر میں اپنی پیاری آپنی کشور کرن سے گزارش ہے کہ یونہی جواب عرضی کے لیے لکھتی رہیں جواب عرضی کے لیے دعا گو ہوں کہ جواب عرضی دن دگنی رات چو گنی ترقی کرے آمین ریاض احمد صاحب میرا یہ خط ضرور شائع کرن ورنہ میرا دل ٹوٹ جائے گا۔

سیف زخمی۔ مری
ماہ اپریل کا شمار ملا پڑھ کر بہت خوش ہوئی کہانیاں بہت اچھی تھیں بہت سہجی والی تھیں جن میں تیرے انتظار میں۔ مانوس اجنبی۔ بے خبری کا سکھ۔ صدا انوٹے دل کی۔ وہ شخص قیامت تھا۔ عشق مزا ہے۔ اور میری فرمائش یا تیری۔ باقی کہانیاں بھی بہت ہی اچھی تھیں غزلیں بھی بہت اچھی تھیں شاعری میں آپنی کشور کرن۔ عابدہ رانی۔ عدنان خان۔ محمد نوید۔ رئیس عثمان۔ انیلہ غزل۔ رئیس ساجد۔ انعام علی۔ تنکین ساجد۔ رضا بلال۔ رفاقت علی۔ کی شاعری بہت ہی اچھی تھی آخر میں سب پڑھنے والوں کو سلام۔

اسلام ٹیکم۔ سب سے پہلے جواب عرضی کے تمام کارکنین، اداور تمام شاف رائٹرز ایڈیٹرز اور سب پڑھنے لکھنے والوں کو سلام اللہ پاک سب کو اپنے حفظ و ایمان میں رکھے آمین۔ جواب عرضی کے تین شمارے میرے سامنے میرے ہاتھ میں ہیں کچھ مصروفیات کی وجہ سے نہیں پڑھ پائی اور کچھ پڑھے بھی ہیں امید ہے سب رائٹرز نے اچھا لکھا ہوگا اور دعا ہے ہمیشہ اچھا ہی لکھتے رہیں تاکہ جواب عرضی کی محفل ایسے ہی تھی رہے جواب عرضی میں کچھ رائٹرز جنسول میں ایک دوسرے پر تنقید کرتے ہیں جو کہ اذیت ہیں ہر رائٹر کا اپنا انداز ہے باقی جواب عرضی میں صدائیں صدائیں بھائی عاشق حسین ساجد، ندیم عباس ڈھکو، سمیرا ریاض، ارمان سلیم، منظور اکبر، نسیم، انیم اشفاق بٹ۔ ریٹا محمود قریشی، سائرہ ارم، کشور کرن، سبھی بہت اچھا کام کر رہے ہیں انہیں مبارکباد دیتی ہوں باقی بھائی شہزادہ عاصم میں نے اپنی کچھ غزلیں بھیجی تھیں جو کے ابھی تک شائع نہیں ہوئیں پلیز انہیں شائع کر دیں اور شکریہ کا موقع دیں اور سنئے رائٹرز کو بھی جگہ دیں تاکہ جواب عرضی کی خوبصورتی میں اضافہ ہو کالم ملاقات، مجھے شکوہ ہے، غم کے بعد خوشی، تو یہ کال بند کر دیں ان کی جگہ پر کوئی نیا کال شروع کریں یا سی کریکٹرز کار یا کسی گلوکار کا انٹرویو اور تصویر وغیرہ شامل کر لیں اور نیک تمنا میں اور جواب عرضی کو دن دگنی رات چو گنی ترقی دے۔

تنزیلہ حنیف نلہ جوگیاں
اسلام ٹیکم میں جواب عرضی کے تمام شاف کو سلام پیش کرتا ہوں اور بالخصوص ریاض صاحب کو اور اس کے تمام جواب عرضی پڑھنے والوں کو میرا سلام قبول ہو میرا نام سیف الرحمن ہے لیکن میں تجا کے لئے لکھتا ہوں

آئینہ روبرو
جواب عرضی 2017
2017 جولائی

اور میری تعلیم ایف ایس سی سے کیا بتاؤں کہ میں نے زندگی میں کون سا غم برداشت نہیں کیا میرا دل اب بالکل ٹوٹ چکا ہے دنیا کی بے وفا لوگوں کی بے رخی سے مجھے اور زندگی نظر نہیں آ رہی کیوں کہ مارچ 2010 کو جب میری ماں میرا ساتھ چھوڑ گئی تھیں اس دن سے مجھے زندگی سے بالکل ہی نفرت ہو گئی تھی میں دعا کرتا ہوں کہ میرا بھی کب چناڑہ اٹھے گا لیکن یہ بھی ہے کہ جو مرنے کی جستجو کرتے ہیں اللہ ان کو اور بھی لمبی عمر دیتا ہے اس کے بعد میں نے اپنی تعلیم جاری رکھی اور اللہ کے فضل سے ایف ایس سی کلیر کی لیکن ایک بار پھر نا کام محبت نے مجھ سے سب کچھ چھین لیا اور میں مرنے کا منتظر ہو گیا اور جب جنوری میں آپ کا ماہنامہ پڑھا تو دل کو کچھ سکون ملا اور اب میں جواب عرض کا دل سے مطالبہ کرتا ہوں آپ سب سے دعا ہے کہ دعا کریں کہ اللہ میری زندگی سنوار دے اور مجھے ایک اچھی سی جاب پر فائز کریں۔

لیٹر کے ساتھ نام نہیں لکھا۔ نام معلوم
قارئین کرام اسلام علیکم۔ میں آپ کو پہلی بار خط لکھ رہا ہوں میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ میں جواب عرض بڑے شوق سے پڑھتا ہوں جواب عرض میں میری جان ہے میرا مشکل جواب عرض پڑھنا ہے اور محبت کر کے محبت کو نبھانا ہے میں آٹھ تاریخ کو جواب عرض لے کر آیا ہوں اور میں آپ کو کوچن اور ایک عدد تصویر بھیج رہا ہوں ضرور شائع کریں اگر زندگی نے وفا کی تو پھر ضرور رابطہ رہے گا۔

محمد ذیشان
اسلام علیکم۔ میں نے مئی کا جواب عرض پڑھا مجھے اس بار جلدی ہی مل گیا تھا جو میں نے تقریباً ایک ہی دن میں پڑھ لیا تھا مجھے جواب عرض کا بہت ہی شوق ہے اور اس بار تو اس کے ساتھ اور بھی بہت سے لوگ جڑے ہوئے ہیں بہت اچھے انداز میں تحریر کیا ہوا ہے مجھے جو سب سے اچھا لگا وہ اسلامی صفی تھا اور اس کے ساتھ آبی کشور کرن کی شاعری اچھی تھی اور کمال کی تھی اور پھر عابدہ رانی کی شاعری تو لا جواب تھی اس کے پڑھ کر ایسا لگا کہ دنیا میں ابھی ایسے لوگ بھی ہیں ان کا کیا ایک لفظ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ کتنے میان میں ہیں غزلیں بھی بہت ہی اچھی تھیں اور اس بار تو جواب عرض نے حدی کر دی کیوں کہ انتظار حسین ساقی نے جو اپنی کہانی تیرے عشق نہایا جتنا بہت ہی خوبصورت الفاظ میں بیان کی گئی اور انداز بھی بہت اچھا تھا لکھنے کا اور اس بار سب نے ہی بہت اچھا لکھا میں ایک عام سا شہری ہوں مجھے بچپن سے ہی جواب عرض پڑھنے کا بہت شوق ہے جب بچپن میں والدین کتابیں پڑھتے تھے تو میں جواب عرض شوق سے پڑھتا تھا جتنے شوق سے پڑھتا تھا اتنے ہی شوق سے سر جی آپ کو خط بھی لکھتا ہوں جو کچھ لکھتا ہوں وہ سب اپنے دل سے لکھتا ہوں اور آپ کی دل سے تھا بہت قدر کرتا ہوں میں ہر ماہ کا بے چینی سے انتظار کرتا ہوں کہ مہینہ ختم ہوا اور میں جواب عرض لوں میں ہر ماہ کے ایڈ میں بار بار پیک شاہ پڑ جاتا ہوں پھر کہیں ملتا ہے جب تک مل نہ جائے چھین ہی نہیں آتا اور ملنے پر ایسا سکون ملتا ہے جیسے ایک مریض کو دوائی ملنے پر ایسی ہی ایک مثال اس بندے کی ہے لکھنے کو بہت کچھ ہے مگر آپ کا نوٹ دیکھ کر رک گیا ہوں کہ کم لکھا کریں مجھے کوئی افسوس نہیں کہ میں جو لکھتا ہوں وہ شائع نہیں ہوتا مگر جو لکھتا ہوں سکون محسوس ہوتا ہے میری دعا ہے جواب عرض دن دگنی و ات چو گنی ترقی کرے آمین۔

دو قاص انجم جز انوال

جواب عرض کا شمارہ ماہنامہ مئی شائع ہوا تو مجھے خبر ملی تو میں ہیٹ جواب عرض لینے ایک تاریخ سے پانچ تک رسالہ لینے کا ہوں لیکن آج میرے پاس کئی روپے نمبر سے کا لیس مئی مئی شائع کی تو دوسری طرف

جولائی 2014

Digest.pk

جواب عرض 22

آئینہ رویہ

نورین کی کال بھی اور اس نے مجھے مبارک باد دی اور میری لکھی ہوئی تحریر کو پسند کیا اور مجھے بتایا کہ آپ کی تحریر شائع ہوگئی ہے تو میری خوشی کی کوئی انتہا نہیں رہی اور نورین صاحبہ کا شکریہ کہ جس نے مجھے سب سے پہلے کال کی اس کے بعد میں فوراً وہاں سے جواب عرض لینے چلا گیا جب ارشد بک سٹال پر پہنچا تو میرا دوست ارشد بھی میری کہانی پڑھ رہا تھا اور اس نے مجھ سے دیکھا تو مبارکبادی میں نے اپنی لکھی ہوئی تحریر اپنی آنکھوں سے دیکھی تو مجھے بہت خوشی ہوئی اور میرا سوا بالکل نمبر بھی تھا میں پھر اس کے بعد مجھے بے حد کاٹھڑا لگیں بہت سے لوگوں نے مجھے کالز کیں اور میری حوصلہ افزائی کی ان سب کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان میں سے چند کے نام یہ ہیں۔ ملک عرفان صاحب راولپنڈی۔ محمد ندیم اسلام آباد۔ نصر اللہ کھوسہ جعفر آباد۔ زینب ڈاسک۔ کرن سرگودھا۔ صدف منڈی بہاوالدین۔ حافظ شفیق کھوٹی۔ ساجد حسین مظفر گڑھ۔ راشد لطیف جوڈاکنڑ ہیں۔ اور بہت سے لوگ ہیں جن کا میں نام لکھوں تو کئی صفحے بھر جائیں ان سب کا شکریہ جن کا میں نام نہیں لکھ سکا اور ایک نام میں ضرور لکھوں گا حنا جی کھوٹی آپ کا شکریہ اور ریاض بھائی آپ کا بے حد شکریہ کہ میری تحریر کو جواب عرض کے سطحوں پر سجا دیا اس خط کیساتھ میں ایک تحریر ارسال کر رہا ہوں اگر قابل سمجھو تو پھر سے عزت افزائی کیجئے گا شکریہ۔

میر احمد بلٹی سولی ٹیکس۔

ادارہ جواب عرض کی پوری ٹیم کو سلام پیش کرتا ہوں اور اس کی ترقی کے لیے دعا گو ہوں اللہ اسے دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے آمین سب سے پہلے میری حمد باری تعالیٰ اور انھیں اور غزلیں شائع کرنے کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں اور جو غزلیں اور ایک کہانی جس کا نام محبت ایک پھول اور ایک تحریر اسلامی صفحے کے لیے ابھی تک شائع نہیں ہوئی پلیز ان کو بھی شائع کر دیں آپ کی مہربانی ہوگی مئی کے شمارے میں جو کہانیاں پسند آئیں ان میں آپ کی کشور کرن جو کہ آج کل جواب عرض میں چھائی ہوئی ہیں اللہ ان کی عمر دراز کرے اور یہ اتنا اچھا پیش کشتی رہے۔ سیدہ امامہ۔ راشد لطیف مہر سے والا۔ سحرش شاہین۔ اور زار اذکیہ مانوالہ۔ صبیحہ فیصل آباد۔ میر احمد میر۔ دینا محمود قریشی۔ یونس ناز آزاد کشمیر۔ بلکہ سبھی کی کہانیاں اچھی تھیں میری طرف سے مبارک باد قبول ہو۔ غزلوں میں آپ کی کشور کرن بہ عابدہ رانی۔ محمد مسعود۔ دینا محمود قریشی۔ سردار خان مستوٹی۔ فوجی شاہد احمد کا انتخاب۔ محمد اسلم جاوید کی شاعری۔ بہت اچھی تھی اور آخر میں اسے آدرہ احمیلہ کی کوئی تحریر نہ پا کر دل افسردہ سا ہو گیا آپ ہمیشہ کھتی رہا کریں آپ کی تحریریں بہت میاں کی ہوتی ہیں برائے مہربانی مجھ سے رابطہ کریں آخر میں جواب عرض کے لیے دعا ہے کہ سدا مہکتا رہے آمین۔

بشارت غلی پھول ہاجوہ

بھائی ریاض احمد صاحب اسلام ٹیکم سدا خوش رہیں اور اسی طرح دوسروں کی زندگی میں خوشیاں لاتے رہیں میں آپ کی اور آپ کے ادارے کی بے حد مشکور ہوں کہ آپ میری حوصلہ افزائی کرتے ہیں میں تبہ دل سے آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں میں نے اور بھی تحریریں بھیجی ہیں اور ہمیشہ کھتی ہی رہوں گی اور امید کرتی ہوں کہ آپ یونہی میری حوصلہ افزائی کرتے رہیں گے میں مطالعہ تو سارے میگزین کا کرتی ہوں مگر وہ بروہی ہلی بار ہو رہی وہیں امید کرتی ہوں شکریہ کا موقع دیں گے۔ اس کچھ پرٹس عبدالرحمن گجر۔ محمد عرفان۔ اور ان سب بہن بھائیوں کا شکریہ جنہوں نے میری کاوش پسند کی میں آپ کی امیدوں پر پورا اترنے کی پوری کوشش کروں گی اور ان کہانیوں کو سامنے لانی ہوں۔ گلخت ناز۔ آبی کشور کرن۔ مس افشاں دینا محمود قریشی۔ سحرش شاہین۔ مجھے آپ سب کی کہانیاں بہت اچھی لگتی ہیں خدا اسی طرح آپ کے قلم میں جان ڈالے رکھے میں جواب عرض کے

جوانی 2014

جواب عرض 229

آئینہ دورہ

Digest.pk

قارئین کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں جو نے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں تو یہ حسین کہو کہ ساعری بھی لا جواب ہے آخر میں تمام رائٹرز کو محبت بھرا سلام دعا ہے جواب عرض اسی طرح جہنگ تار ہے اور ترقی کی منزل میں ملے کرتا رہے آمین۔

سیدہ انامہ علی راوی پٹنڈی

ماہنامہ جماب عرض اپریل کا ملکہ کہانیاں بہت اچھی تھی سب سے پہلے آپ کی کشور کرن چوکی ویرہن زنگی جاتی آپ بہت اچھا لکھتی ہیں اسی طرح ہی لکھتی رہنے کا ہماری دعا میں آپ کے ساتھ ہیں اس کے بعد ویران ایم جاوید نسیم چوہدری۔ فیصل آباد۔ کی کہانی بہت اچھی تھی ہائے محبت ایم عاصم شاہ کرچوک متیلہ جناب آپ بہت اچھا لکھتے ہیں۔ کیسا نصیب میرا جناب رفعت محمود صاحب آپ تو استادوں کے استاد ہیں آپ کی کیا تعریف کروں۔ مانوس اجنبی سیرا ارمان سنگم فیصل آباد کی کہانی کی جتنی بھی تعریف کروں کم ہے آپ کی کہانی سپر بہت سے آپ بہت بڑے لکھاری ہیں باقی کہانیاں درمیانے درجے کی تھیں آخر میں میری دعا ہے کہ جواب عرض کا جو پورٹ فولیو مانگیر نے لگا یا تھا وہ سدا ترقی کی مثال ملے کرتا رہے اس شعر کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔ اپنی بربادیوں کا شکوہ کریں کیا ہم کسی سے۔۔۔ غیروں سے کیا شکایت انہوں نے دئے ہیں تم۔۔۔

محمد آفتاب شاد کوٹ ملک دوکوٹ

مارچ کا شمار میرے ہاتھوں میں سے بہت جلد زینت بن گیا تمام پچھلے شماروں کی طرح اس بار بھی شمار بہت زبردست ہے کہانیوں میں آخری خواہش، بے جرم محبت عورت کی پہچان، اور اس سے زندگی، اچھی لگیں باقی تمام کہانیاں بھی بہت اچھی تھیں تمام نئے قارئین اور رائٹرز کو میری طرف سے دیکھ رانی اسلم، اور حمزہ کو جواب عرض کی دیکھی تھری میں دیکھ لکھتے ہیں اگلے شمارے میں تفصیل خط کے ساتھ واپس ہوگی تب تک اجازت دیں اللہ حافظ۔

نام نہیں لکھا نامعلوم

مکی کا جواب عرض ملا بہت خوشی ہوئی سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہو گیا اس رسالے کی میں جتنی بھی تعریف کروں کم ہے میرے بھی کوپن اور عزیز شامل کرنے کا شکریہ کہانیاں سب ہی اچھی تھیں جن میں راشد۔ آپ کی کشور کرن، بحر شہزادہ انتھار کی کہانیاں بہت اچھی تھیں اور باقی سب رائٹرز کو بھی سلام اور مبارک باد جواب عرض کی پوری تسلی محنت اور لگن سے کام کر رہی ہے ان سب کو میری طرف سے محبت بھرا سلام اور سلیوٹ۔

رائے اطہر مسعود آکاش

اسلام علیکم۔ میں رانا نوید شہزاد آپ کی بزم میز میں پھر حاضر ہوں جواب میرا پسندیدہ رسالہ ہے میں اسے بہت شوق سے پڑھتا ہوں جس دوست کے ذریعے میں جواب عرض میں آیا ہوں وہ مجھ سے دور ہے مگر اس کا مجھ سے کوئی رابطہ نہیں اگر وہ میرا یہ پیغام پڑھ رہا ہو تو برائے مہربانی وہ مجھ سے رابطہ کرے میرے دوست کا نام۔ راؤ برہان ذکر یہ ناؤن و باڑی کا ہے اور مجھے بھول گیا ہے اس کا کوئی بھی کزن بال بال پڑھے تو مجھ سے رابطہ کرے آخر میں سب کے لبید عاگوں ہوں اجازت دیں اللہ نگہبان۔

رانا نوید شہزاد

مکی کا شمار اس وقت میرے ہاتھوں میں ہے اور میں اسے مکمل پڑھ چکا ہوں جو کہ وقت پر مل گیا تھا سب

جولائی 2014 230
Digest.pk
آئینہ و برد

سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا ایمان تازہ ہوا اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق دے آمین۔
اب آتے ہیں شاعری کی طرف تو میر جواب عرض کی ہر دل عزیز آتی کشور کرن۔ عابدہ رانی دینا محمود۔ اسلم
جاوید کی شاعری بہت اچھی تھی کہانیوں کی دھجی مگری میں یوس تازہ سیدہ امامہ دینا محمود، آتی کشور کرن، صبیحہ فیصل
آباد، زاراز کیہ، انتظار حسین سانی، بحر شاپین کی کہانیاں اچھی تھیں میری کہانی جو ذوالفقار علی سنانول نے لکھی
تھی پڑھ کر اپنی رائے ضرور دینا باقی کالم بھی اچھے تھے آج کل آٹ۔ فلشن تازہ کرن تازہ نظر نہیں آرہی کیا وجہ ہے
آخر میں تمام سٹاف کو سلام۔

پرنس عبدالرحمن بکرمین رانجھا
ماہنامہ جواب عرض ایک سٹاپ سے خریدہ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی پیارے دوستوں شطوط کالم شعرو شاعری
سب کال بہت اچھے ہیں ہر سلسلہ ایک سے پڑھ کر ایک ہے کچھ پرانے دوست جواب عرض کی مگری میں نظر نہیں
آرہے ان تمام سے اتھاس ہے کہ وہ دوبارہ لوٹ آئیں سب کا بری شدت سے جواب عرض اور قارئین کو انتظار
ہے اس مہنگائی کے دور میں ہم سب ہی مصروف ہیں لیکن اتنی مصروفیات میں وقت دینا کسی اردو ادب میں کسی
مردود واحد کا کام ہے آپ سب بھی جہاں جہاں بھی ہو ہمیشہ ہنستے رہو اور ماہنامہ جواب عرض میں پلیز واپس لوٹ
آؤ و سلام۔

ایم ولی اعوان کولڑی
سب سے پہلے جواب عرض کی پوری ٹیم کو سلام پیش کرتا ہوں میں معذرت خواہ ہوں کہ کافی عرصے بعد
جواب عرض میں واپسی ہوئی کچھ گھریلو برائیاں کی وجہ سے رابطہ نہ کر سکا میرے ان تمام دوستوں کا بے ح مشکور
ہوں کہ جنہوں نے مجھے بہت یاد کیا ماہ مئی کا جواب عرض ابھی مکمل پڑھا نہیں اگلے مہینے جواب دے دوں گا
رشتے ناٹے میں نے ایک چھوٹا سا اشتہار دیا ہے جن لوگوں نے رابطہ کرنا ہو گا مجھے ایئر پوسٹ کر دیں اب
اجازت چاہتا ہوں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جواب عرض کی پوری ٹیم کو سلامت رکھے اور لمبی عمر دے آمین۔

نام نہیں لکھا، معلوم
مئی کا جواب عرض میں نے خریدہ تو پڑھ کر بہت اچھا لگا اور جواب عرض چھوڑنے کی وہ میری ملازمت تھی
جب سے آرمی جوائن کی ہے اپنی زندگی اب اپنی نہیں رہی سب فوج کے آرڈر سے ہوتا ہے میں دوستوں کی
فرمائش پر دوبارہ جواب عرض کو جوائن کر رہا ہوں ندیم عباس ڈھکڑ کی شاعری اچھی لگی اور انشاء اللہ اگلے مہینے اپنی
شعوری سینڈ کروں گا اور بھائی ریاض سے ریکویسٹ کروں گا کہ شائع کر دیں آخر میں جواب عرض کی پوری ٹیم کو
سلام اور میری پیاری اقراء میرے دل کی دھڑکن کو ڈھیروں سلام پیش کرتا ہوں۔

رانا محمد سلمان آف بہاولپور
اسلام علیکم۔ ریاض بھائی مجھے یقین ہے آپ خیریت سے ہوں گے جی میں ایک نیا شاعر ہوں اس لیے
میں اپنی شاعری روانہ کر رہا ہوں اگر غزلیں میاں ہوں تو ضرور شائع کرنا تاکہ میں مزید لکھنے کی کوشش کروں چند
باتیں جواب عرض کے بارے میں نے جب رسالہ جواب عرض دیکھا تو اپنے ایک دوست کے پاس دیکھا
مجھے رسالہ پڑھنے کو شوق نہیں تھا مگر میں نے اپنے دوست سے پڑھنے کے لیے مانگا تو اس نے مجھے دے دیا اس
میں کہانیاں پڑھ کر میں بھی دگھی ہو جاتا ہوں میں جواب عرض کے سارے عملے کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انم ماہ میں
آپ بہت کچھ چھاپ دیتے ہیں جو ہمارے وہم و گمان میں نہیں ہوتا میں رانجھا اور شاعر اکرام کی عزت کرتا ہوں

جواب عرض 331
2014 لائی
آئینہ رو برو
Digest.pk

مجھے آئی کشور کرن چوکی کی شہلاویں بہت اچھی لگتی ہے کیوں کہ ان کے ظم میں قدرت نے کوئی جادو بھر رکھا ہے سیاحی کی جگہ پر اور باقی تمام رائٹرز اور شاہد عز بھی ماشاء اللہ بہت اچھا لکھتے ہیں ان سب سے گزارش ہے اس پودے کو یونہی نکھارتے رہنے گا اس کو زیادہ سے زیادہ سے اچھی تحریر دیں یہ میرا پہلا خط ہے یعنی میں پہلی بار رائٹری دے رہا ہوں مجھے امید ہے سب لوگ مجھے دیکھ کر کہیں گے آپ سب کو چاہئے والا ہوں۔

بشتم یعقوب خیال، منیلہ۔
آج میں میرا احمد بکٹی کی پیشکش میں بیٹھا ہوا تھا اور وہ اپنے گھر کی طرف جانے لگا میں نید لکھا کہ میرا احمد کے ہاتھ میں رسالہ سے میں نے اسے بلایا اور اس میں سالہ لے کر پڑھنے لگا میرا احمد میرا کرن ہے میں نے دیکھا کہ اس کی تحریر بھی ہنگی لڑکی شائع کی ہوئی تھی میں نے جب یہ سنواری پڑھی تو مجھے بھی لکھنے کا شوق پیدا ہو گیا ویسے تو میں بہت پہلے جواب عرض پر جتنا تھا لیکن چند مجبور یوں کی وجہ سے کچھ عرصے کے لیے چھوڑ دیا تھا اور اب جواب عرض پڑھنے کا ہی نہیں بلکہ لکھنے کا بھی شوق پیدا ہو گیا ہے اور آج میں پہلی سنواری کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہوں امید ہے اسے شائع کر کے میرا حوصلہ افزائی کریں گے باقی تمام قارئین کی لکھنی ہوئیں تحریریں بھی بہت اچھی تھیں اس بار جواب عرض کی تمام کہانیاں اپنی مثال آپ ہیں میں میرا احمد بکٹی سے گزارش کرتا ہوں کہ اسی طرح جواب عرض میں لکھتے رہیں اور اس کے ساتھ جواب عرض کی پوری نیم کو سلام پیش کرتا ہوں اور میرا احمد سے اور تمام رائٹرز حضرات سے گزارش کرتا ہوں کہ میری بھی حوصلہ افزائی کریں والسلام

محمد رمضان اینڈ جان بکٹی سونی ٹیس
مئی کا رسالہ ملا سرورق بہت اچھا لگا سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا دل خوش ہوا اس کے بعد خطوط کے طرف گئے تو اپنا خط پا کر دل کو اور بھی خوشی ہوئی میرا خط شائع کرنے کا بہت شکریہ اس ماہ جواب عرض میں شامل کہانیاں بہت ہی زبردست تھیں تمام کہانیاں ایک سے بڑھ کر ایک تھیں تمام رائٹرز بہت اچھا لکھتے ہیں کسی بھی رائٹرز پر تنقید نہیں کر سکتا کیوں کہ وہ مجھ سے بڑا درجہ بہتر ہیں آئی کشور کرن کی شاعری بہت پسند آئی غزلیں اور اشعار بھی عمدہ تھے جواب عرض کی پوری نیم کو میری طرف سے مبارک باد آخر میں دعا گو ہوں کہ خدا اس رسالے کو نظر بد سے بچائے اور دن دگنی رات چوٹی ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔

ایم ابو حریہ بلوچ بہاولنگر
اسلام ٹیکم امید کرتا ہوں آپ سب خیریت سے ہوں گے آپ کی دہلی بزم جواب عرض میں یہ میرا پہلا خط ہے رسالے کا میں پرانا قاری ہوں لیکن پہلی بار لکھ رہا ہوں امید ہے ہندو کا خط شائع کر کے حوصلہ افزائی کریں گے اپنی منفرد کہانیاں دہلی اشعار اور غزلوں کی وجہ سے یہ رسالہ پاکستان میں ہی نہیں بلکہ دنیا کے ہر کونے میں پڑھا جاتا ہے دعا ہے کہ یہی ترقی کرتا رہے جواب عرض کے تمام رائٹرز بہت اچھا لکھ رہے ہیں کسی بھی رائٹرز پر تنقید کرنے کا کوئی حق نہیں کیوں کہ وہ ہم سے بہتر ہیں رسالے کے لیے دعا گو ہوں کہ یہ مزید ترقی کرے اور دہلی لوگوں کے درد باخشاں ہے تمام رائٹرز شاف اور قارئین کو میری طرف سے سلام۔

ابوذر غفاری بلوچ بہاولنگر
میں طویل عرصہ کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں امید ہے آپ پہلے کی طرح مجھے خوش آمدید کہیں گے اپنے پیارے دوستوں کی فرمائش پر ایک بار پھر اپنی ذات سے وابستہ محبت کی ایک دلغریب داستان حاضر خدمت ہے امید ہے آپ اس کی تمام غلطیاں دور کر کے جواب عرض میں جگہ دیں گے

آئینہ و بروہہ
جواب نمبر 232
جولائی 2014
Digest.pk

ماہ اپریل کا شمار ہر وقت ملا ہر ایک عمر پر معصیل سے بڑھی اور پڑھنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ کافی راستروں نے بور کہانیاں لکھیں اور کچھ نے اچھی لکھیں جن کو بار بار پڑھنے کو دل کرتا ہے مثلاً ایم شاہ کی بائے محبت۔ رفعت محمود کی کیسا نصیب میرا۔ ندیم عباس ڈھکوک۔ عشق سزا ہے اللہ دینے خلص کی میری فرمائش یا تیری اور خاص کر محمد اشرف بزمی کی وہ شخص قیامت تھا بہت ہی اچھی کہانیاں تھیں حاجی محمد انور لانگ صاحب آپ تو ہیں ہی کمال کے یونس ناز آپ نے بڑے عرصے بعد حاضری دی آلی کشور گرن صاحب آپ کی کہانی اچھی تھی ایم جاوید نسیم صاحب آپ کی کہانی میں پہلے کہانیوں کی طرح کشش کم ہے تھوڑی محنت کریں انصاف علی غرازا آپ صرف مطلب کے بارنگلے منظور اگر تبسم ایک شخص کی وجہ سے آپ نے رابطہ چھوڑ دیا فنکار شیر زمان رابطہ رکھو ہم دونوں ایک ہی شہر کے ہیں جنید جالبی کی طرح آدھے رستے نہ چھوڑنا شہباز آف راجن پور مجھے آپ کی دوستی پر فخر ہے آپ کے لیے میں نے کہانی لکھی ریاض حسین شاہ صاحب اور حاجی انور لانگ نے جواب عرض میں دوبارہ حاضری پر منظور ہوں راجن پور کے محمد شہباز کہانی حاضر ہے منظور اکبر تبسم۔ مجید احمد جالبی۔ نثار احمد حسرت۔ دوست محمد ونو۔ عاشق حسین۔ منیر رضا۔ صدائے حسین۔ صدائے ارمان عظم۔ اور باقی تمام دوستوں کا شکریہ جو مجھے ناچر کو ہر وقت یاد رکھتے ہیں فنکار شیر زمان صاحب دیری گند ایک آپ ہی ہیں جو رسالہ پڑھتے ہیں باقی ہمارے شہر پشاور کے رہنے والوں کو کیا ہو گیا ہے جو جواب عرض نہیں پڑھتے جنید جالبی پتہ نہیں کہ ہر گیا ہے یا وہاپس آ جاؤ افس دھمی بگڑی میں ہم سب آپ کے منظر ہیں آخر پر تمام دوستوں کو خلوص بھرا سلام۔

پرنس مظفر شاہ پشاور

سلام عقیدت امید سے مزاج گرامی بخیریت ہونے کے جواب عرض کا شمار لا جواب نائل کے سنگ ملا اچھا میاں دی نور منفر تھا یہ ناصرف میگزین سے بلکہ اسکی محفل انجمن اور انس کچا ہے جو لا تعداد دھمی دلوں کی چیرائی بھی کرتا ہے اس میں اپنے وقت کے مایا ناز لکھاریوں کے ساتھ ساتھ نومولود اور اچھے اور ترچھے حروف لکھنے والے بھی بڑوں سے رہنمائی کرتے ہوئے آج کامیاب رائٹر بن گئے ہیں آپ لوگوں نے اپنی ٹیکراں محنتوں اسے زمیں سے اٹھا کر آسمان تک پہنچایا اور بلاشبہ یہ کامیاب ایڈیٹر اور رائٹر کی محنت ہے میں آپ کی ٹیکراں محنتوں اور لا جواب کوششوں کو داد حسین پیش کرتا ہوں اور لکھاری حضرات کی تخیلاتی اور تحریریوں کی قابل قدر اور بیش بہا سوچ اور محنتوں پہ خراج عقیدت پیش کرتا ہوں میں اس قابل تو نہیں کہ اپنے ٹوٹے پھوٹے لفظوں کو سجا کر اس قیمتی صفحات کیزینت بناؤں لیکن پھر بھی آپ لوگوں کی تحریروں کی سجاوٹ شاعری کی بناوٹ لطافت اور اقوال زریں کی لیننگ یہ مہارت سے چار چاند لگا دے اس سے بڑھ کر یہ کہ رائٹر اور قارئین کے علاوہ ہر ایک کی خواہش کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کے خطوط ایڈریس اور فون نمبر لکھائے یہ بلاشبہ مراہٹے کے قابل ہیں اس سے ایک دوسرے سے محبت خلوص اور انیسیت کے رشتوں کی جان لکائی ہوئی ہے اور ایک دوسرے کے دکھ سکھ اور حالات کا ہر وقت پتہ چلتا ہے مدت بعد انہوں کی محفل میں حاضر ہوا ہوں تحریروں کو اور سال کر دی ہے امید ہے میری تحریروں کو پھر سے من پسند پرچے میں لگا کر منظور فرمائیں گے جواب عرض کی ترقی اور پورے سٹاف کے کامیابی اور کامرانی کے لیے دعا گو ہوں۔

ایم حسن نقوی قبولہ شریف

جواب عرض میں بہت پرانا قاری ہوں لیکن کچھ عرصہ مصروفیات کی وجہ سے موقع نہیں ملا باقی میں ہر ماہ جواب عروج باقاعدگی سے خریدتا ہوں اور پڑھتا ہوں اور سب کے لیے دعا گو بھی ہوں میرے دوست ایس

جولائی 2014

Digest.pk

جواب عرض 233

آئینہ رو برو

محمد یاسین اذہر اے موزہ بھٹک

محمد آصف علی: کئی شہاب آباد

دکن اعلیٰ ریف ساطانی تعلیمی

2014 جولائی
 Digest.pk
 آئینہ رو بہ رو

مشکور ہیں اور میری کچھ چیزیں آپ کے دفتر میں ہیں پلیز انہیں ڈھونڈ کر لگائیں آپ کی بہت مہربانی ہوگی بھائی میں بہت محنت سے لکھتی ہوں پلیز ریاض بھائی میری چیزیں لگا دیں مجھے بی بی چینی سے انتظار ہے کہانیاں مکمل پڑھی نہیں ویسے ویران زندگی آپ کی کشور کرن کی آخری حصہ بہت اچھا تھا میری طرف سے مبارک ہو اور تمام قارئین کو سلام۔

جواب عرض ہے یہ ایسا کہ اس کی کوئی مثال نہیں صفحہ صفحہ پڑھ کر دیکھ لیں پیار و محبت کی عکاسی نظر آتی ہے یوں اپنے پیارے مستکرا انہیں کھیرتے ہوئے قارئین کی محفل میں حاضر ہیں زندگی کی اصلاح اور ایمان کی حرارت سے مزید اسلامی صفحہ پڑھ کے ایک طرح سے خود کو پر جوش پاتے ہیں اور پھر ہمارا استفادہ کرتے ہیں۔ آپ کی کشور کرن۔ اور راشد ترین، اور زاراذکیہ کی ذاتی شاعری بہت اچھی لگی میں خود بھی شاعری کرتا ہوں اور شاعری کو پسند کرتا ہوں اور پیارے ریاض بھائی نے شاعری بہت حوصلہ افزائی کرتے ہیں یہ انہماکی خوشی کی بات ہے اور اپنے ادبی ذوق کو سنوارنے کے لیے اچھے موقع بھی ملتے ہیں کہانیوں میں عاشق حسین کی ایک اور لوسنوری سے شروع ہو کر ریاض حسین رگوں میں کاتے پڑھتے ہوئے شاز یہ جاوید کی کسک، بھی پوری ہوئی مگر نعت محمود کی زندگی کی دھوپ چھاؤں نے لہور مس افشاں کی دیوبول محبت کے، زندگی کو پیار محبت میں پرو دیا اور پھر میرا ارمان کی یادوں کے برستے بادل نے تو یادوں میں لا کے چھوڑ دیا مگر اشفاق بت کا انتظار کرنا بھی بہت اچھا لگتا ہے اسی انتظار میں منیر رضا نے کہہ دیا کہ لوگ چھوڑ دیتے ہیں زبردست مگر بھلا ہوندا ہم عباس کا جنہوں نے پیار کی جیت کرا دی بھی رانٹر نے بہت اچھا لکھا ہے کہیں یہ دل اداس ہو تو کہیں یہ خوشیوں کے آنسو چھلکتے ہیں زندگی تو یقیناً امتحان ہے لہور جواب عرض کی بے مثال تحریریں پڑھ کر لوگوں کے حالات زندگی پڑھ کر اپنی زندگیوں کو سنوارنے اور زندگی کے نشیب و فراز کو سمجھنے کا بہترین موقع ملتا ہے سب قارئین کو دل کی گہرائیوں سے سلام۔

عبدالجبار رومی۔ انصاری لاہور۔

جواب عرض ایک اچھا رسالہ ہے اللہ اس کو چار چاند لگائے میرا یہ پہلا خط ہے امید ہے مجھے بھی شامل کریں گے مارچ کا جواب عرج مجھے بہت لیت ملا چلو کوئی گل نہیں مل تا گیا اس بار جواب عرض کا تمام مکمل بہت اچھا تھا اور پھر اس میں تمام کہانیاں بھی بہت اچھی تھیں مبارکباد آئندہ بھی لکھتے رہتا راشد اور ریاض بھائی کی سنوری نظر نہیں آ رہی۔ ایم یعقوب، ملا الفقار علی، آصف علی، رانا وسیم اکرم، مقصود احمد، اور میرا دوست راشد لطیف صبر سے دلائل تمام دستوں کو سلام جواب عرض کے تمام شاف کو میرا بھتیجوں بھرا سلام۔

محمد سلیم مینو کوٹھہ کلاس والا۔

پورے شاف کو سلام عقیدت۔

اپریل کا جواب عرض پڑھ کر بہت خوش ہوا اپنی کوئی چیز نہ پا کر دل کو دکھ ہوا مگر کوئی بات نہیں اسلامی صفحے نے بہت مزہ دیا اور پھر ابھرتے ہوئے شاعروں میں آپ کی کشور کرن، عابدہ رانی، ثویہ حسین، مس فوزیہ کنول کی شاعری پسند آئی ماں سے پیار کا اظہار۔ مجھے شکوہ ہے زندگی کی ڈائری میرا بہترین دوست، مگدستہ مختصر اشتہارات، رشتے، نا طے دکھ درد ہمارے، آئندہ رو برو، سب کال اچھے ہیں اور اگر کہانیوں کی بات کی جائے تو کہانیوں میں ویران زندگی آپ کی کشور کرن کی اور تیری یاد ساتھ ہے ہاں مس فوزیہ کنول کی وہ شخص قیامت تھا محمد اشرف زبانی دل، وہ لڑکی کون تھی عابد شاہ، کیسا نصیب میرا اور نعت محمود، تقدیر کی جیت خرم شہزاد، محفل چشتی محبت شمر

آئندہ رو برو جواب عرض 33 جلدی 2014 جلدی 2014 Digest.pk

احمد، تیرے انتقاد میں عاصمہ انصاری، خود غرض محبت محمد یونس تازہ، آخر کیوں بے وفاماجدہ رتیبہ، ہائے محبت ایم عاصمہ شاہ کر، ویران گلشن ایم جاوید نسیم چوہدری ممانو انجمنی ان سب کو اتنی اچھی کہانیاں لکھتے پر مہا کہاد پیش کرتا ہوں آخر میں تمام رائٹرز کو سلام۔

محمد خادم بنگ ڈیرہ مراد جمالی

مارچ کا شمارہ ملا جیسے دیکھ کر بہت خوش ہوئی دن تین بجے مجھے رسالہ مل اور رات بارہ بجے تک میں نے پورا کا پورا پڑھ لیا اور پھر سزا کیا طبعی صبح کو سرور و دقا فجر کی نماز بھی نہ پڑھ سکی فریسیں بہت ہی زبردست ہوتی ہیں نصیر رضا کی ساری کی ساری غزلیں اچھی تھیں اور کہانیاں سب کی بہت اچھی تھیں اللہ قالم سے لکھنے والے ہاتھ سلامت رکھے ایک شکایت ہے بھائی کہ نائل کوئی سادہ سا ہونا چاہئے کیوں کہ رسالہ جو دیکھی ہے اس لیے نائل بھی سادہ ہی لگا کر میں صد ا حسنین صد اکو مبارک باد گفٹ ملے کیا اور باقی بھی سب کو مبارک ہو دعا ہے جواب غرض دن دینی رات چوٹی ترقی کرے آمین۔

عافیہ گوئدل جہلم

جواب غرض سٹی کا شمارہ ملا جو کہ میرے ہاتھوں میں ہے خرے کی بات یہ ہے کہ اس میں میرا خط تھا مگر میرا نام نامعلوم لکھا ہوا تھا یہاں تک میرا خیال ہے کہ وہ بھائی ندیم نے عباس میوالی نے نقل انھا کر سینڈ کر دیا ہوگا اور جو اصل تھا وہ غائب کر دیا ہوگا خیر کوئی بات نہیں مجھے تو معلوم ہے ہاں میرا خط ہے کہانیوں کی طرف آتے ہیں میرا نصیب آپ کی کشور کرن کی۔ بھول سیدہ امامہ علی، انتقام، یونس تازہ، بہت ہی پسند آئیں باقی اتنی جلدی تو نہیں پڑھ سکتے چوبیس کو شمارہ ملا اور انھیں کو پڑھ لیا باقی مصباح کریم میوالی صلابہ جلدی جلدی ہے اپنا لیٹر لکھو ورنہ میرا ہونے جانے کی ان کی غزلیں بھی بہت پسند آئیں جو کہ آپ کی نادیدہ کے نام تھیں سب فریڈز کو میری طرف سے سلام۔

فرخندہ جیس بہاولپور

سٹی کا جواب غرض چوبیس اپریل کو ملا سب سے پہلی اسلامی صفحہ پڑھا جو کہ کچھ تو میرا ہی تھا باقی بھی بہت پسند آیا میری چیزیں بھی شکر ہے شمارہ کا حصہ تو بنی ورنہ خط کے سوا کچھ شائع ہی نہیں ہوتا آپ کی کشور کرن کا نہیں دیکھ کر نے کا بہت شکر بہت بہت شکر یہ اور ان کی ستوری میرا نصیب پر مبارکباد آپ کی جان ہم سے جواب غرض کے لیے کوئی ستوری نہیں لکھی جانی لیکن خوف ناک کے لیے ہم نے دو ستوریاں بھیج دیں ہیں مگر امید ہے جلدی لگ جائیں گی خیر ہم بھی میوالی ضدی ہیں لکھتے ہی رہیں گے، پچھتاوا داراشد لطیف۔ میرا احمد پگلی لڑکی، ایسی دولت کس کام کی اچھی کہانیاں تھیں ان کو ہماری طرف سے بہت بہت مبارک ہوا یگزام کے بعد کوئی اور ستوری لکھیں گے اب تو ہمیں ہر طرف وہی نظر آتے ہیں غزلوں میں آپ کی کشور کرن، عابدورانی، مصباح کریم میوالی، اور خطوط کی طرف سے کیا ہی بات ہے مالی ڈیئر سسٹر فرخندہ جیس کی ایک شمارے میں دو خط کمال ہے لکھ مزاتب ہے کہ آپ خود لکھیں کسی سے لکھوانا الگ بات ہے تمام چوکی والوں کو میری طرف سے سلام۔

محمد ندیم عباس میوالی۔ چوکی

جون کا شمارہ مال پڑھ کر بہت خوشی ہوئی ہر چیز اپنی مثال آپ ہے اسلامی صفحہ۔ ماں کی یاد میں۔ کہانیاں ابھرتے ہوئے شاعر، غزلیں نظمیں۔ شعر و شاعری۔ گلدستہ۔ ڈائریز، مختصر ملاقات، ہشتے ناطے، دوکھ درد، ہمارے، سب ہی اپنی جگہ پر بہت خوب صورتی سے سجائے گئے ہیں اور بہت ہی خوشی کی بات ہے کہ ایک نہیں دو دو کا لم بنے لگے ہیں ایک میں نے جواب غرض کیوں پڑھنا شروع کیا اور اور دوسرا ماں کی یاد میں میں نے نجانے

ولائی 2014

Digest.pk

جواب غرض 236

آئینہ رویداد

کب کا لکھ کر بھیجا ہوا تھا خدا کا شکر ہے میری دعا سنی گئی اور مجھے امید ہے کہ ایسا ہی ماں کی یاد میں ہر ماہ لکھے گا ماں سے پیار کا اظہار بہت چھوٹا کالم ہے جس کو پڑھ کر مہربانیاں آتا ہوں کہ بارے میں ایسی تحریر ہو جو پڑھ کر آنکھیں خود بخود ہی چمک پڑیں اور ہو سکتا ہے کسی نافرمان کو یہ صفحہ پڑھ کر ماں کی فرمانبرداری کا احساس ہو جائے اور اس کی ماں اس پر اسی دنیا میں ہی خوش ہو جائے ادارہ والوں سے ریکوریٹ ہے کہ ماں کی یاد میں تفصیلی صفحہ چلنا رہنے دیں اور قلم کے بعد خوشی ملتی ہے کالم اچھا کیا بند کر دیا اور کی جگہ میں نے جواب عرض کیوں پڑھنا شروع کیا بہت اچھا ہر کوئی اپنی رائے دے گا کہ اس کو جواب عرض سے کیسے پیار ہوا تھا اس کو کیا دکھ تھا ہر کسی کے دل کی بات جواب عرض کی زینت بنے گی تو بہنوں بھائیوں ان کالمز میں دل کھول کر حصہ لیں مجھے مت رہ جانا دل کھول کر ماں سے پیار کا اظہار کریں اور اپنے دل کی باتیں اپنے ان دوستوں تک پہنچائیں جن کی وجہ سے آپ کے جواب عرض پڑھنا شروع کیا تھا کچھ سیرالڈ آپ کو خوش رکھے ہماری تحریروں کو بہت عزت دی ہوئی ہے جواب عرض اب اللہ کے کرم سے بہت آگے جا رہا ہے اور دعا ہے ہم سب اس کی محفل کو پونہی جتنے کھیلے کہیں گاتے کہیں پڑھتے کہیں گلہ سنے کے لطائف سے فیض اور کہیں پیاری باتیں کہیں دھمی ٹکری اور کہیں ماں کی شان کہیں تو کہیں لیٹر کے ذریعے اپنے دوستوں کے پیغامات کتنی خوشی کی بات ہے اگر ہم سب یہ محفل اسی کی طرح سچائے رہیں تو ہر سالے میں یہ بات جواب عرض تو لا جواب ہے باقی کہانیوں میں مجھے جو سب سے زیادہ پسند آئیں وہ عشق تیرے دیچ جوگی ہوا گند، لور دکھ سکھ اپنے، آدمی رات کی دستک، کیا کھویا کیا پایا، ویری گند یہ کہانیاں خاص الخاص تعریف کے قابل ہیں ان کو مبارکباد اسی طرح اس محفل کو چار چاند لگائے رکھنا اور جو میری تحریروں کو پسند کرتے ہیں ان کا بہت بہت شکریہ اٹھیں بہن بھائیوں کی حوصلہ افزائی سے ہی تو رائٹر کا اندر کا انسان قلم کے ذریعے باہر آتا ہے خیر اللہ پاک سب کو مزید نکھار دے آمین اور سچ مانو اس بار جواب عرض نے بہت دل خوش کیا ہے اور ندا عباس کا شکریہ اس نے غلطیوں میں میری تعریف کی میں آپ کی دعاؤں میں اور خوشی ہوئی کہ آپ کو آپ کی انیس سال زندگی میں صرف ایک صرف میری ہی ایک کہانی پسند آئی کھیلکس۔ مطلب آئی ایم گند تک آپ کی نظر میں بہت خوشی ہوئی ویری ویری کھیلکس اور مصباح کریم میوالی اور بھائی ندیم عباس آپ کو بھی شکریہ میری تحریروں کو پسند کرنے کا باقی سب کا بھی بہت شکریہ نام نہیں لکھ سکتی کیوں کہ ادارے والے نجانے اتنا لبا خط دیکھ کر روئی کی نوکری کی بھوک پیاس نہ بھجادیں ڈر لگ رہا ہے پلیز یہ خط شائع ضرور کرنا آئندہ لاتا ہوا نہیں لکھوں گی آخر میں سب کے لیے ذمہ داروں دعا میں اور سلام جواب عرض کی ترقی کے لیے دعا گو ہوں دن رات چوگنی ترقی کی منزل ملے کرتا رہے (آمین)

کشور کرن چوکی

قارئین جواب عرض کے نام۔

کچھ قارئین کرام اپنے خطوط میں لڑکیوں کے نام دوستی کا پیغام دینا شروع ہو گئے ہیں اور اس کے علاوہ بھی بہت کچھ اٹل چٹانک لکھ دیتے ہیں ہم نے پہلے بھی لکھا تھا کہ ہم بھی کسی کی ذات پر کوئی بھی تنقیدی لیٹر نہیں لگائیں گے صرف اور صرف وہ لگاتے ہیں جو رسالے کے بارے میں ہوتا ہے اگر کچھ ایسی باتیں ہم شادت کر دیتے ہیں تو اپنے اور آپ کے فائدے کے لیے ایسا کرتے ہیں جس سے کوئی ایسا مسئلہ نہ بن جائے ادارہ جو کرتا ہے بہتر کرتا ہے لیکن لوگ اپنی انا کو لے کر مت لکھیں تاکہ کسی کی ذات پر کوئی حرف نہ آئے کچھ لوگ میسج کے ذریعے اپنا نام چلانے کی کوشش کرتے ہیں ایسا بھی نہیں ہو سکتا اتنا نا تمہارے پاس نہیں ہوتا کہ ہم بیچ نکال

ایجو لائی 2014

Digest.pk

کچی جواب عرض میں مختصر اشتہارات کیلئے استعمال کریں

آپ کے دیئے گئے ان اشتہارات کا مضمون بے حد مختصر واضح اور خوشخط انداز میں ہونا چاہئے
اگر اشتہار کمرشل ہے تو اس کی لمبائی ۸۰ روپے ارسال کریں۔ اور اشتہار ضائع کر دیا جائے گا۔ ایڈیٹر

نام مکمل پتہ

کچی ملاقات کیلئے

اگر ان میں ہذا قورل مکرر ہے تو پتہ کے ساتھ کسی قسم کی کوئی بھی ایک کٹ ارسال کر دینا
اپنے کے لئے آپ کا قورل شائع نہیں کیا جائے۔

جواب عرض

نام عمر

مکمل پتہ

اس کو پتہ کے مطابق
اپنی ایکسٹرنل تصویر
ارسال کریں ہم شائع
کریں گے۔ ایڈیٹر

مفت نامہ

Digest.pk جواب نمبر 238

کر بیٹھے رہیں جو کچھ بھی بھیجنا ہے لکھ کر بھیجیں ہم آپ کی تحریروں کو بھیج رہے ہیں۔ ہمارے پاس جو تحریروں پر دی ہوئی ہیں وہ اپنی باری پر سب لگتی ہیں ہر چیز باری آنے پر قہر آگے نکلتا۔ کتاب عرض کے قارئین بلکہ پورا شاف ادارہ کی نصیحت پر عمل کریں۔ شکریہ

ادارہ جواب عرض

اسلام علیکم۔

کچھ عرصہ غائب رہنے کے بعد پھر جواب عرض پڑھنے کا شوق ہوا کچھ مجبور یاں تمہیں جواب دینے پر پندیدہ رسالہ جواب عرض سے دور رہا اور اب موقع ملا تو سیدھا اخبار فروش کے پاس گیا اور اپنا جواب عرض لے لیا اب کچھ جواب عرض میں ہمارا بھی حصہ ڈال دیجئے گا کچھ شعر وغیرہ بھیج رہا ہوں ان کو اپنی نگرانی میں شائع کر دینا بہت شکریہ

ملک پرویز اختر

اسلام علیکم۔ ایڈیٹر صاحب امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے بہت دیر کے بعد لیٹر لکھ رہا ہوں پھر سے چند اشعار بھیج رہا ہوں برائے مہربانی ہمیشہ کی طرح شائع ضرور کرنا آپ کا مشکور رہوں گا میں جواب عرض بہت ہی شوق سے پڑھتا ہوں اس سے مجھے بہت ہی پیار ہے اس کے تمام سلسلے اور کہانیاں مجھے بہت ہی پسند ہیں امید ہے کہ یہ رسالہ اسی طرح ترقی کرتا رہے گا۔

چاند بھٹی ڈوگر انوالی۔ چونڈہ

محترم جناب ایڈیٹر صاحب۔ اسلام علیکم۔ کافی عرصہ ہو گیا ہے کہ میں جواب عرض کی محفل سے دور رہا ہوں کیونکہ میری صحت بہت ہی خراب ہو گئی تھی اور اب بھی کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ سب قارئین سے گزارش ہے کہ میرے لیے دعا کریں کہ اللہ پاک مجھے صحت کاملہ عطا فرمائے۔ میری طرف سے ایس فہرام جھنگ سنی کو چاہتوں پھر اسلام قبول ہو۔

حسن رضا۔ رکن سنی

محترم جناب ایڈیٹر صاحب۔ اسلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ جواب کا تازہ شمارہ پڑھا بہت ہی پسند آیا۔ میں اس میں آج پھر ایک کہانی بھیج رہی ہوں امید ہے کہ آپ اسے جلد کسی قلمی شمارے میں شمارے میں شامل کریں گے۔ میری دعا میں اس رسالے کے ساتھ ہیں امید کرتی ہوں کہ یہ رسالہ دین دہی رات چوگنی ترقی کرے۔ آمین۔ میری کہانیاں شائع کرنے کا بہت شکریہ۔

شمینہ بٹ۔ لاہور

محترم جناب ایڈیٹر صاحب۔ اسلام علیکم۔ جواب عرض کا میں دیوانہ ہوں لیکن کچھ ایسی مجبور یوں میں گرا رہا ہے کہ اس میں کچھ بھی نہ لکھ سکا پتہ نہیں میرے سامنے مجھے بھول گئے ہیں یا پھر ابھی میرا نام ان کو یاد ہے۔ بحر حال میں جلد ہی اپنی نئی شاعری کے ساتھ حاضر ہوں گا۔ باقی جواب عرض میں وہ حوا ہے جو کسی اور رسالے میں نہیں ہے۔

غلام رسول پری۔ کجنگ سنگھ والا۔

جولائی 2014

Digest.pk

آئینہ دور

جواب عرض

شعری پیغام اپنے پیاروں کے نام

جس کے لئے پیغام ہے، اس کا نام و مقام

نام شہر

پیغام (شعری شکل میں)

.....
.....
.....
.....

بھیجنے والے کا نام و مقام نام شہر

یہ کوہنکات کراں پر شعر لکھ کر ہمیں ارسال کر دیں

جواب عرض

نام شہر فون نمبر
.....
.....

..... عمل پیرہ
.....

Digest.pk

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✧ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✧ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✧ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریچ
- ✧ ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ✧ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو مائیل لنک
- ✧ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پریویو
- ✧ ہر پوسٹ کے ساتھ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریچ
- ✧ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✧ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1